

جو رسول اللہ اکرم ﷺ کو دیا اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اُس کا باز آجولو۔ (احقر)

روضۃ الاحادیث

اردو شرح

سنن ترمذی (ثانی)

جلد سوم

تالیف
محمد حسین صدیقی
استاذ حدیث جامعہ تنویریہ کراچی

زمزم پبلشرز



تو بگوں کہ تم کو بھی یہ کلمہ و نوریں سے کچھ کچھ ملے گا۔

روضۃ الاحزنی

از پیش

مسنن ترمذی (ثانی)

جلد سوم

تالیف
محمد حسین حسینی
مدرسہ اسلامیہ، لاہور

فائزہ
زمزم پبلشرز

جمہوریت کی شہر محفوعہ میں

رَضَوْنَهُ

— ۱۲۸ —

 $\sqrt{A} = \sqrt{2} \approx 1.414$

۱۰۰. _____ ایک بڑا پتھر ہے۔

۷۔ زمرہ پستیزہ کا ہے۔

چندایں چیزوں سے متعلق حکماء نے بیان کیا ہے:

0092 21-32729089 24

0032-21-32729675

zam01@pc.bernet.pk

ملاحظات: (1) C_{10}H_8 and C_{10}H_6 are not included in the list.



- میں نے دیکھتے

Madrasah Arabia Islamia
1 Alaud Avenue P.O. Box 2755
Araratville 1700, South Africa
Tel: 011 411 2736

Azhar Academy Ltd
 7th Floor, 11, 12, 13, 14
 Market Road, London E12 6LH
 Phone: 020 8911 9922

ISLAMIC BOOK CENTRE
154-21 Calverton Road, London
E11 2NE, U.K.
Tel/Fax: 01-547 3560/3561

12716-19 2 3 70/100 100 100 100

© 2011 by the author(s). Published by the American Psychological Association, 0893-3200/11/\$12.00 DOI: 10.1037/a0024296

Stylus: 1.50 = 15.00

تاریخ تہذیب و تمدن، مباحثہ

1. *U. lutea* L.

© 2013 Pearson Education, Inc. All rights reserved. Printed in the United States of America. This book is published under the Pearson Education imprint, Pearson Education, Inc., 501 Boylston Street, Boston, MA 02116.

اجمالی فہرست

۲۲	ابوہریرہؓ: القراءۃ سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۴	بات نامہ: ان القوم انہم یأتون منی بایہ الخوامیہ
۴	بات
۴۳	باب
۵۵	ابوہریرہؓ: تفسیر القراءت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۱	بات ما خلا فی البقی یفسر القرآن برأید
۵۱	بات: ومن سورۃ فاتحۃ الكتاب
۶	بات: ومن سورۃ الفجر
۹۵	بات: ومن سورۃ البقرہ
۱۱۳	بات: ومن سورۃ البقرہ
۱۱۶	ومن سورۃ المائدہ
۱۱۹	ومن سورۃ الانعام
۱۸۱	ومن سورۃ الاحزاب
۱۸۶	ومن سورۃ المتعل
۱۹۵	ومن سورۃ التوبہ
۲۶۴	ومن سورۃ یونس
۲۶۶	ومن سورۃ ہود
۳۳۵	ومن سورۃ یوسف
۳۳۸	ومن سورۃ الزمر
۳۴۰	سورۃ ابراہیم
۳۵۵	سورۃ الحج
۳۵۶	من سورۃ النحل
۳۵۹	ومن سورۃ بنی اسرائیل
۳۶۱	ومن سورۃ الفاتحہ

٢٧٧	من سورة مؤمن
٢٨٦	ومن سورة طه
٢٨٨	من سورة الأنبياء
٢٩٤	من سورة الحج
٢٩٦	من سورة المؤمنون
٢٩٦	ومن سورة النور
٢٩٦	ومن سورة الفرقان
٢٩٦	ومن سورة الشعراء
٢٩٦	ومن سورة النمل
٢٩٦	ومن سورة القصص
٢٩٧	ومن سورة العنكبوت
٢٩٩	ومن سورة الروم
٣٠٢	ومن سورة المجاد
٣٠٦	ومن سورة النحل
٣٠٨	ومن سورة الأعراب
٣١٠	سورة الشب
٣١٩	سورة فاطر
٣٢١	سورة اس
٣٢٢	سورة الصافات
٣٢٦	سورة ص
٣٢٩	سورة الزمر
٣٣٠	سورة المؤمن
٣٣٦	سورة النحل
٣٣٦	سورة النور
٣٣٨	سورة الزمر
٣٣٩	سورة الأعراب
٣٤٠	سورة الأعراب

- ۵۶۰ باب بیست
- ۵۷۰ باب بیست
- ۵۷۱ باب حاجه فی القوم یعلیون یدکروا الله مالک من الفضل
- ۵۷۴ باب حاجه فی القوم یعلیون لا یدکروا الله
- ۵۷۵ باب حاجه فی دعوة المسلم تسبیحه
- ۵۷۹ باب حاجه فی الذم الذم الذم
- ۵۷۹ باب حاجه فی رفع الیدی عند الدعاء
- ۵۸۱ باب حاجه فی من یستعجل فی دعائه
- ۵۸۲ باب حاجه فی الدعاء اذا أصبح واذا أمس
- ۵۸۷ باب بیست
- ۵۸۸ باب بیست
- ۵۹۰ باب حاجه فی الدعاء بما اوی الی فرائضه
- ۵۹۲ باب بیست
- ۵۹۴ باب بیست
- ۵۹۶ باب بیست
- ۵۹۷ باب بیست
- ۵۹۹ باب حاجه فی غیر القرآن عند المنام
- ۶۰۰ باب بیست
- ۶۰۴ باب بیست
- ۶۰۵ باب حاجه فی التوسیع والتخیر والتعجیل عند المنام
- ۶۰۷ باب بیست
- ۶۱۰ باب حاجه فی الدعاء اذا اشته من اللیل
- ۶۱۱ باب بیست
- ۶۱۶ باب بیست
- ۶۱۷ باب حاجه فی الدعاء عند الصباح والمساءة باللیل

١٦٥	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ
١٦٦	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ
١٦٧	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ
١٦٨	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ
١٦٩	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٠	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧١	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٢	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٣	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٤	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٥	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٦	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٧	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٨	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٧٩	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٠	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨١	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٢	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٣	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٤	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٥	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٦	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٧	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٨	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٨٩	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا
١٩٠	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى نَجَسًا

- ۶۶۱ یَا مَاحِدٌ، فِی فَصْلِ الْفَتْحِ وَالْكَسْرِ وَالشَّوْكِ وَالْحَمْدِ
- ۶۶۲ بَابُ
- ۶۶۳ بَابُ
- ۶۶۴ نَابُ
- ۶۶۵ بَابُ
- ۶۶۶ بَابُ
- ۶۶۷ بَابُ مَا جَاءَ مِنْ دَعْوَاتِ عَنِ عُمَرَ بْنِ الْوَلَدِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
- ۶۶۸ بَابُ
- ۶۶۹ بَابُ
- ۶۷۰ بَابُ
- ۶۷۱ بَابُ
- ۶۷۲ بَابُ
- ۶۷۳ بَابُ
- ۶۷۴ بَابُ
- ۶۷۵ بَابُ
- ۶۷۶ بَابُ
- ۶۷۷ بَابُ
- ۶۷۸ بَابُ
- ۶۷۹ بَابُ
- ۶۸۰ بَابُ
- ۶۸۱ بَابُ
- ۶۸۲ بَابُ
- ۶۸۳ بَابُ
- ۶۸۴ بَابُ
- ۶۸۵ بَابُ
- ۶۸۶ بَابُ
- ۶۸۷ بَابُ
- ۶۸۸ بَابُ
- ۶۸۹ بَابُ
- ۶۹۰ بَابُ
- ۶۹۱ بَابُ
- ۶۹۲ بَابُ
- ۶۹۳ بَابُ
- ۶۹۴ بَابُ
- ۶۹۵ بَابُ
- ۶۹۶ بَابُ
- ۶۹۷ بَابُ
- ۶۹۸ بَابُ
- ۶۹۹ بَابُ
- ۷۰۰ بَابُ

۱۹۳	موت پر ان کے من میں (اشیاء کا ذکر)
۱۹۴	یہ ہے وہ ۲۰ کوئی کلمہ نہ پڑھا میں
۱۹۵	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۰۱	موت پر ان کے من میں (اشیاء کا ذکر)
۲۰۳	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۰۴	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۱۳	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۱۷	موت پر ان کے من میں (اشیاء کا ذکر)
۲۲۸	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۳۰	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۳۲	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۳۵	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۳۶	یہ وہ کتاب اعمالِ خیر
۲۳۷	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۳۹	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۴۳	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۴۵	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۴۶	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۴۷	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۴۸	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۴۹	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۰	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۱	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۲	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۳	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۴	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۵	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۶	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۷	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۸	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۵۹	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں
۲۶۰	پہنچا تو پہلے بچہ کا گھنٹا کی گھنٹہ باز میں

۳۸۳	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۸۵	یہ طوفان خون جو ان دنوں آیا تو
۳۸۶	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۹۰	نئی کریم جو آئے تھے ان کی زبانیں رکھا
۳۹۱	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۹۴	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۹۶	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۹۵	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۹۸	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۳۹۹	شان نزول
۴۰۰	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۰۳	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۱۸	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۲۲	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۲۷	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۳۰	اس آیت کے نزول کے بعد چند صحابہ کرام کا حال
۴۳۰	شان نزول
۴۳۱	خوف کو جسے اللہ بتا دے وہ کفر کا ہے
۴۳۳	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۳۳	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۳۷	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۳۹	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۴۷	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۴۹	شان نزول
۴۵۱	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۵۳	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں
۴۵۸	پہلی آیت: یہ اب ہے سورہ صافات کی تفسیر کے بیان میں

[illegible]

- ۶۰۵ ذی القعدة : باب ہے سوتے وقت نئی انگوٹھ لٹھو کئے کے بیان میں
- ۶۰۷ ذی القعدة : باب ہے ان سے متعلق
- ۶۰۹ ان کھانے کو پہنچنے والوں کو کہا گیا
- ۶۱۰ ذی القعدة : باب ہے رات کو آنکھوں پر پانی پانی والی دھار کے بیان میں
- ۶۱۱ ذی القعدة : باب ہے ای کے بارے میں
- ۶۱۲ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۱۳ ذی القعدة : باب ہے رات کو نرس (نرس) کے لئے اچھے تو کئے گئے اس کے بیان میں
- ۶۱۴ پورے ماسب پر مشتمل جانتے
- ۶۱۵ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۱۷ ذی القعدة : باب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی رو کے بیان میں
- ۶۱۸ ذی القعدة : باب ہے
- ۶۱۹ ذی القعدة : باب ہے ہر روز صبح میں پانچ گھنٹے کے بیان میں
- ۶۲۰ ذی القعدة : باب ہے شہر کے نکلنے والے کے بیان میں
- ۶۲۱ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۲۲ ذی القعدة : باب ہے ہر روز میں داخل ہونے والے کے بارے میں
- ۶۲۳ ذی القعدة : باب ہے مسجد بنے کوئی یہ بتا دینا چاہئے اس کے بیان میں
- ۶۲۴ ذی القعدة : باب ہے مسجد بننے کوئی یہ بتا دینا چاہئے اس کے بیان میں
- ۶۲۵ ذی القعدة : باب ہے مجلس سے سزا پر توجہ دینے کے بیان میں
- ۶۲۶ ذی القعدة : باب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پانچ گھنٹے کے بیان میں
- ۶۲۷ ذی القعدة : باب ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے بیان میں
- ۶۲۸ ذی القعدة : باب ہے سزا دینے کے وقت کے بیان میں
- ۶۲۹ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۳۰ ذی القعدة : باب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی کہ اس کے بیان میں
- ۶۳۱ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۳۲ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۳۳ ذی القعدة : باب ہے ان کے بارے میں
- ۶۳۴ ذی القعدة : باب ہے سفر کی دعا کے بیان میں

۱۸۵	ہامیہ
۱۸۸	ہامیہ: باب ۱۰، جین پریکٹکس کے لیے چن
۱۹۹	شہنشاہ خیر
۱۹۰	مہنہ کیلئے فیاضیاتی
۱۹۱	اکا ہاں (اندر)
۱۹۵	یاہر (مشرق)
۲۰۰	نہر، اور خوش تر، نے کا طریقہ
۲۰۷	ہامیہ
۲۰۸	ہامیہ
۲۱۰	ہامیہ
۲۱۱	ہامیہ
۲۱۲	ہامیہ
۲۱۶	ہامیہ
۲۱۷	ہامیہ
۲۱۸	ہامیہ
۲۲۱	فرق تار کے بعد کر کے کاظم
۲۲۲	ہامیہ
۲۲۳	ہامیہ
۲۲۵	ہامیہ
۲۲۶	ہامیہ



تقریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والصفوة والسلام على نبينا المصطفى وعلى آله واصحابه الأئمة هب نجوم الهدى
الاجد كرم شيخ الحديث حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حسین صدیقی صاحب (فظہ اللہ تعالیٰ بوعلو) پاکستان کے ممتاز محدث، فاضلہ جامعہ
بنوریہ کراچی کے جلد اساتذہ میں سرفہرست ہیں۔ رزقہ اللہ دوام التوفیق وسدد البدایا خلاصہ۔ ان کی کوشش قدر و قیمت نایف
رہنمہ الاحادیث شریف شہنشاہ اترپردہ کی جہد نونی کے بالا اعتبار مطالعہ سے آج بھی منور اور دل و دماغ مطہر ہوئے۔

ماشاء اللہ حالی محترم صدیقی صاحب نے ہمارے سوسہ مخدوم حضرت مولانا عاشق الہی بلذہ شریفی نور اللہ ضریح کے فرمائش پر سن
ترہذی جلد ثانی کی یہ سند پر یہ ایہ ناز شرح معتدہ مصادر و مراجع اور اکابر علماء کرام کے ذریعہ اہل توحید میں کما حقہ تصنیف و تدقیق اور
چرے رابطہ تحصیل کے ساتھ شریعتی ثقافت و روایات میں شائع فرما کر شائقین معارف حدیث کو ایک عظیم شاندار علمی تحفہ سے نوازا ہے۔
روایت الاحادیث اپنی ممتاز خصوصیات کی بدولت بجا طور پر روایت الاحادیث کی (اسم باسمنی) ہے محترم مولف محقر نے امام ترمذی
رحمۃ اللہ علیہ کی تفصیلی ترجمہ (سوانح حیات) تصنیف محدثین کرام سے ہائے سخن ترمذی کی تمام اور تمام ترمذی کی مشہور اصطلاحات
سنن ترمذی کے اثر و زور و ذکر کرنے اور اعراب کا خاص نظام بر حدیث کا مطلب خیر ترجمہ مفصل تشریح و تفسیر کے بعد خلاصہ پھر
حدیث سے وابستہ دیگر کتب احادیث کے حوالے (تفریع حدیث) فرما کر اور مشکل اختلافی اقوال، اسلامی معنی اور مختلف لہجہ اہل میں
اکہ کرام کے غائب متعارف روایات میں تحقیق احادیث میں ذکر شدہ حیوانات کی خصوصیات اور چار و تربیت (۱۶۳) روایت کے
مختلف تراجم و حالات میں وفات و دیگر اہم خصوصیات کی بنا پر روایت الاحادیث ایک مغرور علمی شکار ہے یقیناً ہمارے دور کی ایک بہترین
قلمی تصنیف ہے اس کو دیکھ کر محققین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بانگ و ب لہجہ میں جل جلالہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے معمولی فضل
و کرم سے محترم شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر محمد حسین کی زندگی میں برکت و عافیت فرمائے کہ وہ اپنی نگاہ پر اس عظیم الشان شریف کی تکمیل فرمادے
اور اسی طرح حدیث کی دیگر کتب کے شرح کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمادے۔

محفوظ ہو کہ وہ ایہ ناز سے مسلم شریف پر بھی کام کرے جس قدر تعالیٰ ان کو تکمیل کروائے اور تمام معارف و احوال کے شراہات
سے استفادہ کی توفیق عطا فرمادے "وما ذلک علی اللہ عزیز و ہر دئے الترویج و ہندلہ و کوشہ تم الفضائل ربی اللہ
نعلمی عنی نبیہ وجہ الصادق الامین و علی آله و صحبہ و من تبعہم من حملہ کتاب و نللا احادیث الی یوم الدین"

کتبہ شیر علی شاہ کون اقلہ

خدم اہل اہلہ بجلد و دار السلام اکتایہ اکڑہ خٹک

دارمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

أَبْوَابُ الْقِرَاءَةِ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص: ١٧٠، ص: ١٧١)

یہ ابواب ہیں قراءت کے بیان میں

جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری و سب سے بڑا کلام ہے اور کیا اس تک کے لئے حادِ نبوت ہے اس کو پڑھنے والے دنیا کے تمام لوگوں اور قیامت تک کے لوگوں میں گئے اس لئے لوگوں کی آسمانی کے لئے شریعت نے قرآن کے الفاظ کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی۔ چہ اسی کو قرأت کہہ جاتا ہے۔ اس میں کئی مشروک و موقوف کے ساتھ مکلف و انقضاء کا لفظ و آیت کو کو انقضاء کا لفظ و آیت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور بھی مذکور و موقوف کے صیغہ سے ہر وقت کو مقرر کے صیغہ سے بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً لا یغنیٰ عنہم ولا یغنیٰ۔

ی طرح بھی مدنی اصفاف کے ساتھ بھی پرستار ملاؤں میں حال ہی غیب اللہ بھی یہ کہہ سکتے ہیں اور غیب اللہ بھی
 یہ کہہ سکتے ہیں۔

یہی طرح انھوں نے اختلاف کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً مذکورہ جگہ پر قصر اور تعری کی جگہ پر مد۔ انھوں نے جہد پر اضعاف اور ہونہ کی جگہ پر انقباض و غیرہ۔ اسی طرح قرآن و مختلف قرأت میں پڑھ سکتے ہیں اسی پر حجاز کا اتعاق ہے۔
آگے صریح میں بھی اسی قسم کے اختلاف کو بیان کیا جا رہا ہے۔

٣٤٧ - حدثنا علي بن حنبل نا يحيى بن سعيد الأموي عن ابن جريج عن ابن أبي مليكة عن أم سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقطع فراءه بقر العمد لله رب العالمين ثم ينفذ الرخس الرحيم ثم يقطع وكان يقرأها عليك يوم الدين هذا حديث غريب وبه يقرأ أبو غنيم ويخاره هكذا روى يحيى بن سعيد الأموي وعبد الوهاب عن ابن جريج عن ابن أبي مليكة عن أم سلمة وليس بسادة بمصلي لأن الحديث روى هذا الحديث عن ابن أبي مليكة عن ثعلبي بن مالك عن أم سلمة أنها وضعت فراء النبي صلى الله عليه وسلم غرقاً خروفاً وحديث الثيب أصح وليس في

حدیث الثابت "وَكَانَ يُقْرَأُ عَلَيْكَ يَوْمَ النَّبِيِّ" (ص ۲۰، ص ۲۶)

ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے ہوئے ہر آیت پر ثابت کرتے تھے یعنی اس طرح پڑھتے: "لَتَعْمَدَنَّ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" پھر پڑھتے: "الْكُرْهُنَّ الرَّجِيمَ" پھر رکعت اور پھر پڑھتے: "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" (اور پھر رکعت)۔ یہ حدیث قریب ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ اور یہی قراءت پڑھتے تھے۔ یعنی "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" کی جگہ "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" پڑھتے تھے۔ یحییٰ بن سعید اور کئی راوی بھی اسی جرح سے، ابن ابی ملیک سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی سند سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ اس لئے یہ حدیث ابن سعد، ابن ابی ملیک سے وہ یحییٰ بن ملیک سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان کی کہ ہر حرف الٹ الٹ کرتے تھے۔ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" پڑھتے تھے۔"

۳۰۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي نُوَيْسٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو بَكْرٍ وَغَيْرُهُمْ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَنَحْنُ فِيهِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَمْرُ بِهَذَا حَدِيثٌ هَذَا يُسَيِّحُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ سُلَيْمٍ وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ وَغَيْرُهُمْ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ. (ص ۲۶، ص ۲۷)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، عمر رضی اللہ عنہ، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور یہ انہما سے (کہ انس بن مالک نے) عثمان بن عفان کا نام بھی لیا) یہ سب حضرات "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" پڑھا کرتے تھے۔ یہ حدیث قریب ہے۔ انہوں نے حدیث کو زہری کی اس سند سے روایت سے صرف شیخ ابوبکر بن سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ زہری کے بعض ساتھی یہ حدیث زہری سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ سب "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" پڑھتے تھے۔ عبد الرزاق بھی عمر سے وہ زہری سے اور وہ سعید بن جب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ "مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" پڑھتے تھے۔"

۳۰۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو بَكْرٍ وَغَيْرُهُمْ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَنَحْنُ فِيهِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَمْرُ بِهَذَا حَدِيثٌ هَذَا يُسَيِّحُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ وَغَيْرُهُمْ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ كَانُوا يَقْرَأُونَ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ. (ص ۲۶، ص ۲۷)

ضَمُّ بَا ابْنِ التَّمَارِکِ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیدَ عَنْ ابْنِ الْأَسَدِ سَمِعَهُ یَا أَبُو عُبَیْدٍ یُحَدِّثُ عَنْ یَزِیدَ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیدَ وَهَذَا حَدِیثٌ خَسٌّ عَرَبِیٌّ قَالَ مُجَمَّدٌ تَعَدَّى إِلَى تَعْبَارَکَ بِهَذَا لِحَدِیثِهِ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیدَ وَهَذَا الْفَرَاغُ عَلَیْهِ وَالْعَبْرُ بِالْعَبْرِ إِذَا كُنَّ بَعْدَ التَّحْمِیْلِ (ص ۳۳۳)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے یہ آیت کی طرح سنی "أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَبْرُ بِالْعَبْرِ" سوید بن قیس بھی ان سے کہے ہیں کہ میں نے یونس بن یزید سے یہ آیت سنی ہے۔ امام بخاری نے اسے کہتے ہیں کہ ان سے کہ ان حدیث کی روایت کرنے میں غلطی ہے۔ ابو سعید نے اس حدیث کی انتہا میں یہ آیت ان طرح پڑھی۔"

۳۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَادٍ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَدْنَةَ نَا سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ خَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هَلْیَ سَنُطِيعُ ثُمَّ هَذَا حَدِیثٌ عَرَبِیٌّ لَا نَعْرِضُهُ إِلَّا مِنْ حَدِیثِ یُسَیْبِ بْنِ خَرِیظٍ وَیُسَیْبُ بْنُ خَرِیظٍ بِسَمْعِهِ بِالْحَوْصِ وَیُسَیْبُ بْنُ سَلَمَةَ وَعَلِيُّ بْنُ زَادٍ یُنْقِلُ عَنْ الْأَعْمَشِ یُصَحِّحُ فِي الْأَخْبَارِ (ص ۳۳۳)

ترجمہ: "حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "هَلْیَ سَنُطِيعُ" (یعنی کیا تم اپنے رب سے اس کی طاقت رکھتے ہو) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف دشقین کی روایت سے پاس کرتے ہیں اور یہ ضعیف ہے۔ پھر عبد الرحمن بن زیاد اور یونس بن یزید بھی ضعیف ہیں۔ بعد ازیں اس کی سند ضعیف ہے۔"

۳۰۱ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشَجِيُّ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَفْصٍ نَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ شَهْرِ بْنِ خُوْصَابٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتْلُو آيَةَ عِصَى خَالِدٍ مِمَّا صَلَّحَ هَذَا حَدِیثٌ قَدْ رَوَاهُ عُقْبَةُ وَابُو عَوْنٍ ثَابِتُ الثَّمَالِيُّ بِهَذَا وَهُوَ حَدِیثٌ ذَاتُ الثَّلَاثِ وَقَدْ رَوَى هَذَا لِحَدِیثِهِ أَخْبَارٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ خُوْصَابٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بَلَّتْ يَزِيدَ وَسَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَزِيدَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ جَاءَ الْحَبَشِيُّ عِنْدِي وَاجِدٌ وَقَدْ رَأَى شَهْرَ بْنَ خُوْصَابٍ أَخْبَرَ حَدِیثَهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ وَهِيَ أَنْصَارِيَّةٌ يَزِيدَ وَقَدْ رَوَاهُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ ثَرْوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَاسْمُ نَحْوِ هَذَا (ص ۳۳۳)

ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "هَلْیَ سَنُطِيعُ" (یعنی کیا تم نے غیر صواب العمل کیا) یہ حدیث کوئی راوی ثابت ہوتی ہے اس کی طرف سے کہتے ہیں۔ شریحین کو شبہ بھی اسے اس حدیث پر زیادہ روایت کرتے ہیں۔ عبد بن عبد کہتے ہیں کہ ان روایت پر یہ بھی ام سلمہ انصاریہ فرماتی ہیں اور یہ ہے ایک اور حدیث صحیح ہے۔ شریحین کو شبہ ہے کہ حدیثیں ام سلمہ انصاریہ سے نقل کی ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی

کی مانتیں کرتی ہیں۔

۳۰۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْثَدٍ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ نَا أُمِّيَّةَ بْنَ خَالِدٍ نَا أَبُو الْجَارِيدَةِ الْعَبْدِيُّ عَنْ سُهَيْبٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ كُتِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ الْقُرْآنَ بَلَّغَتْ مِنْ لَذْنِي عَذْرًا مُتَقَلَّةً هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَحْدِ وَأُمِّيَّةُ بْنُ خَالِدٍ ثِقَةٌ وَابُو الْجَارِيدَةِ الْمَدَنِيُّ شَيْخٌ مَجْهُولٌ وَلَا نَعْرِفُ إِسْنَدَهُ (ص ۱۰۳، ۱۰۴)

ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قَدْ بَلَّغْتَ مِنْ لَذْنِي عَذْرًا“ نون کی تفسیر کے ساتھ پڑھا۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ امیہ بن خالد ثقہ اور ابو جاریہ عبدی مجہول ہیں۔ ہم اس کا نہیں جانتے۔“

۳۰۵۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَوْسَى مَا مَعْلَى بْنُ مَتَّوْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ عَنْ مِصْذَعِ بْنِ يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ كُتِبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي عِبْنِ حَمِيَّةٍ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قِرَاءَةً وَرَوَى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَغَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اخْتَلَفَا فِي قِرَاءَةِ هَذِهِ آيَةٍ وَارْتَفَعَا إِلَى كُتُبِ الْأَخْبَارِ فِي ذَلِكَ فَلَوْ كَانَتْ عِنْدَهُمَا آيَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاسْتَفْتَى بَرَدًا بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَخْتِجْ إِلَى كُتُبِهِ (ص ۱۰۳، ۱۰۴)

ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھی ”فِي عِبْنِ حَمِيَّةٍ“ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور وہ صحیح ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن عاص کے درمیان اس آیت کی قراءت میں اختلاف ہے انہوں نے اس اختلاف کو کتب احبار کے پاس نہ جانتے۔“

۳۰۵۸ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْخِطَمِيُّ نَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَخْمَصِيِّ عَنْ عَطِيَّةٍ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَامَ كَذَّابٌ يَوْمَ بَدْرٍ ظَهَرَ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ فَأَعْجَبَ ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ قَرَأَتْ أَلَمْ عَلَيْهِ الرُّومُ إِلَى قَوْلِهِ يَقْرَأُ الْمُؤْمِنُونَ قَالَ قَرِخَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَيَقْرَأُ عَلِيٌّ وَهَلْبَةُ يَقُولُ كَانَتْ هَلْبَةُ ثُمَّ عَلِيٌّ مَعَكَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَنَ (ص ۱۰۴، ۱۰۵)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر (خبر ملی کہ) اہل روم، فارس والہوں پر غالب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ”أَلَمْ عَلَيْهِ الرُّومُ“ اُنہی قَوْلِهِ يَقْرَأُ الْمُؤْمِنُونَ“ تک آیات نازل ہوئیں۔ یہ حدیث حسن غریب

مُسَوِّدٌ وَالْبَيْهَقِيُّ إِذَا تَجَلَّى وَالتَّحْمِيزِيُّ وَالْأَنْصَارِيُّ (ص ۳۵۵)

شَرْحُوحُ "حضرت طبرانی کہتے ہیں کہ ہم تمام کے قوادروہ و مہذبہ سے پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ قسم میں سے کوئی عہدہ نہ ہی مسعودی، ہذا کی قراءت سے قرآن پڑھ کر کتاب کو لوگوں نے تیری طرف اشارہ کیا تو میں نے عرض کیا یہی ہوا۔ آپ میرے فرمایا تم نے عبد اللہ بن مسعود، ہذا کو یہ حدیث کہ صرح پڑھتے رہے ہے وَالْبَيْهَقِيُّ إِذَا تَجَلَّى میں نے عرض کیا وہ اس صرح پڑھتے تھے۔" وَالْبَيْهَقِيُّ إِذَا تَجَلَّى۔۔۔ اور وہ روئے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرح پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ یہ لوگ جوتے ہیں کہ "وَمَا حَقَّقْتُ يَحْيٰى يَهْؤُا تَحْقِيقًا" میں نے ان کی بات نہیں سنی۔ یہ حدیث میں بھی ہے اور عبد اللہ بن مسعود، ہذا کی قراءت اسی طرح ہے "وَالْبَيْهَقِيُّ إِذَا تَجَلَّى وَالْبَيْهَقِيُّ إِذَا تَجَلَّى وَالْأَنْصَارِيُّ"۔

۳۵۶ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ خَمَّانٍ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنًا لِّبَنِي عَمِّ ابْنِ شَيْخٍ مِنْ غُلَامِ الشَّعْبِيِّ يَدْعُو بِمَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسَوِّدٍ قَالَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ سَوَّاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قَالُوا رَأَوْا ذُو الْقُوَّةِ الْمُبِينُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۵۶)

شَرْحُوحُ "حضرت عبد اللہ بن مسعود، ہذا فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھائی اِنِّیْ اَنَا لِرَزَّاقٍ ذُو قُوَّةٍ الْمُبِیْنِ" یہ حدیث میں بھی ہے۔

۳۵۷ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْعَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ ابْنِ حَالِبٍ وَعَمْرُو بْنُ وَاجِدٍ فَلَمَّا كَانَتِ الْخَمْسُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْعَلِيِّ عَنْ قَدَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَنْظَلٍ إِذَا أَتَى حَنْظَلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَصَحَّفَ بِسُكْرٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَكَذَا رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَدَادَةَ وَلَا يُعْرَفُ بِقَدَادَةَ سَمَاعُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَيْخٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِرِثْمٍ وَابْنِ الْعَطْفِيلِ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّهُ يَرْوَى عَنْ قَدَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَنْظَلٍ فَإِنَّهُ مَعَ شَيْخٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِرِّ قَدَادَةَ نَافَاةً لَمْ يَسْمَعْهُمُ الْخَبَرُ بِطَوِيلِهِ وَحَدِيثُ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْعَلِيِّ بِسُكْرٍ مُخْتَصَرٌ مِنْ هَذِهِ الْحَدِيثِ (ص ۳۵۷)

شَرْحُوحُ "حضرت عمران بن حصین طبرانی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھی "وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَصَحَّفَ بِسُكْرٍ" یہ حدیث میں بھی ہے۔ عمر بن عبد اللہ قدادہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔ لیکن قدادہ نے یہ جعل کیا اور اس بات کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔ اس کا علم نہیں اور یہ روایت مختصر ہے۔ اس کی صحیح سند اس طرح ہے کہ قدادہ، حسن سے اور وہ عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملے ہیں تھے۔

آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ" میرے خدائے میں یہ حدیث اس حدیث سے منقسم ہے۔
 ۳۰۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثُومٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَوِيلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسْمَعُوا لَأَحَدِهِمْ أَوْ لَأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ نَبِيْتُ أَنَا كُنْتُ وَكُنْتُ نَبِيُّ هُوَ
 نَبِيٌّ فَاسْتَدْبِرُوا الْقُرْآنَ قَوْلَ النَّبِيِّ نَفْسِي لَهْوَ أَفْسَدَ نَفْسِيًّا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عَفْلِهِ
 هَذَا حَدِيثٌ خَسَفَ ضَمِيحٌ (ص ۱۰۶، ص ۱۰۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتابرا ہے وہ شخص اس میں سے کہی کے لئے یا فرمایا تم
 لوگوں کے لئے جو کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ تو بھلا دیا گیا۔ لہذا قرآن کو یاد کر کے یاد کر دو۔ اس ذات
 کی قسم جس نے قضا قدرت میں میری جان ہے قرآن لوگوں کے دلوں سے اس سے بھی زیادہ بھول گئے ولا ہے جس
 طرح چوپایہ اپنی باندھنے کی رسی سے بھلا کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تفسیر

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ يَنْطَلِعُ قِرَاءَةً (ص ۱۰، ص ۱۰۶) ایک دوسری روایت میں آیت: آیت کے الفاظ بھی
 ہیں۔^(۱)

مَلَائِكَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَلَائِكَةُ طَرِيقٍ پڑھ سکتے ہیں دونوں ہی قراءت متواتر ہیں۔ علم علامہ بخاری نے
 اس کے لئے کہ مَلَائِكَةُ طَرِيقٍ پڑھ سکتے ہیں۔ چونکہ اہل قرآن کا اس پر متوال ہے۔ اور قرآن مجید سے کہی میں کی تائید ہوتی ہے۔
 حَلِيمَةُ الْمَلَائِكَةِ الْقَرِيبَةِ (آج کسی کی بادشاہی ہے۔)
 قَوْلُهُ الْحَقُّ وَكَهْ الْمَلَائِكَةُ (اس کا ہر حق اور ہمارے ہر مہر کی حکومت خاص ہی کی ہوگی۔)

اور قرآن میں سے عامہ ساری، مخصوص ہوئے وغیرہ کی قراءت میں مَلَائِكَةُ ہے۔ اس کی بھی قرآن سے تائید ہوتی ہے
 بعض علماء نے فرمایا ہے مَلَائِكَةُ طَرِيقٍ سے بہتر ہے۔ کیونکہ مَلَائِكَةُ طَرِيقٍ میں جب کہ مَلَائِكَةُ طَرِيقٍ میں ہے۔
 اور قرآن مجید کے ہر حرف پر اس میں نیکیاں ملتی ہیں۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ وغیرہ سے کہی مَلَائِكَةُ
 ہی پڑھتا متوال ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ چاروں قراءتوں کی روایت قرنی کسی نے قریہ سے متوال اور تواتر پر ہے قرآن سے دونوں قراءت
 میں متواتر مشغول میں اس لئے دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ (ص ۱۰۶، ص ۱۰۷) وَالْعَلِيُّ بْنُ الْغُبَرِ (ص ۱۰۶، ص ۱۰۷) یحییٰ کو مروی پڑھا گیا ہے یہ قراءت
 ساری میں ہے کیونکہ یہ جملہ معطوف ہے اس سے پہلے جسے ہے۔

ابن کثیر: پڑھ کر اور ابن عامر جو سب کی قراءت میں صرف جُزْءٌ وَالْفَصْلُ میں جُزْءٌ کو مرفوع پڑھا جاتا ہے ہر
 ﴿وَمَنْ يَتْلُ الْقُرْآنَ فَلْيَسْمَعْ يَتْلُوهُ﴾



توضیح: اس روایت میں تین خواب ہیں (۱) مجھے کوئی مدرسہ دہلی ہے (۲) اس نے مجھے اپنی تہیت ابراہیم کو اپنی کیفیت رکھی۔
دہلی تھی نہ وہ لوگوں کو جھوٹا دیتا تھا (۳) یہ صورت آتی ہے یہ سماں کہ یہ بات خود خود کے ہوتے ہے (۴) اس کو کہیں یہ بھی غلط
ہے۔

خَذُّنَا مَخْعَدًا يَا حَبِيبُ : (ص ۱۲۰ ص ۱۲۱) كَأَنَّهُ الَّذِي حَلَفَ أَن يَضَعُكَ فِي (ص ۱۲۱ ص ۱۲۲)
(مخدوہ) سے جس کے ہمیں گمراہی کی بات سے یاد آئے۔

ضعف کی قراءت غدار کے فتح کے ساتھ ماہِ محرم اور شہرہ کی ہے، اور جس کے علاوہ قراء نے غفار سے شروع کیا ہے۔
ضعف پر مائے مکی زیادہ مشہور قراءت ہے۔^{۱۰۰}

روایت نفس میں کی طرح پہنچا تا ہے اور امامنا راہِ نبی سے مُذکّر بھی ہوتا مطلق ہے جیسے کہ یہ دہریہ شریک کی روایت میں بھی آتا ہے کہ اب سب سے پہلے مُذکّر ہوتا ہے۔

[illegible]

اوم بقوب کے نزدیک فرشتوں میں وہ کے صدمہ کے ساتھ ہے اوم بقوب کے علاوہ قرآن و روایات میں ہے۔^(۱۱)

(1999, 2000)

۱۔ ختم ہے رات کی جب چھ جائے اور قسم ہے من کی جب روشن ہو جائے اور قسم ہے اس رات کی جس نے نرمہ کو پیڑ

ہندوؤں اور مسلمانوں کی طرح: ہے۔

مذہبِ محمدیہ میں مسعودیوں کے نزدیک یہ قرآنی آیت جس سے نصیحت ہے قرآنی آیت بعد میں ملائکہ کوئی پہلی آیت کا علم حضرت محمد ﷺ ہی سے ہوا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصَةَ رَوَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرْتَبِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنِّي أَعْلَمُ خَلْقًا مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ يَتَّبِعُونَ لَكَ الْأُمُورَ دُونِي وَإِنِّي لَأَكْفَرُ بِهِمْ»

(اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کچھ کی برسات تو مانی جاوے اور نہ دیر آج ہے۔)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَابَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا بَعْدَهُ سَوَاءً الْفَرَقِ عَلَيْهِ خُرُوبٌ ثُمَّ
تَقَرَّرَ فِيهَا وَأَنْتَ قَرَأْتِ سُورَةَ الْفَرَقِ فَقَالَ ابْنُ أَبِي صَالٍيَ إِنَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزِيدُكَ يَا عَمْرُو قَرَأَ يَا هِشَامُ
فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْبُحْرَاءُ هـ الَّتِي سَمِعْتُ فَقَالَ ابْنُ أَبِي صَالٍيَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عَمْرُو فَقَرَأَتْ الْبُحْرَاءُ هـ ابْنُ
فَرَأَى ابْنُ أَبِي صَالٍيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ أَبِي صَالٍيَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أَتَرَدَّثُ ثُمَّ قَالَ ابْنُ أَبِي صَالٍيَ
إِنَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ لَمَنْ عَمِلَ سِتْمَةَ أَحْرَابٍ فَاقْرَأُوا مَا نَسِيتُ مِنْهُ هَذَا خَبَرٌ صَحِيحٌ وَقَدْ
رَوَاهُ بَابُكَ مِنْ أَبِي عَنِ الرَّقْمِ فِي هَذَا الْأَسْلَافِ خَوْفُ الْإِتْمَانِ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْمُسَوَّرُ مِنْ مَخْرَجِهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

موجودہ "مسورین قرآن" و "عبدالرحمن بن عبدالقادر" کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں مہد یونی میں : سلام بن حکیم بن واثق کے پاس سے گذرا تو سورہ فرقان پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کی قراءت سنی تو وہ مکی قراءت پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے مکہ پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان کے نماز پڑھتے ہوئے ان سے ٹپکڑاؤں لیکن میں نے نظارہ کیا کہ وہاں بھیجیں۔ جب انہوں نے سلام بھیجے تو میں نے ان کی گروں کے پاس سے چاہر بکڑ کر کھینچی اور چوچھا کہ تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی۔ تو تمہاری پادشہ تھے۔ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے۔ میں نے کہا۔ بھوت ہوتا ہوتا تعالیٰ کی قسم آپ ﷺ نے مجھے بھی یہ سورت پڑھائی ہے۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ میں نے انہیں سورہ فرقان کئی بیسے حروف پڑھتے سنا ہے جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں سکھائے۔ حالانکہ آپ ﷺ ہی نے مجھے سورہ فرقان پڑھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد کیا کہ تمہیں اسے پھونڈو۔ چھ فرمایا اے ہشام تم پڑھو۔ انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا : عمرؓ یہ قراءت پڑھو۔ میں نے وہ قراءت پڑھی جو حضور ﷺ نے مجھے سکھائی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ اسی طرح نازل ہوں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ قرآن سات حرف (یعنی قراءتوں) پر نازل ہوا ہے۔ پھر انہوں نے اس میں آسانی دوائی میں پڑھا تو وہ یہ حدیث سمجھ گئے۔ مالک بن انس اسے زہری سے اسی سند سے نقل کرتے ہیں لیکن مسورین قرآن کا کوئی نہیں کہتا۔

تفہیم

اِنَّ الْقُرْآنَ اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (یعنی قرآن مجید سات تین دن پہلے انزل کیا گیا ہے) اس حدیث کے بارے میں علامہ بیرونی نے اپنی کتاب الامتن فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ یہ روایت تقریباً انیس سو پچاس سے منقول ہے اس لئے یہ حدیث متواتر کا تصور رکھتی ہے۔

منسۃ اخوہ۔ ہر بھئی کی توشیح و شرح میں محدثین کے ۵۰۰ نوال ہیں۔^{۴۰} یہاں اس میں۔ تہ سہ اقول نقل ہے

ہوتے ہیں۔ جو زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

پہلا قول: علامہ سیوطی رحمہ اللہ اس حدیث کو غیر روایتی کہہ رہے ہیں کہ یہ جملہ متناہات میں سے ہے یعنی اس کا معنی معلوم نہیں ہے۔

مگر تیسرا قول: علامہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی تو ہیں مگر اس کے تعلق میں اختلاف ہے۔

دوسرا قول: علامہ ابن عبد البر اور امام طحاوی اور امام وغیرہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ احرف سے مراد اس حرف کو اس کے متروک خط کے ساتھ لکھا جائے ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کا نزول آنحضرت پر ہو تھا لیکن ابتدائے اسلام میں قریش کے لوگوں نے اس حرف کو ان کی علاقائی زبان میں اس غلطی کے مترادف لفظ کے ساتھ تلاوت کرنے کی اجازت تھی۔ یہ اجازت آپ ﷺ نے خود ان کو ہی مٹا کر تعالیٰ کی جگہ پر ہلیم یا قبل کی جگہ پر دونوں وغیرہ جب وہ قرائت والے اللہ کا قرآنی سے آہستہ آہستہ ان کو ہٹائے تو یہ اجازت ختم کر دی گئی۔^(۱)

تیسرا قول: شیخہ انصاری، سے مراد احاد و مشہور قاریوں کی قراءت ہے۔

اور سات قراءت سے مراد کثرت ہے جیسے کہ ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابو شامہ سیوطی سے نقل کیا ہے:

قُلْنَ قَوْلًا اِنْ اُخْبِرْتُمْ اَنَّ السَّحْبَ الْمَوْجُودَ الْاَنَ هِيَ التَّيْنُ اَوْ ذَاتُ فِي التَّحْدِثِ وَهِيَ بِلَاغِ الْجَمَاعِ اَهْلِي التَّبَلُّغِ فَاطْنَةً وَاَتَمَّ اَنْضُلْ ذَلِكُمْ مَعْنَى نَعْلٍ اَنْجَلِ.^(۲)

ابن حجر عسقلانی نے کاشی عیاض سیوطی وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ سات سے مراد کثرت ہے یہی بات مشہور علماء کے نزدیک مشہور ہے۔

علامہ نے لکھ دیا کہ کثرت قرآنی کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق علیہ من کو تمام صحابہ کرام نے ایک ہی طرح پڑھا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں تھا دوسری قسم مختلف ہے جس میں صحابہ کرام نے لفظی و نحوی وجوہ کی بنا پر اس کلمہ کو مختلف پڑھا ہے۔

یہ دونوں ہی قسم کے الفاظ منزل من اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کے تعلیم کردہ ہیں۔

یہ کثرت اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی تاکہ لوگوں کو قرآن مجید کی تلاوت میں آسانی اور جائے۔ اسی کی طرف آپ ﷺ کا ارشاد: اِنَّ الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَشْرَافٍ سے یاد رہے کہ قراءتوں کے اس اختلاف سے آیات کے مجموعی معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے صرف تلاوت اور لادائیگی کے طریقوں میں فرق ہو جاتا ہے ہی وجہ سے اہل اہل و مصنف عربی کو تفسیر اور حرکات سے متعلق اُغماہیہ قانا کا اس میں قدم آتا تھا۔

اب بھی قراءت کے متعلق ہونے میں تین شرطیں لکھی ہیں

① مصنف پہلی کے رسم اللہ میں اس کی کتب لکھی ہو۔

② عربی صرف و نحو کے قواعد کے مطابق ہو۔

③ آپ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو اور قرآن میں بھی وہ قراءت مشہور ہو۔

مستعد قراءت اس طرح بن گئیں۔ مثلاً ایک صحابی نے صلہ، انبار، تسبیح اور منہ کے ساتھ پڑھنا سیکھ دوسرے نے بھی صلہ، انبار، تسبیح اور منہ کے ساتھ سیکھ تیسرے نے صلہ، انبار، تسبیح اور منہ کے ساتھ پڑھنا سیکھ۔ اس طرح اور بہت سی شکلیں دیکھی ہیں۔

یہ کا ذکر کرنا طوالت کا کام عث ہے۔ اہی بات یہ کہ ہر شخص کا اختلاف ہے ان میں سے سرت قرآن، سرت زیادہ مشہور ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ ان کو ان سرت کے علاوہ ہر سرت قراءت درست نہیں۔

فی الجہۃ یہ قراءت زیادہ مشہور ہے اس کے اسوہ کی یہ ہیں۔

① مہد القدر بن کثیر، المدائنی، متوفی ۱۸۱ھ انہوں نے صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن زبیر، اور ابوجاہ انصاری بنابر کی زیارت کی تھی، انہوں نے آپ کی قرأت کو کمرہ میں زیادہ یاد رکھی اور انہوں نے آپ کی قراءت کے راویوں میں بڑی اور قلیل زیادہ مشہور ہیں۔

② یحییٰ بن عبدالرحمن بن ابی یوسف (متوفی ۲۱۹ھ) آپ نے صحابہ، اصحاب سے استفادہ کیا تھا، ہو بہو اور راست حضرت ابی بن کعب، مہد القدر بن کثیر، اور ابو یوسف کے شاگرد تھے، آپ کی قرأت حدیث طیبہ میں زیادہ مشہور رہی، اور آپ کے راویوں میں ابویوسف، قتادہ بن نسیف (متوفی ۲۲۴ھ)، اور ابو یوسف (متوفی ۲۴۰ھ) زیادہ مشہور ہوئے۔

③ مہد القدر بن کثیر، جو ان بنی ہاشم کے نام سے معروف ہیں (متوفی ۱۸۱ھ) آپ نے صحابہ، اصحاب میں سے حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت وائل بن اصف جیو کی زیارت کی تھی، وہ ان کی قراءت کے راویوں میں بڑی اور ان کی زیادہ مشہور ہیں۔

④ ابو ہریرہ بن ابی سلمہ، بن کثیر، (متوفی ۲۲۴ھ) آپ نے حضرت مجاہد بن کعب، اور سعید بن جبیر، غزوہ کے بارے سے حضرت انس عباسی، بنی ہاشم اور ابی بن کعب جیو سے استفادہ کیا، آپ کی قراءت حدیث طیبہ میں زیادہ مشہور رہی، اور آپ کے راویوں میں ابو ہریرہ بن کثیر، (متوفی ۲۲۴ھ) اور ابو سعید بن جبیر، غزوہ کے بارے سے مشہور ہیں۔

⑤ حمزہ بن حبیب، اہلبیت نبویہ، سونے کے زمانہ میں رہے تھے (متوفی ۱۸۱ھ) آپ اہلبیت نبویہ کے شاگرد ہیں، ہونجی بن خطاب نبویہ کے شاگرد ہیں، جنہوں نے حضرت نبی کے شاگردوں سے استفادہ کیا تھا، آپ کے راویوں میں سفیان بن عیینہ، (متوفی ۱۸۱ھ) اور حمزہ بن عیینہ (متوفی ۲۲۴ھ) زیادہ مشہور ہیں۔

⑥ حمزہ بن ابی ہاشم، (متوفی ۲۲۴ھ) آپ حضرت زید بن حبیب نبویہ کے شاگرد ہیں، حضرت مہد القدر بن کثیر، بن کثیر کے شاگرد ہیں، انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے استفادہ کیا، آپ کی قراءت حدیث طیبہ میں زیادہ مشہور رہی، اور ان کے راویوں میں ابی ہاشم، (متوفی ۲۲۴ھ) اور حمزہ بن عیینہ (متوفی ۲۲۴ھ) زیادہ مشہور ہیں، ان کی قراءت حدیث طیبہ میں زیادہ مشہور رہی ہے۔

⑦ یحییٰ بن علی بن عمر، الکسانی، (متوفی ۱۸۱ھ) ان کے راویوں میں ابوالمکارم مروزی، (متوفی ۲۲۴ھ) اور

ابو عمر الدوری ہیبتیہ (جو ابو عمرو ہیبتیہ کے بھی والدی ہیں) زیادہ مشہور ہیں، مؤثر الذکر تینوں حضرات کی قراءت میں زیادہ تر کونہ میں رائج ہوئیں۔

لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ ان سات کے علاوہ اور بھی کئی قراءتیں متواتر اور متفرق ہیں، چنانچہ بعد میں جب خطہ نئی پید ہوئی تو صحیح قراءتیں، ان سات ہی میں منحصر ہیں، تو متعدد علماء نے (مثلاً علامہ شذالی ہیبتیہ اور دیگر بنی صہبان ہیبتیہ نے) سات کے بجائے دس قراءتیں ایک کتاب میں جمع فرمائیں، چنانچہ "قراءات مشرکہ" کی اصطلاح مشہور ہو گئی "ان دس قراءتوں میں مندرجہ بالا سات قراءت کے علاوہ ان تین حضرات کی قراءتیں بھی شامل کی گئیں۔

ان تین قراءت کے اسامہ گرامی یہ ہیں

① یعقوب بن اسحاق مغربی ہیبتیہ (متوفی ۲۲۵ھ) آپ نے سلام بن حلیمان الطویل سے استفادہ کیا اور انہوں نے عام ہیبتیہ اور ابو عمرو ہیبتیہ سے آپ کی قراءت زیادہ تر بصرہ میں مشہور ہوئی۔

② خلف بن یسلم ہیبتیہ (متوفی ۲۵۰ھ) آپ نے یسیم بن یسیم بن عمرو بن حبیب زیات سے استفادہ کیا تھا۔ چنانچہ آپ حمزہ ہیبتیہ کی قراءت کے بھی ماہر ہیں، آپ کی قراءت کو فقہ مذہب زیادہ رائج تھی۔

③ ابو جعفر یزید بن اشعثاع ہیبتیہ (متوفی ۳۱۰ھ) آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے استفادہ کیا تھا، اور آپ کی قراءت مذہب حبیبہ میں رائج رہی۔

اس کے علاوہ بعض حضرات نے چودہ کاریوں کی قراءتیں جمع کیں، اور مذکورہ دس حضرات پر مندرجہ ذیل قراءت کی قراءتوں کا اضافہ کیا۔ ان کے اسامہ گرامی یہ ہیں۔

① حسن مغربی ہیبتیہ (متوفی ۳۱۰ھ) آپ کو تابعین میں سے ہیں، اور آپ کی قراءت کا مرکز بصرہ میں تھا۔

② محمد بن عبد الرحمن بن یحییٰ ہیبتیہ (متوفی ۳۳۰ھ) آپ حضرت مجاہد ہیبتیہ کے شاگرد اور ابو عمرو ہیبتیہ کے استاد ہیں، اور آپ کا مرکز کفرہ میں تھا۔

③ یحییٰ بن مبارک بزمی (متوفی ۳۶۲ھ) آپ بصرہ کے باشندے تھے، اور ابو عمرو ہیبتیہ اور حمزہ ہیبتیہ سے استفادہ کیا تھا۔

④ ابو القریح محمد بن عتوٰی ہیبتیہ (متوفی ۳۸۸ھ) آپ بغداد کے باشندے تھے، اور اپنے استاد ابن شہاذ ہیبتیہ کی جانب متوجہ ہونے کی وجہ سے شہاذی کہلاتے تھے۔

بعض حضرات نے چودہ کاریوں میں حضرت شہاذ ہیبتیہ کے بجائے حضرت سہمان امشیہ ہیبتیہ کا نام شمار کیا ہے۔
چوتھا قول: ان حجر ہیبتیہ نے علامہ ابن جریر مری ہیبتیہ اور اس کے تابعین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سات سے مراد سات قرآن کی نذر ہیں۔ قرآن کے بارے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول: ① قریش ② بدیل ③ تمیم ④ ہوازن ⑤ ثقیف ⑥ کنانہ ⑦ یمن۔

بَاب

باب

۳۰۶۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَخْلُوفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ عَنْ مَطْرُوفٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نُبَيْزَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَيْنَ كَمِ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ قَالَ أَلْحَمْدُ بَيْنَ شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَلْحَمْدُ بَيْنَ عَشْرِينَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَلْحَمْدُ بَيْنَ خَمْسَةِ عَشَرَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَلْحَمْدُ بَيْنَ عَشْرِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَلْحَمْدُ بَيْنَ خَمْسٍ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَمَا رَخِصَ لِي هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مُسْتَعْرَبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بُرْزَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَعْهَدْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَقِيتُ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ لَقِيتُ الْوَيْلَ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَلَا نَجِيٌّ بَلَّغْتُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَلَمْ يَفْرَأِ الْقُرْآنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ بَغِضَ أَهْلُ الْعِلْمِ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ لِلْعَدِيدِ النَّبِيُّ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَخِصَ فِيهِ نَحْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَرَوَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ يُؤَيِّرُ بِهَا وَرَوَى عَنْ سَعِيدٍ مَنِ جَسِبَ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ فِي الْكُفَّةِ وَالْمُزَبَّلِ فِي الْبِرْزَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ أَهْلُ الْعِلْمِ (ص ۳۰۶، ۳۰۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کتنے دنوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ماہ میں۔ میں نے عرض کیا میں اس سے کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تیس دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر پندرہ دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر پانچ دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں لیکن آپ ﷺ نے اس سے کم مدت میں پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ حدیث ابورود کی عبداللہ بن عمرؓ اور حمزہؓ والی روایت سے حسن صحیح غریب ہے اور کئی سندوں سے عبداللہ بن عمروؓ حمزہؓ ہی سے منقول ہے۔ انہی سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے تیس

عالمی قادیسیہ فرقہ نے جس کے سات دن میں اکثر صحابہ انہی میں عظمت جہالت میں لڑا حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عہدہ بن مسعودؓ حضرت ابی بن کعبؓ نیز وغیرہ ہیں۔ قرآن مجید فقرہ کہہ پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے قرآن مجید کو سات منزلوں میں تقسیم کیا جا تا ہے اس کو دینی، بشری، بھی کہا جاتا ہے۔^(۱)

اس کو دینی بشری کہتے ہیں یہ ہے کہ جس سورت سے وہ منزل شروع ہوتی ہے اس کا ابتدائی حرف لے لیا گیا ہے پانچویں "ن" سے "ت" "م" سے "و" "ا" "ب" "پ" "ا" سے سورت "یوسف" "ہود" سے سورت "ی" "مراکھ" "ش" سے سورت "شعرا" "ہود" سے سورت "نہل" "ن" سے مراد سورت "ن" ہے۔

پہلی منزل میں سورہیں ہیں۔

دوسری منزل میں پانچ سورہیں ہیں۔

تیسری منزل میں سات سورہیں ہیں۔

چوتھی منزل میں نو سورہیں ہیں۔

پانچویں منزل میں کچھ سورہیں ہیں۔

چھٹی منزل میں تیرہ سورہیں ہیں۔

ساتویں منزل میں اٹھ سو سورہیں ہیں۔ یہ کل ۱۱۳ سورہیں ہوتی ہیں۔

خَلَقْنَا نَفْسًا (سورہ ۱۵) قَالَ اَلَا اِنَّا اَلْمُرْسَلُونَ (سورہ ۱۷)

اَلْحَالِ اَلْمُرْسَلُونَ (سورہ ۱۷) حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مرسف کہتے ہیں کوئی کرنے والے کو مطلب یہ ہے کہ جب حدود کرست کرتے قرآن مجید ختم ہو جائے تو دوبارہ ابتدائے شروع کر دیا جائے یعنی بات ایک روایت میں آپ ﷺ سے بھی نقل کی گئی ہے کہ جب آپ ﷺ اَعُوذُ بِرَبِّ الْمُلُوكِ پڑھا کرتے تو پھر سورت بقرہ سے مُبَاحُوْنَ تک بھی ساتھ میں پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر قرآن کی مہافرت تھے۔^(۲)

دوسری روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم ہو جائے تو دوبارہ شروع کر دیا جائے۔

قرآن مجید کو کس وقت ختم کرنا چاہئے

ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر قرآن مجید کو شروع دن میں ختم لیا جائے تو فرشتے چارے دن اس شخص کے لئے دعا کے انتظار کرتے رہتے ہیں اور اگر شروع رات میں ختم کیا تو فرشتے پوری رات اس شخص کے لئے دعا کے انتظار کرتے ہیں۔

اہم خدائی پیسے کے اس پانچ ہے کہ اگر شروع دن میں ختم کرنے کا ارادہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز (پابند) میں ختم کرے کہ پھر دن اس کے لئے انتظار ہو جائے حضرت مہر اللہ میں مبارک بھٹہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے یوم میں تو ان

أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَهْدِي أَبْوَابَ هَذَا الْقُرْآنِ مَجِيدٍ كِتَابِ تَفْسِيرِهِ بَيَانٌ فِي

جَوَابِ أَعْرَافِ النَّاسِ عَنْ مَعْنَى مَا فِيهِ

تفسیر یعنی کھلا اس نعم میں بھی قرآن مجید کے مفہوم کو کھولا جاتا ہے کسی کی اصطلاحی تعریف عامہ درستی سے یہ فرمائی ہے
"عَلَّمَ يَعْرِفُ بِهِ فَعَلِمَ الْكِتَابَ الْمُبِينِ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَبَيَانٌ مُعَايِنَةٍ وَاسْتِخْرَاجِ الْحُكْمِ
وَحُجَّتِهِ"

(دہ علم میں ہے قرآن مجید کا مفہوم حاصل ہوا اور اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے حکام اور قصوں کو استنباط کیا
ج. ۱۰)

تفسیر کے ماخذ:

تفسیر قرآن مجید کے چار ماخذ ہیں۔

- ① خود قرآن مجید "الْقُرْآنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهُا بَعْضًا" ② احادیث نبویہ ﷺ ③ اقوال صحابہ کرام
④ اقوال تابعین و ائمہ

(۱۰) اسرار

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذِّكْرِ يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ

یہ باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرے

۳۰۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ نَافِعُ بْنُ الْعَرَبِيِّ الْأَسَدِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ
أَبِي غَالَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بَغْيًا فَلَيْسَ مِنَّا

نہار ہذا حدیث حسنہ صحیح (ص ۱۶۱، ۱۶۲)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے بغیر تم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا اھتمام ہم میں ملائی کر لے۔“

یہ حدیث حسنہ ہے۔

۴۰۷۰ - حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ وَكَيْعٍ نَا سُوَيْدُ بْنُ غَفِرٍ وَانْكَسَى نَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَبَّابٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْخَبِيثَاتِ عُنِيَ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَعَنْ كَذَابٍ عَلَى مُنْعَمًا فَلْيَتَوَّأْ مُغْذَةً مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ يِي لِلرَّأْيِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَوَّأْ مُغْذَةً مِنَ النَّارِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہی طرف سے کوئی بات (یعنی حدیث) اس وقت تک نہ نقل کرو جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ یہ میری قول ہے۔ جو شخص بری حدیث کو جھوٹی بات سے منسوب کرے گا وہ اور ایسا شخص جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے گا وہ دونوں اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کریں۔ یہ حدیث حسنہ ہے۔“

۴۰۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ خُثَّانَ بْنِ هِلَالٍ نَا سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَهَذَا ابْنُ أَبِي خَزِيمٍ أَخُو حَرَامٍ الْقَطْرِمِيِّ يِي بَرِّ عِمْرَانَ الْحَوَازِيِّ عَنْ جَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يِي نَفَرٍ بِرَأْيِهِ فَكَذَابٌ فَكَذَابٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ كَذَّبَهُ أَهْلُ الْخَبَرِ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي خَزِيمٍ وَهَذَا رَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ حَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْبِيرُهُمْ أَنَّهُمْ شَذَّوْا فِي هَذَا يِي أَنْ يُنْسَبَ الْقَوْلُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَالْمَا لِي يِي عَنْ مُجَاهِدٍ وَفَادَةُ بَعْضِ هَذَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ فُسِّرُوا الْقُرْآنَ فَلْيَسْ أَنْظَرُ بِهِمْ أَنَّهُمْ قَالُوا أَمَّا الْقُرْآنُ أَوْ فُسِّرَ أَوْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ مِنْ قَوْلِ تَفْسِيرِهِمْ وَقَدْ رَوَى عَنْهُمْ مَا يَكُنْ عَالِي دَا مَسْأَلَتُهُ لَمْ يَقُولُوا يِي قِيلَ أَنَّهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ هَذَا حَسَنٌ يِي مَهْدِي الْبَصَرِ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُعَمَّرٍ عَنْ فَادَةَ قَالَ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ فِيهَا بِشْرًا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ أَرَأَيْتُ قَوْلَهُ يِي مَا يَكُونُ لَمْ أَخْلَعْ لَمْ أَلِ السَّالِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا خَالَفَتْ (ص ۱۶۴، ۱۶۵)

ترجمہ: ”حضرت جعرب بن جریج کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہا اگرچہ صحیح کہا ہو تب بھی اس نے غلطی کی۔ یہ حدیث قریب ہے۔ بعض محدثین قتل بن ابی تراب کو ضعیف کہتے ہیں۔“

بعض علماء صحابہؓ اور بعد کے علماء نے بھی قوس منقول سے کہ وہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والے کی مذمت کرتے ہیں۔ نیز جو روایات مجاہد اور قتادہ سے منقول ہیں کہ انہوں نے تفسیر کی ان پر یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی۔ اس سے کہ حسین بن عبدی، عبدہ اوراق سے وہ سمر سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ قرآن کریم میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی تفسیر میں میں نے کوئی نہ کوئی روایت نہ کی ہو۔ پھر ابن عمرؓ، مجاہدؓ، سفیانؓ سے اور وہ عمارؓ سے نقل کرتے ہیں کہ مجاہدؓ نے فرمایا: اگر میں ان سے معذور ہوتا تو ان کی قراءت پڑھتا تو مجھے ابن عباسؓ جیسا کہ بہت سی ایسی باتوں کے متعلق پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی جو ان سے پوچھتا ہوں۔^{۱۱}

تفسیر صحیح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَالَانَ (دور ۱۳۳۰ھ) قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِخَيْرٍ عَلَيْهِ (دور ۱۳۳۰ھ) جو صوم و طہر کو ایک شخص کے لئے جاننا ضروری ہے ان علوم میں مہارت کے بغیر قرآن کریم کی تفسیر کرنے پر دھندہ فرمائی جوری ہے۔

حافظی تادی فرماتے ہیں: "قِيلَ لِبَعْضِ غُلِيَّةِ الْكُفْرِ" کہ اس کے حق میں کفر (اور عودہ قرآن) کا اندیشہ ہے۔^{۱۲} اہل فن نے قرآن کی تفسیر کے لئے ہندو علوم میں مہارت کو ضروری قرار دیا ہے وہ یہ ہیں۔

① عربیت ② علم نحو ③ ظہر عرف و اشتقاق ④ علم معانی ⑤ علم بدیع ⑥ علم بیان ⑦ علم توجہ و قراءت ⑧ علم عقائد ⑨ اصول فقہ ⑩ قصص و اسباب نزول ⑪ تاریخ و مناسبات ⑫ علم فقہ ⑬ فرائض و حساب کا ⑭ احادیث پر قرآن کی تفسیر میں آپؐ غنی بنائے بیان فرمائی ہیں۔

① عربیت۔ — اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اس کے پہلے طالب عرب ہی تھے۔

عربی زبان سے واقف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان ذوق و ذوق عربیت ہو۔ یعنی عربی کام پڑھنے کے بہت دہی لذت حاصل ہونے پر اپنی زبان میں حاصل ہوتی ہے۔ بغیر اس کے قرآن مجید کو لکھنا نہیں سمجھنا جاسکتا اور کوئی شخص نصیحت پر زیر نہیں ہوتا۔

حضرت مجاہدؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ قرآن مجید میں اب کشتائی کرے۔ مگر وہ غلات کو نہیں جانتا۔^{۱۳}

مذہب یحییٰ شعب الایمان میں حضرت امام مالکؒ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر میرے پاس ایسا شخص آیا جائے جو قرآن کی زبان نہیں جانتا اور اس کے بارہو قرآن کی تفسیر کرتا ہے تو میں اس کو سزا دوں گا۔^{۱۴}

② ظہر عرف۔ — اس سے بھی واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ اب کے جملے سے معنی بھی بدل جائیں گے ہیں اس لیے

علم نحو سے ہری طرح واقف ہونا ضروری ہے۔

حضرت ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ حضرت مسن نے فرمایا: بسا اوقات آدمی عربیت سے واقف ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کوئی آیت پر مباحثہ نہ کر سکتا ہے، علم نحو سے عدم واقفیت کی بناء پر اس طرح پڑھتا ہے کہ اس کے لئے باعث بلاءت بن جاتی ہے۔^(۱۱)

۱۲ علم صرف: — یہ بھی بجائے خود بڑا مهم باباں علم ہے۔ ابن قسریؒ فرماتے ہیں:

”مَنْ فَانَفَ عِلْمُهُ فَانَفَ الْمَعْلُومُ“

ترجمہ: ”جس شخص نے علم صرف حاصل نہ کیا اس نے علم کا بڑا حصہ کھو دیا۔“

کیونکہ علم صرف ہی سے صیغے معلوم ہوتے ہیں اس لئے اس کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ بعض دفعہ ترجمہ کرنے میں زبردستی غلطی ہو جاتی ہے۔^(۱۲)

۱۳ علم مشتقاق: — یعنی غلط کس، وہ سے مشتق ہے۔ بعض دفعہ لیا ہوتا ہے کہ آپ ان لفظ وادوں سے مشتق ہوتا ہے جس کی وجہ سے معنی میں بہت فرق ہو جاتا ہے۔ مثلاً لفظ مسک یہ سج سے بھی مشتق ہو سکتا ہے اور مساحت سے بھی۔ آپ اگر کسی کو مشتقاق کا علم نہ ہو تو لفظ کا معنی بیان کرنے میں یقیناً غلطی کرے گا کیونکہ مسح کے معنی چھونے کے آتے ہیں اور مساحت پیمائش کرنے کو کہتے ہیں اور دونوں کا فرق ظاہر ہے۔^(۱۳)

۱۴ علم بیان: — اس سے کلام کے معانی کا وضاحت اور پوشیدگی کے اعتبار سے پتہ چلتا ہے کہ کہاں پر کلام کسی معنی کو وضاحت کے ساتھ بتا رہا ہے اور کہاں پر کلمتی میں خفا پایا جاتا ہے۔^(۱۴)

۱۵ علم معانی: — اس سے کلام کی ترکیب کی غامضیتیں معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں کیونکہ کلمی کلام میں ظہور ہوتا ہے اور کلمی کلام میں پوشیدگی ہوتی ہے اور کلمی شہادت، کنایات، استہلال ہوتے ہیں ان سب پر واقفیت علم معانی کے ذریعہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔^(۱۵)

۱۶ علم بدیع: — اس سے کلام کی مختلف تعبیروں کی وجہ سے اس کی خوبیاں معلوم ہوتی ہیں اور کلام کے حسن کا پتہ چلتا ہے۔

آخر اندکرتیں علوم، علومِ بلاغت کہلاتے ہیں جو ایک مفسر کے لئے قرآن کی تفسیر کے سلسلہ میں اہم ترین علم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کی رعایت کرنا نہ کسی ضروری ہے۔^(۱۶)

امام ابو بکرؓ اہل قاری فرماتے ہیں:

”مَنْ دَعَمَ أَنَّهُ يُنْكِنُهُ أَنْ يَفْهَمَ شَيْئًا مِنْ تِلَاغَةِ الْقُرْآنِ بِذَوِي أَنْ يُعَارِسَ التَّلَاغَةَ بِنَفْسِهِ فَهُوَ كَأَذْبِ مُبِينٍ“^(۱۷)

ترجمہ: ”جو شخص اس سے کہے کہ بلاغت کی حق سے بغیر قرآن کی بلاغت کو سمجھنے کے وہ جھوٹا اور باطل گو

ہے۔

۵ غفر قراۃً — اس کے قراءے کے مختلف درجات سے کوئی نیک بدل جانتے ہیں۔ اس سے قرآن پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز مشرق و مغرب میں پڑھنے کی اہمیت سے قرآن میں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کو طوطی بھی سمجھ سکتی ہے۔

۶ ہم رسول وین — یعنی ہم کو نہ مانو کہ ہم بھی نہ ہوں۔ کیونکہ قرآن میں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کو طوطی بھی سمجھ سکتی ہے۔ ہم کو نہ مانو کہ ہم بھی نہ ہوں۔ کیونکہ قرآن میں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کو طوطی بھی سمجھ سکتی ہے۔

۷ ہم رسول وین — اس سے مسلمانوں کو کام کے انتہاء اور اللہ سے وابستہ ہونے سے منع کیا جاتا ہے۔

۸ ہم اسباب نزل — یعنی قرآن کے اسباب کا ہرگز کوئی آیت نہیں اور کب نازل ہوئی۔ یہ یہ اوقات نزلت کا کھانا اس پر موقوف ہوتا ہے۔

۹ تاریخ اور منسوخ پر علم — اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کس آیت کا حکم ختم ہو چکا ہے اور وہی آیت پر کس آیت سے بدل گیا۔

۱۰ علم نزل — چونکہ اس سے بڑیاات معلوم ہوتی ہیں اور نزول سے یہ کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ انکی اہمیت کو بھی یہ پتہ چلتا ہے۔

۱۱ احادیث کا جاننا — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

۱۲ انما انزلنا القرآن — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

۱۳ انما انزلنا القرآن — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

۱۴ انما انزلنا القرآن — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

۱۵ انما انزلنا القرآن — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

۱۶ انما انزلنا القرآن — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

۱۷ انما انزلنا القرآن — اس سے کہہ دیت اور حقیقت قرآن کی اہمیت اور قیام کو پتہ چلتا ہے۔

گئے اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ تمہیں ”لا الہ الا اللہ“ کہنے سے کون سی چیز روکتی ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا ”نہیں“۔ پھر کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر فرمایا تم اس نے اللہ کبر کہنے سے رو فرار اختیار کرتے ہو کہ تم اس سے بڑی کون چیز جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور انصاری مگر وہ جیسا۔ عدی کہتے ہیں پھر میں نے کہا کہ میں خاص مسلمان ہوں۔ عدی کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ (یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے ختم دیا اور میں ایک انصاری کے ہاں (بطور سہانہ) رہنے لگا اور آپ ﷺ کی خدمت میں صبح و شام حاضر ہونے لگا۔ ایک دن میں رات کے وقت آپ ﷺ کے پاس تھا کہ ایک قوم آئی۔ انہوں نے ان کے دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور خطبہ دیتے ہوئے انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دی اور فرمایا: اگرچہ ایک صاع ہو یا نصف صاع ہو یا مٹھی ہو یا اس سے بھی کم ہو۔ تم میں سے ہر ایک (کو چاہئے کہ) اپنے چہرے کو چہرہ کی رنگ کی گرمی یا اس کی آگ سے بچانے کی کوشش کرے خواہ وہ ایک کھجور یا آدھی کھجور دے کر ہی ہو۔ اس سے کہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے وہی کچھ فرمائے گا جو میں تم سے چاہوں۔ کیا میں نے تمہارے کان آنکھیں نہ بنائے؟ وہ کہے گا ہاں۔ میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ کہیں ہے جو تم نے سچے لئے آگے بھیجا تھا پھر وہ اپنے گمے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا اور اپنے چہرے کو آگ کی گرمی سے بچانے کے لئے کوئی چیز نہیں پائے گا لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو (جنہم کی) آگ سے بچائے چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کے ذریعے ہی بچائے۔ اس لئے کہ میں تم لوگوں کے متعلق اذیت سے نہیں اذیتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار اور عطا کرنے والا ہے یہاں تک کہ (تم قریب ایسا وقت آئے گا کہ) ایک نئی عورت مدینہ سے حرمہ تک سفر کرے گی اور اسے اپنی سواری کی چوری کا بھی خوف نہیں ہوگا۔ عدی کہتے ہیں کہ میں دل میں سوچنے لگا کہ اس وقت قبیلہ بنو لوطی کے چور کہاں ہوں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف تاک بن حرب کی روایت سے جانتے ہیں۔ شعبہ بھی اس سے روایت کیا۔ حدیث حسن غریب سے وہ عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔“

۳۰۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ مُعَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا مَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَاسَعُهُ عَنْ سَالِكِ بْنِ خُوَازِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ خَالِيفٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَهُودُ مُعْصُوبٌ عَلَيْهِمُ وَالنَّصَارَى ضَلَالٌ فَلَمْ تَكُنِ الْخَبَرِيَّةُ بِصَالِحَةٍ. (ص ۲۱۱، ص ۲۱۲)

ترجمہ: ”روایت کی ہم سے محمد بن ابی بکر نے ان دونوں نے کہا روایت کی ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے

شعبہ سے دو ساک بن حرب سے دو عباد بن حنیش سے دو عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ یہود "مَعْصُورٌ عَلَيْهِمْ" (یعنی یہودیوں پر غصب کیا گیا ہے) اور نصاریٰ (عیسائی) گمراہ ہیں۔ پھر طویل حدیث ذکر کی۔^(۱)

تفسیر

① سورت فاتحہ کی سورتوں میں سے ہے اس سورت میں سات آیات ہیں۔ اور ۲۵ کلمات اور ۱۱۳ حروف ہیں۔

بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ یہ سورت دوسرے نازل ہوئی ایک مرتبہ کہ میں دوسری مرتبہ دیکھ گیا۔^(۲)

اس سورت کو سورت فاتحہ کہا جاتا ہے بمعنی کھولنے والی کیونکہ اس سے قرآن مجید شروع ہوتا ہے۔^(۳) اور بھی متعدد اسما ہیں سورت فاتحہ کے مثلاً:

② اُمُّ الْقُرْآن: اس میں تمام قرآن مجید کا خلاصہ اور مضمون ہے۔

③ سُورَةُ صَلَوةٍ: کیونکہ نماز کی ہر رکعت میں اس کو پڑھا جاتا ہے۔

④ سُورَةُ الدُّعَاءِ: کیونکہ اس میں دعا موجود ہے۔

⑤ سُورَةُ الْبَقَاءِ: یہ سورت تمام امراض کے لئے شفا بخاتی ہے۔

⑥ سُورَةُ الْوَلِيَّةِ: اس کو پڑھنے سے مقصد پرا ہو جاتا ہے۔

⑦ سُورَةُ الْعَفَاةِ: اس میں سات آیات ہیں جو بارہ مرتبہ پڑھی جاتی ہیں۔^(۴)

خَذُّنَا قَبِيَّةً... مَنْ صَلَّى صَلَوةً لَمْ يَفْرَأْ فِيهَا:

نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم:

اس باب کی چند احادیث سے نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے فقہائے امت کے در

قول زیادہ مشہور ہیں۔

پہلا مذہب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا جو فرمانے ہیں کہ سورت فاتحہ نماز میں واجب ہے۔^(۵)

دوسرا مذہب: احمد ملاش کا جو قائل ہیں کہ سورت فاتحہ نماز میں رکن ہے۔

پہلے مذہب والوں کا استدلال

① قرآن مجید میں آتا ہے ﴿فَاقرءوا مَا نُنَزِّلُ مِنْهُ﴾^(۶) قرآن کا کوئی بھی حصہ پڑھ لیا جائے جو آسان ہے۔

② حدیث میں آتا ہے "اَقْرَأُوا مَا نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ"^(۷)

اس حدیث کی وجہ سے دوسری حدیث میں سورت فاتحہ کے ساتھ کی گئی ہے۔^(۸)

۱۲ حدیث میں آتا ہے "مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَفْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَصَلَاتُهُ جُنَاحٌ غَيْرُ نَامٍ"

خدا کی قسم نقصان نہ کہ نماز تو ہو بڑے کی لیکن کسی اور نقصان کے ساتھ یہ نہیں کہ نماز ہی نہ ہو۔

۱۳ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں انجان کر دو "أَنْ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَوْ

بِقَائِمَةِ الْكِتَابِ فَمَا زِلْنَا أَوْ كَمَا خَالَ" حدیث میں لو سے نہ نہ رکتیت معلوم ہوتا ہے۔ اور فَمَا زِلْنَا کا جملہ اسم یا نہ نہ کی

نماز پر دلالت کرتا ہے۔ نہ کہ مقتدی کی نماز پر۔^(۱۲)

ائمہ ثلاثہ کا استدلال اور اس کا جواب

"لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَفْرَأْ بِقَائِمَةِ الْكِتَابِ"^(۱۳)

اس کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ یہی روایت مسلم اور ترمذی میں بھی آتی ہے وہاں پر فتح کے ساتھ فَصَادُكُمَا قَطْعٌ بھی

ذکر کیا گیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے "لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقَائِمَةِ الْكِتَابِ وَمَا قَيْسَرُ مِنَ الْقُرْآنِ

بَعْدَهَا" بعض میں سورت بھی میں مہمعا شیء کے الفاظ بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سورت فاتحہ

کو رکھنا اور اس کے بغیر نماز کو بالکل معدوم سمجھنا صحیح نہیں۔

"قُرْآنُ الصَّلَاةِ"

اس جملے میں سورت فاتحہ کی اہمیت جان کی جادہ ہے کہ لفظوں نے سورت فاتحہ کو اپنے اور بندہ کے درمیان آدھا

آدھ تقسیم کیا ہوا ہے جس کی تفسیر خود جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیث بالا میں ارشاد فرمائی ہے۔

اسی طرح سے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورت فاتحہ کی پہلی آیت "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ" میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا خزانہ ہے دوسری آیت "الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ" میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ ہے۔

تیسری آیت "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" میں عدالت کا خزانہ ہے۔

چوتھی آیت "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" میں پاکیزگی کا خزانہ ہے۔

پانچویں آیت "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا خزانہ ہے۔

چھٹی آیت میں "جِبْرَاهُ الْدِّينِ" میں عبرت کا خزانہ ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے

تورات و زبور و انجیل و قرآن میں بھی اس جیسی کوئی دوسری نازل نہیں فرمائی یہ سب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا

فرمایا ہے۔^(۱۴)

غیر المغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور وَلَا الضَّالِّينَ سے مراد یہودی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہود کے

پاس علم و تفسیر انہوں نے اس کا ناکار کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے مستحق ہو گئے اور میرے پاس بھی نہیں تھا ان کی

تَرْجِمَةً: "حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو (حس کی) ایک شکل سے پیدا کیا جسے اس نے پوری زمین سے اکٹھا کیا۔ اس لئے اللہ آدم میں سے کوئی مرغ رکھ کا ہے کوئی مفید ہے تو کوئی ظالم ہے اور کوئی ان رنگوں کے دیرین۔ اسی طرح کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی سخت، کوئی عیبت اور کوئی پاکیزہ طبیعت کا ہے۔

نام ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۰۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ مُثَنَّى بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى اُدْخُلُوا الْبَابَ سُخَّيًّا فَإِنَّ دُخُلُوا مُتَوَجِّعِينَ عَلَى أَوْزَانِهِمْ أُنِي مُتَحَرِّقِينَ وَبِهَذَا الْإِسْتِثْنَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْدِنْ ظَلَمُوا فَوَلَا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ قَالَ قَالُوا اخْتَبِرْ فِي شُعْبَةٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۲۰، ص ۱۱۰)

تَرْجِمَةً: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "اُدْخُلُوا الْبَابَ" (یعنی تہجد کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہو جاؤ) کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی اسرائیل اپنے کالہوں پر ٹھٹھتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے یعنی انحراف کرتے ہوئے۔ اسی سنہ سے "لَيْدِنْ الظَّالِمِينَ" (یعنی ان (ظالم) لوگوں نے اس قوم کو جہل دیا جو اس سے کہا گیا تھا) کی تفسیر میں مقول ہے کہ انہوں نے کہا "حَبَّةٌ فِي طَبْعِيَّةٍ" (جو کس دانہ)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۰۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ نَا وَجَيْعٌ نَا الشَّعْبُ السَّائِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَامِرٍ بْنِ رَيْثَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فِي بَلَدٍ مَطْلُوعَةٍ فَلَمَّا نَزَلَ ابْنُ الْقَيْنَةِ فَضَلَّى كُلُّ رَجُلٍ بِمَا عَلَى جَانِبِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرْتَلَبْنَا قَائِلِينَ تَوَلَّوْا فَنَمَّ وَخَا اللَّهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَبِ السَّعْمَانِ أَبِي الْوَيْثِيقِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَافْتَقَرْتُ بِضَعْفٍ فِي الْحَدِيثِ (ص ۱۲۰، ص ۱۱۰)

تَرْجِمَةً: "حضرت عامر بن وہیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک اندھیری رات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے کسی کو قیلے کی سوت معلوم نہیں تھی لہذا جس کا چہرہ سڑھتا۔ اسی طرف (تہجد کی) نماز چڑھ لی۔ صبح ہوئی (فجر کی اذان ہوئی) تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی "فَابْتِغَا تَوَلَّوْا فَنَمَّ وَخَا اللَّهُ" (یعنی تم جس طرف بھی منہ کرو گے اسی طرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے) یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اشعث بن سنان اور اشعث کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔"

۳۰۷۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَجْدَةَ

خَيْرٌ بِخَبَرَتِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَأْسِهِ نَهْوَ عَمَّا عَيْنُنَا
تَوَحَّهَتْ بِهِ وَهُوَ جَاهٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ) وَقَالَ
ابْنُ عُمَرَ فِي هَذَا أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ هَذَا خَبَرٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَيُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ
(وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ) قَائِلِينَ تَوَلَّى قَتَادَةُ وَجْهَ اللَّهِ هِيَ مَسْجُودَةٌ نَسَبَهَا قَوْلُهُ (تَوَلَّى وَجْهَهُ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) نَبِيُّ بَلْقَاءَهُ حَقَّقًا بِذَلِكَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الشَّوَرِبِ نَابِئُهُمْ عَنْ رُزَيْعٍ عَنْ
مُجَلَّدٍ عَنْ قَتَادَةَ وَيُرْوَى عَنْ مُجَاهِدٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (فَاتَّبَعُوا تَوَلَّى وَجْهَ اللَّهِ) قَالَ قَتَادَةُ قَوْلُهُ اللَّهُ حَقَّقًا
بِذَلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَابِئُهُ عَنْ كَيْسِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهَذَا (ص: ۲۲۵-۲۲۶)

تَوَحَّهَتْ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے ہوئے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے تھے اور وہ اس کا منہ کسی
طرف بھی نہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کی طرف آرہے تھے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: "وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ" (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب) اور فرمایا یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور قاتادہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت "وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ" "قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" (یعنی بچہ چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر رہے) سے منسوخ ہے۔ یہ قول عمر بن عبدالملک بن ابی
شبابہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ سعید سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں۔ جبکہ مجاہد اسی کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے
مرا یہ ہے کہ جس طرف بھی وہ گردے اسی طرف قبلہ ہے (یعنی تہجد کی نماز قبول ہوگی)۔ یہ قول ابو کریب و قاتادہ
نعمان بن مرثد سے اور وہ مجاہد سے نقل کرتے ہیں۔

۳۰۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
الْخَطَابُ فَإِنَّا نَسْأَلُ اللَّهَ لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ لَمَزَلْنَا (وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص: ۲۲۵-۲۲۶)

تَوَحَّهَتْ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش کہ ہم مقام ابراہیم کے
پچھلے نماز کرتے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: "وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" (یعنی تم ابراہیم کو نماز کی
جگہ قرار دو) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ لَوْ تَخَذْتُ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى لَمَزَلْتُ (وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) هَذَا
خَبَرٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَابْنُ شَابَانَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ (ص: ۲۲۵-۲۲۶)

تَوْرَتُكُمْ: ”حضرت اہل بیتؑ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش آپؐ میری جگہ پر ابراہیم کو غازی جہد دیتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ”وَأَتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى“۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔“

۳۰۸۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا) قَالَ عَدْلًا لِهَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ۔ (ص ۱۶۵)

س ۱۶۵

تَوْرَتُكُمْ: ”حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ ”وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا“ (اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا) کی تفسیر میں فرمایا کہ وسط سے مراد عدل (یعنی نہ الزام نہ تعزیر) بلکہ دونوں کے درمیان) ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَصْبٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعَى نُوْحٌ فَيَقَالُ هَلْ بَلَغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَدْعَى قَوْمَهُ فَيَقَالُ هَلْ بَلَغْتُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ وَمَا أَتَانَا مِنْ أَمْرٍ فَيَقَالُ مَنْ شَهِدَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأَشْهَدُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِكُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ فَيُذَكَّرُ قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ) وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) وَالْوَسْطُ الْعَدْلُ هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُسَيْرٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَعُوذُ۔ (ص ۱۶۵-س ۱۶۶)

تَوْرَتُكُمْ: ”حضرت ابو حیدر ثمالیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن حضرت نوحؑ کی نیکو کاریاں اور پوچھا جائے گا کہ کیا آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ دو کہیں گے ہاں۔ پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ یہ نوحؑ علیہ السلام نے تمہیں پیغام پہنچایا تھا؟ دو کہیں گے۔ ہمیں کوئی ذرا لے والا یا کوئی اور نہیں آیا۔ پھر نوحؑ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ آپؐ کے گواہ کون ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت۔ پھر تمہیں بلایا جائے گا اور تم کو گواہی دو گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے۔ ”وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا“ (اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول اللہ ﷺ) تم پر گواہ ہوں) وسط سے مراد عدل ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار بھی جعفر بن عون سے اور وہ اعمش سے اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔“

۳۰۸۴۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ نَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

کے سامنے بیان کی تو انہوں نے اسے بہت پسند کر اور فرمایا اس میں بڑا مہم ہے۔ میں نے کچھ عبادت کہتے ہوئے سنا ہے کہ عجب میں سے جو لوگ صومرہ کے درمیان آئی ٹھہرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے درمیان سعی کرو اور جاہلیت میں سے ہے اور انصاف میں سے کچھ لوگ کہتے کہ یہیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ صرف صومرہ و صومرہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: **زَلْزَلْنَا الْأَرْضَ فَزَلَّتْ وَخَالَتْ أَنَّ الْأَرْضَ وَالْغُرُفَةُ** (یعنی صومرہ و صومرہ اللہ تعالیٰ کی نشانیں میں سے ہیں۔) اور کہ ان دو درمیان کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ آیت انہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: **إِنَّ الْأَرْضَ وَالْغُرُفَةَ** كَمَا مِنْ مَنَابِرِ الْخِطَابِ قُلْنَا كَانَ الْإِسْلَامُ أَهْلَكُنَا غُفَةً وَنَزَلَ اللَّهُ بِأَرْزَاقٍ وَنُفُوسٍ (إِنَّ الْأَرْضَ وَالْغُرُفَةَ بَيْنَ مَنَابِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَاجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَصَرَ فَلَاحُجًّا غَابِرًا أَوْ يَتُوفِ بِهِمَا فَقَدْ عَمِلَ عَمَلًا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ غَنِيمٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (سر ۱۷)

(سر ۱۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صومرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ زمانہ جاہلیت کی نشانیں میں سے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہم نے ان کا طواف چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **إِنَّ الْأَرْضَ وَالْغُرُفَةَ بَيْنَ مَنَابِرِ اللَّهِ** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے درمیان سعی کرنا افضل ہے اس لیے اور جو کوئی نکل نکلی کرے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے والا اور جو نے والا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۸۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ شَيْبَانٍ عَنْ خُفَّيْرٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **بَيْنَ قَدِيمِ فَكَّةَ طَائِفٍ بَالِيَةٍ سَعْدًا فَقَرًا (وَالْحُدُودُ بَيْنَ مَقَامِ الْبَرِّ وَالْفُضْلِ) فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ اتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ: فَبَدَأَ بِذَلِكَ اللَّهُ بِهِ وَفَرَأَ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ بَيْنَ مَنَابِرِ اللَّهِ) هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (سر ۱۷) (سر ۱۷)**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سوسو بن سوسو سے سنا ہے کہ آپ صومرہ مکہ مکرمہ شریف کے قریب اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی: **وَالْحُدُودُ بَيْنَ مَقَامِ الْبَرِّ وَالْفُضْلِ** (اور تم مقام البر و الفضل کو ملا کر ایک جگہ فرارو) پھر آپ صومرہ کے ساتھ صومرہ کے پیچھے نماز پڑھی پھر اسے درجہ سوم کو روئے دیا پھر آپ صومرہ کے قریب سے فرمایا ہم بھی وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے اور یہ آیت پڑھی: **إِنَّ الصَّفَا**۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ يَسْرَ بْنَ زَيْلٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ ضَائِعًا فَحَضَرَ الْإِنْفَازَ قَامَ قَبْلَ أَنْ يُنْفَازَ وَلَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُغَيِّسَ وَإِنْ قَسِيَ بْنِ مَبْرُكَةَ لَا تُصَارِي كَانَ ضَائِعًا فَلَمْ يَحْضُرْهُ الْإِنْفَازَ أَسْ إِمْرَأَتُهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ طَعَامٌ فَقَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَتَطْبِقُ فَاطْلُبْ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَفْعَلُ فَقَلْبَتُهُ عَنْهُ وَصَادَقَهُ امْرَأَتُهُ فَلَمْ يَزَلْهَ فَالْتَمَسَتْ خَبِيئَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ الْبَهَارُ غَضِبَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَلَّتْ هَذِهِ الْأَتَبَةُ (أَجَلُ لَكُمْ لَيْلَةُ الْبَيْتَامِ الرَّفَقُ إِلَى بَنَاتِكُمْ) فَفَرَّخُوا بِهَا فَرَّخًا عَدِيدًا (وَكُلُُّوا) وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبْقِيَ لَكُمْ الْخَبْطُ الْآتِيضُ مِنَ الْخَبْطِ الْأَسْوَدِ) هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۶۶، ص ۵)

ترجمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جب کوئی روزہ رکھتا پھر افطار کئے بغیر سو جاتا تو وہ دوسری شام تک رات دن کچھ نہ کھاتا۔ حضرت قیس بن مرہ رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے افطار کے وقت اپنی زندگی کے پس تحریف لئے اور پوچھا کیا تیرے پاس کھانا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ لیکن میں جا کر تدفین کرتی ہوں۔ سارے دن کام کرنے کی وجہ سے حضرت قیس بن مرہ اصحابی کو ٹیڈ آئی۔ جب آپ کی زوجہ راتیں آتی تو ان کو (سرنے ہوئے) دیکھ کر بابائے تمہاری محرومی۔ پھر جب دوسرے دن دوپہر کا وقت آیا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ چنانچہ اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ”أَجَلُ لَكُمْ ...“ (تم لوگوں کے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے محبت کرنے) حلال کر دیا گیا۔ اس پر وہ لوگ بہت خوش ہوئے نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكُلُّوا وَاشْرَبُوا ...“ (یعنی کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تم لوگوں کے لئے سفید خد سیاہ خط سے تیز ہو جائے)۔ (یعنی واضح ہو جائے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۹۔ حَدَّثَنَا هُذَافُ بْنُ مَعْلُوْمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَرِّ عَنْ بُسَيْنِ بْنِ الْكَنْدِيِّ عَنِ السُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ قَوْلِهِ (وَقَالَ) رُكُّكُمْ اذْغُوْبِي اُسْتَجِبْ لَكُمْ قَالَ اذْغُوْبِي هُوَ الْجَدَاءُ وَفَرَّ (وَقَالَ) رُكُّكُمْ اذْغُوْبِي اُسْتَجِبْ لَكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (اِذَا جَرَيْنِ) هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۶۶، ص ۵)

ترجمہ: ”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ”وَقَالَ رُكُّكُمْ اذْغُوْبِي اُسْتَجِبْ لَكُمْ“ (وَقَالَ) رُكُّكُمْ اذْغُوْبِي اُسْتَجِبْ لَكُمْ“ (یعنی تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کا) کی تفسیر میں فرمایا کہ دعائی اصل عبارت ہے اور یہ آیت ”وَقَالَ رُكُّكُمْ اذْغُوْبِي اُسْتَجِبْ لَكُمْ“ (وَقَالَ) رُكُّكُمْ اذْغُوْبِي اُسْتَجِبْ لَكُمْ“ کی تفسیر میں فرمایا کہ دعائی اصل عبارت ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا حُسَيْنٌ نَا حُسَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ نَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنِيمٍ قَالَ لَمَّا تَزَلْنَا (حَتَّى

تذکرہ: "حضرت امام نے جس کو حضرت کعب بن جراح نے فرمایا اس وقت کی قسم میں کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ آیت میرے ہی متعلق ہوں" یعنی "فمن كان... الآية" (اگر تم میں سے کسی کو بیماری ہو یا اس سے سر میں آہٹ یا دھڑکنے خیرات یا قربانی اس کا فائدہ ہو کر دے۔) کہتے ہیں کہ بعض حدیث کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساقی اتر مٹی حالت میں تھے۔ انہیں شربت پینے والے دیر میرے بال بال تک لے تھے اور جن میں میرے سر پر سر نہ لگی تھیں۔ جسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے گزرتے اور دیکھتا تو فرمایا اگتے ہے یہ تہہ دے سب کی جو میں تمہیں ایت (تلفیظ) سے متعلق تھا۔ عرض کیا۔ اے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر بال منڈوا دو۔ اس طرح یہ آیت نازل ہوئی۔ امام کہتے ہیں کہ دارے تین دن کے، کتنا کھانے تو چھ مہینوں کو مراد قرآنی کرے دیکھ کر یہ اس سے زیادہ۔

۳۰۹۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَازِمٍ أَنَّ هُشَيْمَ بْنَ أَبِي سَهْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْثٍ عَنْ كُتَيْبِ بْنِ عُجْرٍ بِحَرْفٍ أَنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (اس ۳۰۹۶ سے روایت کی گئی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۹۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَازِمٍ أَنَّ هُشَيْمَ بْنَ أَبِي سَهْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْثٍ عَنْ كُتَيْبِ بْنِ عُجْرٍ بِحَرْفٍ أَنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (اس ۳۰۹۷ سے روایت کی گئی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تذکرہ: "اس سے روایت کی گئی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۹۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَازِمٍ أَنَّ هُشَيْمَ بْنَ أَبِي سَهْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْثٍ عَنْ كُتَيْبِ بْنِ عُجْرٍ بِحَرْفٍ أَنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (اس ۳۰۹۸ سے روایت کی گئی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تذکرہ: "اس سے روایت کی گئی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قُلْ شَرُّ مَا خَلَا الْبَكَاحُ فَطَلَبَ الْيَهُودَ مِمَّنْ يُرِيدُ أَنْ يَنْزِعَ سَبِيحًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفْنَا فِيهِ فَإِنْ فَخَا عَسَاءَ مِنْ بَشَرٍ وَأَسْبَغَ مِنْ خَضْبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ وَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَنْكَحُهُمْ فِي الْمَعْجِزِ فَتَفْعُرَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى طَلَبْنَا أَنَّهُ فُذْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا فَطَامَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا خِدْبَةٌ مِنْ لَبَنٍ فَارْسَلُوا إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ مِمَّا فَسَّطَا مِمَّا لَعَلُّمَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حُصَيْنٍ بْنُ مُهْدِيٍّ عَنْ خُضَّادِ بْنِ سَلَمَةَ نَحْوَهُ بِهَذَا (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہودیوں میں سے کوئی عورت ایامِ حیض میں زہلی تو دو لوگ نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ میل جول رکھتے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کے متعلق دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَيَسْأَلُونَكَ الْأَيَّةَ" (یعنی یہ آپ ﷺ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں تو آپ ﷺ فرمادیجئے کہ یہ فاپ کی ہے) پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ کھانا یا جائے اور ان کی گھر میں اپنے ساتھ رکھ دئے نیز ان کے ساتھ جماع کے علاوہ سب کچھ (یعنی بوس، بکارت وغیرہ) کرنا جائز ہے۔ اس پر یہودی کہنے لگے کہ یہ ہمارے سرکارِ کام کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگوارِ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے اس قول کی خبر دینے کے بعد غصہ کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم حیض کے ایام میں جماع بھی نہ کرتے تھیں تاکہ ان کی مخالفت پوری ہو جائے۔ یہ بات سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصے سے شہیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم کچھ کہ شاید آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے ہیں اور پھر وہ دونوں اللہ کرپس دیئے۔ اسی وقت ان دونوں کے سامنے دو حدیثیں آجھ آجیاں تو آپ ﷺ نے انہیں بھیج دیا اور انہوں نے پہلا اس طرح انہیں علم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض نہیں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے محمد بن عبد اللہ بن ابی عبد الرحمن بن مہدی سے اور وہ حماد بن سلمہ سے اسی کی، منقول کرتے ہیں۔"

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانَ عَنْ ثَوْبِ بْنِ الْمُنْكَدَرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَتِ الْيَهُودُ يَقُولُونَ مِنْ أَمْرِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُلَيْكَا مِنْ قَوْمٍ مَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَتَوَلَّتْ (بِسَاءٍ ثُمَّ خَرَجَتْ لَكُمْ فَأَتُوا أَخْرَجَكُمْ أَمْرًا بَشِيمًا) هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہودی کہہ کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی سے جماع طے سے اس طرح صحبت کرے کہ دخولِ قمل (یعنی آل قائل کا دھوس) اگلے صدمہ میں ہی ہوتا اس سے بچ بیگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "بِسَاءٍ ثُمَّ خَرَجَتْ لَكُمْ فَأَتُوا أَخْرَجَكُمْ أَمْرًا بَشِيمًا" (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتوں میں لہ لہ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو داخل ہو۔ مگر غلہ حسن صحیح ہے۔"

تَعَالَى خَاجِلُهُ إِلَيْهَا وَخَاجَتُهَا إِلَيَّ يَهْلِكُهَا قَاتِلُونَ إِنَّهُ تَنَازَكَ وَتَعَالَى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبِمَا كُنْتُمْ عَلَيْهِنَ مِنَ الْوُثْقِ لَا يُؤْخَذُ بِكَ بِذِكْرِهِمْ وَلَا يُلَاحَظُ عَلَيْكُمْ لَكُمْ سَبْعَةٌ مَعْشُورَاتٌ قَالَ سَمِعْتُ لِرَبِّهِنَّ وَطَاعَةً أَمْرًا وَعَقْدًا فَكُلُّهُنَّ أَزْوَاجُكُمْ وَأَخْبَرْتُ هَذَا خَبْرِيكَ خَسَنٌ صَبِيحٌ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِهِ مِنْ غَيْرِ عَنْ الْخَسَنِ وَفِي هَذَا أَخْبَرْتُ بِذَلِكَ عَلَى كَيْفَةِ لَا تَجُوزُ اسْتِخْرَاجُ بَعْضِهِمْ إِلَيْهِ لَأَنْ تُخْتِمْ مَعْشُورَاتُ بَنِي إِسْرَافِيلَ كَانَتْ لَنَا فُلُوكُنَ الْأَمْرُ إِلَيْهَا دُونَ وَبِهَا تَزَوَّجَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تَعْفُ عَنْهُنَّ وَبِهَا مَعْشُورَاتُ بَنِي إِسْرَافِيلَ وَأَمَّا خَاطِبُ اللَّهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ فَلَا يُشِيرُ فَقَالَ (فَعَلَا تَعْفُوهُنَّ) إِنَّ بَنِي إِسْرَافِيلَ (أَفْوَ) هَذِهِ الْآيَةُ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ إِلَى الْأَنْبِيَاءِ فِي الشَّرَائِعِ مَعَ النَّبِيِّ (ص ۱۲۷-۱۲۸)

تقریباً ”حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عہد رسالت میں پتی بہن کا کسی مسلمان سے نکاح کیا۔ حضورؐ عرصہ دو ماہ تک رہے پھر ان کے ایک طلاق دے دی اور عدت گزار جانے تک رجوع نہیں کیا یہیں تک کہ عدت گزر گئی۔ پھر وہ دونوں (یعنی مایا، بیوی) ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ چنانچہ دوسرے کو ان کے ساتھ اس آدمی نے بھی نکاح و پیغمبرؐ بھیجا تو میں (یعنی معقل بن یسارؓ) نے کہا اے کہنے میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے کر تمہاری عزت افزائی کی تھی اور تم نے اسے طلاق دے دی۔ لہذا تم کی قسم وہ کبھی تمہاری صرف رجوع نہیں کرے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ایک دوسرے کی ضرورت کو جو متاخر ہو چکا تھے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ...“ سے و تَنْسَمُ لَا تَعْفُوْنَ“ تک (دراگزر میں سے کچھ نہ پتی بیویوں کو طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم نہیں اپنے سابق شوہروں سے (دوبارہ) نکاح کرنے سے مست روکا جائیگا وہ کاندھے کے مطابق نہ باہم رہنا مہم ہوں۔ اس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور پیغمبرؐ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس نصیحت مانو کہ تمہارے لئے نزدیک و دور کوئی اور بچہ کی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو متاخر ہے اور تم نہیں جانتے) جب معقل بن یسارؓ نے یہ آیات سنی تو فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے معاف و طاعت ہے۔ پھر اسے درجہ اور فرمایا میں نے تمہارے نکاح میں دے کر تمہارا کرامت ہوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے حسن سے منقول ہے۔ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ طلاق دہی کے نکاح جو کر نہیں۔ اس لئے کہ معقل بن یسارؓ کی بہن شہیدہ تھیں۔ چنانچہ اگر انہیں نکاح کا اختیار ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کرتیں اور معقل بن یسارؓ کی محتاج نہ ہوتیں اس وقت میں خطاب بھی ہوا (پر یہ سنیں) کہ میں نے کہا انہیں نکاح سے مست روکا۔ لہذا آیت اس بات پر دلائل کرتی ہے کہ نکاح و نفیہ عورتوں کی رضامندی کے ساتھ ان کے اولیاء (مہ پرستوں) کو ہے۔“

۳۱۰۰ - مَا كَانَ قَبْلَهُ مِنْ مِثْلِكَ بَلْ أَنْسَجَ رِثَانًا لِّلْعَالَمِينَ نَا مَعْنَى لَا مِثْلَكَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسَدٍ عَنْ نَفْسِهِ إِذَا تَغَفَّلَ عَنْ حَكْمِهِ عَزَّ ابْنُ بَنِي إِسْرَافِيلَ قَالَ لَمْ يَنْسَجْ غَابِئَةً أَنْ أَنْسَجَ لَهَا مَضْحَكًا وَقَالَتْ إِذَا

سُئِلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْوُضُوءِ صَلَاةُ الْغُصْرِ
وَبِئْسَ الْبَيْتُ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَابْنِ هَاجِسٍ بِنِ عُبَيْدٍ وَأَبْنِ هُرَيْرَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ. (مر ۱۲۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”صلوۃ وضو“ ایسی درمیانی نماز عصر
کی نماز ہے۔ اس باب میں حضرت زید بن زید، ابی ہاشم بن عتبہ، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث
حسن صحیح ہے۔“

۳۱۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبِيحٍ نَا مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَزَيْدُ بْنُ هَارُونَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ
إِبْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْخَلَاوِثِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّلُوةِ قَتَلْتُ وَقَوْمُوا لِلَّهِ فَاثْنَيْنِ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے ہوا کرو) چنانچہ میں
نماز کے دوران خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ (مر ۱۲۷)

ترجمہ: ”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز میں ہاتھیں ریا کرتے
تھے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ”وَقَوْمُوا لِلَّهِ فَاثْنَيْنِ“ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے ہوا کرو) چنانچہ میں
نماز کے دوران خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔“

۳۱۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبِيحٍ نَا مُسَيْبَةَ نَا إِسْمَاعِيلَ بْنِ ابْنِ خَالِدٍ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ وَابْنُ عُيَيْرٍ وَ الشَّيْبَانِيُّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ ابْنِ أَبِي (مر ۱۲۷، ۳۰۰)

ترجمہ: ”اسم سے روایت بیرونی کی امر بن مسیح نے ان سے اسلم نے اور دو: اسماعیل بن ابی خلدہ سے ای کی مانند نقل
کرتے ہیں لیکن اس میں ”وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ“ (یعنی ہمیں بات کرنے سے روک دیا گیا) کے الفاظ زیادہ ذکر
کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو عمرو شیبانی کا نام سعد بن ابی ہے۔“

۳۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ مَوْسَى عَنْ إِسْرَافِيلَ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ بَنِي نَابِلٍ
عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا تَبْعُوا الْخَبِيثَ بِهِ تَبْعُوهُ قَالَ مَزَلْتُ بَيْنَا مَغْضَرُ الْأَنْصَارِ كُنَّا أَصْحَابُ نَخْلٍ فَكَانَ
أَرَجُلٌ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدَرٍ كَثْرَتِهِ وَفِيهِ وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعْتِقُهُ فِي الْمَسْجِدِ
كَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاءَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِغَضَاةٍ فَيُسْقِطُ الْقِنْوَ وَالْقِنْوُ
فَيَكْتَلُ وَكَانَ نَاسٌ مِنْهُمْ لَا يَزْعُمُ فِي أَحَبِّهِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيهِ الشَّبِصُ وَالْحَفْصُ وَبِالْقِنْوِ قَدْ
تَحَسَّرَ فَيُخْبِتُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ كِبَارَكَ وَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَبَعُوا مِنْ طِبَابٍ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَحْرَجْنَا

”الشَّيْطَانُ يُعِدُّكُمْ“ (شیطان تمہیں تمناؤں سے دراتا ہے اور بے حیائی کا قسم دیتا ہے) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابوالاؤس کی روایت سے مرفوعاً جانتے ہیں۔“

۳۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَمِيمٍ عَنْ مَرْزُوقٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ نَابِغَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلُّوَا مِنَ الطَّيِّبِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ قَالَ وَذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ الشَّعْرَ أَتَيْتُ أَهْلَهُ يَهْدُونَهُ إِلَى الشَّهَادَةِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَنْشُؤُهُ حَرَامٌ وَمَنْشُؤُهُ حَرَامٌ وَغَدَى بِالنَّحْرَامِ فَاتَى بِسُجُودٍ لِبَذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَمَّا تَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ وَأَبِي حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلَفَةُ مَوْلَى عُرَّةِ الْأَسَدِيِّ (ص ۳۱۵، ص ۱۱)

ترجمہ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا جس کا اپنے رسولوں کو دیا اور فرمایا ”یا ایہا الناس! (اے مومنو!) کھاؤ اور پیو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور پیو“ عمل کرو اس لئے کہ میں تمہارے اعمال کے متعلق جانتا ہوں۔“ پھر مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ”یا ایہا الذین آمنوا.....“ (اے ایمان والو! ہماری عطا کی ہوئی چیزوں میں سے بہترین چیزیں کھاؤ) راوی کہتے ہیں کہ بھری درم سے کھانے نے اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے پریشان ہے اور اس کے ہاں خاک آلودہ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ، سر، کمر کی طرف بھٹکا کر کہتا ہے۔ اے رب۔ اے رب۔ اے رب! مالِ اکبرس کا کھانا پینا پہننا سب حرام چیزوں سے ہے اے حرام ہی سے نوراکہ رکھی ہوئی بھر اس کی دعا کیے قبول ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے فضیل بن مرزوق کی روایت سے چمکاتے ہیں۔ ابو حازم انصاری کا ۲۷ ہجری سنمان مولى عروة الحجیر ہے۔“

۳۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَمِيمٍ عَنْ مَرْزُوقٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ نَابِغَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ قَالَ وَذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ الشَّعْرَ أَتَيْتُ أَهْلَهُ يَهْدُونَهُ إِلَى الشَّهَادَةِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَنْشُؤُهُ حَرَامٌ وَمَنْشُؤُهُ حَرَامٌ وَغَدَى بِالنَّحْرَامِ فَاتَى بِسُجُودٍ لِبَذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَمَّا تَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ وَأَبِي حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلَفَةُ مَوْلَى عُرَّةِ الْأَسَدِيِّ (ص ۳۱۶، ص ۱۲)

ترجمہ ”سہلی کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے یہ حدیث سنائی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت ”إِنْ تُبْدُوا“

مناہی۔۔۔ (خدا تم اپنے اس کی بات چیمپ ڈی کھڑ کر دو تمنا اس و حساب لے کا بھرستے ہو ہے گا بخش دے گا اور جسے جو ہے گا عذاب دے گا) کازل ہوئی تو اس نے ہمیں غمیں کر دیا ہر سوچنے لگے کہ اگر کوئی دل میں کہہ گا خیاں کرے اور میں پر حساب ہوئے لگے تو ہمیں کیا معلوم کہ اس میں سے کیا موقف کیا جانے گا اور کیا نہیں۔ چنانچہ یہ آیت دس سوئی اور اسے منس کر دے "لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ" اللہ تعالیٰ ہی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں رہتا۔ یہ نیک کے لئے وہی ہے جو اس نے تمہارا ہے خود ہر ایک پر اپنی برائی کو پالنے لگے۔ جتنی دوسرے حساب نہیں ہو گا۔"

٣١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ خُصَّافِ بْنِ سُلَيْمَةَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَدْنَةَ عَنْ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَرْثَدَةَ وَتَعَالَى (إِنْ قُلْتُمْ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْطِئُونَ
يَحْسَبُ إِلَيْكُمْ بِهِ اللَّهُ) وَفِي قَوْلِهِ (مَنْ يَحْمِلْ سَوْءَ الْبَحْرِ بِهِ) فَتَعَالَى مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مِنْهُ سَأَلْتُ، وَسُئِلَ
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْهُ، وَنُظِمَ وَهَذَا هَدِيَّةٌ مُعَاذَةَ اللَّهِ الْعَنْدَةَ مَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحَقْمِ وَتُكْتَبُ حَتَّى الْبَصَاغَةُ
يَضْمُنَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَنْبَغِيهَا فَيَضْرَعُهَا حَتَّى إِنْ الْعَبْدَ لِلْغُرُوحِ مِنْ دُونِهِ كَمَا يَخْرُجُ الشَّيْرُ الْأَحْمَرُ
مِنْ أَنْجَبٍ هَذَا حَدِيثٌ خَيْرٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ خَائِلَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ خُصَّافِ بْنِ سُلَيْمَةَ

1. $\Delta_{\text{max}} = 0.001$

تو حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: اِنَّ فُلَانًا سَاحِقٌ۔ اور تَمْرٌ يَفْعَلُ۔۔۔۔۔ کی تفسیر پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جب سے ان آیات کی تفسیر نبی اکرمؐ سے پوچھی ہے اس وقت سے کسی نے مجھ سے ان کے متعلق نہیں پوچھا۔ رسول اللہؐ صحیحہ کے فرمایا ان سے: وَاَمَّا اللّٰهُ فَاَنْتَ اِلٰهِيْ نَابِئِ بَنَدُوسٍ كَوْنِهِمْ يَسْتَوِي فِي كَرَمٍ كَرَمًا بَعْدَ بَعْدٍ۔ یا کوئی شخصیں کر دینے والا حادثہ یہاں تک کہ کبھی اپنے کرتے کے بازو (بیب) وغیرہ میں کوئی چیز رکھنے کے بعد اسے کر دیتے ہیں اور پھر اس کے متعلق یہ پیش کر دیتے ہیں تو اس پر بیٹائی پر بھی اس کے ٹکڑاؤں کے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دو گنا ہوں سے اس طرح نظر آتا ہے جیسے آگ کی لہلی سے ٹالیں ہوں، صاف ہو کر نکلتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے سن فرمائیے۔ ہم اسے صرف حوالہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

[illegible]

زمین کی تمامیت ہے کہ وہ مختلف قوموں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اسی طرح انسان کے بھی مختلف اقسام اور رنگ ہیں۔ وہ انسانی زمین پر کبھی نہیں رہے اور انسانی حالت اور کیفیات، یہاں پر انسانی زمین کے لیے بھی مختلف ہیں۔ ان کے لیے بھی جو جگہیں، ممالک اور نسبت ممالک اپنا اپنی جگہیں (عرب) پر لیزہ ہے اسی طرح انسانوں میں بھی بعض کا فرق ہے اور انسانی ممالک ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ - (ص ۱۰۶، سورہ ۱۱)

یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب بنی اسرائیل نے مہینہ ان میں سے سولہ افراد سے معاہدہ کیا کہ ہم نے اس سے پہلے نہیں کیا یا کیا، ہمیں تو سبزی، لہو، پیاز، لیمو، کھوٹے کے لیے چوتے دانہ تھالی نے بنی اسرائیل کو سولہ دینا کے ذریعہ سے کہہ کر کہہ دیا کہ تم فلاں سٹی میں رہتے ہو، چاہو یا نہ چاہو کہ خواہش کی تمام چیزیں مل رہی ہیں۔

مگر اس سٹی میں داخل ہوتے وقت کھانا کہہ کر انہوں نے ان کی تلاش کا سوال کرتے ہیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا نِعْمَ اللَّهِ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَمَّا تَوَلَّوْا كَيْدًا لَهُمْ (المائدہ) کہہ کر انہوں نے ان کے لیے کھانا

اللہ ظالم ہیں وہ۔

”وَلَوْ أَنَّ لِلنَّاسِ فِئْتًا مِّنْ عِندِ رَبِّهِمْ فِئْتًا مِّنْ عِندِ رَبِّهِمْ لَافْتَحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا“

مگر میں فرماتے ہیں یہ عذاب ملاحون کی صورت میں آیا۔ میں اس کے سوا بڑا آدمی بلاؤں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ - (ص ۱۰۶، سورہ ۱۱) اسی آیت سے معلوم ہوا کہ وہ بنی اسرائیل پر نازل ہونے کی صورت میں

اس طرف بھی رخ کی جانب نماز ہو جائے گی۔ مگر ابتدا و قیام رخ ہی نہیں ہوگا ہے یہ قسم ان ساریوں کا ہے جن پر سورہ ہود کا آیت کی طرف رخ کرنا و اشارہ ہوا۔

پھر اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ میں شخص پر قبلاً مشتبہ ہو جائے۔ اس طرف بھی توجہ اس وقت چلا کر کے نماز پڑھے گا یا نہ پڑھے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ - (ص ۱۰۶، سورہ ۱۱) انہوں نے بھی اس آیت کا شان نزول یہ ذکر کیا ہے کہ یہ

آیت ان صحابہ کرام پر نازل ہوئی تھی کہ انہوں نے پہلے مشتبہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے اپنے اندر سے نماز پڑھ لی تو ان کو اس کی باری نے کفر سے اس طرف بھی اشارہ کر کے نماز کو کھینچ دیا۔

لہذا تعالیٰ کی اطاعت ہے وہ اطاعت تم نے کرنی چاہی رہا مشرق اور مغرب کی طرف رخ کرنے کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ تو ہر طرف ہی ہے جس طرف بھی منہ کرے اللہ تعالیٰ کو وہاں ہی پاؤ گے۔

فَالْوَعْدَةُ مُلْتَصِقَةٌ

لِغَوَالٍ یہ بیان دوم تھا کہ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ کہ مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں ہے جب کہ اس آیت کا ترجمہ مانتے ہو تو اُدْعُوهُمْ

جائے تو ہم معافے میں امتثال اور یہ دونوں اختیار کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔

خُذْنَا عِلْدًا لِّعَلِّفَ (ص ۱۲۴، ص ۱۰۰)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے: حضرت نوحؑ کو تہنہ لگانے کا ہوا دوسرا ایسا ہیچنگ تھا جس کی اس میں بھی انکار نہ کیا گیا اور مستحکم یہ ملی صاحب السلطانہ (السلطانہ) تم بظہریوں کے دوست بنی تھیں کرتے ہوئے اس وقت کی کوئی دست کی گھر سرائیو، چھوٹے اپنی اپنا تماموں اورین کی تبلیغ کی تھی مگر اس میں اس محرم سے پہلے نہیں کی کہ قرقہ ہر سب جدا آئے تھے اس کا جواب امت محمدیہ سے کیا کہ وہ دست پاس نہ دے تھی تو ہم کو تہنہ تشریف لائے اور انہوں نے خبر دی کہ قرم بظہریوں نے اپنی اپنی سمت کو تبلیغ کی تھی اس کے بعد آپؐ نے اپنی امت کی اس گمانی کی تصدیق فرمائی ہے۔^(۱)

بعض روایات میں آتا ہے: جب امت محمدیہ کو اسی اس کی اور پھر اس کی تصدیق آپؐ نے فرمائی کہ میں نے تو آپؐ سے سوال کیا ہے کہ کوئی آپؐ کی پیروی کی امت عادل ہے؟ کوئی نے کہا: ہاں اس پر آپؐ فرمائی: اے کہ میری امت میں سے ہے اور اس کی کوئی معتبر ہے۔

خلافہ قرآن مجید میں اس مضمون کی قسم قسم کی بات ملتی ہیں۔

(۱) قیامت کے دن تہا انہی اپنی اپنی امتوں کے خلاف گواہیاں دیں گے اور آپؐ نے اپنی امت و امت کے خلاف کوئی دینے کے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔

(۲) قیامت کے دن امت محمدیہ کو تہا امتوں کے تہیت سے کوئی دے گی۔

(۳) آپؐ کو پہلے زمانہ کے لوگوں کے خلاف گواہی دینی۔ محمدؐ آپؐ کو پہلے کی امت اپنے اپنے روئے کے لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے۔

خُذْنَا مَحْمُودًا مِّنْ بَنِي إِسْرَءِیْلَ (ص ۱۲۴، ص ۱۲۰)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (ص ۱۲۴، ص ۱۲۰) جب کے ساتھ اس روایت میں آتا ہے مگر بعض روایات میں سے حضرت علیؑ کے بھی درج ہوا ہے۔ یہ تو قرآن مجید کے سینے میں رہنے میں ہوا ہے۔

لِيُحِبَّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَفَّةِ (ص ۱۲۴، ص ۱۲۰)

ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت آتی ہے اس میں آتا ہے: "لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ وَالْيَهُودُ أَكْثَرُ أَهْلِهَا يَسْتَفْتُونَ بَنِي النَّبِيِّ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ أَنْ يَسْتَفْتِيَ بَنِي إِسْرَءِیْلَ فَكَانَ يَذْهَبُ وَيَنْظُرُ إِلَى الشَّعْبِ إِذْ وَجَّهَتْ"۔^(۲)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے: "لَمَّا كَانَ يُجِزُّ إِلَى الْخَوَلِ إِلَى الْكَفَّةِ لِأَنَّ الْيَهُودَ ظَلَمُوا، بُخَلْنَا مَحْمُودًا وَنَمِيعًا فَلَمَّا قَدَّرْنَا"۔

اپنے جھگڑنے کا باعث بنا لازم سمجھتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ . . . (ص ۱۰۰، ۱۰۱) اور اَبُو جَعْفَرٍ لَقْنَهُ (ص ۱۰۲) سمجھتے کہ اہل کمال مرد ہو گیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ چیز پہلے طلاق نہیں تھی۔

الرُّقْبَةُ . . . (ص ۱۰۲) مضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کر لی ہے۔

بہر حال احادیث میں اہل کمال کی رقوم میں سونے کے بعد اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنے کی اجازت نہیں تھی اس آیت مبارکہ کے ذریعہ پہلے اہل علم مفسرین کو دیا گیا اب سونے کے بعد بھی اپنی بیویوں سے ساتھ ہمبستری کرنا جائز ہے۔^(۱۸۸)

فَلَا تَكُونُوا لِلشَّرِّ فِی الدُّنْیَا وَآخِرَتِیْكَ تَحِیْطُ بِہٖ (ص ۱۰۲، ۱۰۳) (تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ تم کو دنیا کا فائدہ و حاکم مہیا نہ دے گا جو تم کو آخرت سے خارج ہو جائے۔) اس آیت میں روزہ کی ابتدا اور انجام کو بیان فرمایا گیا ہے آیت ہا میں سچائی کی سفید کاری صاف صاف اور رات کی سیاہی کو (حیض) دھاگے سے تشبیہ کی گئی ہے۔ کیونکہ جب صبح صادق کا وقت ہوتا ہے اور اس کی روشنی چھیلنے لگتی ہے تو وہ دنیا میں ایک باریک (خفا) کھیر کی طرح نظر آتی ہے اس لئے اس کو خید ایضاً (سفید) دھوا کا فرمایا پھر اس میں کی وجہ سے رات کی سیاہی میں بھی ایک کھیر سی جی رہ جاتی ہے اس لئے اس کو خید (سیاہ دھاگا) فرمایا ایک دوسری روایت میں آج ہے اَلْفَاہُو سَوَادٌ لِّلْجَلِّیِّ وَبَیَاضٌ لِّلْجَلِّیِّ (ص ۱۰۲، ۱۰۳)۔

لَا وَ اِذَا مَسَّ الْفُلُکَ مِیْسَکُوۃٌ یَّحْنِیْہَا^(۱۸۹) (جب میرے بندے میرے ہوب میں آپ سے سوال کریں۔)

شان نزول:

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جو لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم راہب بنائے ہو اگر وہ قریب ہے تو اسے آسمان سے پکاریں اور اگر دور و اہم سے دور ہے تو ہم سے چند وار سے پکاریں آپ ﷺ نے تائید و تصدیق میں اس کے حضور کی دیر کے بعد آیت وا نزل دی۔^(۱۹۰)

اَلْیَاسِیۃُ اَلْعَوۃُ الذِّیۡ یُذَادُ ذِیۡہِیْہِ^(۱۹۱) (یسا پکارنے والے کی یاد کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قول کرتا ہوں۔) مفسرین فرماتے ہیں کہ ایسا اجابت سے ہے اس کی نسبت جب بندے کی طرف ہوتا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے احکام کو قبول کرے اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی برخواست کو قبول فرماتا ہے۔

دعوت دینا سے ہے دعا کا لغوی معنی پکارنا، شریعت کی حلقہ میں اپنی ضروریات کو اللہ تعالیٰ کی یادگار میں پیش کر کے اس سے مدد طلب کرنے کا نام دعا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ... (ص ۱۲۹، ص ۱۳۰) الْحَجُّ عَرَفَاتُ (ص ۱۲۶، ص ۱۲۷) عَرَفَاتُ كَأَقْوَمِ الْجَمْعِ مِلَّ رَكْنِ الْأُظْمِ
ہے اس لئے قرآن مجید چار بار ہے کہ حج تو عَرَفَاتُ کا نام ہے۔

لَا يَأْتِي مِلَّ ثَلَاثَ فَعَلٍ تَنْجِلُ ... (ص ۱۳۶، ص ۱۳۷) آیت ہاں میں حج کے ایام میں دو دن سے وہابیوں پر مبنی کے قیام
کی مدت کا بیان ہے حاجی حضرت ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مٹی پینچے ہیں وہاں پر تین اعرات ہیں ہر حجرے پر سات سات کلکیاں
باری جاتی ہے اس کی ترتیب یہ ہوتی ہے۔

ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد تہرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رکن کی جاتی ہے۔

گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو تینوں حجروں کی رکن کی جاتی ہے۔ یہ وہ ذی الحجہ کو مٹی میں ٹھہرنے یا ٹھہرنے کے بارے میں آیت
بالا میں بیان کیا جا رہا ہے تہرہ تاریخ کو مٹی کر کے مٹی سے چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں پڑا اگر ٹھہر جائے اور وہی اس دن رکن
کے تو یہ فضیلت اور بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ... (ص ۱۱۶، ص ۱۱۷)

یہ قرآن مجید کی آیت (وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يُعْجِلُكَ . وَهُوَ الَّذِي الْيَخْصَامُ) کی حرف اشارہ ہے۔ بعض
لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کرتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کر دیتے ہیں حالانکہ حقیقت
میں وہ نادرست ٹھکرا رہے ہیں۔

اس سے مختصر یہ شرعی مسائل مراد ہے جو آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ کی محبت کی تسبیحیں اٹھاتا اور جب
آپ ﷺ کی مجلس سے چلا جاتا تو لہذا پھیلاتا اور لوگوں سے بھڑک کر جاتا۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ فہری طور سے امن و سلامتی کے دعوے کرتے ہیں مگر حقیقت میں یہ لوگ سخت جھگڑاوار
نصاری ہیں اس قسم کے لوگ ہرزہ نے میں ہوتے ہیں یعنی جن کا فہر ان کے باطن کے خلاف ہے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بہت ہی زیادہ خواہش یعنی قلیل غفرت ہوتے ہیں۔^(۱۲۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ ... (ص ۱۲۷، ص ۱۲۸)

جیسا کہ غزالی سے یہود و نصاریٰ کی افراط و تفریط کو دیکھ کر صحابہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے
آیت بالا کو نازل فرمایا اور حالت جیسا کہ مذکور گئی فرمایا یہاں ایام میں عروڑوں سے ہمسری کرنے سے روکا گیا ہے۔
کیونکہ ان ایام میں ہمسری کرنے سے ایک طرف تو عورت کو تکلیف ہوتی ہے اور دوسری طرف نجاست اور ہرے سے مرد کو بھی
تکلیف ہوتی ہے۔ ان ایام میں ہمسری کے سوا تمام امور جائز ہیں مثلاً کھانا پینا، ایک ساتھ لیٹنا وغیرہ۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ... (ص ۱۲۷، ص ۱۲۸)

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو بھڑکے بھڑکے کرنے، یا بے اور مرد کا خلفہ بھڑکے سے اور دلاؤ بھڑکے پیدائش کے ہے

مطلب یہ ہے کہ جس طرح زمین میں نیا نیا جانا ہے اور نیا سے نھیں پیدا ہوتی ہے اسی طرح مرد کا خلفہ عورت کے رحم میں جا کر اولاد کے پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے خارجہ ہے کہ اولاد تب ہی پیدا ہوگی جب خلفہ اصل مقام میں جائے گا اور یہ آئے کا راستہ ہے۔ اور پیچھے کے راستے سے مابثرات کرنے کو شریعت معظمہ نے حرام قرار دیا ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے وہ شخص ملعون ہے جو عورت کے ساتھ پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے۔^(۸۸)

آئی بیٹیم: (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) ہمبستری کی کیفیت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ تم لیٹ کر کر یا بیٹھ کر یا کھڑے پر یا پیچھے سے آگے کی طرف کرو خرما یہ ہے کہ مذم آئے ۱۱۰ ہر طریقہ کوئی بھی ہو سب ہائے ہے۔

جہاں ذکر ہوا کہ لا تَوْنِدُ اَخْوَاہُ۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) یہود کا کہنا یہ تھا کہ اگر شوہر پیچھے سے آگے کی طرف ہمبستری کرتا ہے تو اس طرح ہمبستری کرنے سے اولاد پھٹکی پیدا ہوتی ہے اس بات کی نفی قرآن نے آئی بیٹیم کیہ کر فرما کر دی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابونت ہے تو سب اس طرح کر سکتے ہیں اور اس سے یہ عقیدہ بھی غلط ثابت ہو گا کہ اس سے اولاد کو نقصان پہنچا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ۔۔۔ رَوَى عَنْهُ۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) ان کا نام آخر مسمرین نے قائل کیا ہے بعض نے قائل اور بعض نے نفی بھی کیا ہے۔

رَوَى عَنْهُ الشَّيْبَانِيُّ۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) اس سے مروی ابو الیداج بن قاسم ہے اور بعض نے عبداللہ بن رواحہ بھی بتایا ہے۔

ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) ایک دوسری روایت میں ”ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلَّاقًا ثُمَّ رَجَعَهَا“ کے الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں۔^(۸۹)

لَا تَرْجِعْ اِلَيْكَ اَيْدَا۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) ایک دوسری روایت میں ”لَا اَرْوُجُكَ اَيْدَا“ کے الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں۔

فَلْيَنْفِرْ تَجْلِيهِمْ۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) محل آیت یہ ہے ”فَلَا تَتَّبِعُوا اَن يَنْفِرُوا فَاُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ“۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) ”وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْفِتْنَةَ مِنْ دُونِ الْحَرَامِ وَلَا يَسْتَتِرُونَ بِطَوْبِ عَصَاكَ“۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸) ”وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْفِتْنَةَ مِنْ دُونِ الْحَرَامِ وَلَا يَسْتَتِرُونَ بِطَوْبِ عَصَاكَ“۔۔۔ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸)

(تو تمہیں ان کے خلاف اس سے نکل جانے سے روکا جائے کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رفاقت میں یہ نصیحت نہیں کی جاتی ہے جس پر تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پہنچیں اور ان میں تمہاری بھرتی صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ جاننا ہے اور تم نہیں جانتے۔)

حدیث والا سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت کو طلاق ہو جائے اور اس کی ندرت ختم ہو جائے اور وہ دوسرا عقد کرتا ہے تو

دوسرے مذہب والوں کے دلائل

”عَنْ سَالِيَةَ مَرْثُومَةَ امْرَأَةٍ زَكَتْ بِعَمْرِ ابْنِ زَيْدٍ وَكَانَ حَتَّى مَاتَ وَالْمَلِكُ لَا يَدْرِي“^(۱۱۰)
 دوسری دلیل ”الانحراح الا بولہ“

دوسرے مذہب والوں کا جواب

پہلی بات: اس حدیث کی سند میں سالیہ بن سہیل جتنی اشد ق ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری نے فرماتے ہیں
 ”عَلَيْهِ سَلَامٌ“۔ اس سنائی فرماتے ہیں ”الْبَيْتُ بِالْقَبْرِ قَدْ قَامَ الْمَذْهَبُ“
 دوسری بات: یہ حدیث پہلے حدیث (ان زکیہ والایت) سے سہوٹ ہے۔
 تیسری بات: اگر یہ ایت لگائی جاتی تو منسوب نہ ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خلاف کس نہ کریں پیسے کے بدلے ہر
 ۱۰۰ روپے سے معلوم ہو رہا ہے۔

دوسری دلیل کا جواب: اس کی سند میں اختلاف ہے۔

پہلی بات: اس آیت پر کچھ کلمات ہیں ”الانحراح الا بولہ“ یہ عام ہے ثبوت کا نہیں مگر اس میں کچھ ہے۔

تیسری بات: مطلع دہ اور بخاری کے بات میں ہے ”وَالَّذِي لَمْ يَجْعَلْهُ وَلَوْ اِنْشَاَهُ بِنَا لَمْ يَكُنْ الْمَعْنَى وَالصَّبِيحَةُ“^(۱۱۱)
 چوتھی بات: لکھی ہے کہ وہی نہیں ہے ایسا نہ ہی قائم نہ نہیں ہو رہا۔

فَمَنْ هَبْنَاهُ لَا يَكُنْ دَلَالَةً عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ

نہ ایت۔ یہ بھی امام بخاری نے استدلال کرتے ہیں کہ یہاں کے معنی میں عورتوں کا اعتبار نہیں ہے یہ وہ مذہب ہے جس
 پر وہ اپنے وقت کے محدثین نے جہاد کیا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی نیابت لے لی تھی۔ اور ان کے رد کرنے پر
 ان کی بات نہ ہو سکتی تھی۔

اس کا جواب تو قطعی ہے، استدلال یہی ہے کہ یہ روایت یہ ہے کہ وہ حدیث سے معقول ہیں یہ وہ حدیث ہے
 جو ان کی حدیث سے ملتی ہے ان کو کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ ان کو اس کا ان سے رد کا تو اس پر لڑائی کے لیے لڑائی اس سے معلوم ہوا
 کہ وہ حدیث پہلے ان کا روایت کر چکی ہیں۔^(۱۱۲)

خُذُوا قِيَابَهُ - (اسر ۷۷، سورہ)

صوفی و سنی سے کون ان نماز مراد ہے؟

سلف و سنی کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

میں جہاد سے چارہ اقوال نقل کئے ہیں۔^(۱۱۳)

امام جلیل ہیں۔

① حضرت انسؓ، ہاجرہ عمرہؓ، بلکہ، حجاج، امام مالکؓ، امام شافعیؒ، مسیح و غیرہ ان سب کے نزدیک مسودۂ فجر مراد ہے۔

② حضرت عائشہؓ، زید بن حارثہؓ، حضرت ابو سعیدؓ، امام ابو حنیفہؒ، امامان سب کے نزدیک مسودۂ نسیم مراد ہے۔

③ حضرت انسؓ، علیؓ کہ چوتھے کے نزدیک اس سے مراد مسودۂ مغرب ہے۔

④ حضرت معاذ بن جہشؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، جناب ابن مبارکؒ، ابو حنیفہؒ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد تمام نمازیں ہیں یہاں تک کہ نماز اولیٰ بھی شامل ہیں۔

⑤ ابن حبیبؒ، مالکؓ، ابو شامہؒ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد جمعہ کی نماز ہے۔

⑥ ابن اسحاقؒ، امام قرطبیؒ، امامان کے نزدیک اس سے مراد نماز عشاء ہے۔

⑦ بعض نے اس سے فجر اور عصر کی نمازیں مراد لی ہیں۔

⑧ بعض نے اس سے فجر اور عشاء کی نمازیں مراد لی ہیں۔

⑨ صلوٰۃ التَّوَكُّفِ ہے۔

⑩ عید الفطر ہے۔

⑪ چاشت کی نماز ہے۔

⑫ سعید بن جبیرؓ، حضرت امام الحرمینؒ، زبیرؓ کے نزدیک پانچ نمازوں میں سے کوئی ایک نماز مراد ہے جس کا تعین نہیں ہے۔

⑬ جبہ کی نماز ہے۔

⑭ اناف، درجہ کے نزدیک عصر کی نماز مراد ہے۔ اسی کے بارے میں امام ترمذیؒ فرما رہے ہیں اَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ عُلَمَاءِ الصُّلَحَاءِ^(۱۱)

علامہ ہارویؒ فرماتے ہیں ”هُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ“ یہی بات آگے اہل روایت سے بھی معلوم ہو رہی ہے جو آپؐ نے فسوق کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جس میں ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ان شرکین کی قبروں کو اٹک سے بھر دے کہ انہوں نے ہم کو جمعہ کی نماز سے روک دیا ہے۔

⑮ علامہ علم الدین سخاویؒ نقلی لکھیں کہ جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک مسودۂ ہر مراد ہے۔^(۱۲)

علامہ انور شاہ شہیدیؒ فرماتے ہیں صلوٰۃ طوسیؒ کو اللہ تعالیٰ نے پہلی ۷ توں پر بھی فرمایا تھا مگر انہوں نے اس کی تندر نہ کی امت محمدیہؐ پر فطویٰ صوبہ پر اس کی عداوت کی تائید کی گئی ہے۔^(۱۳)

خَذَلْنَا أَخْلَصَ بْنَ مَيْمُونٍ ... (اص، ۳۰، ص ۳۰۳) قَالَ كُنَّا نَكَلِّمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي

سامہ رضید احمد شہسوئیؒ فرماتے ہیں کہ کماں طاعت یہ ہے کہ کوئی ہر ایک چیز سے رک جائے جو اللہ تعالیٰ کے قرب

میں حاکم ہونماز میں بات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے قرب میں قس ہے اس لئے اس کو منع کیا گیا۔ (۱) (۱) اس روایت کو زعفرانی نے بھی اس میں نماز میں کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۲)

خَدُّنَا عَمَلًا لِلَّهِ مِنْ عِبَادِ الرَّحْمَنِ وَلَا تَيْسَمُوا الْمَغِيثَ مِنْهُ (ص ۳۸، ص ۹)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو کھجور کے اچھے مچھے اپنے لئے محفوظ کر لیتے تھے اور اصحاب الصفا کے لئے خراب قسم کی کھجور لٹکا دیتے تھے۔ یہی تقسیم کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع فرمایا کہ جب تم خوار دی چیز کو پسند نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کیسے پسند کرے گا۔ (۱) (۱) جب سے صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ میں اچھی چیز دینی چاہئے۔

بِئْسَ حَبِيبَاتٌ (ص ۶۸، ص ۵) اس کی وضاحت میں مفسرین دو باتیں ارشاد فرماتے ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مال خرچ کیا جائے وہ حلال اور ہر طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو (دوسری بات یہ کہ صدقہ میں اعلیٰ اور بھتر چیز دینی چاہئے ہے کار اور دوسری چیز نہیں دینی چاہئے۔) (۱)

مَا كَسَبْتُمْ (ص ۶۸، ص ۵) اس سے مراد وہ مال ہے جو تجارت وغیرہ سے حاصل کیا ہو۔

اُخْرِجْنَا لَكُمْ (ص ۶۸، ص ۵) اس سے مراد زمین کی تھلاہ ہے اناج کثیر بیجے فرماتے ہیں کہ آؤں تجھ رت کے ذریعہ سے جو چیز حاصل کرتا ہے اس میں سے بھی کچھ صدقہ کرنا چاہئے۔ (۱)

إِلَّا أَنْ تَعْبُوهَا فَبِهِ (ص ۶۸، ص ۵)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت برہان غائب بیان فرماتے ہیں کہ جب تمہیں کوئی چیز دین دے اور وہ بے کار چیز ہو تو تم اسے قبول نہیں کرتے۔ ہاں اگر لینا پڑے تو جیسے دے کی ہر قسم سے بچنے کے لئے دلاؤ دینی میں آنکھیں بند کر لو گے۔ اب ذرا سوچنا چاہئے کہ جو چیز تم خود لینا پسند نہیں کرتے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینا کیسے پسند کرتے ہو۔ (۱)

خَدُّنَا حَتَّاءَ نَا (ص ۶۸، ص ۷) اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لُغَةً يَانِي اَذَم (ص ۶۸، ص ۸)

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے وہ آخرت کی کامیابی سے روکنے کے لئے تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ خرچ کرنے سے تمہارا مال تم ہو جائے گا اور تم تنگ دست ہو جاؤ گے لہذا اس کو بچاؤ پھر روکھو اور اگر تم دل و خرچ کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہو تو وہ تم کو روکی اور بے کار مال خرچ کرنے کی ترغیب دے گا۔

وَيَأْتِيَكُمْ كُمْ بِالْفَحْشَاءِ (ص ۶۸، ص ۸) فحشاء عربی زبان میں ہر قسم کی برائی کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مراد ہے۔ (۱)

خَدُّنَا عِبَادًا مِنْ حَبِيبٍ (ص ۶۸، ص ۸) يَا أَيُّهَا النَّاسُ ائِ اللّٰهُ حَبِيبٌ (ص ۶۸، ص ۹) حبیب کی ضد غیبت آتی ہے لہذا جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دیتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں تمام اللہ تعالیٰ سے پاک اور تمام آفات

کے مکتوب اور جب اس کی بہت ہندوں کی طرح ہوتی ہے تو اس سے کتنی جوش ہے۔ یہ عطا کی اور جرنے اس سے دور ہو۔ یہ وقت تحریر میں مسلمانوں کو حلال اور پائیدار چیزیں کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے تاکہ انسانی اور روحانی دونوں قسم کی اذیتوں سے آدمی محفوظ رہ سکے۔ وہ پاکیزہ دل کا اصرار کرتا ہے کہ وہ کچھ دیکھو اور عطا کی چیزوں کو سمجھنا چاہیے۔ اسی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔

ملا فرماتے ہیں: حکام اور پکیزہ لوگوں سے یہ قسم کھانا کہ ان میں پیدا ہوگا جس سے خود بخود موت آئے گا شق
 ویر ہو جائے اور ہر بے خلاق اور نادانوں سے افرات پیدا ہو جائے گا۔ ان کے برعکس تمام کھانے سے عذرت کرتے ہوئے نہیں
 بیارہ اور اس سے آگے کے کسی میں خلق پیدا ہو جاتی ہے۔^{۱۰۱}

ایک روایت میں آتا ہے کہ اس شخص نے عدلیہ کیا اور عدالت کے جج بن گئے اور ان کو وکیلہ انجمن اسی کا لیا جن کو
ہائے میں داخل ہوا سمجھا کہ اس نے عدلیہ کیا اور عدالت جج بن گئے اور ان کو وکیلہ انجمن اسی کا لیا جن کو
میں بھی جیسے وکیلہ بن گئے رہیں گے۔^{۱۱۱}

[illegible]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا فِیْ اَمْوَالِكُمْ سُبُوْا ۚ سُبُوْا یَنْقُضُ اَمْلَکَہُمْ ۚ وَیُغْنِیْہُمْ عَنْ اَمْوَالِہُمْ ۚ وَیُضِلُّہُمْ عَنْ سَبِیْلِہِمْ ۚ اِنَّہُمْ یَخْلُقُوْنَ ۭ

پیشانی: ۱۰ روز قہار میں کوئی توبہ نہیں ہے۔

کتابت: "وإِنْ تَسْتَوُوا مَا فِي الْأَعْيُنِ مِنْ حِجَابٍ" کا مطلب یہ ہے کہ جو یہ نہ سمجھتا ہو کہ اللہ کی نظر سے اس کی
نیویں ہاتھوں سے چھائی جا رہی ہے۔

میرا یہ کہ ایک کا حلقہ آخرت سے مواضع ہے۔

۳۷۶ - تعریف الحادی: کتاب الف کج باد - من الله لا یخفى الا ما لم یزل، حدیث: لا یخفی الا ما لم یزل و امره ان کتاب التکلیف بان لم یصل.

[illegible]
$$T_{\text{eff}} = T_{\text{eff}} + T_{\text{eff}}$$
[illegible]

www.elsevier.com/locate/jmb

424, 24712, T11)

١٢٩

٣٧٣ - بعد منة البرمدين كما جاء في (الذريعة) (١/١٠٤)، حيث: (١) اسم خرج إلا انشردى عن السدى عن أبي مائل عن البراء بن رباح

٣١١٤ - نظم و نه السرمادي كبر جاء في (المعجم) ١٠٩/٤١ حديث ١ - ١٥٥٠ وأخرجه أبو جحلى (٢٥٧/٨) حديث (٢٩٩/٢٣) وعرفه
الاسم من (المعجم) ١٠٩/٤١. طاب يومه وأبى وأبى وأبى (المنهاج) ٨٨/٣٩. (٥٨)

٢٠١٣. أحمد محمد سعيد، كتاب الزكاة، مادة: تمويل العبدية في الكتب الخيرية ونزولها، حديث ٤٠١٤/٢٥ والمعاريف، كتاب نزلنا، باب: أئمة الخيرية وأئمة (٢٠١٤/٩)

٣٧٦ - تمرد به نام مهدی کما ساء فی (المحقق) ١٤٧٦/١٢/٢٦ هـ. و ذکره السیوطی فی (الدر المنثور) ١/١٠٦ و عماله
 الآخر حیدر

٣٥٧ - آخره أحمد بن أحمد (٩١٨).

٢٥٨۔ اُنحوہ تمام کتاب (آیات) میں برآی آید۔ صحابہ و بعد ان تکلف "ما یطلق وحده" (١٩/١٠٠)

[illegible]

الْقَائِمِ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ قَالِمًا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ رِجٌّ فَيَسْأَلُونَ مَا نَسَبُهُ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْبَيْعَةِ وَالْبَيْعَةُ قَوْلُهُمْ قَالَ قَادَرَاتِهِمْ فَأَعْرَجَهُمْ وَقَالَ يَرْيَدُ لِقَاءَ ابْنِ مَرْثَدَةَ فَأَعْرَجَهُمْ قَالُوا مَرْثَدَةُ أَوْ لِقَاءَ هَذَا حَدِيثُ خُصْنٍ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا أَيْ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الْقَائِمِ بِنِ مُحَمَّدٍ رَأْسًا ذِكْرًا يَرْيَدُ بْنُ ابْنِ أَبِيهِ عَنِ الْقَائِمِ بِنِ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَابْنُ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ كَيْفَ

(ص ۵۶۸-۵۶۹)

تَوَجَّهَتْ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس اللہ عزوجل سے اس آیت کے تعلق پر جو "قَالِمًا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ رِجٌّ" (یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ قاتل کی جگہ کرتے ہیں ان کی غرض قتل پیدا کرنا اور اس کی علت تعمیر کرنا ہوتی ہے) تو آپ ﷺ نے رشتہ فرمایا جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا۔ یہی اپنی رازداری میں ہے جس کے ذریعہ تم لوگ ان کو محفوظ رکھو۔ دوسرا تم سے مراد فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طرح کی حضرات اسے ابن ابی ملیح سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے قاسم بن محمد کا ذکر نہیں کرتے۔ ان کا ذکر صرف زیاد بن ابراہیم کرتے ہیں۔ ابن ابی ملیح کا: محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ملیح ہے ان کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رشتہ ثابت ہے۔"

۳۱۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ قَالِمًا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ رِجٌّ فَيَسْأَلُونَ مَا نَسَبُهُ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْبَيْعَةِ وَالْبَيْعَةُ قَوْلُهُمْ قَالَ قَادَرَاتِهِمْ فَأَعْرَجَهُمْ وَقَالَ يَرْيَدُ لِقَاءَ ابْنِ مَرْثَدَةَ فَأَعْرَجَهُمْ قَالُوا مَرْثَدَةُ أَوْ لِقَاءَ هَذَا حَدِيثُ خُصْنٍ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا أَيْ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الْقَائِمِ بِنِ مُحَمَّدٍ رَأْسًا ذِكْرًا يَرْيَدُ بْنُ ابْنِ أَبِيهِ عَنِ الْقَائِمِ بِنِ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَابْنُ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ كَيْفَ

(ص ۵۶۸-۵۶۹)

تَوَجَّهَتْ "حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ عزوجل سے فرمایا میںوں میں سے ہر کسی کے دوست ہوتے ہیں۔ میرے دوست میرے والد اور میرے رب کے دوست (ابراہیم رضی اللہ عنہ) ہیں چر آپ ﷺ نے یہ بیت پڑھی "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ" (ابراہیم رضی اللہ عنہ) کے زہاد و قریب دو لوگ ہیں جنہوں نے ان کی تابعداری کی اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو اس پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ انہوں کے دوست ہیں۔"

۳۱۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ قَالِمًا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ رِجٌّ فَيَسْأَلُونَ مَا نَسَبُهُ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْبَيْعَةِ وَالْبَيْعَةُ قَوْلُهُمْ قَالَ قَادَرَاتِهِمْ فَأَعْرَجَهُمْ وَقَالَ يَرْيَدُ لِقَاءَ ابْنِ مَرْثَدَةَ فَأَعْرَجَهُمْ قَالُوا مَرْثَدَةُ أَوْ لِقَاءَ هَذَا حَدِيثُ خُصْنٍ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا أَيْ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الْقَائِمِ بِنِ مُحَمَّدٍ رَأْسًا ذِكْرًا يَرْيَدُ بْنُ ابْنِ أَبِيهِ عَنِ الْقَائِمِ بِنِ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَابْنُ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ كَيْفَ

عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي بَعِيرٍ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ قُسَاطٍ عَنْ سَمُرَةَ (ص ۱۶۹، ص ۱۷۰)
تو ترجمہ: ”ہم سے روایت بیان کی کہ اس سے ابو نعیم نے وہ عیال سے واسطے والد سے وہ اہل گھر سے وہ عیال
سے اور وہی سنی ہے اس کے محل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں سمرہ کی ذکر نہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ ابوی
کا ۴۴ سنہ میں صحیح ہے۔ بحر الترمذی بھی دیکھ سے وہ عیال سے واسطے والد سے وہ ابوی سے وہ عبد اللہ سے وہ
وہ ابی اکرم رضی اللہ عنہ سے ابو نعیم کی روایت کے مطابق نقل کرتے ہیں۔ اس میں بھی سمرہ کی ذکر نہیں ہے۔“

۱۶۳ - حَدَّثَنَا هُذَيْلُ بْنُ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَفَّ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاحِرٌ لَيْسَ يَنْقُطِعُ بِهَا مَالُ الْيَمِينِ مُسْلِمٍ لِقَى اللَّهَ وَهُوَ
عَلَيْهِ غَضَبٌ فَقَالَ الْأَنْبِيُّ بْنُ قَيْسٍ فِيهِ وَاللَّهِ كَانَ ذَلُمٌ كَانَ يَمِينِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ الرِّجْلُ
فَمَحَذَنِي فَخَذَّمَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَاكَ بِسَةِ
قُلْتُ لَا فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ أَهْلُكَ فَقُلْتُ بَارِسُوكَ إِنْ يَنْعَلُكَ فَيَلْبَسُهُ بِمَا لِي قَالُوا لَوْ لَمْ نَكُنْ نَعْلِي
إِنْ الْأَيْمَنُ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَإِعْلَانِهِمْ شَأْنًا قَلِيلًا إِلَى أَجْرِ الْآيَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي النَّبِ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْأَوْخِيِّ (ص ۱۶۹، ص ۱۷۰)

تو ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کسی کے
دوسرے مسلمان کا مال دبا یا چاہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غصہ ہوگا۔ اے
ابو قیس! فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے معتقد ہے۔ میرے اور ایک یہودی کے درمیان کچھ شریک زمین تھی۔ اس
نے میری شراکت کا انکار کر دیا تو میں اسے کرئی اکرم بنی ہاشم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ
سے کواٹھانے کے لئے کہا تو میں نے عرض کیا کہ یہ ہے اس کوئی گواہ نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو حکم دیا کہ قسم
آٹھ تو میں نے عرض کیا یہ رسول اللہ وہ تو ترجمہ کا کہ میرا مال لے چکے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ (یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد پر اپنی قسموں کے مقابلے میں تھوڑا سا
معاوضہ لے لیتے ہیں آخرت میں ان لوگوں کے لئے کوئی حصہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہوں سے بات کریں
کے شان کی طرف دیکھیں گے اور نہ انہیں پات کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ سورہ آل عمران آیت
۷۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ایمان ابی اوفیٰ سے بھی روایت منقول ہے۔“

۱۶۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُسْئُورٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ السُّعْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ
الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا نَبِيًّا خَسِيًّا تَقْفُوا بِمَا تُحِبُّونَ (وَمَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ

وَكُنْ لَهُ خَافِظٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَاضِرٌ لِلَّهِ وَلَوْ اسْتَطَعْتُ اَنْ اُبْرِدَهُ لَمَ اَعْبَدُهُ فَقَالَ اجْعَلْنِي فِي غَرَابِثِ اَوْ اَقْرَبِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُلَيْفَةَ عَنْ اَنَسٍ فِي مَالِكٍ (ص ۱۰۹، ص ۱۱۰)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "لَنْ تَنَالُوا الْبَيْرَ" "يَا وَمَنْ ذَا الَّذِي يُغْرِضُكُمْ" تو اہل طہ کے پاس ایک ہاتھ تھا۔ انہوں نے عرض کیا: رسول اللہ میرا یہ بارگاہ توحیدی ہے لے لے وقف ہے۔ اگر میں نہ بات کو چھپ سکاتا تو کبھی نہ ہرگز اسے دینا۔ آپ سوائے یہ فرمایا اسے اپنے قرابت داروں میں مقیم کر دو۔ دای کو تک ہے "قرابتک" فرمایا: یا "اقریبین" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس میں سے وہ صحاح بن مہدات بن ابی ثعلبہ سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۶۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ أَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ حَنْفِيٍّ يُحَدِّثُ عَنِ اُمِّ سَعْدٍ قَالَتْ قَامَ رَجُلٌ اَمِيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْخَاسِجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اَشْبَعْتُ النَّفْلَ فَقَالَ رَجُلٌ اَخْرَجُ فَقَالَ نَبِيٌّ لَخِجْ اَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْفَمِجُ وَالنَّخْجُ فَقَامَ رَجُلٌ اَخْرَجُ فَقَالَ مَا السَّيْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الزَّائِدُ وَالرَّاجِعُ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ اَذَا مِنْ حَدِيثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ الْحَوْثِيِّ السَّكَنِيِّ وَفَهُ نَحْنُ نَحْنُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي اِيَّاهِمْ لِي يَزِيْدُ مِنْ قَبْلِ جَعْفَرٍ (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: رسول اللہ کنوں ساحاتی اچھے ہے۔ آپ تو مجھ سے فرمایا جس کا سر گرد آلود اور کھڑکے میں کھیلے ہوں۔ پھر اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کنوں ساجی افضل ہے۔ آپ سوچنے لگے فرمایا: جس میں بلند و تر سے لیکے کہا جائے اور زیادہ قربانیاں فی جائیں پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا کہ "وَلَيْتَهُ عَلَيَّ النَّاسُ" میں سبیل سے یہ مراد ہے۔ آپ سچائی نے فرمایا: ستر فرج اور سواہی۔ اس حدیث کو ہم صرف ابراہیم بن یزید خوزی کی ہی روایت سے جانتے ہیں بعض اس علم نے ان کے حاشیے پر اعتراض کیا ہے۔"

۳۱۶۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اَسْمَاعِيْلَ بْنِ اَسْمَاعِيْلَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَعَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (نَعَا) نَدَعَ اَهْلَاءَنَا وَابْنَاءَهُمْ كُهُ وَبَنَاتُهُمْ وَابْنَاتُهُمْ كُهُ الْآيَةُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ لَهُمْ هُوَلَاءُ اَغْلِبِي هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۱۲، ص ۱۱۳)

ترجمہ: "حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "نَدَعَ اَهْلَاءَنَا وَابْنَاءَهُمْ كُهُ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، حسن، حسین اور حسین محمد کو بلایا اور فرمایا کہ یا اللہ توحی یہ میرے اہل

ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ہذا حدیث حسن صحیح (ص ۱۹، ص ۱۱)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک خمیدہ ہو گئے۔ سر میں زخم آیا اور یہ ٹٹائی بھی زخمی ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے چہرہ مبارک پر خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کچھ کیا اور وہ نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ"..... (آپ ﷺ کا اس میں کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے)۔"

۳۱۳۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ لَا يُرِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَا حَمِيدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِبَ فِي وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ زَيْنَا عَيْنُهُ وَزُمِيَ زَيْنَةُ عَلَى كَتِفِهِ فَجَعَلَ الدَّمُ يَبِيلُ عَلَى وَجْهِهِ وَهُوَ يَنْسَحُهُ وَيَقُولُ: كَيْفَ تَنْفِيعُ أَمْرًا لَعَلُّوا هَذَا بَيْنَهُمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ فَالْتَزَمَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ كَاذِبُونَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۹، ص ۲۰)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، دندان مبارک خمیدہ ہو گئے اور شانہ مبارک پر ایک چھرہ مارا گیا اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ اسے صاف کرتے اور کہتے کہ وہ قوم کس طرح ناسرے پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کچھ کیا جبکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ"۔ "یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الشَّامِثِ سَلَمٌ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلَمٍ لَحْوَئِي خَا حَمْدُ بْنُ يَسِيرٍ عَنْ صَمْرِ بْنِ حَمْرَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَتَلَّهُمُ اللَّهُنَ أَيْ سَفْهَانِ لَكُلُّهُمُ اللَّهُنُ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ اللَّهُمُ أَلَسُنَ صَفْوَانِ لَنْ أُنْبِتَ قَالَ فَتَرَأَتْ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ) فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَاسْتَفْتَوْا فَخَسَنَ إِسْلَامُهُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ حَرِيبٌ مُسْتَفْرَبٌ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ حَفْصَةَ عَنْ سَالِمٍ وَكَذَا زَوَاهُ الْوُجْهِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ (ص ۱۹، ص ۲۰)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر فرمایا: اے اللہ تعالیٰ ابو سفیان پر لعنت بھیج۔ اے اللہ تعالیٰ حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔ اے اللہ تعالیٰ صفوان بن امیہ پر لعنت بھیج۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ"۔ "الاقیم" پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا اور یہ لوگ اسامہ نے آئے اور وہ بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو عمر بن حمزہ نے سالم سے نقل

کی ہے۔ پھر زہری بھی مسلم سے اور وہ اپنے والد (ابن عمر رضی) سے اسی طریق حدیث نقل کرتے ہیں۔

۳۱۳۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ غَرِيبٍ الْبَصْرِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو عَلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ قَاتِلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَالِبُونَ فَنَهَاهُمْ اللَّهُ بِإِسْلَامِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ يُسْتَفْرَدُ مِنْ هَذَا التَّوَجُّهِ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ (ص ۱۹۹، ص ۱۳۱)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ”كَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ“۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان (چاروں) کو اسلام کی ہدایت دی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے یعنی نافع کی ابن عمر رضی کی روایت سے۔ اور یحییٰ بن ابی یحییٰ اسے عجیبان سے نقل کرتے ہیں۔“

۳۱۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَسَمَاءَ بِنِ الْحَكَمِ الْعُرَاوِيِّ نَالِ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ لِي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَعَمِينَ اللَّهُ بِهِ بِمَا شَاءَ أَنْ يَفْعَلَ وَذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِسْتَحْفَفَنِي قَبْذًا خَلَفَ لِي صَدَقَةً وَإِنَّا حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَذِيبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ يَتَطَهَّرُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَسْتَفِيرُ اللَّهَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَعُوا فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ إِلَى أَسْحَرِ الْآيَةِ هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَرَفَعُوهُ وَرَوَاهُ مُسْنَدٌ وَسُغَبَانٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَلَا نَعْرِفُ لِأَسْمَاءَ بِأَلِ هَذَا الْحَدِيثِ. (ص ۱۹۹، ص ۲۱)

ترجمہ: ”حضرت اسماء بن حکم فرماتی کہ میں نے حضرت علی رضی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مطابق مجھے اس سے فائدہ پہنچتا اور اگر کوئی میری وجہ سے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اسے قسم دیتا۔ اگر وہ قسم کھا دیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی نے مجھ سے بیان کیا کہ اور وہ سچے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کُونِ فَخْصًا إِيَّاهُمْ جَوْكِي كَمَا هُوَ الْكَتَابُ كَرْنِي“ کے بعد طہارت حاصل کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ کریں۔ پھر یہ آیت پڑھی: ”وَالَّذِينَ إِذَا“۔“ (اور وہ لوگ جو اگر بھی کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں یہ اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں

تو مدد ملی کو یاد کرتے ہیں اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذوہ کون کدہ بخشا ہے اور اپنے کئے پر ہمتے پوچھتے ہوئے اصرار نہ کریں۔ اس حدیث کو شعبہ اور کئی توہوں نے تین بن سعید سے غیر مروی روایت کیا ہے۔ اور ہم اس کی صرف یہی حدیث جانتے ہیں۔

۳۱۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ رَوَى عَنْ بَنِي عُثْمَانَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ سُلَيْمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ رَفَعَهُ زَائِسٌ يَوْمَ مَا أُجِدَّ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا يَبْعِدُ ثَلَاثَ حُجُوبٍ مِنَ النَّعَاسِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ثُمَّ أَتَوْكَ مُتَعَبِينَ مِنْ بَيْتِ الْمَلِكِ أَمِنَةً نَعَسًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص: ۱۰۳)

ترجمہ: "حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرود آمد کے موقع پر میں نے سرائے کو دیکھ کر دیکھا کہ اس روز ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو انگہ کی وجہ سے نیچے کوٹ جھکا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے میں آجھ مراد ہے۔ "ثُمَّ أَتَوْكَ" (پھر تم لوگوں پر چکی) (غرض) کہ بعد ازاں، زلزلہ کی جہنم میں سے ایک جہت کو تعمیر فرمایا اور دوسری جہات کو صرف اپنی تعمیر کیا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ رَوَى عَنْ بَنِي عُثْمَانَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ سُلَيْمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ رَفَعَهُ زَائِسٌ يَوْمَ مَا أُجِدَّ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا يَبْعِدُ ثَلَاثَ حُجُوبٍ مِنَ النَّعَاسِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ثُمَّ أَتَوْكَ مُتَعَبِينَ مِنْ بَيْتِ الْمَلِكِ أَمِنَةً نَعَسًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص: ۱۰۳)

ترجمہ: "روایت بیان کی مہدی بن حمید نے انہوں نے روح بن عبادہ سے انہوں نے معاویہ بن انس سے روایت ہے۔"

۳۱۳۶ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ رَوَى عَنْ بَنِي عُثْمَانَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ سُلَيْمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ عَشِيَّةً وَنَحْنُ فِي مَضَاقِقِ يَوْمِ مَا أُجِدَّ حَدَّثَنَا أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ غَيْبَةَ النَّعَاسِ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَجَعَلَ سَبْعِينَ يَسْفُطُ مِنْ بَيْتِهِ وَاحِدَةً وَمُسْفُطُ مِنْ بَيْتِهِ وَاحِدَةً وَالطَّلْبَةُ الْآخَرَى لَمَّا وَقَفُوا لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ تَجِبْنَ قَوْمَ وَارْتَبَنَ وَاتَّخَذُوا لِلنَّحْيِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص: ۱۰۳)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرود آمد کے موقع پر میدان جنگ میں ہم پر فتنہ طاری ہوئی تھی۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جن لوگوں پر اس روز اونکو طاری ہوئی تھی۔ چنانچہ میری تلواریں ہلے۔ ہاتھوں سے اترنے لگی۔ میں اسے پکڑا وہ پکڑ کر اترنے لگی۔ دوسرا گروہ سرفشیں کا تھا جنہیں صرف اپنی جہتوں پر نظر تھی۔ لوگ انہی جہتوں پر، اور سب اور حق و چھوڑنے والے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا قُسَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْأَمْرُ وَمَا كَانَ لَيْسَ إِلَّا نَعْرُ مِنْ فُطَيْبَةِ حُمْرٍ أَفْطَحَتْ يَوْمَئِذٍ بِمَدِينَةٍ فَقَالَ نَعَضُ النَّاسُ لَعْلَ وَمَوْلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخَذَهَا قَائِلًا لِلَّهِ تبارك و تعالیٰ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُلَ إِلَّا بِحَبْرٍ هَذَا حَدِيثٌ مُتَّصٍ
عَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ خَرَّبٍ عَنْ خُصْبَيْبٍ نَحْلُ هَذَا وَرَوَى بَعْضُهُ هَذَا السُّعَيْبِيُّ عَنْ
خُصْبَيْبٍ عَنْ يَحْيَىٰ وَكَثَمٌ يَتَكْرَرُ فِيهِ عَنْ أَبِي عُبَيْسٍ (ص: ۱۳۰-۱۳۱)

ترجمہ: حضرت عقیلم کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ فرمایا: "وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُلَ..." (یعنی (میں) غیبت
میں اکیلا نہ کھاتا تھا کہ کام نہیں اور جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس کے کھانا کھا کر ہلاک ہوگا یہ آیت یک سرخ
روٹی اور چاہر کے پردے میں نازل ہوئی جو غزوہ بدر کے موقع پر کھ ہوئی تھی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شاید نبی و کرمؐ کو
نے کئے کی ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبد السلام بن حرب بھی نصیف سے اسی کی
امت نقل کرتے ہیں۔ بعض اس نصیف سے اور وہ منقسم سے نقل کرتے ہوئے ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کرتے۔"

۳۳۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيٍّ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ضَلْحَةَ
بْنَ جَرَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ تَحِيَّتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا
جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُكْبِرًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَلْهَدْتُكَ وَأَتَرَكُ جَنَابًا وَذُنُوبًا قُلْتُ لَا أَتُفَرِّدُكَ بِمَا لَيْسَ بِاللَّهِ
بِهِ كِبَاكَ قَالَ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا كُنْتُمْ اللَّهُ اسْتَفْظَ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ جَنَابٍ وَأَخْبَىٰ أَفْكَلًا لَكُمْ كَفَاخًا
وَقَالَ يَا غُذَيْفَةُ تَعْنُ عَلَىٰ لُطَيْفِكَ قَالَ لَا رَبَّ تَحِيَّتِي فَأَقْتُلْ فَبِتَ قَائِلًا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ إِنَّهُ قَدْ
سَبَقَ مِنِّي لَكُمْ لَا تَرْجِعُونَ قَالَ وَتَوَلَّيْتُ هَذِهِ الْأَيَّةَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَبْلُوكُمْ مِنْ سَبِيحَتِ اللَّهِ أَمْوَئًا إِلَّا أَيْةَ
هَذَا حَدِيثٍ حَسَنٌ عَرِيبٌ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَبِيبِ بْنِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ
غُبَيْرٍ عَنْ السُّعَيْبِيِّ وَعَبْرٌ وَاجِدٌ مِنْ كَثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ هَكَذَا عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ رَوَى
عَنْهُ النَّبِيُّ بْنُ مُعْتَصِبٍ عَنْ عَفِيٍّ عَنْ جَابِرٍ شَيْئًا مِنْ هَذَا (ص: ۱۳۱-۱۳۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میری محترم خالہ سے ملاقات ہوئی تو آپؐ کو مخاطبہ فرمایا:
جابر کیا بات ہے۔ میں تمہیں شکستہ حال کیوں دیکھ رہا ہوں۔ میرے عربی کیا۔ رسول اللہؐ میرے والد شہید ہو گئے اور
قرض اور عیال چھوڑ گئے۔ آپؐ کو مخاطبہ فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خوشخبری نہ سناؤں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے
تمہارے والد سے عاقبت کی عرش کیا۔ کیوں نہیں؟ رسول اللہؐ آپؐ کو مخاطبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے
مردود برقص سے پردے کے پیچھے سے تمہارے والد کو زندہ کر کے ان سے بالحدیث تمہارے والد کو اور فرمایا: اسے
میرے بندے بنا کر۔ تو دوسری چیز کی تمہارے والد کے کائنات کے عرش کیا؟ انہوں نے عرش کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ
زندہ کر دے تاکہ میں دوبارہ میری راہ میں قتل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فیصلہ ہو چکا کہ کوئی دین میں نہیں

جسے گامی کہتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی "وَلَا تُحْسِنُ الصَّدَقَاتِ" (یعنی تم ان لوگوں کو مردود نہ سمجھو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قس کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس نامدو ہیں اور انکی رزق دیا جاتا ہے۔ اور) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ام اسے صرف سوئی بن ابراہیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ پھر علی بن مہدی حدیث اور انی راوی اس حدیث کو سبار محمد بن سے اسی طرح روایت کرتے ہیں نیز عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ بھی جاہل سے اس کا کچھ اضافہ نقل کرتے ہیں۔

۳۱۳۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَفْرَافٍ شَيْبَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُوَيْزٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ فُلَانٍ قَالَ لَا تَحْسِنُ الصَّدَقَاتِ إِلَّا أَنْتَ يَا فُلَانُ قَالَ خَلِيقُ اللَّهِ أَمْوَالًا بَلَى خَلِيقُ اللَّهِ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَوِّجُونَ فُلَانًا أَمَّا إِنْ قَدْ سَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَجِبْهُ أَنْ لَوْ وَأَخَهُمْ فِي طَبَرٍ خُصِرَ تَسَرَّحَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ ثُمَّ وَفَّوْنِي إِلَى قَتَادَةَ مَعْتَمِدَةً بِالْعَرِشِ فَأَطْلَعَ إِلَيْهِمْ ذَلِكَ إِطْلَاعُهُ فَقَالَ هَلْ تَسْتَبْذِرُونَ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ تَفَالُوا رَبَّنَا وَمَا تَسْتَبْذِرُونَ وَتَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ تَسْرَحُ حَيْثُ شِئْتُمْ ثُمَّ أَطْلَعَ عَلَيْهِمُ الدَّيْبَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَبْذِرُونَ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ تَفَالُوا رَبَّنَا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يَزُولُونَ قَالُوا نَعْبُدُكَ وَنُحِبُّكَ فَبَدَأَ فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا مُقْتَلٌ فِي سَبِيلِكَ ثُمَّ أَخْرَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۱۳۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت "وَلَا تُحْسِنُ الصَّدَقَاتِ" کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ فرمادے کہ ہم نے بھی اس کی تفسیر نہیں کی۔ اگر مرنے والے سے پوچھی تھی۔ آپ فرمادے کہ یا ابن کی (یعنی شہداء کی) رو سے میرے بندوں (کی مثل) میں ہیں جو جنت میں جہاں چاہتے ہیں وہاں بھرتے ہیں۔ ان کا لہذا عرش سے لگی ہوئی قدمیں ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جھانکا اور پوچھا کیا تم لوگ کچھ اور بھی چاہتے ہو تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ انہوں نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ ہم اس سے زیادہ کیا چاہیں گے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں بھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اسی طرح یہ تو ان شہداء نے سنا چا کہ ہم اس دہشت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کوئی غمناک نہیں کریں گے۔ تو انہوں نے تمنا ظاہر کی کہ ہماری رو سے ہمارے رسول میں واپس کر دو یا میں کہ ہم دنیا میں ہائیں اور دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو کر آئیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۱۴۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَفْرَافٍ شَيْبَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُوَيْزٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ فُلَانٍ قَالَ لَا تَحْسِنُ الصَّدَقَاتِ إِلَّا أَنْتَ يَا فُلَانُ قَالَ خَلِيقُ اللَّهِ أَمْوَالًا بَلَى خَلِيقُ اللَّهِ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَوِّجُونَ فُلَانًا أَمَّا إِنْ قَدْ سَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَجِبْهُ أَنْ لَوْ وَأَخَهُمْ فِي طَبَرٍ خُصِرَ تَسَرَّحَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتُمْ ثُمَّ أَطْلَعَ عَلَيْهِمُ الدَّيْبَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَبْذِرُونَ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ تَفَالُوا رَبَّنَا وَمَا تَسْتَبْذِرُونَ وَتَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ تَسْرَحُ حَيْثُ شِئْتُمْ ثُمَّ أَطْلَعَ عَلَيْهِمُ الدَّيْبَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَبْذِرُونَ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ تَفَالُوا رَبَّنَا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يَزُولُونَ قَالُوا نَعْبُدُكَ وَنُحِبُّكَ فَبَدَأَ فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا مُقْتَلٌ فِي سَبِيلِكَ ثُمَّ أَخْرَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۱۴۰)

ترجمہ: ابن ابی عمر نے بواسطہ شیبان رحمہ اللہ سے اور مسروق سے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کیا لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام پہنچا جائے اور انکی دنیا

جائے کہ ہم اپنے رب سے راضی اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔“

۳۱۵۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَاسِئَانُ عَنْ جَابِعٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدٍ وَغَيْدَةُ لُطْلُكُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ رِجَالٌ زَعَمُوا أَنَّهُمْ لَا يَحْفَلُونَ بِاللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عَذَابِهِ شَخَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهُ مِنْ بَيْتِهِ: "لَا يَحْسِبُ الْمُبْرِنُ يَحْمِلُونَ سَاءَ الْعِلْمِ لِلَّهِ مِنْ فَظِيلِهِ الْآيَةُ" وَقَدْ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا يَخْلُو بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ اقْطَعْ قَالَ أَخِيهِ الْأَمْسَلِمُ يَنْجِي لِقَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ فَضِيلَانِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ بَعْثَهُ لِلَّهِ الْآيَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ شَخَاعًا الْقِرَاءُ يَنْجِي خَيْرٌ (ص: ۳۱، ص: ۳۲)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ رحمہ اللہ فرموا نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے رب کی رزقہ دان نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں ایک آردھانہ باندھ دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مطابق آیت پڑھی: "لَا يَحْسِبُ الْمُبْرِنُ" (جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے دی ہوئی چیزیں اور خیر کرنے میں نکلنے سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے کیونکہ قریب قیامت کے دن جس چیز سے انہوں نے نکل کر کیا تھا وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر لٹکائی جائے گی) پھر روایت کی کہ میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مصداق میں یہ آیت پڑھی: "سَبْعُ مَرَّاتٍ" (ترتیب دو چیز جس میں میں نے اس کی تائید کی ہے ان کی گردن میں طوق بنا کر لٹکائی جائے گی) اور فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی یا بھولی (بھولنے والے) کو کفر سے لیا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں درجات کرے گا کہ وہ جس سے ناراض ہوگا۔ پھر اس کے مصداق میں یہ آیت پڑھی: "إِنَّ الْمُبْرِنِ يَحْمِلُونَ بِعَذَابِ اللَّهِ" (بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر سے تمھاری آیت پڑھتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور "شوخ القریح" سے مروی ہے جو غلط ہوگا۔ شدت زہر کی وجہ سے اس کے سر کے بال قلم ہو گئے ہوں گے۔"

۳۱۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ نُوْرٍ حُمَيْدٌ مَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَسَعِيدُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَفْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَوْجِعَ سَوْطِ فِي الْغَنَةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَدَفْنُهَا أَفْزَأُ وَإِنْ شِئْتُمْ نَسْرُ وَخَرَجَ غَيْرُ الدَّارِ وَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَارَ وَمَا الْخَيْرُ الْغَنَى إِلَّا مَتَاعُ الدُّنْيَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص: ۳۳، ص: ۳۴)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک لوز (انجلی) مار کھینے جلد

ہی اور اس کی چیز اس سے بہتر ہے۔ لہذا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو "فَعَزَّزْتُ لَكَ الْفَرْجَ" اور اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرا رخ (یعنی بھرپور) سے بھر کر جنت میں داخل کیا تو وہ یہاں ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سونہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۹۲ - حَدَّثَنَا لُحَيْصُ بْنُ مُخَبَّبٍ الرَّقَظِيُّ نَا خُصْبِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْخَبَرِيِّ ابْنُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ إِذْ سَمِعَهُ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَزَفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْعُرْجَمِ قَالَ بَدَعْتُ بِالْأَفْعِ بِزَوْجِ ابْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ لَمْ يَلِدْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ لَوْحٌ بَدَأَ أَوَّلِي وَآخِرُ ابْنِ مُحَمَّدٍ بِمَا يَمُورُ بِمَعْلُومَاتِهَا لَتَعْدُنَّ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا كُنْتُ وَبِهِذِهِ الْآيَةُ إِنَّمَا تَزْنَعُ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ كِتَابٍ لَمْ تَلَا سَوْ غِيَابِي وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ بِيَدِي لَتَذْهَبَ أُولُوا الْكِتَابِ لِيَتَبَيَّنَ لِلنَّاسِ وَافَقُوا وَلَا يَخْشَى الْيَهُودُ بِمَا آتَوْا وَيُحْذَرُونَ أَنَّهُمْ يَفْعَلُونَ مَا نَالَهُمْ بِفَعْلِهِمْ قَالَ لَوْ عَبَّاسٍ سَأَلْتُهُمْ لَأَسْبَغُوا لَكَ شَيْئًا وَكَتَبُوا لَهُ وَالْحَبْرُوهُ بِقَارِهِ وَخَبَرُوا وَأَخَذُوا زَوْجَهُ أَنْ فَتَى الْخَبْرُوهُ بِمَا سَأَلْتُهُمْ عَنْهُ وَاسْتَحْضَرُوا بِمِلَّةٍ إِلَيْهِ وَفَرَحُوا بِمَا أَوْفَرُوا مِنْ كَيْفَتِهِمْ وَمَا سَأَلْتُهُمْ عَنْهُ هَذَا أَخْبَرَنِي عَنْ حَسَنٍ غَرِيبٌ صَحِيحٌ (مسند احمد ۱۰/۱۰۸)

ترجمہ: "عبد بن محمد بن حسن بن عوف کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے اپنے کوافہ و حکم دیا کہ اس میں اس پر ہونے پائے جانے اور کہہ کہ جو لوگ اپنی بات پر خوش ہوتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ایسے کام پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا۔ انہیں عذاب دیا گیا تو ہم سب عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ حضرت ابی عباسؑ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے یہ مطلب یہ آیت تو اہل کتاب کے خلاف مزل ہوئی ہے پھر آپ صلوٰۃ کے بعد پڑھیں "وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ بِيَدِي" (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یعنی یہودیوں) سے اقرار لیا کہ اسے دھوکے سے ملے یا ان کو دھوکہ پہنچا دے تو انہوں نے اسے اپنی بیٹی بھیجے پھینک دیا اور اس کے متاعے میں تمہارا سامان لے لے لے۔ یہ سنی مری کریم رضی اللہ عنہ جنت میں جو اپنے کے پر خوش ہوتے ہیں اور ان کام کے لئے فخر و تخریف چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق یہ روایت ہے کہ انہیں عذاب سے خوش ہونے کی۔ ان کے لئے تو دردناک عذاب ہے۔ حضرت ابن عباسؑ نے فرمایا کہ نبی اکرمؐ بلوچانے وہی کتاب سے کوئی بات پر لکھی تو انہوں نے اس کے بعد کوئی دوسری بات بتائی اور یہ خبر کیا کہ جو جو آپؐ کو شہادت دے یا چاہے اسے بتا دیا اور اس پر اپنی تعریف کے منصب کا دعوے اپنی کتاب اور پوچھی گئی بات کے چھپنے پر خوش ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تَفْصِيحٌ

مدرسہ قریشی ایچہ فرماتے ہیں حدیث آپؐ عمرانؑ و اتفاق مدنی ہے اس میں اس آیت میں تین غلطیاں ہیں سو اسے ۲۲۸۰

کلمات اور چور و خور کے کچے سوچیں (۴۳۶) : طرف ہیں۔

جلد ہایا مجلد نمبر ۲۲ خیمید
۱۳۷۳ ۱۲ ۱۳۷۳

تحدیرت: ان میں آیات ٹکھوت اور آیات متکھبات سے کیا مراد ہے؟

میں ہرے میں مغربی کے مختلف قول ہیں مثلاً۔

① یہ فقہاء جو ایک شخص کا انتقال نہ کئے ہو مگر ہے اور جو متعدد ممالک کا باشندہ نہ کئے ہو مگر ہے۔^{۱۱}

۲۰ جنسیت کا معنی واضح ہے، وہ غمگین ہے اور کسی نہ منہیوم والی شخصیت ہے جو تو موقوف بہت طویل ہے۔

نیکی والے میت سے دعا ہے کہ قرآنی آیات کی ہر تفسیر پر (۱) محام (۲) مشورہ مکرر قرآنی حکیمانیت ہے۔

معصوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تمام آیات اس قسم میں چلی جائیں کہ ان کی تفسیر میں کوئی حرکت ہو۔ (۱۲)

(چونکہ اس کتاب نے کراچی کی تربیت و تعلیم کی ترقی میں بے شمار خدمات انجام دی ہیں اور ایک شاہکار باغیچہ کی طرف ہے۔)

ہو قرآن کی سب سے بڑی نصیحت۔ یہ نظم جو ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات مظاہرات میں سے ہے ﴿مَنْ كَذَّبَ﴾

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ بَنِي إِسْرَءِيلَ يَنْصَرِفُ قَالَ أَتَدْرِي ۖ ذَكَرْتُ الْمَدِينَةَ الَّتِي كُنتَ تُبْغِي ۚ قَالَ بَلَىٰ ۖ وَهِيَ الْيَهُودِيَّةُ ۚ قَالَ فَذُكِّرْتُ فِيهَا فَأَسْكَنْتُ فِيهَا ۖ قَالَ أَنَسْتَخِرُ النَّاسَ ۚ قَالَ وَاللَّهِ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۚ قَالَ هَٰذَا جَنَّاتُ عَدْنٍ الَّتِي كُنتَ تُبْغِي ۚ

وہ اپنے بھائی "نعموں" کی ہے۔)

[illegible]

¹⁹ والی قوت کا حصول جبکہ اس سے اس کا الخرش حاصل ہوتا ہے، یعنی اس کی نسبت، فاعلتہ، حاکم اور ملام کا ملاں ہوا ہے، اور

جانبِ مشرق۔ اور ان آیت سے بھی اسی معنی میں مراد ہے۔ یعنی قرآن مجید کی تمام آیت ایک دوسرے کے حصّوں کی ہے۔

در صدری مری میں تمام قیامتیں ہیں۔ چنانچہ اس میں غولیا توڑا جاسکتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَمْنَعُونَ الْمَالَ فَأَخِذُواْ بِأَفْئِدَتِكُمْ

ان کے لہو میں فرم ہے مودوں مشابہ نواہے کے اپنے ملا سبہ نواہے کی جگہ سے جگہ سے ہر ان لوگوں سے بچنے کا حکم

١٠٠

خداوند یکتا و یگانه است (سوره ۱۱۲، آیه ۱)

ایلاذ یہاں کی طرح ہے مگر ہرگز۔

۱۰۰۰ روپیہ کی رقم کے لیے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (ایم ایف ایف) سے قرضے کی درخواست کی ہے۔

یہ لڑکے سریت کے کاف سے زیادہ کرپ شخصیات پر شکوک و شبہات سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کی مشابہت ہی وجہ سے

اس عرصہ کی اہم ترین بات یہ ہے کہ

جلد ۱۰، شمارہ ۱، المیزان، بیروت، ۱۹۸۹ء، ص ۱۹۹، ۲۰۰

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک باغ بہت پسند تھا اس کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راہ میں وقف کر دیا وغیرہ۔

خَذَلْنَا قَبِيضًا مِّنْ حَبْنِيَّةٍ ... (ص ۱۲۹، س ۱۲)

الشَّعْبُ: (ص ۱۲۹، س ۱۲) منتشر اور پراگندہ بال و لا۔

النَّضَلُ: (ص ۱۲۹، س ۱۲) سیلا کھینچا ہوا۔

النَّضَجُ: (ص ۱۲۹، س ۱۲) زور زور سے بولنا بیوں پر تکبیر پڑھنا مراد ہے۔

النَّضَجُ: (ص ۱۲۹، س ۱۲) خون کا بہانا یہاں پر جرح کرنے والے کا جانور کو ذبح کرنا مراد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حج کے ایام میں ان اعمال کا کرنا ہندوئی کو بہت پسند ہے اور حج کی قبولیت کے لئے یہ اہمائی ضروری

ہیں۔

مَنْ اسْتَطَاعَ: اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے حج کرنا فرض ہے جو سفر کی حالت رکھتے ہوں یعنی مالی دار و دار ہو، عاقل و بالغ، آزاد مسلمان مرد و عورت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ جو راست کا خرچ اور اسی طرح اپنا اور والہی تک مگر بالوں کا بھی خرچ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔^(۱۱۱)

خَذَلْنَا قَبِيضًا مِّنْ حَبْنِيَّةٍ ... نَضَجَ كَبَاكَةً نَّارًا وَابْنَاكَ نَحْمُ: (ص ۱۲۹، س ۱۲)

بعض مفسرین نے درمیان نزول بھی بیان کیا ہے کہ وہی میں آپ ﷺ نے نحران کے حاکم کو خط لکھا اور اس میں اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تاکہ نحران نے خط ملنے کے بعد چند افراد کو تحقیق حال کے لئے مدینہ منورہ بھیجا کہ وہ جس طرح چاہیں مدینہ کر لیں مگر ان لوگوں نے مدینہ منورہ نہ کر آپ ﷺ کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا آپ نے اس کو دعوت سبیلہ دی اس پر آیت بلا نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے ان کو سبیلہ دعوت دی تو انہوں نے چند دنوں کی سبیلہ مانگی ان کے مدینہ دھماوا نے ان کو سبیلہ کرنے سے منع بھی کیا کہ یہ نبی برحق ہیں اور تم سبیلہ کرنے کی صورت میں ہلاک ہو جاؤ گے یہی بہتر ہے کہ تم صلیہ کر لو۔

جب آپ ﷺ حضرت نفی، سیدنا حسن، سیدنا حسین اور حضرت کاظم علیہ السلام کو لے کر مدینہ کے لئے تشریف لائے تو ان کے مات پادری نے کہا کہ میں ایسے پاک چہرے دیکھ رہا ہوں جو دعا تو دین تو پہلا بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ اسے نصاریٰ اگر تم نے ان سے سبیلہ کیا تو ایک نصرانی بھی زمین پر باقی نہیں رہے گا اس کے سچاے پر انہوں نے صلیہ کر لی اور حالانکہ وہ بڑا جوڑے ۳۰ میں ۳۰ گھوڑے دو یکم چھتیا اور پھر تزیہ دینے پر معذور ہوئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ سبیلہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو خرم اور بخیر کا بخار پیتا اور ان کی ساری دائیں آنکھیں پانی وہیں کے رہنے والوں میں ایک پرندہ بھی باقی نہیں رہتا۔^(۱۱۲)

خَذَلْنَا قَبِيضًا: مفسرین فرماتے ہیں اس آیت میں جس اختلاف کی نصرت بیان کی گئی ہے وہ اختلاف اصول و بن کا

فرمایا "كَيْفَ يَكُونُ قَوْلُهُمْ فَعَلُوا هَذَا بَيْنَهُمْ" (۱۱۹)

علم فرماتے ہیں کہ ایک آیت کے تھیں نزول میں کی مختلف واقعات اُنکے ہیں۔

اس لئے ان جرحیہ فرماتے ہیں یہاں پر بھی یہ تمام واقعات اس آیت کے نشان نزول ہی بن گئے ہیں۔ (۱۲۰)

خَذَلْنَا قُلُوبَهُمْ (۱۲۱) (ص ۱۹۰، ۱۹۱)

آیت کریمہ میں یہ بات کہ ان کی جو رٹی ہے کہ مؤمن اور متقی آدمی سے بھی گناہ صادر ہونا ممکن ہے مگر اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک گناہ پر اصرار نہیں کرتے اور بے یہ کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی نہیں، نگاہ لیتا اس کو معین نہیں کرتا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو گناہ دین کے بعد استغفار کرے وہ اصرار کرنے والوں میں سے نہیں ہوتا۔ خواہ اس سے سزا باری گزرتی ہو کہ اس گناہ کیسے ہو جائے۔ (۱۲۲)

ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ دوسرے کے دورعت نقل پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ (۱۲۳)

خَذَلْنَا عَهْدَهُمْ بِيٰسْمِيٰ (۱۲۴) (ص ۱۹۲، ۱۹۳)

مفسرین فرماتے ہیں اس غلو کی میں مسلمانوں کو سند و حدیث کے حاصل ہونے۔

۱ دشمن کا خوف دل سے نکل گیا۔

۲ ملاحیوں کے تہید و کرہ پر گھڑ بننے اور اپنے زنجی بونے کا صدمہ اور ہو گیا۔

۳ مسلسل سنا بہرہ کرنے کی جہت سے تمہیں اور کتابت جو تمہیں وہ ختم ہوئی تار و ہم ہوئے۔ (وہ اللہ اللہ لیسوہ)

مسلمانوں پر جنگ میں غلو کی کاخاری ہونے بعد حلی کی طرف سے ایک شہی فہم تھا جو اللہ تعالیٰ سے بھی یہ کرام پر عام کر صورت میں نازل فرمایا۔

خَذَلْنَا قُلُوبَهُمْ (۱۲۵) (ص ۱۹۳، ۱۹۴)

تَعْلُو (۱۲۶) (ص ۱۹۴، ۱۹۵) اعلیٰ معنی اعلیٰ طریقے سے کسی چیز کو لینا، یا نہ کرنا۔

صلوات میں اہل قیمت میں سے کسی چیز کو چاہنا۔ (۱۲۷)

مناظرت کے اہل سے آپ ﷺ کو برا کیا جا رہا ہے کہ یہ اتنا نبوت سے بہت بعید ہے کہ یہ اہل قیمت میں خیانت کرے۔ یہ کوئی چیز اپنے لئے چھپا کر رکھے

مفسرین کریم فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی صرف بھی اثر وہ ہے کہ نبی اور عام لوگ برابر نہیں ہوتے خیانت وغیرہ کا کلام شانِ رسالت کے خلاف ہے۔ اہل ان تمام کاموں سے حتیٰ کہ صلیو گناہوں سے بھی پاک ہوتا ہے۔ (۱۲۸)

وَمِنْ بَعْلُلٍ يٰثُفَا غُلٍ

مال قیمت میں جو شخص نیا بن کر آئے گا اس کی ہڈیاں کھینچ کر باجے کے میدان میں دو اپنی کتا چھپائی ہوئی ہونے کو اپنے پرانے کرانے کا جو میں داخلین کے سامنے اس کے لئے بہت ہی ذات اور روانی کی بات ہوگی۔

یہ جو مالی ایک آدمی نے کرسو جو فوراً سے یہ اسی طرح بدھوی چھ بہت زیادہ مقدار میں چھوٹی کتاوں کی ایک ٹہریں پر ماب چھریں کیسے لایا جاسکتی ہیں۔

چونکہ (۱) اللہ تعالیٰ سے یہ تو رہے ہی کے لئے یہ کتا کوئی مشکل نہیں۔

چونکہ (۲) قیامت کے دن آدمی کا جسم بہت بڑا ہوگا اس پر ترس جائیں ہوئی ہو سکیں گی۔

خدا نے لکھا ہے کہ مال قیمت کی چھری کو لکھی عظیم چھری بنا دیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مال قیمت ایک اتنی ہی مال کی بیوت ہے اس میں چھریوں پر ہزاروں افراد کا حصہ ہوتا ہے اس کی ادائیگی بہت مشکل ہے۔ اسی طرح سے یہ اتفاق ہوا ہے کہ چھری کا حصہ ہوتا ہے۔

خَلَقْنَا بَنِي آدَمَ مِنْ طِينٍ ۖ وَلَا تَحْسَبْ الْقِبْلَينِ فِتْنًا ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا شَدِيدًا ۚ

مفسرین فرماتے ہیں شیطان کی زدائی ہم کو مشق کی نسبت بہت اسی درد کی زدائی ہے درد بزرگ میں ہر شخص کی نہ کسی صورت میں زلزلہ ہے اسی وجہ سے فرمایا وہاں کو کہ سخت وقت کا اور نافرمانی کو عذاب و عجز کا حساس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کو ایک ہی میں نوعیت کی روشنی زدائی دیا فرماتے ہیں ان کی دھول پر جنت میں یہ دلا کر اس کی عمل اہل بیت ہوئی ہے نہ ہوس جابجائیں اور جائیں جیسے کہ حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے و اللہ اعلم بالصواب لو بھی تھوڑا کرکھا جاتا ہے۔

خَلَقْنَا بَنِي آدَمَ مِنْ طِينٍ ۖ وَلَا تَحْسَبْ الْقِبْلَينِ فِتْنًا ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا شَدِيدًا ۚ

ما بخلنا آية يؤذونكم فيها ۖ

مفسرین فرماتے ہیں کہ جس سے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے تو اس کے لئے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے۔

خَلَقْنَا بَنِي آدَمَ مِنْ طِينٍ ۖ وَلَا تَحْسَبْ الْقِبْلَينِ فِتْنًا ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا شَدِيدًا ۚ

ما بخلنا آية يؤذونكم فيها ۖ

مفسرین فرماتے ہیں کہ جس سے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے تو اس کے لئے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے۔

خَلَقْنَا بَنِي آدَمَ مِنْ طِينٍ ۖ وَلَا تَحْسَبْ الْقِبْلَينِ فِتْنًا ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا شَدِيدًا ۚ

ما بخلنا آية يؤذونكم فيها ۖ

مفسرین فرماتے ہیں کہ جس سے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے تو اس کے لئے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے۔

خَلَقْنَا بَنِي آدَمَ مِنْ طِينٍ ۖ وَلَا تَحْسَبْ الْقِبْلَينِ فِتْنًا ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا شَدِيدًا ۚ

ما بخلنا آية يؤذونكم فيها ۖ

مفسرین فرماتے ہیں کہ جس سے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے تو اس کے لئے ہر قسم کے نقصان نہیں آئے۔

عَلَّقَمَةُ الْهَاجِجِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا كُنَّا يَوْمَ أَوْحَاسٍ أَصْبَحْنَا بِنَاءَ لَهُنَّ أَرْوَاحٍ فِي الشَّجَرِ كَيْفَ فَكَمْ هُنَّ رِجَالٌ مِنْهُنَّ قَالُوا لِلَّهِ تَعَالَى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْبَسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. (ص ۱۴۱، ص ۱۷)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اوحاس کے موقع پر ہم لوگوں نے رمل غیمت کے طور پر ایک عورتیں پائیں جن کے شوہر شریکین میں موجود تھے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ان سے صحبت (جماع) کرنا کر وہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”وَالْمُحْصَنَاتُ ...“ (اور حرام ہیں حلالہ والی عورتیں مگر یہ کہ وہ تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے) یہ حدیث حسن ہے۔“

۳۱۲۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَنَا هُشَيْمٌ بْنُ عَمَّانٍ عَنْ أَبِي الْخُبَيْبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصْبَحْنَا بِنَاءَ يَوْمَ أَوْحَاسٍ لَهُنَّ أَرْوَاحٌ فِي شُجَرٍ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَلَّتْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْبَسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَكَذَا رَوَى الْفَوَارِيُّ عَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْخُبَيْبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ وَلَا أَحْمَدُ أَنْ أَخَذَا ذَكَرَا أَنَا عُلْقَمَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا مَا ذَكَرَ هَهُنَا عَنْ فِدَاةٍ وَأَمَّا الْخُبَيْبُ اسْمُهُ صَالِحٌ بْنُ أَبِي مَرْثَمٍ. (ص ۱۴۱، ص ۱۷)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اوحاس میں کچھ ایک عورتیں ہمارے پاس قیدی بن کر آئیں جن کے شوہر ان کی قوم میں موجود تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ”وَالْمُحْصَنَاتُ ... الخ“ (اور حلالہ والی عورتیں حرام) میں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ (تساو ۲۵) یہ حدیث حسن ہے ثوری بھی مثلاً حق سے وہ ابوہریرہ سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں ابوہریرہ کا ذکر نہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ علقمہ کا ذکر ہمام کے علاوہ کسی اور نے بھی کیا ہو۔ وہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوخلیل کا نام صالح بن ابی مرثم ہے۔“

۳۱۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصُّنْعَانِيُّ ذَا خَالِدٍ بْنُ الْخَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ نَاعِثِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُتَابِ قَالَ الشُّرُكُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَتْلُ الزُّوْرِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ فَرَبِثُ صَبِيحٍ وَزَوَاةٍ دُوْخُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ عَنْ هُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَلَا يَصِحُّ. (ص ۱۴۱، ص ۱۷)

تَرْجُمَةُ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ روایت میں عہدہ شہبہ سے اور وہ عبد اللہ بن ابی بکر سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔

۳۱۶۹ - حَدَّثَنَا حُفَظَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِيهِ بْنِ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخَذُكُمْ بِأَكْبَرِ الْخَنَائِبِ عَالُوا بِلِيٍّ بَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَافُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَخُبْرُكَ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَعَالُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا حَتَّى قَالَا لَيْسَ سَكَتَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔ (ص ۱۳۰، ص ۱۲۵)

تَرْجُمَةُ: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر واپس والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سب سے بڑے گناہوں کے درجہ میں نہ آتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا، والدین کو برا بھلا کہنا، اور وہی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نکتے ایسے تھے اور انھوں نے بیوقوفانہ طور پر جھوٹی گواہی دینا، وہی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے کے لئے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

۳۱۷۰ - حَدَّثَنَا عِيْذُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ ثَابِتٍ بْنِ مُعْصَبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ قُصَيْدٍ الشَّيْبِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِالْكَذَّابِ أَيْبَرُكَ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْبَيْسُ الْعَمُوسُ وَمَا خُفَّ خَالَفَ بِاللَّهِ زَيْدٌ صَبْرٌ فَادْخُلْ فِيهَا بِمَنْ خَالَفَ بِغُفُوحٍ إِلَّا خَلَعْتَ لَكُنْ فِي قَلْبِهِ رُحَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَفْضَلُ الْأَنْصَارِيِّ هُوَ ابْنُ ثَعْلَبَةَ وَلَا تَعْرِفُ بِسَمِّهِ وَفَدَّ زَيْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَابُكَ۔ (ص ۱۳۰، ص ۱۲۵)

تَرْجُمَةُ: حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کو برا بھلا کہنا، اور جھوٹی گواہی دینا۔ ان کو قسم کھانے والا، اگر قسم کھائے اور فیصلہ ای قسم پر، توقف ہو پھر اس قسم میں پھمکے یا کہ برابری جھوٹ شامل کر دے تو اس کے دل پر ایک (سیاہ) نکتہ چاہیے ہوتا ہے جو قیامت تک رہے گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابواسامہ انصاری خلیفہ کے بیٹے ہیں۔ ہم ان کا نام نہیں جانتے۔ انہوں نے بہت سی احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْيَمِينِ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَنُكِبْتُ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ امَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا عَنْ مَرْزُوقِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِذِهِ فَظَنَرْتُ إِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَذَمُّعَانِ فَهَكَذَا رَوَى أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ابْنِ أَبِي هِنَةَ عَنْ عَالِقَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَأَمَّا هُوَ ابْنُ أَبِي هِنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ (بصر ۱۳۶ ص ۲۷)

ترجمہ: "حضرت ابراہیم علقمہ سے اور وہ عبداللہ بن جندبہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں قرآن پڑھوں آپ ﷺ میرے پیٹھے بٹے تھے۔ میں نے آپ کے سامنے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا "فَنُكِبْتُ إِذَا جِئْنَا" (الآیۃ) (پھر کیا حال ہوا جب بلا میں گئے ام یرست میں سے احوال کہنے والا اور ہادیوں کے گھم کو ان لوگوں پر اتاروا بتانے والا۔ النساء آیت ۲۴) تو آپ ﷺ نے مجھ سے اشارہ کیا۔ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ابو احوں بھی آنکھوں سے آنسو بہا۔ ہم سے وہ علقمہ سے اور وہ عبداللہ سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ابراہیم علقمہ سے اور وہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔"

۳۱۵۵ - حَدَّثَنَا مَعْمُودُ بْنُ خِلَّانٍ نَا مَعْلُوْنَةَ بِنُ جِنْدَامَ نَا سُبَيْانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ابْنِ أَبِي هِنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ بِنُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأْ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَتَزَلُّ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ نَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ فَزَأَيْتُ عَيْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهْمَلَانِ هَذَا صُغْعٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْأَخْوَصِ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنَا ابْنُ لُمَيْزَةَ عَنْ سُبَيْانَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ حَدِيثِ مَعْلُوْنَةَ بِنُ جِنْدَامَ (بصر ۱۳۶ ص ۲۷)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن کی تلاوت کرو عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ ﷺ کے سامنے قرآن پڑھوں بیکر یہ آپ ﷺ ہی پر نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ پھر میں نے سورۃ نساء پڑھنا شروع کی جب اس آیت "وَجِئْنَا بِكَ" تک پہنچا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ یہ حدیث ابو احوں کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اس حدیث کو سید بن نصر، ابن مبرک سے دو سفیان سے دو اعمش سے اور دو معاذ بن ہشام سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ صُغْعٌ لَنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَا نَا

... " (سوم ہے ترے رب کی دو سوس نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس بھگڑے میں جو ان میں اٹھے۔ پھر نہ پاویں اپنے جی میں کبھی میرے فیصلے سے اور قول کریں خوشی سے)۔ میں نے امام بخاری جیسے سے سنا انہوں نے فرمایا یہ حدیث ابن وہب، لیث بن سعد سے وہ بخاری سے وہ زہری سے اور وہ عبد اللہ بن زہیر بن زہیر سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ شعیب بن ابی حمزہ سے زہری سے اور وہ عروہ بن زہرہ سے اور وہ عبد اللہ بن زہیر بن زہیر سے نقل کرتے ہوئے عبد اللہ بن زہیر کا ذکر نہیں کرتے۔"

۳۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ بْنِ لَابَتٍ قَالَ سَمِعْتُ هَذَا الْقَوْمَ يَرْفَعُونَ بِحَدِيثٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ آيَةُ مَا لَكُمْ فِي السَّابِقِينَ يَنْتَهِى قَالَ وَجَعْتُ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فَرِيقٌ فَرِيقٌ يَنْتَهِى عَنْهُمْ يَقُولُونَ أَتَقْتُلُهُمْ وَفَرِيقٌ يَقُولُونَ لَا فَتَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ مَا لَكُمْ فِي السَّابِقِينَ يَنْتَهِى فَقَالَ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ وَقَالَ إِنَّهَا تَنْهَى النَّاسَ كَمَا تَنْهَى النَّاسَ عَنْهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۲۲، ص ۱۲۳)

ترجمہ: "حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے "مَا لَكُمْ فِي السَّابِقِينَ يَنْتَهِى" (پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں دو فریق ہو رہے ہو اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ہے سبب ان کے اعمال کے کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پر گناہ پاوے گا تو اس کے لئے کوئی راہ۔ السماء۔ آیت ۸۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ غزوہ احد کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ میدان جنگ سے واپس ہو گئے۔ ان کے متعلق لوگوں کے دو فریق بن گئے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور دوسرا فریق کہتا تھا "نہیں" پس یہ آیت نازل ہوئی۔ "فَمَا لَكُمْ فِي السَّابِقِينَ" پھر نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حدیث پاک ہے اور یہ ناپاکی کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح آگ لوہے کی مٹکی کو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۵۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَعِيُّ نَا شَيْبَةُ نَا وَرْقَاءُ عَنْ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ وَبِشَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيءُ الْمُتَّقُونَ بِالْقَائِلِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَةً وَرَأْسَهُ يَبْذُرُهُمْ وَأَوْدَاجُهُ تَشْغَبُ ذَمًّا يَقُولُ يَا رَبِّ فَظَلَمْتَنِي هَذَا خَتَمِي بِذُنُوبِي مِنَ الْعُشْرِ قَالَ فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ قَبْلَ هَذِهِ آيَةِ وَمَنْ يُقْبَلْ مُؤْمِنًا مُتَّقِيًا فَجَزَاءُ ذُنُوبِهِمْ قَالَ وَمَا تُبْكَتُ هَذِهِ آيَةُ وَلَا تَذَلَّتْ وَأَمَّا لَكُمْ فِي السَّابِقِينَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى عَنْهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عُمَرَ وَبِشَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص ۱۲۲، ص ۱۲۳)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن منقول،

قاتل کی چٹائی کے بال اندر سر بڑھ کر لگے گا۔ مقتول کی رگوں سے خون بہ رہا ہوگا۔ پھر مقتول عرض کرتے گا۔ میرے رب مجھے اس نے قتل کیا ہے۔ میرا تہذیب سے عرش الہی کے قریب لے جائے گا۔ رداۃ تبتہ ہیں کہ پھر لوگوں نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ کیا اس کی توبہ قبول نہیں ہوئی؟ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّذًىہً (اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر جو اس کی مراد اور دشمن ہے، چارے وادی میں اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب نوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے راسخ توبہ کیا، یا اذاعذاب)۔ پھر ابن عباسؓ سے فرمایا کہ یہ تو یہ آیت معلوم ہوئی اور یہی ہیں اگلی مرتبے آدمی کی توبہ نہیں قبول ہو سکتی ہے۔ یہ حدیث مسنن ہے۔ بعض لوگ حرمین دین دہ سے روادان بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں۔"

۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرْزَاءَ عَنْ ابْنِ أَبِي لُبَيْدٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ حُذَيْفَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى النَّهْرِ مِنْ الْأَضْحَابِ وَسُئِلَ اللَّهُ صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَمَلٌ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَائِلًا أَسَلَّمْتُمْ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَّخِذَ مِنْكُمْ قُدُومًا وَقَفُورًا وَأَخْشَوْ عَشَّةَ ذُنُوبٍ بَيَّنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فَعَالَى بَيَّنَّا لِيَسْمَعُوا إِذَا صُوحِيَتْ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَذَبُّوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَمَ اللَّهَ إِلَيْكُمْ أَسْلَمَ لَسْتُ مُؤْمِنًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَعَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

شروع کرتا "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سُلیم کے ایک شخص کا صحابہ کرامؓ شیخ کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ساتھ بکریاں تھیں ان کے صحابہ کرامؓ نے انہیں کو سلام کیا۔ انہوں نے نیک اور برے سے کہا کہ اس نے میرے بچے کے لئے سلام کیا ہے۔ چنانچہ دو اٹھے اور اسے قتل کر کے ان کی بکریاں لے لیں اور نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (اے ایمان والو! جب سفر کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو درست کہ اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرنے کو مصلحتاً نہیں، السلام آیت ۹۵) یہ حدیث مسنن ہے اور اس باب میں حضرت امام ابن زبیرؓ سے بھی روایت ہے۔"

۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرْزَاءَ عَنْ ابْنِ أَبِي لُبَيْدٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ حُذَيْفَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى النَّهْرِ مِنْ الْأَضْحَابِ وَسُئِلَ اللَّهُ صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَمَلٌ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَائِلًا أَسَلَّمْتُمْ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَّخِذَ مِنْكُمْ قُدُومًا وَقَفُورًا وَأَخْشَوْ عَشَّةَ ذُنُوبٍ بَيَّنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فَعَالَى بَيَّنَّا لِيَسْمَعُوا إِذَا صُوحِيَتْ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَذَبُّوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَمَ اللَّهَ إِلَيْكُمْ أَسْلَمَ لَسْتُ مُؤْمِنًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَعَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

تَرْجُمَةُ ”حضرت امیر غازیؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ الْأُيُوتِ“ (برابر نہیں بیٹھنے والے مسکن جن کو مکئی پڑائیں اور وہ مسلمان چلانے والے ہیں نہ توئی کی راہ میں نکلنے والے اور جان سے) سورۃ النساء، آیت ۹۵) تو عمرو بن مسعودؓ نے جو کہتا تھا ”عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ میں کامیاب ہوں میرے لئے کیا عمر ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ“۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا شانے کی بڑی اردوٹ لٹا دیا تو کیا حق اور حقائق۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس روایت میں عمرو بن مسعودؓ ہے جبکہ بعض روایات میں عبد اللہ بن مسعودؓ ہے اور عبد اللہ راضی کے بیٹے ہیں۔ ام مسعود بن کی والدہ ہیں۔“

۳۶۲ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّافِعِيُّ نَا أَخْبَارَنَا عَنْ أَبِي جَرِيحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ مَكْرُمٍ سَمِعَ مِنْهُ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَخْبَارٍ يَحْدِثُ عَنْ أَبِي عَدَسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ أُولَى الْأَنْصَارِ عَنْ بَدْرِ وَالْخَارِجُونَ إِلَى فَتْرٍ ثُمَّ نَزَلَتْ حُرُوفٌ نَذِيرٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَحْشٍ وَإِنْ أَمْ مَكْرُمٌ إِنْ أَغْبِيَتْ بَارِسُوكَ لَوْ فَهَلْ لَنَا رَحْمَةٌ فَلَوْلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ خَيْرٌ أُولَى الْخَيْرِ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فَذُجَّةٌ مَهْلُكَةٌ فَالْعَدُونَ خَيْرٌ أُولَى الْخَيْرِ فَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ خَيْرٌ عَظِيمًا فَذُجَابَتُ عَنْهُ عَلَى الْقَاعِدِينَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ خَيْرٌ أُولَى الْأَنْصَارِ عَنْ حَدِيثِ غَرِيبٍ مِنْ هَذَا الزَّوْجِ بَيْنَ غَرِيبٍ ابْنِ خَنَاسٍ وَمَنْسَمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَخْبَارٍ وَبَقَا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَنَاسٍ وَمَنْسَمٌ يَحْكُمُ أَمَّا الْقَاعِدُونَ (ص ۳۶۲، ص ۳۶۳)

تَرْجُمَةُ ”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اسی آیت ”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ“۔ ”الْأُيُوتِ“ سے مراد ان بدر اور اس میں شریک نہ ہونے والے ہیں اس لئے کہ جب غزوہ بدر ہوا تو عبد اللہ بن خنص اور ابن مسعودؓ نے عرض کیا یہ رسول اللہ ﷺ دونوں اندھے ہیں کیا ہمارے لئے جہنم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو مکئی پڑائیں اور وہ مسلمان چلانے والے ہیں نہ توئی کی راہ میں اپنے ماں سے اور جان سے) اور اللہ تعالیٰ نے بڑھ دیا مرنے والوں کا اپنے ماں اور جان سے بیٹھنے والوں پر درجہ)۔ پھر ان میں سے کچھ نے فرمایا یہ جہنم نہ کرنے والے معذور اور بیمار لوگ نہیں بلکہ ایسے ہی جہنم نہ کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمایا ”فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ“۔ ”الْأُيُوتِ“ (زیادہ کیا اللہ تعالیٰ نے مرنے والوں کو جو جہنم سے اجر عظیم میں جو کہ درجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے)۔ پھر ان میں سے کچھ نے فرمایا یہی بھی مرے اور میں لوگ نہیں ہیں۔ یہ حدیث اس سنہ سے حسن غریب ہے۔ مگر بعض محدثین کے نزدیک عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ روایت کی ہے۔ ان کی روایت میں ہے۔

۳۱۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ تَبَيَّنَ مَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي شِهَابٍ قَالَ قَالَ تَبَيَّنَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ تَسَابُعِي قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى بَلَغْتُ إِلَى جَانِبِهِ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَأْيَ بَنِي قَاهِرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُرَابِيعِينَ وَالْمُخَابِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَجَاءَهُ أَمْسٌ أَمُ مَكْنُومٍ دُمُورٌ يُبْلَغُهُ عَلَى قَدَالٍ رَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ لَوْ اسْتَطَاعَ الْجَهْدُ لَجَاهِدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى قَانَزُلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَفِيهِدُهُ عَلَى فَيْحِيذٍ فَتَنَلْتُ حَتَّى هَمْتُ دُرْهَمٌ فَيَحْدِي ثُمَّ سَرَى عَنْهُ قَانَزُلَ اللَّهُ عَلَيْهِ غَيْرَ أُولَى الضَّرَمِ هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي هَذَا الْخَبَرِ بَرَاهِينٌ رَاجِعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ النَّبِيِّينَ رَوَى سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَمَرْوَانَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِنَ النَّبِيِّينَ (اص ۵۴۲ ص ۵)

ترجمہ: ”حضرت سہل بن سعد سادی جلیل فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن الحکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھ تو میں اس کی طرف گیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھوارے تھے لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ (الآیہ مزید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھوارے تھے کہ انہیں استسوم آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور کرتا۔ دو ماہ چلتے چہانچے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پھری رہاں پڑھی وہ اس قدر بھڑکی ہوئی کہ قریب تھا کہ میری راہ نکل جاتی۔ پھر یہ کیفیت ختم ہوئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”غَيُورُ أُولَى الضَّرَمِ“ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان روایت میں ایک صحابی نے تابعی سے روایت کی ہے یعنی سہل بن سعد السادی نے مروان بن الحکم سے اور مروان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا وصل نہیں ہے اور وہ تابعی ہیں۔“

۳۱۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ ثَابِتَ بْنَ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ أَبِي عَسَاةٍ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاةٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ جِفْتُمْ وَقَدْ آمَنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ صَحِبتُ مِمَّا هَجِبتُ عَنْهُ فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبَلُوا صَدَقْتُهُ هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ صَحِيحٌ.

(اص ۵۴۲ ص ۵)

ترجمہ: ”حضرت یحییٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ جِفْتُمْ“ (یعنی اگر تمہیں خوف ہو تو قصر نماز پڑھ لیا کرو) اور اب تو لوگ اس میں ہیں۔ حضرت عمر

ہوئے فرمایا مجھے بھی اسی طرح تعجب ہوا تھا پھر میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بعد ازاں
کی طرف سے ثابت کر دو صدق ہے پس اسے قبول کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِلَاثٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ ضُحْيَانِ وَبَيْنَ غَدَاةٍ ثَلَاثُونَ
شُعْبَةً قُلُوبًا مِائَةُ هَرِيرَةٍ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَى بَيْنَ ضُحْيَانِ وَبَيْنَ غَدَاةٍ ثَلَاثُونَ
بَيْنَ لَهْلَاءِ صَلَاةٍ مِنْ أَحَبِّ إِلَيْهِمْ مِنْ آثَانِهِمْ وَأَلْبَابِهِمْ وَمِنْ الْعَصْرِ فَاجْتَمِعُوا امْرُؤُكُمْ فَمَبْلُغُوا عَلَيْهِمْ مَبْلَغًا
وَاجِدًا وَأَنْ جِبْرَائِيلُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَرَّ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَانِ تَطَهَّرَ بَيْنَ قِيَمَتَيْ بَيْنَهُمْ
وَنَفَقَاتِهِمْ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَرَاءَهُمْ وَلَبَّاهُ جَمْعُهُمْ وَالسَّابِقُونَ فَتَكُونُ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَالْآخِرُونَ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً
وَاجِدَةً ثُمَّ يَأْتِيَهُمْ جَمْعُهُمْ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ فَتَكُونُ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَرَكْعَةٌ وَبَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَكْعَةً فَإِنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُودٍ وَذَرِيَّةٍ مِنْ نَابِيتٍ وَمِنْ غُلَابٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي غِلَاثٍ النَّزَارِيُّ وَأَبِي عَمْرٍ
وَحُسَيْنَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَهَاشِمٍ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ وَأَبُو غِلَاثٍ النَّزَارِيُّ السُّعْمِيُّ وَبَيْنَ الضُّحَايَةِ (ص ۱۳۳) ص ۱۰۱

ترجمہ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحیٰ اور عصر کے درمیان پڑاؤ کیا تو مشرکین
آنچیں میں کہنے لگے کہ یہ لوگ مصر کی نماز کو پڑھ رہے ہیں یا اسے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں لہذا تم لوگ بھی پڑھ کر ایک ہی
مربعہ وضو پاؤں دو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے صحابہ علیہم السلام کو دو رکعتوں میں تقسیم کر
دیں اور نماز پڑھائیں۔ ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھے دوسری ان کے پیچھے کھڑی ہو کر پڑھے
تیسرا روضہ عامس وغیرہ ہاتھ میں لے لیں اور پہلی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے پھر دوسرا لوگ تھکنا
لے رکھ کر پڑھے ہو جائیں دوسری جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ادا ان
کی ایک رکعت ہوئی۔ یہ حدیث عبداللہ بن شعیبہ کی روایت ہے۔ حسن صحیح قریب ہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابو غیلان رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث مسندوں میں۔ ابو غیلان کا نام مزید ابن مسعود ہے۔“

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا الْمَسْنُونُ بْنُ أَسْمَدَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ ضُحْيَانِ وَبَيْنَ غَدَاةٍ ثَلَاثُونَ
شُعْبَةً قُلُوبًا مِائَةُ هَرِيرَةٍ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَى بَيْنَ ضُحْيَانِ وَبَيْنَ غَدَاةٍ ثَلَاثُونَ
بَيْنَ لَهْلَاءِ صَلَاةٍ مِنْ أَحَبِّ إِلَيْهِمْ مِنْ آثَانِهِمْ وَأَلْبَابِهِمْ وَمِنْ الْعَصْرِ فَاجْتَمِعُوا امْرُؤُكُمْ فَمَبْلُغُوا عَلَيْهِمْ مَبْلَغًا
وَاجِدًا وَأَنْ جِبْرَائِيلُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَرَّ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَانِ تَطَهَّرَ بَيْنَ قِيَمَتَيْ بَيْنَهُمْ
وَنَفَقَاتِهِمْ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَرَاءَهُمْ وَلَبَّاهُ جَمْعُهُمْ وَالسَّابِقُونَ فَتَكُونُ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَالْآخِرُونَ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً
وَاجِدَةً ثُمَّ يَأْتِيَهُمْ جَمْعُهُمْ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ فَتَكُونُ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَرَكْعَةٌ وَبَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَكْعَةً فَإِنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُودٍ وَذَرِيَّةٍ مِنْ نَابِيتٍ وَمِنْ غُلَابٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي غِلَاثٍ النَّزَارِيُّ وَأَبِي عَمْرٍ
وَحُسَيْنَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَهَاشِمٍ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ وَأَبُو غِلَاثٍ النَّزَارِيُّ السُّعْمِيُّ وَبَيْنَ الضُّحَايَةِ (ص ۱۳۳) ص ۱۰۱

سَمِعَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ تَصَغُرُ دُمُورًا وَاللَّهُ مَا يَقُولُ هَذَا التَّصَغُرُ إِلَّا هَذَا
 الْخَبْرُ أَوْ كَمَا قَالَ الرَّحْمَنُ وَقَالُوا إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ قَالَهُ خَالٍ وَكَانُوا أَهْلَ نَيْبٍ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْحَاكِمِيَّةِ
 وَالْإِسْلَامِ وَكَانَ النَّاسُ إِنَّمَا عَلِمَتْهُمْ بِالْمَدِينَةِ الشَّامِ وَالشَّعِيرِ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ لَهُ بَسَارٌ فَلَقِيَتْ
 ضَافِطَةً مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مِنَ الدُّرْمَكِ ابْنِ أَبِي جَهْلٍ مِمَّنْهَا فَحَصَّ بِهَا نَفْسَهُ وَأَمَّا الْعَبْدُ فَإِنَّمَا عَقَلَتْهُمْ الشَّامُ
 وَالشَّعِيرُ فَلَقِيَتْ ضَافِطَةً مِنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِيْرَ رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ جَمَلًا مِنَ الدُّرْمَكِ فَجَعَلَهُ فِي مَسْرُوعَةٍ لَهُ
 وَفِي الْمَسْرُوعَةِ بِلَاخٌ دَرَجٌ وَشَيْفٌ فَعَدَّى عَلَيْهِ مِنْ ثَعْلَبِ الْبَيْتِ فَجَعَلَتْ الْمَسْرُوعَةَ وَأَجِطَ الطَّعَامُ
 وَالسِّبَاخُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَاهِي عَمِيْرٌ وَفَاتَهُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي إِنَّهُ قَدْ عَرِيَتْ عَذْبَتِي فِي لَيْلَتِي عَلَيْكَ فَجَعَلَتْ
 مَسْرُوعَتَا وَدَعَبَ بِطَعَامِيَا وَبِلَاخِيَا قَالَ فَخَسَّنَا فِي الدُّارِ وَسَأَلْنَا فَيَسِّرْ مَا قَدْ زَانَا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ إِسْرَافُوا
 فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَلَا تَأْخُذْ بِلَمَّا مَرَى الْأَعْلَى نَعْمِيْرَ طَعَامِكُمْ قَالَ وَكَانَ كُنُو أَنْبِيَاءِ قَالُوا وَلَمْ نَسْأَلْ فِي
 الدُّارِ وَاللَّهِ مَا نَرَى صَاحِبَكُمْ إِلَّا أَبْدَلَنَا سَهْلَ رَجُلٍ مَا لَهُ صَلَاحٌ وَاسْلَامٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَيْلَتِي أَخْبَرَنَا
 شَيْفَةٌ وَقَالَ تَنَا اسْرُقِي فَوَاللَّهِ لِمَا عَلَانَتُكُمْ هَذَا الشَّيْءُ أَوْ لَتَبَسْتُ هَذِهِ الْمَسْرُوعَةَ قَالُوا بَلَّكَ عَنَّا أَيُّهَا الرَّجُلُ
 فَمَا أَتَيْتَ بِصَحْبَتِنَا فَسَأَلْنَا فِي الدُّارِ حَتَّى لَمْ يَكُنْ أَتَاهُمْ أَصْحَابُهُ فَقَالَ عَمِيْرٌ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ أَتَيْتَ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتَ ذَلِكَ لَهُ قَالَ فَتَارَةً فَاتَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
 إِنَّ أَهْلَ نَيْبٍ مِمَّا هَلْ جَوَادٍ عَمَدُوا إِلَى عَمِيْرٍ رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَجَعَلُوا لَيْلَتِي لَمْ يَكُنْ لَهُ وَأَخَذُوا بِلَاخَهُ وَطَعَامَهُ
 فَتَرَكُوا عَمَلِيَا بِلَاخِيَا فَمَا الطَّعَامُ فَلَا حَاجَةَ تَأْتِيهِ فَقَالَ الشَّيْءُ سَمِعْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ فِي ذَلِكَ
 فَمَا سَمِعَ بِنُورِ أَنْبِيَاءِ قَالُوا وَاسْلَامٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أَنْبِيَاءُ بِنُورٍ عُرُوءَةً فَكَلِمَةٌ فِي ذَلِكَ وَاجْتَمَعَ مِنْ ذَلِكَ نَاسٌ
 مِنْ أَهْلِ الدُّارِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قِتَادَةَ بْنِ الشَّعْمَانِ وَعَمَّةَ عَمَدَا إِلَى أَهْلِ نَيْبٍ وَأَهْلِ إِسْلَامٍ
 وَصَلَاحٍ يَزِمُونَهُمْ بِالسَّرْفَةِ مِنْ غَيْرِ نَيْبَةٍ وَلَا نَيْبٍ قَالَ فَتَارَةً فَاتَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ عَمَدَاتُ إِلَى أَهْلِ نَيْبٍ ذِكْرٌ مِنْهُمْ إِسْلَامٌ وَصَلَاحٌ فَرَمِيَهُمْ بِالسَّرْفَةِ عَلَى غَيْرِ نَيْبٍ وَنَيْبَةٍ
 قَالَ فَرَجَعْتُ وَتَوَدَّعْتُ أَتَيْتُ خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِي وَنَمَ أَكَلِمَتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 ذَلِكَ فَاتَّيَنِي عَمِيْرٌ رِفَاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي مَا حَمَمْتُ فَاحْزَرَقُهُ بِمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُ الْمُشْعَمَانِ فَلَمْ يَأْتِ أَنْ تَزِلْ أَفْرَاقًا أَنْ تَزِلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْعَقِي لِيُخَبِّرَكُمْ بَيْنَ النَّاسِ
 بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تُكُنْ لِلْعَانِيَيْنِ حَصْبَةً بَيْنَ أَنْبِيَاءِ وَاسْتَغْفِرَ اللَّهُ بِمَا قُلْتُ إِفْدَدَهُ إِلَى اللَّهِ كَانَ عَفُورًا
 رُحِيمًا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الْبَلِيغِينَ يَخْتَارُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِمًا يُسْخَفُونَ مِنْ

النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُمْ مَعَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَجِئْنَا إِلَىٰ نَبِيِّهِمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ إِلَىٰ قَوْلِهِ وَإِنَّمَا مِثْلُ قَوْلِهِ لِلْبَيْتِ وَقَوْلًا فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةً إِلَىٰ قَوْلِهِ فَكَوَفَ نُؤْيِيهِ أَخْرَجَ مِنْهُ قَوْلًا نَزَلَ الْقُرْآنُ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّلَاحِ فَرَدَّ إِلَىٰ رِفَاعَةٍ فَقَالَ قَدْ أَتَيْتُ عَمِّي بِالسَّلَاحِ وَكَانَ شَيْخًا خَذَ عَنِّي أَوْ عَنِّي الشُّكَّ مِنْ أَبِي عِيسَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أَرَىٰ إِسْلَامَهُ مَذْخُولًا فَلَمْ أَتِئَهُ بِالسَّلَاحِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي هِيَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَغَرَضْتُ أَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ صَحِيحًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ لَجِئْتُ بِبَيْتِي بِالْمَدِينَةِ كَيْفَ قَرَأَ عَلَىٰ سَلَاةٍ بِبَيْتِ مُعَاذِ بْنِ سَعْدَةَ قَالُوا لِلَّهِ فَعَالَىٰ وَمَنْ يُضَافِي الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا نَبَّيْنَاهُ الْهُدَىٰ وَيَقَعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُؤْيِيهِ مَا نُؤْلَىٰ وَنُضَلِّهِ جَهَنَّمَ وَمَا نَتَّحِيضُ. إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيُغَيَّرُ مَا ذُوْن ذَلِكَ لَمْ يَلْهَأْ وَمَنْ يُشْرَكَ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا. فَلَمَّا نَزَلَ عَلَىٰ سَلَاةٍ رَمَاهَا خَشَّانُ بْنُ قَابِثٍ بِأَنْتَابٍ مِنْ شَعِيرٍ فَخَذْتُ زَحْلَةً فَوَضَعْتُهُ عَلَىٰ رَأْسِهِ ثُمَّ خَرَعْتُ بِهِ فَرَمْتُ بِهِ فِي الْأَنْطَلِجِ ثُمَّ قَالَتْ أَخَذْتُ مِنْ شَعِيرٍ خَشَّانُ مَا كُنْتُ فَأَتَيْتُ بِخَيْرٍ هَذَا خَذَيْتُ غَرَضًا لَا نَعْلَمُ أَخَذًا أَسْنَدًا غَيْرَ مُحَمَّدٍ مِنْ سَلَاةٍ الْخَمْرُ ابْنِي وَزَوْجِي يُوَسِّسُ لِي بِكُفْرٍ وَفُجُورٍ وَاجِدْ هَذَا أَخَذْتُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ غُلَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ مُرْسَلٌ ثُمَّ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَقَتَادَةَ بْنِ شُعْبَانَ هُوَ أَخُو ابْنِ سَعْدَةَ الْخَثْعَمِيِّ الْأَبِي وَأَبُو سَعْدَةَ إِسْمَعِيلُ بْنُ سَعْدَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ سَدَانَ (ص ۳۳۳-۳۳۴)

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان فرماتے ہیں کہ ہم انصار میں سے ایک آدمی کو اسے تھے جنہیں بنو نضیر نے کہا جاتا تھا وہ تمہیں بھائی تھے۔ بشر بشر اور بشر۔ بشر منہ فقی تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو شمس اشعار کہا کرتا تھا پھر بن شعرون کو بعض عرب شعراء کی طرف منسوب کر دیتے اور کہتے کہ فلاں نے اس طرح کہا ہے فلاں نے اس طرح کہا ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اشعار سننے کو آتے کہ یہ وہی کی قسم یہ شعری حیثیت کے ہیں یا جیسا کہ ان کے فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ یہ شعراء ابن ابی ربیع نے کہے ہیں۔ وہ لوگ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں صحابہ اور فقیر تھے مدینہ میں لوگوں کا حمام کھجور اور جوئی تھا۔ پھر اگر کوئی خوشحال ہوتا تو شام کی طرف سے آنے والے قافلے سے میدہ وغیرہ جیسے وہ اکیلا ہی کہا جاتا اس کے ہاں دلوں کا کھانا کھجور میں اور جوئی ہوتے۔ ایک مرتبہ شام کی طرف سے ایک قافلہ آیا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدہ سے کا ایک بوجھ فرید اور اسے بالادہ میں رکھا یہاں ہتھیار، زردہ اور کھاد بھی تھی۔ (نیک دن) کسی نے ان کے گھر کے پیچھے سے نقب لگا کر ان کا میدہ اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لئے۔ صبح ہوئی تو چچا رفاعہ آئے اور کہنے لگے جیسے آج رات ہم پر لشکر کیا آیا اور ہمارے بالا خانے سے کھانا اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لئے گئے۔ چنانچہ ہم نے اہل

خالد سے پوچھ بچھ کی تو یہ چلا کہ آٹ رات خواہیق نے آگ جلائی تھی۔ ہمارا تو یہی خیال ہے کہ انہوں نے تمہارے کسی کھانے پر روشنی کی ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس وقت ہم مکہ میں تھے چھ ماہ رہے تھے تو خواہیق کہتے تھے کہ ہم نے خیال میں تمہارا پھر ولید بن مکہ ہی ہے۔ دو تہار دوست ہے وہ صالح شخص تھا نہ مسلمان تھا صاحب لیبہ نے یہ بات سنی تو اپنی سوار نکال لی اور کہا کہ میں چوری کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم یا تو یہی مسکوارہ میں دوست ہوئی یا تم ضرور اس چوری کو ظاہر کرنا ہے۔ خواہیق کہنے لگے تم اپنی تورنگ رو۔ (یعنی ہمیں بچھ نہ کہو) تم نے چوری نہیں کی۔ پھر ہم مکہ میں پوچھتے رہے یہاں تک کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ یہی خواہیق چور ہیں۔ اس پر یہ بے پناہ نے کہا کہ اب جیسے امر قریبی، اگر ہم بیٹھنے کے پاس جاتے اور اس کا ذکر کرتے (تو شاید جس میں جاتی) حضرت قتادہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم میں ایک کھروالے نے میرے پیچھے غم کیا اور نقب لگا کر ان کا خمر اور ہتھیار وغیرہ لے گئے۔ جو اس تک ملے یا تعقیب سے تو اس کی نہیں حاجت نہیں تھیں، دوست ہتھیار و پس آوریں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہاری اس کا فیصلہ نہ کر سکا۔ اب خواہیق نے یہ سنا تو اپنی قوم کے ایک شخص اسیر بن عروہ کے پاس آئے اور اس سے اس معاملے میں بات کی پھر اس کے سنے سکے کہ بہت سے لوگ جمع ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ قتادہ بن نعمان ہمارے گھرانے کے پیچھے ہمارے کھروالوں پر بغیر دس اور بغیر گواہ سے چوری کی جست کار ہے ہیں ہندو دو رنگ نیک اور مسلمان ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ایک مسلمان اور نیک گھرانے پر بغیر کسی عواہ اور دس کے چوری کی جست کار کی ہے؟ حضرت قتادہ فرماتے ہیں پھر میں اچھے ہوا اور سوچا کہ کاش یہ اچھا مال چلا جاتا اور میں نبی اکرم ﷺ سے اس معاملے میں بات نہ کرتا۔ اس دوران میرے چچ آئے اور پوچھا کہ کیا کہا! میں نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ قرآن کی آیت نازل ہوئی "إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ" (یعنی بے شک ہم نے تیری طرف اپنی کتاب نازل ہے تاکہ تو لوگوں میں انسان کرے جو ہمیں اللہ تعالیٰ سمجھاتے اور توجہ دیا تو ان لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو (مر ہو جاتی ہیں) اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و نیک (یعنی برائیاں آپ ﷺ نے قزو۔ تہا ہی ہے) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور نہ ہن ہے۔ لہذا آیت ۶۶ کہ پھر فرمایا "وَلَا تُجَادِلْ عَنْ الْإِثْمِ" (اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑا جو اپنے ان میں دعا کہتے ہیں، جو تم کو ہر جگہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ اسے پختہ نہیں کرے گا۔ یہ لوگ انہوں سے چھٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھٹے مگر اللہ وہ جس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہندو مت کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور ان کے سر سے قال پر اللہ تعالیٰ احکام کرنے والا ہے۔ جو تم لوگوں

نے ان ہزاروں کی طرف سے انیا کی زندگی میں تو جتنی کر لیا بچہ قیامت نے ان ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے دن
جنت کے کان کا اکیل کون ہوگا اور جو کوئی بڑا فعل کرے وہ اپنے نفس پر ظلم کرے کچھ جس کے بعد اللہ تعالیٰ سے بخشوے
تو اللہ تعالیٰ کو بخشے وہ ہر پانچ پانچ ہے اور جو کوئی بدو کرے سو اپنے جی حق میں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب باتوں کو
جانتے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی خطہ دیا کرے کرے مجھے کسی بے کلمہ پر تہمت لگا دے تو اس نے بڑے بہتان اور
سہ سہ کمانہ ہار سمیٹ لیا۔ آیات ۱۶۸ تا ۱۷۱ سے ان کی اس بات کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے یہود سے کہی
تھی۔ "وَلَوْلَا اَنْصَرُ الْقُدُسُ" الخ "اور اگر توحہ پر اہل شہابی کا لفظ اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک
گروہ نے تمہیں لکھا مٹی میں پھلا کر دے گا پتھر کر دی لیا توحہ کا لفظ وہ اپنے عوام کی کو خلیفہ میں جتنا کرنے کا قصد نہیں
کر سکتے تھے۔ اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے توحہ پر سب اور غلبہ لازمی کی ہے اور توحہ وہ باتیں
سمجھتی ہیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا توحہ پر بڑا لفظ ہے۔ آیات ۱۷۳ جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں
تو وہ اس اللہ علیہ السلام کے پاس اختیار کرتے گئے۔ آپ نے فرمایا ہے اور تمہارا حضرت رفیقان کی طرف لونا دے کر دے کہتے ہیں
کہ سب میں تمہارا لے کر اپنے بچے کے پاس آیا آیات ۱۷۳ و ۱۷۴ میں کہ مٹی بڑا عاصی "ان کی مٹائی زمانہ جاہلیت میں
کمزور ہوئی تھی اور روزتے ہوئے تھے۔ مگر ان کے دل میں کچھ ظالم کا حمان کیا کرتا تھا۔ لیکن جب میں تمہارا دماغہ
دے گا ان کے پاس کیا تو کچھ نہ بچے یہ میں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اور میں دے دے کہے ہیں۔ چنانچہ تجھے ان کے ایمان کا
نیچن ہو گیا۔ جب آیت کی آیات نازل ہوئیں تو پیغمبر مشرکین کے ساتھیوں کی اور سرگزشت بعد از اس کے پاس تھا
چرا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "وَمَنْ يُلَاقِ الْفُلْهُنَ" الخ "اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، جس کے
کے پاس پیغمبر وہ کلمہ جس کی ہو اور سب مسلمانوں کے ساتھ کے خلاف پلے ڈال دے اس کی طرف چلا کر کے حد عمر وہ
خدا بھر کر ہے۔ اسے روز میں اس کے لئے اور وہ بہت بڑا ٹھکانہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ میں کوئی بھڑکے ہوئی کو اس
کا شریک نہ دے۔ اور اس کے سوا کسی سے ہے بخش ہے۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں دیا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں
جا پڑا اللہ تعالیٰ آیات ۱۷۶، ۱۷۷ جب وہ علاقہ کے پاس تھے تو حسان بن ثابت نے چاند شہر میں مسلمانوں کی ان کی۔
چنانچہ علاقہ نے حسان کا حمان لکھا کر مر پڑا لکھا اور اسے باز پھر میدان میں بھیجک اور پھر میں سے کہنے لگی کہ کیا تو
میرے پاس حسان بن ثابت کے شہر دہلی میں جاوے۔ تجھ سے مجھے کبھی خبر نہیں لی تھی۔ یہ حدیث غریب ہے۔
جیسے معلوم نہیں کہ اس حدیث کو محمد بن سعد حنفی کے علاوہ کسی اور نے عرفان بیان کیا ہو۔ یونس بن علقمہ اور انکی اہلی
اسے محمد بن علقمہ سے اور وہ قاصم بن قودہ سے سرعاش کرتے ہیں۔ اس میں عاصم نے اپنے والد اور دادا کا نام نہ لیا
نہیں۔ قاصد بن نعمان اور عبد اللہ بن جبر کے ان کی طرف سے (جہاں ہیں) ابو سعید کا نام معدنہ لکھا۔ ان

ماتان ہے۔

۳۶۷ - حَدَّثَنَا خَلَادٌ بْنُ أَسْلَمَةَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ أَبِيهِ عَنْ عُرَيْبٍ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ مَنْ يُشْرِكْ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَهَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ عَرِيبٌ وَأَمَّا فَاجِئَةُ سَعِيدِ بْنِ عِلَاقَةَ وَتَوْبَتُهَا بَعْثِي أَنَا فِيهِمْ وَهُوَ زَجَلٌ كَوْنِي وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي عَدْرِ وَالْهِبِ الْمَرْبِيعِ وَأَبِي مُهْدِيٍّ قَالَ يَغْفِرُ قَلِيلًا.

(ص: ۱۳۴، ص: ۱۳۵)

ترجمہ: ”حضرت نخی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ قرآن کی آیات میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب یہ آیت ہے۔ ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ“ (اے اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشا جو کسی کو اس کا شریک دے گا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دور کی کمرای میں جا پڑا۔ النساء آیت ۱۶)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو ذہب نامہ محدثین طاق ہے اور ثوری کی نسبت زاجم ہے یہ روایتی ہیں ان کا واسطہ عمر بن زید۔ اسے زہیر لکھتے ہیں۔ اسے کہہ رہے ہیں مہدی بن زہور اسے طعن کرتے ہیں۔“

۳۶۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شُعْبَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رِيَّاحٍ الْغَنَوِيُّ وَاحِدٌ فَلَا نَ شَيْئَانِ يَوْمَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُخَيْصِنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَلْبِشٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ يَعْمَلْ سُوَّةً يُجْزَى بِهِ مِنْ ذَلِكَ عَشْرُ النَّاسِ فَتُكْفَرُوا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَائِلًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُكَ تَقُولُ مَا تَقُولُ فَيَقُولُ الْمَوْتُ كُنْزًا عَنِ الشُّوْخَةِ يَفُتِّتُهَا وَالنَّكْبَةُ يُنْكَتُهَا هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو مُخَيْصِنٍ إِسْمُهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ خَمُونِيٌّ مُخَيْصِنٌ - (ص: ۱۳۵، ص: ۱۳۶)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ”مَنْ يَعْمَلْ سُوَّةً“ (جو کوئی برا کام کرے گا۔ اس کی جزا دہائی ہوئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا کوئی معافی اور مددگار نہیں پائے گا۔ اسراء ۱۳۳) پڑھا تو میری قوسمہوں پر شاق گرا۔ چنانچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا اظہار کیا تو فرمایا تمام امیر میں افراد و تفریط سے بچو اور احتیاط کی دعا کرو۔ ”موت کی برائے آفتوں میں سے اس کے عناصر کا کفار ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کامیابی ہو جائے یا کوئی مشکل حل ہو جائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابن کثیر و امام عمر بن عبد الرحمن بن کثیر نے۔“

۳۶۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَوْسَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ فَلَا نَ شَيْءَ يَوْمَ عُبَادَةَ عَنْ مَوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَوَّادُ بْنُ سَبَّاحٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ يَعْمَلْ سُوَّةً يُجْزَى بِهِ وَلَا يَجْزِلُهُ مِنْ دُونَ اللَّهِ

رَبِّ وَلَا نُصِيبُهَا إِلَّا بِرَسُولٍ أَلَّهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ يَا أَيُّهَا الْبَكْرُ لَا أَقْرَبُكَ إِلَّا أَتَرْتُ عَسَىٰ قُلْتُ نَلَىٰ نَا
رَسُولُ اللَّهِ قَالَ فَاقْرَأْنِيهَا فَلَا أَسْلَمُ إِلَّا أَنْتَ وَجَدْتُ إِنْصَادًا بِي فَهَرَىٰ فَنَقَطْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُكَ يَا بَكْرُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذِينَ أَنْتَ وَأَمْرِي وَأَنَا لَمْ يَكُنْ شَوْهَ وَأَنَا
لَمَجْرُيُونَ بِنَا عَمِلْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَنْتَ يَا أَيُّهَا الْبَكْرُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَتَجْرُونَ
بِهَذَاكَ مِنْ لَدُنِّي عَسَىٰ تَقْرَأُوا اللَّهَ وَتَلْسَنَ لَكُمْ ذُنُوبٌ وَأَمَّا الْأَخْلَاقُ فَتَجْتَمِعُ ذَلِكَ لَهُمْ حَتَّىٰ يُجْزَوْا بِهِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَمُوسَىٰ بْنُ عَمِيْنَةَ يَصْنَعُ فِي الْحَدِيثِ ضَعْفًا يَحْسِبُ
مَنْ سَمِعَهُ وَأَخْبَدَ مَنْ خَشِيَ وَمَنْ لَيْسَ بِهِ سِيَاطٌ مَجْهُولٌ وَقَدْ رَوَىٰ هَذَا الضَّعِيفُ مِنْ غَيْرِ هَذَا التَّوَجُّهِ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ أَيْضًا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمِيْنَةَ (ص ۱۲۲-۱۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی
"مَنْ يُعْمَلْ" نصیبرا چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! میں تمہیں اس آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل
ہوئی ہے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھائی۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں ہے مگر
یہ کہ میں نے اپنی کمر لوتی ہوئی عروس کی اور اگرائی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوبکر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
میرے من، باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ مگر میں سے کون ہے جو برائی نہیں کرتا؟ تو کیا انہیں تمام اعمال کی سزا دی
جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! تمہیں اور مسلمانوں کو دنیا میں اس کا بدلہ دیا جائے گا تا کہ تم اللہ تعالیٰ سے
عاقبات کے وقت گزروں سے پاک ہو۔ لیکن دوسرے لوگوں کی برائیاں مع کی جائیں گی، کہ انہیں قیامت کے دن
جلد دیا جائے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ لیکن ابن سعید و امام محمد نے مسند بن عبیدہ
کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ ابن سہب کے سنی مجہول ہیں۔ پھر یہ حدیث ایک اور سند سے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
معلوم ہے لیکن اس کی سند بھی صحیح نہیں اور اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

۳۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى مَا يَرْوَاهُ وَفِي الْعُلَاقِ نَسَبُ بْنُ مُسَدِّ عَنْ سَعْدِ عَنْ عَمْرِو عَنْ
بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَبِثَتْ سَوْدَةُ نَ يُطْلِقُهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تُطْلِقْنِي وَأَنْتَ كُنْتَ
وَأَجْمَلُ بَيْنِي لِعَابِيَّةٍ فَقُلْتُ فَتَوَلَّتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ أَنْ يُطْلِقَا بَيْنَهُمَا ضَلَحًا وَالطَّلَاقُ خَيْرٌ لِمَا
أَصْلَحْنَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ (ص ۱۲۳-۱۲۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سوردہ رضی اللہ عنہا کو یہ خوف تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طلاق
دے دیں گے پس انہوں نے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے لالچ میں رہنے دیجئے اور میری داری عاقبت میری کو

ہے۔ جبکہ پھر آپ ﷺ نے ایہ منی آیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَلَّیْکُمْ اَلَّیْکُمْ" (یعنی دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح صلہ کر لیں اور یہ صلہ بھرتے۔ انشاء آیت ۱۲۸) لہذا جس چیز پر ان کی صلہ ہو وہ ناجائز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۳۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نُجَيْمٍ بَابَ مَالِكٍ بْنُ مَعْبُودٍ عَنْ أَبِي السَّيِّفِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "لَا تُسَلِّمُوا عَلَى النَّاسِ إِلَّا بِمَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ" (یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں نہ سلام کریں مگر اس طرح سے جس طرح اللہ نے آپ ﷺ پر سلام کیا ہے۔ انشاء آیت ۱۳۱) لہذا جس چیز پر ان کی سلام ہو وہ ناجائز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تَرْجُمَہ "حضرت زہراؓ سے روایت ہے کہ آخری آیت یہ نازل ہوئی۔ "يَسَلِّمُوا" (یعنی سلام کریں)۔ یہ حدیث حسن ہے اور یوسف نامہ معید بن احمد ہے بعض نے نہیں ان محدثوں کی بھی کتب ہے۔

۳۶۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نُجَيْمٍ بَابَ مَالِكٍ بْنُ مَعْبُودٍ عَنْ أَبِي السَّيِّفِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "لَا تُسَلِّمُوا عَلَى النَّاسِ إِلَّا بِمَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ" (یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں نہ سلام کریں مگر اس طرح سے جس طرح اللہ نے آپ ﷺ پر سلام کیا ہے۔ انشاء آیت ۱۳۱) لہذا جس چیز پر ان کی سلام ہو وہ ناجائز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تَرْجُمَہ "حضرت زہراؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر کیا ہے "يَسَلِّمُوا" (یعنی سلام کریں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو تمہاریوں میں نازل ہوئی۔"

== تَفْصِيلُ ==

سورت غافر نازل ہے اس میں ۶۰ آیات ۴۴ ذروع ۲۵۔ حکایات اور ۱۶۰۳ آیت ہیں۔
 چوتھیں سورت غافر نازل ہے اس میں ۶۰ آیات ۴۴ ذروع ۲۵۔ حکایات اور ۱۶۰۳ آیت ہیں۔
 اس سورت کا ۲۴ سورہ نہ دیکھ دیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نُجَيْمٍ بَابَ مَالِكٍ بْنُ مَعْبُودٍ عَنْ أَبِي السَّيِّفِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "لَا تُسَلِّمُوا عَلَى النَّاسِ إِلَّا بِمَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ" (یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں نہ سلام کریں مگر اس طرح سے جس طرح اللہ نے آپ ﷺ پر سلام کیا ہے۔ انشاء آیت ۱۳۱) لہذا جس چیز پر ان کی سلام ہو وہ ناجائز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
 تَرْجُمَہ "حضرت زہراؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر کیا ہے "يَسَلِّمُوا" (یعنی سلام کریں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو تمہاریوں میں نازل ہوئی۔"

یہ تفسیر ہم غیر ذات کی طرف سے ہے جب سب کچھ جاننے والا اور غور رکھنے والا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ لِكُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلِّ مَأْكَلٍ وَكُلِّ مَسْكَنٍ﴾ (نساء: ۵۹) ایک لڑکے کا دھواں لڑکیوں کے ہاؤس سے۔ اہمیت کے بجائے کو
روایتوں کے حصے کے ہوتے ہیں جسے اس کا اگر ہمت کا ایک بڑا ہوا اور وہ بیٹیاں ہیں تو ہمت کے ال کے نکل ۴ حصے کیے ہو گئے تے
آج بھی درجہ سے بیٹے کو ملے گا اور بقیہ نصف دونوں بیٹیوں کو ملے گا۔

خُذُوا زِينَتَكُمْ لِكُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلِّ مَأْكَلٍ وَكُلِّ مَسْكَنٍ (۵۹)

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) اور جو ان کی ٹیکس شوہر وان عورتیں۔ ان کے غفلت پر انھوں
سے مانور ہے یعنی عادت والی عورت ^{۱۳۱} اس آیت میں بتا جا رہا ہے کہ ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جو پیسے سے کسی
مرد کے نکاح میں ہوں اگر ان کے شوہر کا اطلاق دے دیں اور ان کی عادت بھی گڈ نہ بنے تو پھر ان عورتوں سے نکاح کرنا
جائز ہے۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (نساء: ۵۹) (نکر وہ جو تمہاری ملکیت تھا آج ہاں ہے۔ آج ہاں سے یہ ہو گیا
ہاں ہے کہ کسی عورتیں جو دارالغریب میں رہتی ہیں اور پھر مسلمان دارالغریب ہاں ہے کہ ان کو قیدی بنا کر دارالاسلام
میں لے آتے ہیں تو اب ان عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا اگرچہ ان عورتوں کے شوہر دارالغریب میں موجود بھی ہوں اور انہوں
نے ان عورتوں کو بطریق بھی نہ دی ہو اور ان کی عادت بھی نہ گڈ نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ دارالاسلام میں آنے کی وجہ سے ان
عورتوں کا اپنے سابقہ شوہروں سے تعلق خود بخود توٹ گیا۔ ^{۱۳۲}

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)
﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)
﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)

خُذُوا زِينَتَكُمْ لِكُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلِّ مَأْكَلٍ وَكُلِّ مَسْكَنٍ (۵۹)

ارطس (ص: ۵۹) ۵۹

خُذُوا زِينَتَكُمْ لِكُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلِّ مَأْكَلٍ وَكُلِّ مَسْكَنٍ (۵۹)

یہاں سے چارہ دیکھیں کہ قرآن کی یہ طرز تفکر کتنا بڑا ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)
﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (نساء: ۵۹)

تے مئی کا کر کے اسے کے کام کو خواہ دو مرد ہو یا عورت جو گزرتا ہے نہیں کرتا۔

انہیں لَا تُصِیْعُ فَعْمَلٌ غَائِبٌ مطلب یہ ہے کہ تہہ قبل کا قانون اور ضابطہ یہ ہے کہ آدمی کے بھی عمل کو خواہ مرد ہو یا عورت ضابطہ نہیں فرماتے بلکہ ہر ایک کو اس کا بدلہ مرست فرماتے ہیں۔

تَعْلُفُكُمْ مِنْ بَعْضِ اَصْحَابِ اَمْسِ ۱۳۷ اس جملے کے مفسرین نے تین مطلب بیان فرمائے ہیں:

① اول کر کے میں مرد عورتوں کی طرح دو عورتیں مردوں کی طرح ہیں ان میں سے ہر ایک کو ان کے عمل کا بدلہ دیا جائے۔

② نیک اعمال کا بدلہ ملنے میں مرد عورتوں کے دو عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔

③ "مرد عورتوں سے ہیں اور عورتیں مردوں سے" مطلب یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کی نسل ایک ہے کیونکہ تمام مرد اور عورتیں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا زوجتین کی اولاد ہیں۔^(۱۳۷)

حَدَّثَنَا هَدَّادٌ (ص ۱۳۷-۱۳۸)

(فَلْيَكْفُفْ بِأَدَا جَسَدِهِ مِنْ كُلِّ أَغْنِيَةٍ) (۱۳۸) (پھر کیا عوا ہو گا جس وقت کہ ہر مرست میں سے مرد اور عورتیں گے۔)

تَعْلُفُكُمْ (ص ۱۳۸-۱۳۹) (یعنی یہی کیا) اس لفظ سے قیامت کے دن کی ہولناکی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دن کیا ہو گا ہر ایک کو۔

(فَمِنْ كُلِّ أَغْنِيَةٍ شَهِيدٌ) (۱۳۹) (ص ۱۳۸-۱۳۹) (ہر مرست میں سے ہم ایک گواہ لائیں گے۔) اس جملے میں اس بات کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء و پیغمبر اپنی اپنی امت کے ساتھ کہدا اعمال کے بارے میں گواہی دیں گے نیز اس بات کی بھی گواہی دیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پنے پنے استیسا کو پہنچ دینے سے پھر اس وقت میں انہیں اپنے اپنے نبیوں کی تکذیب کر میں گی اور کہیں گی کہ۔ نبیوں نے ہم تک حد تعالیٰ کا پچھرا نہیں پہنچایا چنا چہ سہواً الانبیاء حضرت محمد علیہ السلام انبیاء پیغمبر کے دعویٰ کی تصدیق کریں گے۔^(۱۴۰)

وَعَلَيْكُمْ تَلْعَفَانِ (ص ۱۳۸-۱۳۹) اس عبارت کو تفسیر فرماتے ہیں کہ جب عوا جناب نبی کریم علیہ السلام کا یہ حال سے کہ نہ ان کی آنکھوں سے نہ سوچ رہی ہو گئے تو ان لوگوں کے خلاف یہ گواہی دی جائے گی اور جن لوگوں کے لیے عذاب تیار ہو رہا ہوگا ان کا کیا حال ہوگا؟^(۱۴۱)

پتہ چلتا ہے: جو ان لوگوں نے اس روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان حضرت خاتم کا اس حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان عبیدہ بن مسعود کا واسطہ ہے جیسے کہ اس کے بعد والی سند سے معلوم ہو رہا ہے۔

خَلَقْنَا مَخْلُوعًا مِّنْ خَلْقَانِ: (ص ۱۳۶، ص ۵۰)

اَفْرَأْغَلِيكَ وَغَلِيكَ اَنْزَلَ (ص ۱۳۶، ص ۵۰) علامہ ابن بطالہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبھی اور وہی
ہے۔ یہی قرآن سننا چاہیے اس سے قرآن میں سمجھنا اور نور و فکر کرنا آسان ہوتا ہے۔

خَلَقْنَا عِبَادًا مِّنْ خُلُقَيْنِ: (ص ۱۳۶، ص ۵۱)

فَاِيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا الْكُتُبَ إِلَّا بِحَقِّهَا (ص ۱۳۶، ص ۵۱) (اے ایمان والو! جب تم نقشے میں مست ہو تو
نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔)

نقشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت! بلکہ اس رسم آنے سے پہلے چند وجوہوں کے واسطے تمام ہی لوگ شراب نوشی
میں مبتلا تھے بلکہ شراب کی زندگی کا لازم بن گئی تھی ان کے لیے ایک دم اس کو چھوڑنا مشکل تھا اسلام تو ایک فطری مذہب
ہے اس لیے اس صفت کے پیش نظر شراب کی حرمت بتدریج نازل کی گئی ابتدا میں شراب کی کچھ خیریاں بیان کی گئیں پھر دوسرا
علم آیت ۱۱۱ میں دیا جا رہا ہے کہ نماز کے اوقات میں شراب کا استعمال نہ کیا جائے۔

خَلَقْنَا قُلُوبًا مِّنْ خَلْقَيْنِ: (ص ۱۳۶، ص ۵۱)

ایمان کی تین شرطیں۔

نَزَّلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَيْكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ: (ص ۱۳۶، ص ۵۱) اس آیت میں ایمان کی تین شرطیں بیان کی جا رہی ہے
پہلی شرط: باہمی معاملات میں نبی کریم ﷺ کو نصف تسلیم کرنا یہ اس وقت تھا جب آپ دنیا میں مہجود تھے اور جب آپ
دنیا سے پرہیز فرماتے تو شرعی فیصلہ آپ کو بھی تسلیم کرنا ضروری تھا۔

دوسری شرط: اس فیصلہ کو اس وجہ سے تسلیم کرنا ضروری ہے اگرچہ وہ فیصلہ اپنی عقل کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اس کی طرف
”لَنْ لَّا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا“ میں اشارہ ہے۔

تیسری شرط: آپ ﷺ کے فیصلہ کے خلاف یا آپ ﷺ کی بیعت نہ کرنا۔ وہ صریح نصوں کے خلاف اپنی کمالہ اس کے متبادل
غیر شرعی فیصلوں کو سہارا دینا جیسے کہ اس واقعہ میں اس سائق نے کیا یہ مسلمان کی شان۔ کے خلاف ہے اس کی طرف ”وَلْيَسْلَمُوْا“
”فَلْيَسْلَمُوْا“ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

خَلَقْنَا مُخْلَصَيْنِ مِّنْ شَرِّ: (ص ۱۳۶، ص ۵۱)

فَاِنَّمَا لَكُمْ فِي الْاٰيَاتِ بَشَرَةٌ لَّآ (ص ۱۳۶، ص ۵۱) (تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ منافقوں کے بارے میں اور مرد
ہو رہے ہوں)

اس آیت میں مسلمانوں کو ان منافقین کے ایمان کے بارے میں دو گروہ بننے سے منع کیا جا رہا ہے جن کے بارے میں
بعض مسلمان کہتے تھے کہ وہ مسلمان ہیں جب کہ بعض مسلمانوں کا خیال یہ تھا کہ وہ منافق ہیں۔ بنیوں نے مصطفیٰ پید فیہ

اگر اسلام کی بہت کے جوئے دھوے کیے تھے مگر دل سے وہ کافر ہی تھے اسی وجہ سے مکہ مکرمہ جانے کے بعد پھر مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی جو کہ اس زمانے میں ایمان کی شرط لازم تھی اس آدمی کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا تھا جو بلا جود مدت کے ہجرت نہ کرتے ہوں ان لوگوں نے ظاہری طور پر اسلام کا اظہار کیا تھا مگر دل سے کافر ہی تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آیت بالا میں ان کو منافقین کے قلم سے تحریر کیا ہے۔^(۹۷)

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّضَوِيُّ (ص ۱۳۲، ص ۱۸۰)

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾^(۹۸) (ص ۱۳۲، ص ۱۸۱) (اور جو کوئی کسی مؤمن کو قصداً قتل کر ڈالے) اس آیت میں مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اخروی سزا کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا مفسرین فرماتے ہیں اس آیت میں جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والے کے لیے پانچ سزائیں کا ذکر ہے ① جہنم ② خلفا فیہا ③ و غضب اللہ علیہ ④ ولعنه ⑤ واعدلہ عذابا عظیماً۔

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہی ہے (جو لام ترغی نے نقل کیا ہے) ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے لیے توبہ اور مغفرت کا قول بھی ہے۔ یہی روایت جہور علماء محدثین مفسرین وغیرہ کا مذہب ہے حافظ ابن جریر مجبور علماء کا مذہب یہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قتل کی سزا تو یہی ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہے مگر ایمان کی دولت کی برکت سے وہ انتہاء اللہ تعالیٰ بھی نہ کبھی جہنم سے نکل آئے گا۔^(۹۹) کیونکہ علماء کا اتفاق ہے کہ کفر اور شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی چاہیں گے مغفرت فرما دیں گے۔

حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ حَبِيبٍ (ص ۱۳۶، ص ۱۴۲)

فَقُتِلَ عَلَيْهِ (ص ۱۳۶، ص ۱۴۲) ایک دوسری روایت میں "فَقَتَلْنَا اِنَّهَذَا لَنْ لَا يَالَهُ اِلَّا اللّٰهُ"^(۱۰۰) اور بعض روایات میں "لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ اَنَسَلَامٌ عَلَيْكُمْ" کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾^(۱۰۱) (ص ۱۳۶، ص ۱۸۱) (اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جا رہے ہو۔)

اس آیت میں ایمان والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ کسی بھی قسم کا قدم اٹھانے سے پہلے تحقیق ضرور کر لیا کریں کیونکہ چند صحابہ سے بعض سرداروں میں ایسے واقعات پیش آئے کہ انہوں نے اپنے مقابلے میں آنے والے ایسے شخص کو شہید کر دیا جس نے ان کے سامنے کلمہ پڑھا تھا یا ان کو سلام کیا تھا مگر اس سوئی نے پر گمان کر کے کہ اس نے نکلہ دل سے نہیں پڑھا ہے بلکہ اپنی جان بچانے کے لیے یہ کہہ کر قتل کر دیا مگر اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید نے تو کسی قسم کی وعید نہیں فرمائی صرف تنبیہ فرمائی ہے تاکہ بعد میں کوئی شخص بھی صحابہ پر لعن طعن نہ کر سکے۔

یہ اس آیت میں ایمان والوں سے مرد صحابہ ہی ہیں کیونکہ ان واقعات کے باوجود قرآن مجید نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

ایمان نہ پائی ہے۔

خَلَدْنَا مِنْ غَوْلًا لِّئَلَّا يَعْلَمَ (ص ۴۰، ص ۴۱)

اَلْغَوَّلُ ذُو الْبُصْرَيْنِ (ص ۳۹، ص ۴۰) (اور بھی ہند۔ ۱)

اس نفل سے تمام معذروین کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

یہ روایت درست ہے کہ جن کے معنی نقصان کے ہوتے ہیں ان میں نقصان کی تمام قسمیں داخل ہیں جو جہاد سے
 نہ گئے نہ شہر کی عمارتوں، چارواک، شجر، درخت، پانی، بوز، وغیرہ وغیرہ۔^(۳۲)

مطلب یہ ہے کہ معذروین کی نسبت جہاد کی ہوگی تو جہاد میں شرکت کیے بغیر بھی ان کو جہاد کا ثواب سے محروم نہیں کر دیا
 حدیث میں آئے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کچھ لوگ مدینہ منورہ میں آئے ہیں اور تم نے ان
 غزوہ میں جو میدان سے پیے اور چاہا بھی گئے وہ حضرت اجرو و ثواب میں شمار ہے ساتھ ساتھ ان کو جہاد کی روایت سے روک دیا
 گیا ہے۔^(۳۳)

خَلَدْنَا لِمَنْ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ الَّذِينَ هُمْ يُرِي (ص ۳۹، ص ۴۰)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ (ص ۳۹، ص ۴۰) شریعت کہتے ہیں کہ مہر ہند جو ان کی بخش لایا انہیں تھے، اور انہوں نے
 بھائی اور بن بھائی کو دیا تھے اس لیے یہاں پر مہر اور جہاد کی بخش دی ہے ان کا نام صرف مہر ہند شریعت کی روایت میں تسبیح
 ہے۔^(۳۴)

فَوَلَّا يَسْتَوْفُوا أَثْمَارَهُمْ (ص ۳۹، ص ۴۰) (اپنی جانوں اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد
 کرنے والے سونگیا اور بغیر عذر کے پیسے رہنے والے سونگیا رہیں گے۔) مصرعین فرماتے ہیں کہ نسبت میں غیر محرمین کو جہاد
 کرنے کی ترقیب دی جا رہی ہے جہاد کے فضائل سے تاکہ معلوم ہو جائے کہ محاربین اور غیر محاربین دونوں اور بے میں جہاد
 نہیں ہو سکتے کہ محاربین دنیا میں بھی بہتر میں بھی اور جنت میں بھی اپنی درجہات پر سونگے۔

اگرچہ سب تک جہاد فرض میں نہ ہوا غیر محارب پر کسی قسم کا شریعت کی طرف سے عذاب بھی نہیں ہے۔
 صحابہ و عبد الماجد اور تابعین فرماتے ہیں اگرچہ اس نسبت کا تعلق جہاد کے ساتھ ہے لیکن لفظ جہاد کو عام معنی چاہیے تاکہ
 اس میں دین کی سرپرستی کے لیے ہر قسم کی کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کی فضیلت محبت و شفقت اور مجاہدہ نہ کرنے والوں پر ظہور
 ہو۔^(۳۵)

غَيْرُ الْمُنَافِقِينَ (ص ۳۹، ص ۴۰) جس جملے میں جہاد کے معذروین کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

لَا يَدْخُلُ فِي الْمُنَافِقِينَ الْفُجَّارُ (ص ۳۹، ص ۴۰) (پنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے
 رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اور جوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے۔) اُتیت کے شروع میں فرمایا کہ مجاہدین اور غیر

عبادین میں برابر رکھ سکتے اس لیے عبادین کی تعلیم خودی خدا پر ہوئی تھی اس کے باوجود اس جملے میں مزید انتہاء کے ساتھ عبادین کی عظمت اور اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔

انجرا عظیمۃ عبادین کے لیے اور عظیم ہے اس اور عظیمی و عظمت اہلی آیت میں تین الفاظ کے ساتھ نرمائی جاری ہے ① دو جات ۴۴ ② مغضوبہ ③ وحیہ

خَذَلْنَا عَبْدًا مِّنْ حَبِیْبٍ: (ص ۱۳۲، ص ۱۸)
 اِنَّكَ لَتَفْصِرُوْا مِّنَ الْفَصْلُوْةِ: (ص ۱۳۲، ص ۱۸) (جب تم سب میں چار ہے ہو تو تم پہ نازوں کے قہر کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرو۔)

فَاَذْكُرُوْا صَدَقَتُہٗ: ستر شرقی (۸۷ تکوین) میں چار نکات دلی نازوں (تحدید عصر و عشاء) کے تراخی چار کے بجائے دو پر خط چائیں یہ قہر کرنے والے کے نزدیک واجب ہے اس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔

وَ اِنْ جِئْتُمْ اَنْ تَقْرُبُوْا: (۱۳۷) یہاں پر یہ جان کیا جا رہا ہے کہ تعزیرات خوف میں ہی نہیں ہے بعد حالت اس میں بھی قہر سے کہیں آپ کی خط کا معمول تھا۔

خَذَلْنَا مَعْصُوْمًا مِّنْ خِلَآلٍ: (ص ۱۳۳، ص ۱۱)
 تَبٰی حَبِیْبُکُمْ: (ص ۱۳۳، ص ۱۲) جہان کما در حدیث کے درمیان ایک پہاڑ یا ایک مقام کا نام ہے۔ (۱۲)

وَعَسَیْکُمْ: (ص ۱۳۳، ص ۱۱) کہ مخلص سے جو مرعہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ (۱۱)
 جَعَلَ لَکُم مِّنْ اَزْوَاجٍ مِّمَّا دَرَبْتُمْ: (ص ۱۳۳، ص ۱۱) درمیان ایک پسلی ہے۔ (۱۳)

وَبِیْنَ الْفَصْلُوْةِ: (ص ۱۳۳، ص ۱۳) عصر کی نماز کی کیا اچھڑے میں زیادہ آتی ہے ایک روایت میں آتا ہے جو فجر اور عصر کی نماز کا اتمام کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

فَتَذْكُرُوْا لَّہُمْ وَ تَحْمَدُوْا لَّہُمْ: (ص ۱۳۳، ص ۱۲) صلوة خوف کا طریقہ نماز رہا ہے کہ اگر تمام لوگ ایک ہی نام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو ۱۰ اور ۱۰ مرتبہ پڑھیں گے گا۔

ایک رکعت کے بعد ایک براءت اٹھانے کے لیے پڑھی جائے گی اور دوسری جماعت آجائے گی اور پھر دو نام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ سکے گی اور پھر دو دونوں اپنی ایک ایک رکعت مکمل کر کے نماز پوری کر لیں گے۔

خَذَلْنَا الْاَنْحُسَیْنَ لَوْنِ الْاَحْمَرِ: (ص ۱۳۳، ص ۱۲) اس روایت میں اور اس سے کہ کی روایات میں اس آیت کا شان نزول بیان فرمایا جا رہا ہے۔

وَ اِنْ اَرٰنَا اِلَآلَکَ الْکِبٰکَ وَ الْاَحْمَرِ: (ص ۱۳۳، ص ۱۲) (یہاں ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی آواز بلند فرمائی ہے۔) ان آیات میں ہی اللہ کو بیان کیا گیا ہے جس کا نام ترغی نے نقل کیا ہے۔ تفسیر فرماتے ہیں کہ اس

آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عبادات اور اصول و ضوابط قرآن مجید میں بیان کیے ہیں، انہیں اگلی جگہ لکھ دیے ہیں اور اپنے نبی و فرشتوں پر ان کو نازل کیا ہے۔

فَالْيُسُفُوفُ مَبْنُوتُ النَّاسِ بِمَا أَوْفَقَتْ كَلَمَهُ بِهَا (۱۱۱) (ص ۱۲۷، ۱۲۸) (تاکثر تم لوگوں میں اس چیز کے ساتھ جتنی فیصلہ کرو، جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو دیکھا کیا ہے۔) فیصلہ کرنے (اسے) کہ ہدایت دینی جادہ ہے، دینی کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو، اللہ سے کی نصیحتات پر عمل کرے، اس سے اس کی تفریق سے متاثر ہوئے بغیر شریعت کے اصولوں کے مطابق فیصلہ کرے۔

خَلَقْنَا خَلْقًا مِّنْ خَلْقٍ لَّا يَشْكُرُ الْبَعْدَ (ص ۱۲۸، ۱۲۹)

لَعَلَّ شَيْءٌ مِّنْ خَلْقِ الْآلِیَةِ (ص ۱۲۸، ۱۲۹) (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک فرقہ یہ ہو تو جن کو خراج کہا جاتا تھا جو یہ کہتے تھے کہ کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور جنس میں جائے کہ خمر حدیث دین سے معلوم ہو رہا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کفر اور شرک کی وجہ سے آدمی بیش بہم میں جائے کہ کبیرہ گناہ کی وجہ سے ایمان نہیں ہوگا۔)

لَا يَأْتِ اللَّهَ لَّا يَتَغَيَّرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهِ (ص ۱۲۸، ۱۲۹) (اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بچھے گا کہ اسے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔) (حدیث بلایا میں فرمایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کے علاوہ ہر قسم کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے جس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں)

① بلا مواخذہ اپنے لطف و کرم سے معاف کر دیں۔

② نیک اعمال اور نیک کاموں سے بچنے کی وجہ سے معاف ہو جائیں۔

③ گنہگار کے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی وجہ سے۔

شرک ناقابل معافی گناہ کیوں ہے:

شرک ایک انتہائی گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ شر کیا ہوں عبادت کے لائق میں ہی ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ جو اس کے مقابلہ میں کوئی کسی مخلوق کو یوں سمجھے کہ یہ میرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت یا رزق یا کسی بھی چیز میں شریک ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی عبادت اور کبھی عبادت کو بھی اطاعت سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو چیلنے میں بلکہ حکام الہی کے مقابلے میں ٹھہرتے ہیں اس لیے وہ قابل معافی نہیں ہوں گے۔ اگر ایمان کی طرف سے مشرکین کو دیکھا جائے کہ انہیں ہمت ہے کہ اگر مرنے سے پہلے میرے توبہ کر لے تو معافی مل جائی ہے۔

خُلِقْنَا مِنْ خَلْقٍ لَّا يَشْكُرُ الْبَعْدَ (ص ۱۲۸، ۱۲۹)

فَمَنْ يَتَعَمَلْ سَوْءًا يَجْزِ بِهِ (ص ۱۲۸، ۱۲۹) (جو برے کرے اس کی سزا پائے گا۔)

اللہ تعالیٰ کا قانون تو یہی ہے کہ قیامت کے دن گنہگار پر سزا دے اور نیک کرنے پر اجر و ثواب دے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جرم پر سزا ہی دے بلکہ کھردھرا کر کے عار کے گناہوں کو اگر اللہ تعالیٰ چاہے گنہگار کو بھی رحمت لائے اور اس کو سزا دے اور نہ ہی کرے۔ یہ معاف بھی فرمادیں گے اسی طرح گناہوں کی موافق کئے۔ یہ دنیا میں کوئی نیک والی صراط و سبب کا لیلیٰ بھی سبب بن جاتی ہیں جیسے کہ اوپر ولی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَوْسَى (ص: ۱۲۷) س: ۱۱۹

تَحْمِيْزًا وَفِيْ ذٰلِكَ مِنْ الدَّلِيْلِ (ص: ۱۲۷) س: ۱۱۹ یہی بات شعور روایت سے معلوم ہوتی ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ہند سے کوئی بخاری یا عیسیٰ بھیجتے ہیں یا کافر لگاتا ہے (وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔) (۱۱۹)

ایک روایت یہ آتا ہے کہ موسیٰ حریر اور مومنہ عورت کو اس کی پرہیز یا مال یا مالدار کے بارے میں جرح تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ (۱۱۹)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَسِمِ (ص: ۱۳۱) س: ۱۲۱

حَدَّثَنَا سُوْدَةُ ابْنُ يٰطْلُبَةَ الْبَيْهَقِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص: ۱۲۱) س: ۱۲۱ یہ روایت بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی موجود ہے مسلم شریف میں ہے لَمَّا كَانَ كِبَرُهَا سُوْدَةُ وَفَعَلَتْ لِدِ رَجُلَيْنِ شَرِيفٍ مِنْ بَنِي آدَّ سُوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَهَبَتْ بَوَاقِيَهَا لِعَالِسَةَ وَكَانَ الْبَيْهَقِيُّ يَحْسِبُ لِعَالِسَةَ بَيِّنًا وَبِهَا وَبِزِمِ سُوْدَةَ (۱۲۱)

ابن سعد کی روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو یہاں طلاق دے دی تھی یہ درست نہیں ہے ترمذی کی روایت درست ہے۔

تَحْمِيْزًا (ص: ۱۳۱) س: ۱۲۱ حدیث بخاری اور ترمذی میں ہے کہ اس کی روایت کو مصححان نقل کیا ہے کہ اس کی نزول نہیں آتا۔

حَدَّثَنَا سُوْدَةُ ابْنُ يٰطْلُبَةَ (ص: ۱۳۱) س: ۱۲۱

یہاں اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے قرآن کی آخری آیت میراث نامزد ہوتی ہے جب کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق و ترمیم کی آخری آیت نزول کے خلاف آیت رہو ہے اور ایسے نزول کے خلاف ہے۔ قرآن آیت آیت ہوتا ہے۔

وَلَا تَسْتَفْتُوْنِيْ فَاِنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَكُمْ (۱۲۱) س: ۱۲۱ (آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں آپ مجھے تفریق دے دیں گے کہ اللہ تعالیٰ (خوار) تمہیں نکال دے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔)

امام راقب امینائی فرماتے ہیں مالہ کہتے ہیں ایسے شخص کو جس کے ماں، باپ اور بھائی نے وفات پائی ہے۔

۳۱۷۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ سَمِعْتُ بَنِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَيَّنَ لِي مِنْكُمْ مَثَلَانِ سَعَاءٌ لَا يَنْبَغِيهَا الْمُؤْمِنُ وَالْأَمْرُ فَإِنْ أَمَرْتُمْ مَا لَمْ يَكُنْ مِنْ خَلْقِ السَّعَاتِ وَلَا مِنْ خَلْقِ قُرَيْشٍ لَا يَنْبَغِي مَا فِي بَيْنِهِمَا وَعَرَضْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَبَيَّنَّهُ الْأُخْرَى الْغَيْرَانِ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْأَيَّةِ وَكَانَتْ الْيَهُودُ بَيْنَ اللَّهِ مَسْئُولَةً عَنْتِ أُمَّةٌ لَهُمْ الْأَيَّةُ وَهَذَا الْحَدِيثُ فَإِنَّ الْأَيَّةَ يُؤْمِنُ بِهِ كُلُّ حَذْوَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْسَخَ أَوْ يُنَوِّعَ هَذَا قَالَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَيَّةِ مِنْهُمْ مَثَلَانِ الْفُورِيُّ وَمَثَلُكَ تَنْسَخُ وَإِنْ غَيَّبَتْهُ وَإِنْ أَلْبَسَتْهُ لَمْ تَرَوْا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ وَهِيَ مِنْ بَيْنِهَا وَلَا يَكُنْ كَيْفَ (ص ۲۲۱، ص ۲۲۰)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دلوں پر جو کچھ نازل فرما وہ اس کا خزانہ ہوا ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور وہ اس میں سے کسی وقت بھی اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیا تم نہ جانتے ہو کہ جب اس نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے اس نے یہ فرج کیا ہے۔ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس کا عرش (آسمان) کو پیدا کرنے کے وقت) سے لے کر اب تک پانی پر ہے اور اس کے دربار سے ہاتھ میں ایک میزبان ہے جسے وہ جوتا رہا۔ لہذا کہتا ہے یہ حدیث میں صحیح ہے اور یہ اس آیت کی تفسیر ہے "وَقَالَتْ لَيْسَ بِي شَيْءٌ" (اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہی کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کیسے پر نعمت ہے بلکہ اس کے دلوں پر ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح پہلے فرج کرتا ہے۔ لہذا کہہ ۱۳۸) اور کہہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جیسے آئی وہی صریح اس پر ایمان لاؤ جو ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کی کوئی تفسیر کی جائے یا وہ ہم کیا ہے۔ متعدد ائمہ نے یہ بھی فرمایا ان میں سفیان ثوری، مالک بن انس، ابی حنیفہ، امام ربیع بن یزید ہیں۔ ان سب کی رائے یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث روایت کی جائیں اور ان پر ایمان لا دیا جائے اور ان کی کیفیت سے بحث نہ کی جائے۔"

۳۱۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ زُهَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ غَابِطَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِسُ حَتَّى تَرَاهُ هَذِهِ الْأَيَّةَ وَاللَّهُ يَعِصُّكَ مِنَ النَّاسِ فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الثَّوبِ فَقَالَ لَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرُوا فَقَدْ تَعَصَّيْتُمُ اللَّهَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَرَوَى عَنْهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ الْحَرَبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِسُ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَا يَذْكُرْ عَنْ غَابِطَةَ. (ص ۲۲۰، ص ۲۱۹)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی پسینے کی حفاظت کی جاتی تھی۔ یہ اس تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "وَاللَّهُ يَعِصُّكَ مِنَ النَّاسِ" الخ" (اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا)۔ اس پر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے سے سہ ماہ تک باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چلے جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کو مدد کر لیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے بعض اسے جریری سے روایت عبد اللہ بن شعیب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کی پائی تھی اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں۔

۳۱۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَا نُبَازُ بْنُ هَارُونَ أَنَا شَرِيكَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ يَدْنَعَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو إِسْمَاعِيلَ فِي السَّعَاصِيزِ مِنْهُمْ عَلِمُوا هُمْ فَلَمْ يَنْتَهَوْا فَجَاءَلُونَهُمْ بَيْنَ مَخَالِبِهِمْ وَوَأَكَلُواهُمْ وَشَارَلُونَهُمْ فَغَرَبَ اللَّهُ فَنَزَلَتْ بِغَضَبِهِمْ عَلَى نَحْسٍ وَلَعْنَتِهِمْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَكَرَزَ وَعَبَسَ بَيْنَ مَرَاتِمٍ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ قَالَ فَجَسَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُشْكِنًا قَلِيلًا لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى نَأْطِرُوهُمْ أَطْرًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ يَزِيدُ وَكَانَ سُلَيْمَانُ التَّمُوزِيُّ لَا يَقُولُ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي نُوحٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ يَدْنَعَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ هَذَا وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶)

ترجمہ: "حضرت عیسا بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نبی اسرائیل کے ممالک میں جلا ہوئے تو ان کے غلام نے انہیں روکے کی کوشش کی لیکن جب وہ روکے آئے تو انہیں ان کے ساتھ انہیں بیٹھے اور کہنے لگے پچھ گچھ نہ رہے ان لوگوں کے دل میں ایک دوسرے سے مار دینے اور پھر حضرت داود علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی کیونکہ وہ لوگ انسانی کرتے ہوئے حدود سے تجاوز کر جاتے تھے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھینچ کر بیٹھ گئے پہلے ان کے لگائے ہوئے تھے۔ اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک نجات نہیں پاؤ گے جب تک تم عامر کو ظلم سے نہ روک گے۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن، یزید سے اور وہ سفیان ثوری سے یہی حدیث نقل کرتے ہوئے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن مسلم بن ابی ونداع سے بھی ابی بن یزید کے حوالے سے منقول ہے وہ ابو عبیدہ سے اور ابو عبیدہ سے مروی ہے ابی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض ابو عبیدہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ مُهَذَّبٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي يَدْنَعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ إِسْرَائِيلَ لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ الْقَتْلُ كَانَ الرَّجُلُ فِيهِمْ يَرِيدُ أَنْعَاءَ يَفْعُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ فَإِذَا كَانَ الْعَدُوُّ لَمْ يَنْسَهُ مَا وَدَّ أَنْ يَكُونَ أَكْبَلَ وَشَرِيئَةً وَخَبِيلَةً

آگے۔ یہ حدیث اسرائیل سے بھی مراد مقول ہے۔

۳۱۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَكَثِيرُ بْنُ السَّيِّدِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي مُيَسَّرَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا بَيِّنَاتِ الْخَمْرِ بَيِّنَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَقَدْ ذَكَرْنَا نَهْيَهُ وَهَذَا أَخْبَثُ مِنْ كَثِيرِ مَثَلِ مُنْجِبِ بْنِ يُونُسَ.

(اصح ۳۲، ص ۱۶۷)

ترجمہ: ”عمر بن خطابؓ بھی کثیر سے دو اسرائیل سے بولتے تھے اور وہ ابویسر سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے شراب کا ختم صاف صاف بیان فرما اور پھر اس کی مانند حدیث ذکر کی۔ اور یہ روایت محمد بن یوسف کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔“

۳۱۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مَوْسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي مُيَسَّرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ تُخْمَرُوا الْخَمْرُ فَلَمَّا خُرِجَ الْخَمْرُ قَالَ رَجُلَانِ كَيْفَ بِأَصْحَابِنَا وَقَدْ سَأَلُوا الْخَمْرَ فَتَرَلَّثَ نَبِيُّ عَلَى الْيَدَيْنِ أَمْنًا وَغِيَاثُ الصُّبُلَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اصح ۳۲، ص ۱۶۷)

ترجمہ: ”حضرت براہ غوثؓ سے روایت ہے کہ شراب کی حرمت کا ختم آئے سے پہلے پھر صحابہ کرامؓ پر بھی کمال انتقال ہو چکا تھا جب شراب حرام کی گئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں کا یہ ہو گا، وہ لوگ تو شراب پیتے ہوئے مرے تھے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ”لَيْسَ عَلَى...“ (جو لوگ ایمان لائے درحقیقت ہم کے ان پر اس میں کوئی کڑواہٹ نہیں ہو پہلے لکھا ہے جبکہ ”کہو کہو پر یہ کار ہوئے“ اور ایمان لانے اور عمل تک کے پھر پر یہ کار ہوئے اور نیکی کی وادہ تعالیٰ بھی کرنے میں کوہ دست رکھتا ہے۔ مہ نکو (۲۳) یہ حدیث ”من حجج“ ہے۔ اس حدیث کو شعبہ بھی ابوالخضر سے روایہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔“

۳۱۸۳ - حَدَّثَنَا بِزْكَ مُعْطَى بْنُ يَحْيَى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَشْرَبُونَ لَخَمْرٌ فَسَأَلُوا تَحْرِيمَهَا قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِأَصْحَابِنَا الْيَدَيْنِ أَمْنًا وَهُمْ يَشْرَبُونَ قَالَ فَتَرَلَّثَ نَبِيُّ عَلَى الْيَدَيْنِ أَمْنًا وَغِيَاثُ الصُّبُلَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (اصح ۳۲، ص ۱۶۷)

ترجمہ: ”ابوالخضرؓ سے روایت ہے کہ براہ بن عازبؓ نے فرمایا: مجھ پر کرام شہدہ میں سے کئی آدمی اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ شراب پر کرتے تھے۔ پس جب شراب کی حرمت کا ختم نازل ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں

کا یہ حال ہوگا راوی کہتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی "لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا"۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَرْثَدَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ سَافَا عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ مَاتُوا وَهُمْ يَهْمُ بِبُؤْسِ الْحَمْرِ لَعَا نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْحَمْرِ فَزَلَّتْ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ إِيَّاهَا طَعِبُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۲۰۲، ۲۰۱)

ترجمہ: "حضرت انس مہاشی بخیرست روایت ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو صحابہ کرام یہ کہنے لگے "وہ کیا یا رسول اللہ! بتائیے وہ لوگ جو مر گئے اور وہ شراب پیا کرتے تھے ان کا کیا حکم ہے۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی "لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا"۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَكَيْعٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ إِيَّاهَا طَعِبُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَتْ مِنْهُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۲۰۲، ۲۰۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بخیرست روایت ہے کہ جب یہ آیت "لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا"۔ نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تم بھی انہی میں سے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو سُوَيْبَةَ الْأَخْبَرِيُّ أَنَّ زُرَّادَ بْنَ زُرَّادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَخَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَوَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَكَوْزُ فَلَمْ نَعْلَمْ لَوْ جِئْتَ فَانْزِلْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَنَّهَا لَوُفَّتْ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ شَيْءٍ إِنْ فُتِدْكُمْ تَسْأَلُكُمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۲۰۱، ۲۰۰)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت "وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ"۔ نازل ہوئی (اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے حج (بیت اللہ) کرنا (فرض) ہے۔) تو لوگ کہنے لگے "اے رسول اللہ! کیا ہر سال (حج فرض ہے) تب میں حج کا حاشا رہے۔" لوگوں نے پھر کہا یا رسول اللہ کیا ہر

ثُمَّ اِفْتَسَنَاهُ اِنَّ وَعْدِي لَنْ يَنْدِيءَ قَلْبًا اَنْتَ بِلِي اَهْلِيهِ وَفَعَلْنَا اِلَيْهِ مَا كَانَ مِنْهُ وَمَقَدَّرُوا الْجَهَنَّمَ فَسَأَلُونَا عَنْهُ
فَقُلْنَا مَا تَرَكْ غَيْرَ هَذَا وَمَا وَفَّقَ الْبَنَاءُ غَيْرَ قَالَ نَبِيٌّ فَلَمَّا اَصْلَحْتَ بَعْدَ قُدُومِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْعَبْدِيَّةُ تَأْتِيكَ مِنْ ذَلِكَ فَاتَيْتَ اَمْرَهُ فَاغْيَرْتَهُ الْخَيْرَ وَاقْبَلْتِ بِهِمْ غَضَبِي بِأَنَّهُ دَرَسَ
وَاخْبَرْتُهُمْ اَنْ جَدَّ صَاحِبِي يَنْتَهِي قَاتِلُوهُ بِه رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُمْ لَيْسَتْ فَلَمْ يَجِدُوا
فَأَمَرَهُمْ اَنْ يَسْتَعْلِفُوهُ بِمَا يَعْظَمُ بِهِ سَعَى أَهْلِ دِينِهِ فَخَفَّ وَانْزَلَ اللَّهُ بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةً تَبَيَّنُكُمْ
اِذَا خَضِرَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ اِلَى قَوْلِهِ اَوْ يَخْلُفُوهُ اَنْ تَرَوْهُ اَمْرًا نَعْدُ اِيْمَانِيَهُمْ فَعَامَ عَمَرُوهُ فِي الْعَاصِ وَرَجُلٌ
اُخَرُ فَعَمِمَا فَتَرَى غَيْبَ الْخَضِرِ بَالَهُ وَرَهْمِ بْنِ عَدِيٍّ لَنْ يَنْدِيءَ هَذَا خَبَرٌ عَرَبِيٌّ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ
وَبَرُّ النَّظَرِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ هَذَا الْخَبَرُ هُوَ عَبْدِي مُحَمَّدُ بْنُ سَابِطِ الْكَلْبِيِّ يَكْنَى
اَبَا النَّظَرِ وَقَدْ تَرَكَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْخَبَرِ وَهُوَ صَاحِبُ التَّحْقِيقِ سَمِعْتُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ يَقُولُ
مُحَمَّدُ بْنُ سَابِطِ الْكَلْبِيِّ يَكْنَى اَبَا النَّظَرِ وَلَا تَعْرِفُ اِسْلَامَ اَبِي النَّظَرِ اَلْحَبَشِيِّ بِرِوَايَةٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ
مَوْلَى اِمِّ هَابِشَةَ وَقَدْ رَوَى عَنِ اَبِي عِيَّاسٍ شَيْءًا مِنْ هَذَا عَلَى اِلْتِحْصَارٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. ١٥٦

4125

تَنْزِيحًا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قسیم داری جیسا اس آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اشْعَدُوا زِينَتَكُمْ..." (الاحزاب- ۳۱) میں لایا گیا تھا، تم میں سے کسی کو موت پہنچے تو وصیت کے وقت تمہارے درمیان تم میں سے دو متبر آوریں گواہ ہونے چاہئیں یا تمہارے سوا اور گواہوں۔ امداد، آیہ ۷۹ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس سے میرے اور عدلی بن داؤد کے علاوہ سب لوگ بری ہو گئے۔ یہ دونوں اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے اور شام آنے جا رہے تھے۔ ایک مرتبہ وہ دونوں تجارت کے لئے شام گئے تو بنو سہم مولیٰ بدیل میں انی مرثان کے پاس تجارت کی غرض سے آیا۔ اس کے پاس چاندنی کا یک جام تھا وہ چاہتا تھا کہ یہ پیالہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کرے وہ اس کے دل میں بڑی چیز تھی۔ بھر دیا، نوکیلا اور اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور کہا کہ اس نے جو کچھ چھوڑا اسے اس کے اکوٹ تک پہنچی دیں۔ نیم کہتے ہیں جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ پیالہ یکہ جزیر دریم میں بیچ ڈالا اور رقم دونوں نے انہیں میں تقسیم کر لی۔ ان کے گھر پہنچ کر ہم نے وہ سامان ان کے حوالے کر دیا۔ انہیں پیالہ نہ ملا۔ تو انہوں نے ہم سے اس کے متعلق پوچھا۔ ہم نے جواب دیا کہ اس نے اپنی چوتھو چھوڑا تھا، اور ہمیں ان چیزوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں دینی۔ نیم کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پر جب میں سلام لایا تو میں نے اس گندہ کا ازالہ پایا اور اس غلام کے بالکل کسے گھر گیا انہیں ساری بات بتائی اور انہیں باج سہ درہم دے دیئے نیز یہ بھی بتایا کہ انکی ہی رقم میرے ساتھ تھی

عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَيْتُ الْمَازِدَةَ مِنَ الشَّهْرِ خُبْرًا وَلَحْظًا وَأَمْرًا إِنَّ لَا يَهْوُونَ، وَلَا يُلْجِئُونَ لِقَبْرِ قَتْلَانَا، وَأَذْهَبُوا وَزَقَمُوا لِقَبْرِ قَسْبِحُوا بِرَدَّةٍ وَخَنَازِيرَ هَذَا حَدِيثٌ ذَوَا أَيْدٍ عَاصِبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ ثِقَالَةَ عَنْ جَلَّاسٍ عَنْ عَمَارٍ مَوْفُوفًا وَلَا نَعْرُفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قُرْظَةَ. (ص ۱۳۶، ۱۳۷)

ترجمہ: ”حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے مازدہ، لہظہ اور امر سے منع کیا ہے کہ ان کو گشت تھا پھر انہیں حکم دیا گیا کہ میں نے خیانت نہ کریں اور ہلکے کے لئے نہ تھیں لیکن ان لوگوں نے خیانت بھی کی اور دوسرے دن سے لئے جمع بھی کیا۔ چنانچہ ان کے چہرے سبز کر کے بندروں اور خنزیروں کی صورتیں بنا دی گئیں۔ اسی حدیث کا ترجمہ عام اور کئی راوی سعید بن ابی عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ خلادہ سے وہ زید بن عمار سے وہ قوافل کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو حسن بن قزحہ کی سند کے علاوہ نہیں جانتے۔“

۳۱۹۲ - حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ مُسْعِدَةَ نَاسِطِيَانُ ابْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ ثِقَالَةَ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ قُرْظَةَ وَلَا نَعْلَمُ لِلْعَرُوفِيِّ احْتِلَالَ. (ص ۱۳۷، ۱۳۸)

ترجمہ: ”سعید بن مسعدہ بھی یہ حدیث نسیان بن حبيب سے اور وہ سعید بن ابی عروبہ سے ہی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ مرفوع نہیں۔ ہم مرفوع حدیث کی کوئی اصل نہیں جانتے اور یہ حسن بن قزحہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔“

۳۱۹۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَاسِطِيَانُ عَنْ غُبَيْرِ بْنِ وَبَارٍ عَنْ طَالُوسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يُلْقَى عِيسَى حُجَّتُهُ فَلَقَاهُ اللَّهُ فِي قَوْلِهِ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كُنْتَ لِلنَّاسِ آيَةً فَخُذْ زِينَتَكَ وَابْنِي الْإِنجِيلِ مِنْ ذُرِّيَةِ اللَّهِ قَالَ أَتُوهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا نُسِنَ لِي بِخَبَرِ الْآيَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص ۱۳۸، ۱۳۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو (قیامت کے دن) ان کی ویس سکھائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قول میں اسی کی تعلیم دی ہے۔“ (وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كُنْتَ لِلنَّاسِ آيَةً فَخُذْ زِينَتَكَ) اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا (معبود) بنا لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر مریم علیہا السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا جواب اس طرح سکھایا ”سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا نُسِنَ“ وہ عرض کرے گا (تو پاک ہے، مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھے ضرور معلوم ہو گا۔ جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تجھ سے دل میں وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی جیسی ہوئی باتوں کو جانتے والا ہے۔ اللہ عز و جل آیت ۱۱۹)۔“

۳۶۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ حُبَيْبٍ عَنْ أَبِي عَدْرِ الْخَمِصِ الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ أَجْرُ سُورَةِ الْأَنْكَافِ سُورَةُ الْأَنْفَالِ وَالْفَتْحِ هَذَا حَبِيبُكَ حَدَّثَنِي غُرَيْبٌ وَفَقْدَرُوهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
نَبِيَّكُمْ سُورَةُ الْأَنْفَالِ إِذَا حَمَلَتْ نَضْرَ الْقَوْمَ وَالْفَتْحِ (مس ۲۶۹۵)

تَرْجُمَہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آفریں ہونے والی سورتیں سورہ انفال و
اور سورہ فتح ہیں۔ یہ حدیث من غریب ہے اور اس میں اس حدیث سے اتفاق ہے کہ آخری ملازمت ہونے والی سورت سورہ
نحر "إِذَا حَمَلَتْ نَضْرَ الْقَوْمَ وَالْفَتْحِ" ہے۔

— تَفْصِيلُ —

یہ سورت مدنی ہے اس سورت کو مانند کہتے ہیں کیونکہ اس میں ۱۰۰ کا ذکر ہے اور اس میں ۱۰۳ آیات ہیں۔

اس سورت میں آیات کی تعداد ۳۶۹۵ ہے سب کے حروف کی تعداد ۱۰۳۲۲ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُبَيْلٍ عَمْرٍو (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶)

رَاحِلٌ مِّنَ الْبَقَرِ (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶) سے مراد سب ۱۰ بار پڑھتے ہیں جو اس میں مسلمان ہو گئے۔

یہ آیت بحر الودان کے صوفیہ پر ۵ ذی الحجہ ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۳۵ء عریضہ کے مہاراجہ کی سرکاری دستخط کی گئی تھی۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶)

بِسْمِ اللَّهِ كُنْتُ لَكُمْ وَلَكُمْ وَتَمَعْتُ (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶) (آج میں نے تمہارے لیے دین کو کالی کر دیا اور تم پر اپنا
اسم بھری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کی ضروریات اور اس کے کاموں کے مطابق دین کو بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دین اور
شریعت ازل کی ہی اس کی تخصیص ہے یہ ہے کہ اس کو ہمیں دین کا "مرا" عطا ہوا ہے (۱) تعلیمی دین کا منصب یہ ہے کہ اس
اس دین میں کسی قسم کی کوئی ترمیم و تخیل نہیں ہوئی لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ قیامت تک کسی نبی اور رسول کی بھی ضرورت نہیں
ہوئی۔

وَأَصْبَحْتَ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ دین کو لادنے کے لیے چنے گئے رسول اور طریقے
میں ان میں اب کوئی ترمیم نہ ہو سکتی تھی اس لیے کہ اس دین کی تمام باتیں اور احکامات ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

بِإِسْنَادٍ سَلَامَةٍ (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶) ان میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس سے مراد انبیاء کی رسالت ہے۔ (۲)

وَعَزَّاهُ عَلَى اللَّهِ (مس ۳۶۹۵، ۳۶۹۶) یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بھی پیدا نہیں
فرمایا تھا جیسے کہ ایک "مصری" روایت میں آتا ہے اَنَّ الْكَلِمَةَ وَالْمِثْلَ وَالْجَمْعَ وَالْكَافَّةَ عَلَى الْكَلِمَةِ وَالْمِثْلِ وَالْجَمْعِ
— (۱) —

۱۱. عَمَّا وَجَّهَ إِلَيْهِ رُضًى.

الہیزان فی فیض و تفریع: ص ۳۱، ۳۲، علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں اگر جسے کامیاب نہ ہو تو وہ توفیق ظہور کے درمیان انصاف اور عدل فروا کرتے ہیں۔

جَبْزُفَع (ص) اور فَع (ص) اللہ تعالیٰ رزق میں اہمیت اور اہمیت پیدا کرتے ہیں۔ اس بات پر یقین رکھنے والے کو

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَرْغُوبَةٌ﴾ (ص: ۴۵، ص: ۴۶) (اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بڑھے سونے ہیں۔) مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ جملہ کلام سن مانتہ ورا یہودی نے کہا تھا مگر اس کے ال قتلہ پر قرآن یہودیوں نے غامضی اختیار کی اور ان کو اس کہنے سے ٹھیس روکا جس سے ال بات کو قرآن یہودیوں کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ جواب دیا کہ ان یہودیوں کے ہی ہاتھ بڑھ چکے ہیں۔ ان کو نے کہا۔ اے وہ جو یہ خرچ نہیں کرتے۔

خَلَدَ خَلْدٌ بَنَ خَفِيْدٌ يُخْرِسُ وَأَنْهَمُ يَكْزُرُ أَجِيْدٌ ۝ ٣٥ ۝

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ النَّاسِ﴾ (صبرہ ۱۳، ص ۱۳) (اور یہ کوئی دشمنی نہیں ہے جو ہے مجھ)

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت میں آپ علیہ السلام کو بشارت دینی جا رہی ہے کہ اللہ عزوجل تمام لوگوں کے قتل سے آپ علیہ السلام کی حفاظت فرمائیں گے دشمنوں کی دھمکیوں نے پریشان ہونے کی آپ علیہ السلام کو ضرورت نہیں ہے اس وجہ سے کوئی بھی آپ کو نہ ملے گا کہ تلف میں پہنچا سکے۔

یہاں تک آپ مختصر کی نگلی در چہرہ وغیرہ مارچی رہتا ہے یہ اس کے منہ کی فمیں کے انکاد آیت میں نقل کی گئی ہے۔^{۸۱}
عن عبد اللہ بن سفيان (ص ۳۷، ص ۳۸) قال: ابن سيرين فرماتے ہیں کہ اس روایت کو علامہ ابن جریر نے مختصر کے لئے بھی
اس طرح نقل کرے۔

خَدُّنَا قَبْدَالَهُ بَنُ غَدَانُو حَمْس. : حص ۴، ص ۵

فَضْرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ (ص ۱۳۰ ص ۱۳۱) جس طرح : فرقہوں کے والے کاب تھے اسی طرح فرما رہے ہیں کہ

علیؑ ہنسنا ڈاؤن دیکھیں ایہ، غور کیا: (سو: ۲۰، ص: ۷۷) بی اسرائیل جب مد سے تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا اور انہیں میں ان پر لعنت فرمائی حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰؑ کی زبانی حضرت داؤدؑ کی طرف سے جن لوگوں پر لعنت فرموائی گئی وہ یہ کہ لوگ تھے جو ہنر کے دن انہیں کا شکار کرتے تھے ان کو کسی سے منع ہی کیا یا تھا مگر وہ کہتے تھے بھائی مختلف طریقوں سے انہوں نے شکار کرتے تھے۔

عقربہ یعنی بیلچہ کی زبانی اُخت اصحاب مائدہ پر کی گئی تھی جب ان پر اللہ تعالیٰ نے آذان سے خوان (دستر خوان) اُترا اور ان کو حکم دیا کہ اس میں سے کچھ بچا کر نہ رکھیں مگر ان لوگوں نے اس میں سے بچا کر رکھا تو ان پر لعنت کی گئی۔ ان لوگوں کی تعداد پچیس ہزار بتائی جاتی ہے۔^(۱)

حَدَّثَنَا مُسْعَدُ بْنُ بَشَّارٍ

أَنَّ يَكْرَمَةَ كَثِيْنَةَ وَغَيْرَ بَيِّنَةٍ: (ص ۳۰۰، ص ۱۶۲) اور اودھشی یہ روایت زیادہ وضاحت سے آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

”هَذَا أَوَّلُ مَا دَخَلَ الْقَفْصَ عَلَى نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ عَمَّا رَجُلٌ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُولُ يَا هَذَا ابْنِي اللَّهُ

وَنَوْعٌ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَنْفَعُهُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ وَبَيِّنَةٍ وَغَيْرِ بَيِّنَةٍ“

حَدَّثَنَا أَبُو خَلِصٍ عَمْرُو بْنُ غُنَيْمٍ: (ص ۳۰۰، ص ۱۶۲)

﴿يَا بَنِيَّ ابْنِ اللَّهِ﴾: مَسْئُورٌ لَا تَحْبِرْهُمَا حَلِيْبَتِي﴾^(۲) (ص ۳۰۰، ص ۱۶۲) (۱) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں

تمہارے لیے طاب کی ہیں ان کو حرام مت کرو۔

﴿لَا تُحْبِرْهُمَا﴾: (ص ۳۰۰، ص ۱۶۲) درست ہے۔ یعنی حرام سمجھنے یعنی جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے طاب کیا ہے اس کو اپنے

اپنے حرام مت کرو۔

مفسرین نے حلال کو حرام قرار دینے کی صورتیں بیان کی ہیں مثلاً:

① جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اس کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھا جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں

یہ بھی رازِ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

② غدر مان کر کسی چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہو کہ میں فلاں حلال چیز کو نہیں کھاؤں گا یا میں فلاں حلال چیز کو کچھ

حرام سمجھتا ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بھی گناہ گار ہے کیونکہ غوغہ باندھنا یا شخص اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ شریعت کو فلاں فلاں

اشیا کو حرام کرنا چاہیے تھا مگر میں کیا میں نے کر لیا۔

③ کسی حلال چیز کو حرام قرار دیا کسی غدر کی وجہ سے کہ میں اس غدر کی وجہ سے اس طاب چیز سے احتساب کیوں گا اس کا

حکم یہ ہے کہ اگر وہ حال چیز کو طاب کی سمجھے چند روز غدر کی وجہ سے احتساب کرے تو اس پر کوئی سزا نہیں۔

﴿وَأَمَّا اللَّهُ لَا يَجُوبُ الْاِتَّقَانُ﴾ (ص ۳۰۰، ص ۱۶۲) (۱) (بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو پسند

نہیں کرتے۔) اللہ تعالیٰ کی حضور کر وہ حدود سے آگے اور تجاوز کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے کہ اپنی طرف سے کسی

چیز کو حلال سمجھ لیا جائے یا حرام قرار دیا جائے طاب اور حرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کسی اور کو اس میں

کوئی اختیار نہیں ہے۔^(۲)

اور دیگر حرام چیزوں کے ساتھ ساتھ شرب بھی چھوڑ چکے ہیں۔

﴿لَنْ يَكْفُرُوا لَكَ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا﴾ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان و پرہیزگاری کے ساتھ حقیقت ایمان کے ساتھ بھی متعصب ہوتے ہیں۔

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کردار لوگوں اور احسان سے متعصب بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔

نیز اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ معاملہ جو ایمان و تقویٰ اور احسان کے اعلیٰ مراتب و مراحل تک کے دین سے وابستہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ان کے بارے میں لوگوں کو کسی قسم کا وہم نہیں ہونا چاہیے۔

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فَاِنتَعِبُوا عَنْهُ (ص ۱۳۰، ص ۲۰۵)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْتَفْهِنُوا عَنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ (ص ۱۳۱، ص ۲۱۰) (اے ایمان والو! اپنی بات میں چھو کر اگر تم پر غاغر کر دی جائیں تو تم پر غاغر نہ کرو۔)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس چیزوں کو شریعت نے حلال و حرام قرار دے دیا ہے اس پر عمل کرو اور جس کے بارے میں آپ ﷺ خفا و دشمنی اختیار کر لیں تو اس میں بلاوجہ سوالات نہ کرو جس سے یہ قہار سے لیے جواب میں کوئی ایسی بات بیان نہ کر دی جائے جو تمہیں غاغر بنا کر رکھ دے۔^(۲۰)

ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے چھوڑ دو ان احکام کے بارے میں جنہیں میں نے چھوڑ دیا ہے جس تم سے پہلے والے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے غیلے کرام سے استغفار رکھنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔^(۲۱)

﴿وَالَّذِينَ اسْتَفْهَنُوا عَنْ حَرَجٍ﴾ نزول وئی کے زمانے میں اگر تم سوالات کرو گے تو تمہیں ہے کہ تمہارے اوپر ایسی باتیں ظاہر نہ دی جائیں جو تم کو ناگوار ہوں اور جس پر عمل کرنا تمہارے لیے مشقت کا باعث ہو اور احکامات کے نازل ہونے کے بعد اگر عمل میں سستی ہوگی تو اس پر موقوفہ ہو جاؤ۔^(۲۲)

زمانہ نزول وئی کے بعد خانائے کرام سے سوالات کرنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے کیونکہ اب یہ نہیں ہے کہ کوئی سخت حکم نازل ہو جائے گا البتہ ہر ضرورت و سوالات گھڑا، عمار کے امتحان کے لیے سوالات کن، مذہب کے لیے شخص کے لیے خیر و ہے۔ وہ نیک اعمال کی توفیق سے محروم نہ ہو جائے۔

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فَاِنتَعِبُوا عَنْهُ (ص ۱۳۰، ص ۲۰۵)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَعْمَلُوا كَالَّذِينَ هُمْ يَرْجُونَ﴾ (ص ۱۳۱، ص ۲۱۰) (اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم مرد راست پر عمل رہے ہو تو جو شخص تم کو راہ دے اس میں تمہارا اتصاف نہیں۔)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو اپنی دینی جارحی سے کفر، بدی جانوں کی فکر کرو کہ شریعت نے جو امر

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ إِذَا دُخِلَ عَلَيْهِمْ خُبْرٌ ۖ وَلَوْ أَنَّ قُلُوبَهُمْ سُئِلَتْ لِذَلِكَ أَيَّ خَيْرٍ لَأَدَّتْ مِنْ دُونِ مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ خَبْرٌ بَشَرٌ أَمْ رَسُولٌ ۚ وَهُمْ يُصِلُونَ (۱۱۰)

فہم! (۱۱۰) اس سے مراد عصر کی نماز ہے کیوں کہ عصر کی نماز میں لوگوں کے جہاں کے ہاتھ، باتھ، فرشتوں کا بھی اجتماع ہوتا ہے۔

بعض مفسرین نے نماز کو دم رکھا ہے، بہر حال فوراً کے بعد تمہارے لئے میں صحت یہ ہے کہ ایک طرف مسجد ہے اور دوسری طرف لوگوں کا مجمع تو ایسے وقت میں آدمی کو بھوت ہونے سے احتراز کرنا ہے۔

اگر وہ غیر مسلم ہوں تو اس سے اپنے وقت میں قسم کی جوئے کو وقت ان کی عہدت کا ہو اور جس وقت وہ حرام کرتے ہوں۔ (۱۱۱)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ إِذَا دُخِلَ عَلَيْهِمْ خُبْرٌ ۖ وَلَوْ أَنَّ قُلُوبَهُمْ سُئِلَتْ لِذَلِكَ أَيَّ خَيْرٍ لَأَدَّتْ مِنْ دُونِ مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ ۚ خَبْرٌ بَشَرٌ أَمْ رَسُولٌ ۚ وَهُمْ يُصِلُونَ (۱۱۰) اس سے انکار کریں جیسے کہ یہاں اس واقعہ میں ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں سے ہی ذلت پر جمع نام میں قسم لے جس میں واقعہ کرکریں کہ انہوں نے خیانت نہیں کی اور اس طرح قسم کھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس خیانت میں کوئی خیانت نہیں کی اور ہم جو قسم اٹھا رہے ہیں اس کے بدلے میں مرنے والے کے مال میں سے بطور جزا کسی قسم کا نہیں دے دیے اور ہم کو ان کو پھانسی نہیں دے کر ہم ایسا کریں تو اچھا نہ ہوگا۔ (۱۱۱)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ إِذَا دُخِلَ عَلَيْهِمْ خُبْرٌ ۖ

شان نزول: ایک عرصہ کے بعد حضرت بدیلؓ کا وہ چاندی کا بیلہ کہ کرمہ میں کسی کے پاس ملا تو ان سے پوچھے کہ یہ عرصہ وہ کہ جلا انہوں نے تعمیر اور حدی کے خیر غرض تھا اس پر حضرت بدیلؓ کے خاندان والے آپؐ کی خدمت میں روایہ حاضر ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ ملا کے سرکب ہوں اور انہوں نے اس میں خیانت کی ہو اور پھر جو قسم اٹھیں گے ان میں تو ان کے جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کی غرض سے آیت کے ساتھ اس سے دو قرعیں اٹھ کر کھانے کے لیے کھڑے ہوں اور لاز کے بعد شیخؒ کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے میت کے دے کے سلیط میں خیانت کا ارتکاب نہیں کیا ہے اور بھولی قسم کھاتی ہے عاری یہ وہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے۔ (۱۱۲)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ إِذَا دُخِلَ عَلَيْهِمْ خُبْرٌ ۖ وَلَوْ أَنَّ قُلُوبَهُمْ سُئِلَتْ لِذَلِكَ أَيَّ خَيْرٍ لَأَدَّتْ مِنْ دُونِ مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ ۚ خَبْرٌ بَشَرٌ أَمْ رَسُولٌ ۚ وَهُمْ يُصِلُونَ (۱۱۰) (اور ہم نے ذرا تمہارے نہیں کیا) (میت کے قرعہ دوڑے یہ بھی گواہی دیں گے کہ ہم ان گواہی اور قسم کے ذریعہ کسی قسم کی ذلت دینی نہیں کر رہے ہیں اس کا بارے پاس ثبوت ہے اگر غیر ثبوت سے ہم یہ بات کہیں تو ہم ظالم اور زیادتی کرنے والے ہوں گے۔ (۱۱۳)

دلیات میں آتا ہے کہ عصر کی نماز کے بعد حضرت بدیلؓ کے رشتہ داروں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ ہماری اور ہمہ ناسی میں ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے اس کے بعد آپؐ نے اس پر یہ آیت کی قسمت تمہارے حدی سے لے کر حضرت بدیلؓ کے

کے وارثوں کو دے دی۔

﴿ذَٰلِكَ أَفْعَاؤُا۟ ۤأَنۢ بَأْتُوۡا﴾^(۱۸۰) اس آیت میں دھتور کی خیانت کی صورت میں سبت کے رشتہ داروں سے کوئی لینے کی حکمت بیان فرمائی جا رہی ہے اس وجہ سے یہ گواہی رکھی گئی ہے کہ جب ان گواہوں کو یہ خوف ہوگا کہ اگر تم نے غلط گواہی دی تو بعد میں سبت کے قریبی رشتے دار اپنی گواہی کے ذریعے اس خیانت کو ظاہر کریں گے تو وہ ہر ممکن جی گواہی دیں گے کہ دنیا میں ان کو دولت اور رسوائی ہوگی۔^(۱۸۱)

حَدَّثَنَا الْفَخْرُ بْنُ قُرْعَانَ: (ص ۱۳۲، ص ۳۹)

دستِ فخران میں کیا تھا۔ اب میں مضمین کے مختلف اقوال میں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حُمَرَا: (ص ۱۳۳، ص ۵)

﴿وَيَاۤءَ قَالَ أَفَعَدَّ يُضَعِّبُۡنِيۤ اٰیۡنَ مَرۡجَمٍ﴾^(۱۸۲) (ص ۱۳۳، سورہ) (اور وہ وقت بھی قائل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہ میں ایں مرجم۔)

قَوْلُ: الْقَبَلِ: (ص ۱۳۳، سورہ) (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دوسروں کی عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں عبادت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معانی گھور اس کے خلاف ہے۔^(۱۸۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کیوں سوال کریں گے؟

علاء فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو معبود بنالیا تھا تو ان لوگوں پر زجر دینا کے لیے اللہ تعالیٰ سوال کریں گے ظاہر ہے کہ یہ بات تو بالکل ہی غلط ہے صرف ان لوگوں پر تنبیہ اور سرزنش کے لیے ایسا کیا جائے گا۔

﴿قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيۤ بِكَ﴾^(۱۸۴) (ص ۱۳۳، سورہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے جواب میں مختلف عنوانات سے اس بات کی عبادت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا نہ تو ان کو ہدایت دلانے کے لیے دی جاتی ہے نہ کہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میری کیا جہلی ہے کہ میں لوگوں کو شراب کی تعلیم دوں۔^(۱۸۵)

﴿اِنَّ كُنْتَ تَقۡنُتُهُۥ فَقَدۡ عَلِمۡتَهُۥ تَقۡنُتُهُۥ مَا فِيۡ قُلۡبِیۤ﴾^(۱۸۶) (اگر میں نے کہا ہو تو آپ کو اس کام ہوگا کیونکہ آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے نفس میں جو کچھ ہے اس کو (نفس) جانتا۔)

سُئِلَ: اللہ تعالیٰ تو دل سے پاک ہیں؟

جواب: مثلاً بہت مشکت کے لیے استعمال کر دیا گیا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نفس کا استعمال کیا یہ تو ایسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے نفس کا استعمال کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ تو دل سے پاک ہیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْعَامِ

یہ باب ہے سورۃ انعام کی تفسیر کے بیان میں

۳۱۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ مَعْنُوهُ بْنُ هِذَامٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ شُعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أُمَّ جَهْلٍ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نُكْفِيكَ وَنَكْفِيكَ نَكْفِيكَ بِمَا جَاءَ بِهِ قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَكْفِيكَ لَأَكْفِيَنَّكَ وَلَكِنْ أَطْلَعِي عَيْنَيْكَ بِأَبَابِ اللَّهِ يَخْبُذُونَ (ص ۳۷، ص ۱۱)

ترجمہ: "حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آپؐ کو کفایت دے گا کہ تم آپؐ کو کفایت دے گے۔ تو اسے بھلاتے ہیں۔ جو آپؐ پر نازل ہوا ہے۔ جس قدر تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "فَالَهُمْ لَا يَكْفِيكَ" الا یہ" (سورہ فتح میں بھلاتے ہیں۔ یہ ظاہر بتدعائی کی "یا ت کا انکار کرتے ہیں۔ انعام آیت ۳۳-۳۴)

۳۱۹۷ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَلِيٍّ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْوَلَدِ عَنْ مَهْدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ شُعْبٍ أَنَّ أُمَّ جَهْلٍ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ نَعْمَةً وَكَمْ يَذْكُرُ فِيهِ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا أَخَذَ (ص ۳۳، ص ۱۱)

ترجمہ: "الحق بن مسور بھی عبدالرحمن بن ہدی سے وہ سہیل سے وہ ابو جعفر سے وہ ناجیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بھولنے کے لیے اکریم بن جعفر سے کہا اور کسی کی مانند حدیث بیان کی۔ اس حدیث کی سند میں حضرت علیؑ کا ذکر نہیں۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔"

۳۱۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو آدَمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ شُعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أُمَّ جَهْلٍ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نُكْفِيكَ وَنَكْفِيكَ نَكْفِيكَ بِمَا جَاءَ بِهِ قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَكْفِيكَ لَأَكْفِيَنَّكَ وَلَكِنْ أَطْلَعِي عَيْنَيْكَ بِأَبَابِ اللَّهِ يَخْبُذُونَ (ص ۳۷، ص ۱۱)

ترجمہ: "حضرت ہارث بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "فَلْيُكْفِيكَ اللَّهُ" (آیت ۲۵) تو نبی اکرمؐ نے اس پر توجہ نہ کی کہ تم پر غضب اور سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔ (انعام آیت ۲۵) تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: "اے میں تمہاری ہمت چاہتا ہوں۔ پھر یہ لفظ نازل ہوا "لَا يَكْفِيكَ" (آیت ۲۵) (یا تمہیں فرماتے کر کے گمراہی اور آیت ۲۵ سے کہ "فَلْيُكْفِيكَ اللَّهُ" (آیت ۲۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

الْمَرْبُوعَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهُ يَقُولُ فَلَنْ لَا يَعْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِقَابَ إِلَّا اللَّهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمُسْتَوْدَعٌ بِنِ الْإِسْنَاءِ بِكُنَى أَبِي عَالِيَةَ، ص ۸۷، ص ۸۸

تَرْجُمَہ: ”مردی کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تھی کہ میں نے اپنے ہاتھ پر لکھا تھا کہ نبیوں نے فرمایا: اے ابو عاتشہ! تین باتیں ایسی ہیں کہ جس سے ان میں سے ایک بات بھی کسی کی اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (محمد ﷺ) نے (شبِ معراج میں) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا تو وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ...“ (الانبیاء: ۱۰۷) (اسے دیکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔ الانعام: ۱۰۳) پھر فرماتا ہے ”وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ...“ (یعنی کوئی بشر اس (یعنی اللہ تعالیٰ) سے وہی نہ دے دے کہ اس کے پیچھے کسی سے بات نہ کر سکتا ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں تمہیں لکھ گئے ہیں یہاں تک کہ انکو پتہ چلا اور عرفیہ کیا اسے اور ابو ثنیٰ مجھے مہنت دیجئے اور جلدی نہ کیجئے کی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ”وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى“ (اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔ النجم: ۴) نیز فرمایا ”وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأَفْخِ الْمُبِينِ“ (اور بے شک انہوں (یعنی محمد ﷺ) نے اسے آسمان کے کنارے پر واضح دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل تھے۔ میں نے انہیں ان کی اصل صورت میں دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے جسم نے آسمان و زمین بے درمیان پوری جگہ کو گھیر لیا ہے (۲) اور جس نے سوچا کہ محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مازں کی ہوئی چیز میں سے کوئی چیز چھپائی اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ لَا تَقُولُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ...“ (الانبیاء: ۱۰۷) (اے رسول جو آپ کے رب نے آپ پر نازل کیا ہے اسے پورا پہنچا دیجئے)۔ (۳) اور جس نے کہا کہ محمد ﷺ (ﷺ) کے متعلق جانتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا اس نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ...“ (الانبیاء: ۱۰۷) (اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین و آسمان میں کوئی صریح نہیں جانتا) یہ حدیث حسن صحیح ہے و مسند ابن ماجہ کی کثرت ابوعاتشہ ہے۔“

۳۶۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ النَّحْوِيُّ نَا زَيْدًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ نَا عَطَاءُ بْنُ الشَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْنَا نَسِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَذْكَلُ مَا تَقُولُ وَلَا ذَاكُلُ مَا يَقُولُ اللَّهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فَكُنُوا بِمَذْهَبِ مَنْ أَسْمَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِنَّ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ إِلَى قَوْلِهِ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَتُخْسِرُوا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ أَنْذَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ الشَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ لَا (ص ۳۷، ص ۱۵)

تَفْصِيْلُ: حضرت عید بن زید عباس فرماتے ہیں کہ چند لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم جس چیز کو قائل کریں۔ اسے کھائیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے زہر دیا ہوا ہے نہ کھائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں "لَا تَخْلُوا بِهِنَّ اَنْفُسُكُمْ" (سورہ اس (ذہاب) میں سے تھا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لائے والے ہو۔ الا انعام۔ ۱۱۸) یہ حدیث حسن غریب ہے اور ایک اور سند سے بھی ابن عمرؓ سے منقول ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کو عطاء بن سائب سے وہ سعید بن جبیر سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مرسل نقل کرتے ہیں۔"

۳۲۰۳ - حَدَّثَنَا الْقُضَيْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْبَغْدَادِيُّ مَا مَخْمُذٌ بَيْنَ قُضَيْبٍ عَنْ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَقْلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصُّبْحَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا خَاتَمٌ مَخْمُذٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُفْرَأْ هَذِهِ الْأَيَّاتِ فَنَنْعَالُوا نَظَرَ مَا حَرَّمَ وَتُكْتَبُ عَلَيْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ لَنُعَلِّمَنَّ هَذَا خَبْرًا حَسَنًا (ص ۳۷، ص ۱۵)

تَفْصِيْلُ: حضرت عید بن زید فرماتے ہیں کہ جسے ایسے بھیجے، نیچے کی خواہش ہو جس پر محمد (ﷺ) کی مہربانیت ہو تو یہ آیات پڑھ لے "فَنَنْعَالُوا نَظَرَ مَا حَرَّمَ" (کہہ دو آؤ تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نکلی کرو اور عہدہ کسی کے سب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور باقی کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ تمہیں یہ علم دیا ہے۔ تاکہ تم سمجھ جاؤ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے عہد کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ دو اپنی جوانی کو پیچھے اور باپ اور تول کو انصاف سے پرہیز کرو۔ ہم کسی عواص کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ رشتہ داری ہو اور اللہ تعالیٰ کا عہد پرہیز کرو۔ تمہیں یہ علم دیا ہے۔ کہ تم نصیحت حاصل کرو اور بے شک میں میرا سید عمار اسے ہے سوائے کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پر پیڑ گزار ہو جاؤ الا انعام آیت ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳) یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

۳۲۰۴ - حَدَّثَنَا سُبَّانُ بْنُ وَحَيْهِ نَائِبُ عَمِي ابْنِ لُبَيْلٍ عَنْ خُطَيْبَةَ عَنْ ابْنِ سَبِيحٍ عَنْ الشَّيْبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى اِنْ يَأْتِيَنَّ نَعْلُكَ اَيُّكُ زَيْلِكَ قَالَ طَلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا هَذَا خَبْرٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ نَحْنُصُهُمْ وَلَمْ يَرْوَعَهُ (ص ۳۸، ص ۱۵)

تَرْجَمَةُ ”حضرت ابو حنیفہ عذریٰ مزینیؒ کی قبر مبارک سے نقل کرتے ہیں کہ آپؒ نے فرمایا ”اَوْ يَأْتِي بَعْضُ قَدَرٍ وَبِأَمْرٍ“ (ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ میرے رب کی امانت آیت ۱۵) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ ان شخصوں سے مراد سورج کا مغرب سے ظہور ہونا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے بعض حضرات نے یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے۔“

۳۶۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْقَاضِي بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَرْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ إِذَا جُرْحِي لَمْ يَنْقُضْ لَهَا بِنَايُهَا لَمْ تَكُنْ أَهْلًا مِنْ قَبْلِ الْآلَةِ الْمَذْمُومَةِ وَالذَّائِلَةِ وَطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوْ مِنَ الْعَتَمَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۶۰۰)

تَرْجَمَةُ ”حضرت ابومریدہؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں نکلنے کے بعد کسی کا ایمان لانا اس کے لئے فائدہ مند نہیں: ۱۔ گارہ پہل، ۲۔ داغہ الارض اور مغرب کی جانب سے سورج کا ظہور ہونا۔“

۳۶۰۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَسْوَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ تَكْرَهُهُنَّ اللَّهُ وَأَعْوَدُ الْخَلْقَ إِيَّاهُ عَذَابِي بِالْحَسَنَةِ فَتَكْتَبُوهَا لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّخَذُوهَا لَهُ بَعْضَ أَثْمَانِهِ وَإِذَا هُمْ يَنْتَبِهُ فَلَا تَكْتَبُوهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّخَذُوهَا بِمِثْلِهَا فَإِنْ تَرْتَبَهَا وَرَبَّيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِهَا فَاتَّخَذُوهَا لَهُ حَسَنَةٌ ثُمَّ قَرَأَ مِنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَتَكْتَبُوهَا لَهُ عَشْرَ أَثْمَانِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۶۰۱)

تَرْجَمَةُ ”حضرت ابومریدہؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ما تمکن فرماتے ہیں اور ان کی بات یہی ہے کہ جب میری زندگی ختم ہو جائے تو اس کے لئے ایک نیک لکھو پھر اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کے برہنہ کا نیک نیاں لکھو لیکن اگر کسی برائی کا ارادہ کرے تو اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ برائی نہ کرے اور اگر برائی کرے تو پھر تائب ہو کر دوبارہ برائی نہ کرے ورنہ اس کی برائی پھر لکھی جائے گی“

اس کے بعد اس کے بعد میں ایک نیک لکھو پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”مَنْ خَافَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَانٍ“ (جو کوئی ایک نیک کرے گا اس کے لئے ہی سزا ہے اور جو بدی کرے گا سو اسے ہی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔) (احمد ۱۰۰۰۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تَرْجَمَةُ

اس سورت ۱۶۵ آیات ہیں اور ۲۰ جہات ہیں۔ یہ جہات کی تعداد ۱۶۵ اور جہات کی تعداد ۱۶۵ ہے۔

عُرْوَةُ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ إِذَا جُرْحِي لَمْ يَنْقُضْ لَهَا بِنَايُهَا لَمْ تَكُنْ أَهْلًا مِنْ قَبْلِ الْآلَةِ الْمَذْمُومَةِ وَالذَّائِلَةِ وَطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوْ مِنَ الْعَتَمَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۶۰۰)

تَفْصِيلُ مَعْرِفَةِ اللَّهِ (۱۷) آپ کہہ دیجیے کہ اگر کوئی تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کی مخالفت کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے۔ (سے تین آیات ۱۵۳: ۱۵۲: ۱۵۱)

مگر اس میں چھ آیات دلی ہیں۔ اور ان کو میں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر کرنا واجب نہیں دیکھی۔
 جب تیسرے اسی سورت کو ختم کیجئے تو وہ یہ ہے کہ اس میں جانوروں کے حلقوں، ذیاء و ترانکات میں یہ سورت کی ہے۔
 آپ کہہ دیجیے کہ وہیں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (یعنی جب کی مخالفت کو) تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے۔

خُذْنَا أَيْوُومَ كُفْرُوبٍ۔ اِنَّا لَا نُكَفِّرُكَ وَلٰكِنْ نَّكَذِّبُ بِمَا جِئْتَنَا۔ (ص ۱۲۷: ۱۲۸) (تم آپ ﷺ کو نہیں بخودتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہوا۔)

دوسری روایت میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ فارغریلی کے دو سرداروں ① انھیں من شریق ② اور اوجھل کی آئیں میں ملاقات ہوئی۔ تو انھیں نے اوجھل سے پوچھا۔ یہ تھانی کا موقع ہے میری اور تمہاری بات کو کوئی تیسرا سننے والا نہیں، مجھ کو آج تم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے بارے میں صحیح صحیح بتاؤ کہ وہ تمہارے نزدیک کچھ ہیں یا بھولے۔ اس پر اوجھل نے قسم کھا کر کہا کہ بے شک مجھ سے جس لیکن انکار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ قریش کی ایک شاخ (بنو تھعلی) میں قوم خوبیاں بنے ہو جائیں اور باقی سارا قریش خالی رہ جائے یہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ لہذا حرم میں حجاج کو پانی پلانے، بیت اللہ کی دہائی اور اس کی کھنٹی۔ اب نہت بھی ہم ان کی تسلیم کر میں تو باقی قریش کے پاس کیا رہ جائے؟ (۱۲۹)
 خلاصہ یہ کہ اس آیت میں آپ ﷺ کو تسلیم ہے کہ کفار قریش آپ ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔ (۱۳۰)

خُذْنَا لِمَنْ اٰمَنَ عُمْرًا۔ فَاَقْلَ هُوَ اَلْفَاوِرُ عَلٰۤی اَذْبَعَتِ عَلَبَكُمُ ۙ (ص ۱۳۲: ۱۳۳) (تم آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اس پر بھی وہی قدر ہے کہ تم پر کوئی غلاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے۔) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہماری قدرت میں ہے کہ ہم ان پر اپنا غلاب بھیجیں۔
 اس آیت شریفہ میں تین قسم کے غلاب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

مِنْ قَوْمِكُمْ (ص ۱۳۷: ۱۳۸) اوپر کے غلاب سے مراد پانی کا غلاب جیسے نوح علیہ السلام کی قوم پر، اور ہوا کا غلاب جیسے قوم عاد پر، پھر ازل کا غلاب یا جیسے قوم لوط وغیرہ پر آیا تھا۔

تَحِبُّ اَنْ جُلِّیْكُمْ (ص ۱۳۷: ۱۳۸) زمین سے پانی ایلے جیسے قوم نوح علیہ السلام اور اس کی قوم سمندر میں فرق ہوئی اور زمین میں دھنسا۔ جیسے تارون، بقول ابن عباس علیہ السلام خدمت گارہ ملازم و غیرہ کا نافرمان ہونا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

ان دونوں غلابوں سے انسانی طور سے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو محفوظ فرمایا ہے۔

عَوْنُ تَلَسُّكُمُ شَيْعًا وَيَذِيقُوا بِعَذَابِكُمْ نَاسًا مُنْفِيًّا (۱۲) افسر ۱۲: ۱۲ تَلَسُّكُمُ لیسو سے ہے جس کے سنی چھپنے اور ڈھاپ لینے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ترک کردہ گروہ کے سب کو بھڑکاتے۔

شیعہ پر شیعہ کی منع ہے ان کے سنی بھڑکاتے ہیں۔
اس نکتے کا مصعب یہ ہے کہ عذاب کی ایک قسم یہ ہے کہ قوم مختلف پارٹیوں میں بٹ کر آپس میں بھڑکے یہ تیسرا عذاب اس امت میں باقی رہے گا۔

جس روایت سے مراد عظیم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی (پہلی) امت کو اللہ تعالیٰ پانی میں غرق کرنے یا قتل یا بھوک کی وجہ سے ہڈیاں ٹھنڈے کرے گا مگر یہی امت میں آپس میں جنگ و جدوجہد رہے گا۔

اس وجہ سے آپ ﷺ نے مختلف روایات میں آنکھ کے جنگ و جدوجہد سے نفی کر دی ہے۔
أَوْ خَانِي أَيْسَرُ يَهَيِّئُ لَكَ ذَوَانِي تَعْلُكُ كِي وَجْهٍ بَعْدَ بَعْدٍ۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَازِمٍ... الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ (۱۳) افسر ۱۳: ۱۳
وَلَمْ يَلْبِسُوا (۱۳) افسر ۱۳: ۱۳ یعنی خداوند کو دین آپ ﷺ کی تعریف و ثناء کے سوا کچھ نہیں ہے۔

املاؤ فرماتے ہیں عقد بظلمہ میں خورین خیر کے لئے ہے یہاں جو قسم کا شرک مراد ہے۔ (۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ شرک صرف بت پرستی کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ماننے کے باوجود غیر اللہ تعالیٰ کو کسی اللہ تعالیٰ کے بعض صفات کا حامل سمجھنا بھی اس آیت کی دہلیز میں داخل ہے۔ (۱۵)

شَقَى ذَلِكَ عَلَى الْفَلْسَفِيَّةِ (۱۶) افسر ۱۶: ۱۶ (تو یہ مسلمانوں پر شر قرار دیا) عموماً لفظ ظلم سے مراد کلام بدلتا ہے اس لئے صحابہ اس آیت کو سننے کے بعد یہ شک ہو گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے اس کو قسمی دئی کہ یہاں اس آیت میں ظلم سے مراد کلام مراد نہیں ہے بلکہ مراد شرک ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر بَيِّنَاتٍ لِّلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ (۱۷) میں لفظ ظلم شرک کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۱۸)

يَسْأَلُ شَرِكُ إِبْرَاهِيمَ كَيْسَ يَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهِ بِسَاطِرٍ فِي يَدَيْهِ (۱۹) افسر ۱۹: ۱۹ کی ضد ہیں۔

جَعَلْنَا (۲۰) افسر ۲۰: ۲۰ کہ قوی اللہ تعالیٰ پر حق ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بھی کر کے۔ جیسے کہ شریکیت کہہ کر کہتے تھے۔

جَعَلْنَا (۲۱) افسر ۲۱: ۲۱ سے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ نے نکرول میں غیر اللہ تعالیٰ کو شریک بھی لایا جو جیسے کہ منافقین کا حال ہوا۔ (۲۲)
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ... مُصَدِّقًا عِنْدَ خَدِيسَةَ فَجَالَتْ (۲۳) افسر ۲۳: ۲۳ میں حکم کے لئے بیٹھ کر (قریب پہنچی) بھوت جس میں کوئی شبہ نہیں ہو۔

نہ نہ سنی پرستی اس بارے میں فرماتے ہیں "لَقَدْ أَعْطَمَ عَنِ الْقُلُوبِ" یعنی یہاں پر لفظ اللہ سے پہلے مصداق محدود

مَنْ زَعَمَ أَنَّ مَحْشَدًا زَالِيٌّ وَبَدَّ (ص ۳۷، ص ۱۰) اور جو یہ گمان کرے کہ لمحہ (مَحْشَدٌ) نے اپنے رب کو دیکھ لیا ہے، حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کئی کی جب کہ ان کے صحابہ تابعین جن میں حضرت ابن عباس، حضرت ابو ذر، حضرت عروہ بن زبیر، امیر اشعری، حسن بصری (رضی اللہ عنہما) وغیرہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔

﴿لَا تَدْرِيْكَ الْاَبْصَرُ﴾ (ص ۳۷، ص ۱۰) (اس کو تو کسی کی نگاہ محدود نہیں ہو سکتی)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت سے استدلال فرماتی ہیں کہ کوئی بھی نہ کہو اللہ تعالیٰ کا حاطہ نہیں کر سکتی۔ اس کا جواب دوسرے احباب یہ دیتے ہیں کہ احاطہ کی نفی ہے زیارت کی تو نفی نہیں ہے۔

اسی صریح سے دوسری آیت ﴿وَمَا كَانَ يَنْتَهِرُ عَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ بِهَا﴾ (ص ۳۷، ص ۱۰) سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا استدلال فرماتی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اصول عالم دنیا کے لئے ہے مگر مسلمان پر یہ قانون نہیں ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ نے چشم بصرت زیارت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر احباب کو نفی ہوئی۔ (۳۲)

﴿لَوْ كُنَّا نَرَاهُ بِالْأَنْفِ لَنَبْصُرُهُ﴾ (ص ۳۷، ص ۱۰) (اگر ہم اسے (فرشتے) کو تو ان کے کھلے سترہ پر دیکھ سکتے ہیں)۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مرد و حضرت جبرائیل (علیہ السلام) میں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا ہے۔

اس کا جواب دوسرے علماء یہ دیتے ہیں کہ دوسری نسخہ روایت سے روایت کا ثبوت ملتا ہے۔ (۳۳)
﴿عَزَّ وَجَلَّ﴾ (ص ۳۷، ص ۱۰) دوسرے اصلی صورت میں دیکھ ہے ایک مرتبہ زمین میں اچھا و مقام پر دوسری بار آسمان پر مدد و انتہی کے پاس۔

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مَحْشَدًا كُنْهًا شَيْئًا جَمًّا أَقْرَبَ إِلَهُ (ص ۳۷، ص ۱۰) اس مسئلہ پر تمام متقدمین کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پنجویں مرتبہ کو کیا آپ ﷺ نے سب یکوئی امت کو بچھا دیا اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں فرمائی۔

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُهُ مَا فِي غَيْبِهِ (ص ۳۷، ص ۱۰) اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جو کچھ غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو دی گئیں (ان کے علاوہ آپ غیب کی باتوں کو نہیں جانتے ہیں) واضح رہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیاء (علیہم السلام) سے زیادہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا تھا۔

خَلَقْنَا مَحْشَدًا لَّنْ مَوْمِنٍ

اتنی خاص النبی (ص ۳۷، ص ۱۰) بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ سوال کیا کہ جسے جانور کو اللہ تعالیٰ نے (زاد) یعنی مردار اس کو تو نہیں کھایا، تاہم جس کو خود ذبح کرتے ہیں اس کو کھاتے ہیں اس پر آیت بالا ذیل ہوئی۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ (دع ۳۳۷ ص ۳۲)

مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصُّغَافَةِ (دع ۳۳۷ ص ۳۲) جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہیبت نامہ دیکھتا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرنگی برپا ہو آیت کو چھو لے۔
وہ آیت یہ ہیں۔

لَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَبِسَ بِالْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ لَمْ يَلْمِزْكُمْ شَيْئًا وَهُمْ لَا يُكَلِّمُكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ وَهُمْ لَا يُفْتَنُ فَاعْبُدُوا اللَّهَ وَكُونُوا تَارِقِينَ وَيَهْدِ اللَّهُ أَرْحَامَكُمْ وَرَحْمَتُكُمْ بِهِ لَسَّالَتْكُمْ لَكُمْ كَرَامَاتُ (۱۳۱) وَإِنْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا أَتْسَالًا فَنُفِرَ بَكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ فَاكَلْتُمْ وَرَحْمَتُكُمْ بِهِ لَسَّالَتْكُمْ تَنْفَعُونَ (۱۳۲)

تو ترجمہ ”اور تم سے مال کے پان نہ ہو مگر یہ طریقے سے جو کہ تمہیں ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور آپ تول چوری چوری کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کی حالت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب حرمت کرو تو انصاف کرو وہ جو شخص ثابت داری ہو اور اللہ تعالیٰ سے دو عبد یہ اسکو پورا کروں گا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدیں نعم دی ہے تاکہ تم یاد رکھو اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سوائے پرچہ اور دوسری راہوں پرست چلو کہ وہ راہیں تم کو نہ خالی کی راہ سے چھ کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی نعم دی ہے تاکہ تم پر میرا داری اختیار کرو۔“

”یہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کئی احکامات کا بیان فرمایا ہے حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں تواریت کی ابتدا بھی ان احکامات سے ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ ہر احکام ایسے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیاء علیہم السلام کی شریعتیں میں میں متفق رہی ہیں۔“ (۱۳۱)

لہذا ان کثیر بیانیہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ سورۃ انعام کی یہ آیات حکمات ہیں جو ام الکتاب ہیں۔“ (۱۳۲)

تو اب شریف سے مستفاد اس احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

① اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔

② داعرین کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا۔

③ فخر و لغو کے خوف سے اولاد کو نفی نہ کرنا۔

④ بے حیائی کے کام نہ کرنا۔

⑤ کسی کو باغی نہ کرنا۔

اِذَا خَلَقَ لِنَفْسِكَ اِلَٰجِبَةً اِسْتَعْنَلَهَا بِعَمَلِ اَهْلِ الْخَيْرِ حَتَّى يَنْتَوِيَ عَلَى شَعْلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْخَيْرِ فَلَمَّا خَلَقَ اِلَهُ الْبَيِّنَةِ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لَكَ اِسْتَعْنَلْهُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمْوُتَ عَلَى غَضَبٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ جَهَنَّمَ اَللّٰهُ النَّارُ هَذَا خَبَرٌ حَسَنٌ وَمُسْلِمٌ نُوِيْ بِسَارٍ لَمْ يَدْخُلْ مِنْ غَيْرٍ وَكَذَلِكَ يَدْخُلُهُمْ مِنْ هَذَا الْاِسْتِثْنَاءِ مُسْلِمٌ مِنْ نَارٍ وَيَنْتَوِيْنَ غَيْرُ رَجُلٍ (مسند احمد ص ۱۰۰)

ترجمہ: ”حضرت مسلم بن یحییٰ بھی فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی ”وَاِذَا خَلَقَ لِنَفْسِكَ اِلَٰجِبَةً“ (اور جب تیرے رب نے تجھے کسی آدمی کی مومنوں سے ان کی دھار کو نکال اور ان سے ان کی بدوں پر الزام کرایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ مگر اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن تمہیں لگو کہ تمہیں قیامت کی خبر نہ تھی۔ مگر ارف (آیت ۱۷۲) پاناچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم جنت کو پیدا فرمائے کے بعد ان کی پشت پر پناہ دیا اور ہاتھ پیر اور اس سے ان کی اور دھار نکال پھر فرمایا کہ میں نے انہیں جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ اسی کے لئے عمل کریں گے۔ پھر تجھ پیر اور اور انہیں نکال کر فرمایا کہ انہیں میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے یہ اسی کے لئے عمل کریں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ پھر اللہ کی یا ضرورت؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لئے پیدا کرتے ہیں تو اسے جنت ہی کے عمل میں لگا دیتے ہیں۔ میرا تک کہ وہ جس جنت ہی کے اعمال پر مرے اور اسے جنت میں داخل کریں جاتا ہے اور کسی بندے کو جہنم کے لئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے بھی اسی کے مطابق کام لیتا ہے۔ یہ سن کر وہ اس دوزخ ہی کے عمل پر مرتے۔ چنانچہ پھر اسے دوزخ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور مسلم بن یحییٰ کو عمر رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں۔ بعض روایتیں مسلم اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک شخص کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔“

۲۶۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اَسْمٰعِيْلَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَمَسَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلَّ نَسَبٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ دُرِّيَّتِهِ اِنْسِيْ نَوْحَ الْقَبَاۃِ وَجَعَلَ بَيْنَ عِیْسٰی كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْہُمْ وَبَیْنَهُمْ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ غَرَضَهُ عَلٰی اٰدَمَ فَقَالَ اَنْتَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ مِنْ دُرِّيَّتِكَ فَرَاىَ رَجُلًا مِنْہُمْ فَاصْبَغَہُ وَبَیْنَهُمَا نِیْلٌ غَلْبَہُ لَمَّا نَیَّ اَنْتَ مِنْ هٰذَا وَرَجُلٌ مِنْ اٰتَمِ الْاَتَمِ مِنْ دُرِّيَّتِكَ اِنَّمَا لَہٗ ذَاوَدَ قَالَ رَبِّ وَكَمْ جَعَلْتَ عَشْرَةَ قَالَ بَیْنِیْ سَئَةً قَالَ اَنْتَ مِنْ عَشْرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَئَةً فَلَمَّا اَنْصَلٰی عَمُوْ اٰدَمَ جَاؤُوْا فَلَمَّا اَلْعَرَبُ فَقَالَ اَلْوَلَمْ بَیْنَ مِنْ عَشْرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَئَةً قَالَ وَلَمْ تُعْطَہُ لِاِنَّکَ ذَاوَدَ قَالَ فَجَعَلْتُ اٰدَمَ فَجَعَلْتُ دُرِّيَّتَہُ وَنَبِیْ اٰدَمَ قَبِیْلَتِ دُرِّيَّتَہُ وَنَبِیْ اٰدَمَ فَصَلِّطَ دُرِّيَّتَہُ هَذَا خَبَرٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰہُ مِنْ غَیْرِ

وَجِبَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۴۸، ص ۱۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیشہ وراثت پھر اور پھر ان کی پیشہ سے قیامت تک آئے وال ان کی نسل کی رو میں نکل آئیں۔ پھر برائیاں کی پیشہ کی پورائی چمک رکھ دی۔ پھر انہیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے پوچھا: اے رب یہ کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں بہت پسند آئی تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے رب یہ کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد میں سے آخری آدم کا ایک فرد ہے۔ اس کا نام داد ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ اس کی عمر کتنی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ساٹھ سال۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ میں کو میری عمر میں سے چالیس سال دے دیں پھر جب آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہو گئی تو موت کا فرشتہ حاضر ہوا۔ آدم علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں۔ فرشتے نے کہا کہ وہ تو آپ اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو دے چکے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا اللہ ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی۔ (اسی طرح) آدم علیہ السلام بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ پھر آدم علیہ السلام نے غلطی کی ہدایت ان کی اور بھی غلطی کرنے لگی۔ یہ حدیث مسند صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

۳۲۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا حَدَّثَنَا الصَّمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، نَا عُمَرُ بْنُ ابْنِ أَبِيهِمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ جُبَّادٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَمَّا خَلَقْتُ خَوْدًا طَائِفَ بَنِي إِبْلِيسَ وَكَانَ لَا يُعِيضُ نَفْسًا وَكَانَ فَقَالَ سَيِّبِي عَبْدًا لَعَارِبًا فَسَمِعْتُهُ عَبْدًا لَعَارِبًا فَخَاضَ وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَانْمَرَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ سَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِيهِمْ عَنْ قَتَادَةَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَلَمْ يَرْفَعَهُ. (ص ۴۸، ص ۱۸)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام حاملہ ہوئیں تو شیطان نے آپ کے گرد چکر لگایا۔ ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ زندہ رہا۔ اور شیطان کی طرف سے یہ بات ڈلی گئی اور اس کا حکم تھا۔ یہ حدیث حسن و غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عمر بن ابیہم کی قنادی سے روایت جانتے ہیں۔ بعض حضرات اس حدیث کو بہ الصمد سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کو موروث نہیں کرتے۔

تفسیر بیچ

یہ سورت کی ہے مگر علی و سیدہ عنہما الفکر کیف؟ اور آپ ان لوگوں سے اس سختی والوں کا جو کہ رہے (شور)

لَمَّا كَانَ يَوْمَ نَزَلَ مِنْ رَبِّكَ آلُ مُوسَىٰ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ فَذَّ نَفْسِي صَدَّقَنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ لَعَنَ هَذَا عَدُوِّي هَذَا النَّسِيفَ فَقَالَ هَذَا أَيْسَرُ إِلَيَّ وَلَا لَكَ فَقُلْتُ عَسَىٰ أَنْ يُعْطِيَ هَذَا مَنْ لَا يَيْسُرُ بِلَايَتِي لِحُجَابِ عَنِ الرَّسُولِ فَقَالَ إِنَّكَ سَأَلْتَنِي وَلَيْسَ لِي وَإِنَّا فَذَّ صَارَ لِي وَهُوَ لَكَ وَرَ قَوْلُكَ قَوْلُكَ نَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الْإِنْفَالِ لِأَنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ يَمِينُكَ عَنْ مُصْعَبٍ بْنِ سَعْدٍ أَيْضًا وَقَبِي الْأَنْبَابِ عَنْ خُثَيْبَةَ بِنِ الصَّامِيَةِ (ص ۱۲۸، ص ۱۲۷)

ترجمہ: حضرت سعد بن زید فرماتے ہیں کہ نزوہ ہمارے موقع پر میں کھڑے رہی اگر میں نے تمہاری خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے میرا سبب بخیر کر دیا۔ یا اسی طرح کچھ کہہ۔ یہ تمہارے مجھے دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ میرا حق ہے نہ تمہارا۔ میں نے اس میں سوچا یہ نہ کہ یہ ایسے شخص کو دل جائے جو مجھ جیسی آدمی کے لئے نیکو کار ہو۔ پھر میرے پاس آپ ﷺ کا قاصد آیا کہ تم نے مجھ سے یہ کھوار مانگی تھی اس وقت یہ میری میسر تھی۔ لیکن اب میری ہو گئی ہے۔ لہذا یہ تمہارا حق ہے۔ حضرت سعد بن زید فرماتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی "يَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الْإِنْفَالِ" (آلہ) "اگر تجھ سے نصیحت کا حکم ہو سمجھتے ہیں۔ کہہ دے کہ نصیحت کا مال نہ تو علیٰ اور نازل کا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔" ان الفاظ: آیت الہیہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو مولانا بھی مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں اور اس باب میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مذکور ہے۔

۳۶۱۳۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ عَنْ عُمَرَ بْنِ يُونُسَ الْأَيْمَانِيِّ نَا بِمَكْرُمَةَ بْنِ عَمَّارٍ نَا أَبُو زَيْنَبٍ نَبِيُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ نَبِيُّ مُعَرِّ بْنِ الْغَضَابِ قَالَ نَظَرْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثٌ وَبِئْرَةٌ وَمِصْبَعَةٌ عَشْرٌ رَحُلًا فَاسْتَفْهَلْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِيلَةَ ثُمَّ مَذَّيْنَهُ وَجَعَلْتُ يَهَيْيْتُ بِرَبِّهِ اللَّهُمَّ أَنْجِرْنِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَهْلِكَ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا نَعْبُدُ فِي الْأَرْضِ فَمَا زَالُ يَهَيْيْتُ بِرَبِّهِ مَا دَا يَذِيهِ مُسْتَظْهِرُ الْفِيلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَائُهُ مِنْ مَنِيكَبِهِ فَذَاهَبَ أَبُو بَكْرٍ فَأَعْدَلَ رِدَائَهُ فَأَلْفَهُ عُمَى مَنِيكَبِهِ ثُمَّ التَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ كَذَلِكَ مَذَّ ذُرَّتُكَ وَذَلِكَ فَوْدَةُ سَيْحُوكَ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَاتَّوَلَّ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذْ تَسْتَفْهَلُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ آتَى مُعِدَّتْكُمْ بِالْأَبِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُزَوِّجِينَ فَأَمَّا لَهُمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَكْرُمَةَ نَبِيِّ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي زَيْنَبٍ وَأَبُو زَيْنَبٍ اسْمُهُ بِمَكَالٍ الْخَنَفِيُّ قَالَ وَاللَّهِ كَانَ هَذَا يَوْمَ يَوْمٍ (ص ۱۲۸، ص ۱۲۷)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہمارے

تہ اویسی تھے کہ آپ ﷺ کے ساتھ تین سالہ چلہ آدمی تھے۔ پھر آپ ﷺ نے قبل کی طرف منہ کیا اور ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کو پکارنے لگے اے اللہ تعالیٰ اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو میں زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ اتنی دیر تک قہر میں ہو کر ہاتھ پھیلائے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ آپ ﷺ کی پادشاہی میں رہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور چار دن کرکندھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے آپ ﷺ کو پیٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے نبی اپنے رب سے کتنی مساجد ہو چکی۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا دوا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ازل فرمائی "إِذْ نَسُفُيْنَاهُ بِكُمُ... الْآيَةَ" (جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے میں نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لئے اپنے رب سے قیامت ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔ الانفال آیت ۵) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی فرشتوں سے مدد کی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ اس حدیث کو صرف محمد بن ہمار کی روایت میں سے روایت جاتے ہیں۔ ابونعیم کا نام سوکھن ہے۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔

۳۶۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مِسْلَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَدْرِ قِيلَ لَهُ غَلَبَ الْعَبِيُّ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ قَالَ قَدْ ذَا الْعَبَّاسُ وَهُوَ بِيٍّ وَتَابِعٍ لَا يَضْلَعُ وَقَالَ لِأَنْ تَلَهُ وَغَدَا حَذَوِ الْعَصَائِرِ وَقَدْ أَعْطَاكَ مَا وَغَدَاكَ قَالَ ضِدَفْتَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (اص ۱۲، ص ۱۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اب تو غلے کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہاں اس کا قتل کے مدد کو کوئی (ڑے والا) نہیں رہا کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عباسؓ نے جو اس وقت زنجیروں میں بکڑے ہوئے تھے عرض کیا کہ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو ہاتھوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا تھا اور اس نے پانچا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آپ بڑے (یعنی عباسؓ) نے آج کہا۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۶۱۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ وَكِيعٍ نَا ابْنُ سُرَيْبٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِدْرِيسَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ عَبْدِ مَنِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَرَأَى اللَّهُ عَسَى أَمَانِي بِالْأَمْنِ وَمَا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُهُمْ بِأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُهُمْ وَهُمْ يَسْتَعْبِدُونَ قَالُوا مَصِيبٌ تَرَكْتَ فِيهِمْ الْإِسْخَارَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَاسْمِعِيلُ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ مُهَاجِرٍ يُضَعِّفُ فِي الْحَدِيثِ (اص ۱۲، ص ۱۷)

تَرْجِمَةُ "حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری مسرت کے لئے دو اس (والی آیات) اتاریں۔ (۱) اَوْ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ . (الآیۃ دوم) وَمَا كَانَ لِلَّهِ مُعَذِّبُهُمْ وَقَدْ بَلَغُوا فِي الْغَيْبِ وَلَا تَك (اور اللہ تعالیٰ انہیں نہ کرے گا کہ انہیں سزا دے) (۲) اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کرنے والا نہیں ہے۔ (۳) تَحْلِيْلُ دُخَانِش مَا تَقَعُ بُولُ . (النازل: آیت ۳۳) میں (دنیا) سے جا چلا۔ کافران میں اس قدر کہ قیامت تک کے لئے پھونکا ہوا دھواں ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اسماعیل بن ابراہیم بن مرزبان کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔"

۳۱۱۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَرْثُومٍ - وَطِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ضَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَفِيٍّ عَنْ غُلَافَةَ بْنِ غَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هَذِهِ آيَةَ سُلَيْمَانَ الْيَسْرَ وَأَعَدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعُوا مِنْ قُوَّةٍ قَالُوا لَا بَدَءَ الْقَوْمَ الرُّمُّ فَلَكَ مُرَاتِبٌ إِذَا أَنْتَ اللَّهُ سَيَفْطَحُ لَكُمْ الْأَرْضَ وَسَتُكْفِيَنَّ الْعُرُونَ فَلَا يَنْجِزُونَ أَحَدَكُمْ أَنْ يَلْقَاوُا نَاسَهُمْ وَقَدْ رَوَى نَعْمَانُ بْنُ هَاشِمٍ هَذَا أَخْبَرَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ضَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ غُلَافَةَ بْنِ غَابِرٍ وَحَدِيثٌ وَكَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْيَوْمِ الَّذِي كُنْتُمْ لَهُمْ يَذْرَؤُ غُلَافَةَ بْنِ غَابِرٍ وَذَكَرْتُ أَنَّ خُصَرَ (ص: ۳۹، ۴۰)

تَرْجِمَةُ "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح پر یہ آیت پڑھی: وَأَعَدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعُوا مِنْ قُوَّةٍ (آیۃ ۱۲) اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ آپ یہاں سے لے سکتے تھے اور پلے ہوئے تمہاروں سے لڑ کر سواروں پر کچھ (انفال: آیت ۶۰) پھر آپ صبح پڑنے میں مرتبہ فرمایا: جان لو کہ قوت سے مراد یہ ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر فتوحات عطا کرے گا۔ پھر تم وہ محنت و مشقت سے محفوظ رہو گے۔ ہذا تاریخ اعرابی میں آسکتی نہ کہ نہ۔ بعض راوی یہ حدیث عامر بن زید سے وہ صالح بن کیسان سے اور وہ عقبہ بن عامر سے نقل کرتے ہیں۔ اور مکی والی روایت زیادہ صحیح ہے۔ صالح بن کیسان نے عقبہ بن عامر کو بھی بیان البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یاد ہے۔"

۳۱۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُصَيْنٍ أَخْبَرَنِي مَخْلُوفُ بْنُ غَنْبَرٍ وَغُلَافَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ضَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ غُلَافَةَ بْنِ غَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَجَلَ الْقَدَائِلُ لِأَحَبِّ سُرُودِ الرُّمِّ وَاسْمُ مَنْ قَاتَلَهُمْ نَافَتْ قَتُولُ رَأْسِ السَّيْفِ وَأَنَّكَ هَذَا قَالَ سَلْبَةُ بْنُ الْأَعْمَشِ مَنْ يَقُولُ هَذَا لَا أَرُوهُ فَرِيَةً لِأَنَّ لَنَا كَانَ يَوْمَ يَذْرَؤُ غُلَافَةَ فِي الْقَدَائِلِ قِيلَ لَوْ نَجَلَ لَهُمْ قَاتِلُ اللَّهِ لَوْ لَا كَذَبَاتُ بَنِي الْأَمِّ سَبَقَ لِنَسْتَكُمُ فِيمَا اسْتَلَمَ هَذِهِ غُلَافَةَ هَذَا حَدِيثٌ خَسِيصٌ صَحِيحٌ. (ص: ۴۰، ۴۱)

تَرْجِمَةُ "حضرت ابوبکر بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے پہلے کی ضمان کے لئے ماں تمہاری قتل کرنا۔ حضرت ابوبکر بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے پہلے کی ضمان کے لئے ماں تمہاری قتل کرنا۔ (۱) اَوْ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ . (الآیۃ دوم) وَمَا كَانَ لِلَّهِ مُعَذِّبُهُمْ وَقَدْ بَلَغُوا فِي الْغَيْبِ وَلَا تَك (اور اللہ تعالیٰ انہیں نہ کرے گا کہ انہیں سزا دے) (۲) اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کرنے والا نہیں ہے۔ (۳) تَحْلِيْلُ دُخَانِش مَا تَقَعُ بُولُ . (النازل: آیت ۳۳) میں (دنیا) سے جا چلا۔ کافران میں اس قدر کہ قیامت تک کے لئے پھونکا ہوا دھواں ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اسماعیل بن ابراہیم بن مرزبان کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔"

ملے نہیں کیا۔ اس نے بھی یہ دستور تھا کہ آسمان سے آگ آتی اور سے کھ جاتی۔ لیساں اعرش کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ بات کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ خود ہر کے موقع پر وہ لوگ دل قیمت حلال ہونے سے پہلے ہی اس بات پر پڑے تھے۔ پتا چلتا تھا کہ انہی نے یہ بات نازل فرمائی "تَوَلَّوْا كُتَابًا" (اگر تم نے کوئی ایسا بات نہ کی تو کتب پڑھنا اللہ تعالیٰ پہلے سے تم کو پہنچا اس کے سبب میں برا عذاب۔ (الاحزاب: ۶۸) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۱۸ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَرُو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ نَجْمٍ رَجَعْنَا بِالْأَسَارَى قَالِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ الْأَسَارَى فَلَمْ يَكُنْ فِي تَحْدِيثِ قَسَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَلِتُونَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا بَيْدَاءَ وَصَرْبَ عَنِي فَقَالَ عَمْرُو بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْأَسْرَى بَيْنَ بَيْدَاءَ فَيَنْفَلِتُ سَبْعَةَ يَدْرِكُ الْإِسْلَامَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا فَمَا رَأَيْتُ فِي يَوْمٍ أَغْرَفَ نِي نَفْعَ عَلَى حَذْرَةٍ مِنْ لِسَانِهِ يَوْمَ ذَلِكَ يَوْمَ حُنَى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَسْرَى بَيْنَ بَيْدَاءَ قَالَ وَبِذَلِكَ الْفَرَأَنُ يَكُونُ عَمْرُو مَا كَانَ لَيْسَ فَرَأَنُ يَكُونُ فَرَأَنُ حُنَى يَكُونُ فِي الْأَرْضِ يَتَى اجِبَرُ الْأَذْنِبُ هَذَا حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ (ص: ۱۳۰، ۱۳۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خود ہر کے موقع پر قیدیوں کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ جیسے سے مشورہ کیا کہ تم انہوں کی ان سے متعلق کیا رائے ہو؟ ہر اس حدیث میں طویل قصہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی بھی فدیہ ایسے لے کر یا کر دین دینے بغیر نہیں چھوٹ سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ رسول اللہ ﷺ نے بیچا، کہ عداوت کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ اسلام کو یاد کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود کو اس دن سے زیادہ کسی دن خوف میں مبتلا نہیں دیکھا کہ خود مجھ پر آسمان سے پتھر برسنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تکلیف ان بیضاء کے علاوہ ہر جھڑت عمر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ اپنی قرآن نازل ہو۔ "مَا تَأْتِي نَبِيًّا" (الانبیاء: ۲۰) (نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے پاس رکھے قیدیوں کو، وہ آپ تک خوف خود بخود نہ کر لے لگے ہیں۔ تم چاہتے ہو سب اب دینا اور اللہ تعالیٰ کے پاس چاہئے آخرت اور اللہ تعالیٰ زور آور ہے حکمت والا قال: آیت ۶۸) یہ حدیث حسن ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ان کے والد سے حاج ثابت نہیں۔"

تفسیر صحیح

۱۔ حدیث: غایب رہی ہے۔

خَذَلْنَا غُلَامًا فَرِحَ خَمِيلًا... مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَمَّا غَشَبَكَ الْوَعْبُ (ص ۱۳۹، ص ۷) (جب رسول ﷺ غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اب کافلوں کے پیچھے چلے ہیں۔)

یہ حدیث قرآن کی آیت **وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ** (۱۵) (اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں ایک کا وعدہ کرتا تھا۔)

اس آیت میں حدیث کا تعلق بھی غزوہ بدر کے ساتھ ہی ہے محدثین اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو اللہ عزوجل کی قریش کا ایک حواری قائلہ آ رہا ہے مسلمانوں کی جماعت اس کے لئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئی جبہ قریش کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے تجارتی وفد کی حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ اب مسلمانوں کے سامنے دو جماعتیں تھیں ایک تجارتی قائلہ جس کا وعدہ تھا "مر" سے تعبیر کیا گیا دوسرے مسلح فوج جو مکہ سے اس تجارتی قائلہ کی حفاظت کے لئے نکلی تھی اس کو دوسری حدیث میں بغیر فرمایا ہے۔

مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعہ وعدہ فرمایا تھا کہ دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت پر تمہارا قبضہ ہوگا مگر وہ جماعت تمہیں نہیں فرمائی آپ ﷺ اور کچھ صحابہ کی تمنا یہ ہوئی کہ مسلح فوج یہ قبضہ ہو تاکہ حق کا حق ہو اور واضح ہو جائے اور کافروں کی جزا مل جائے۔ اس کے مقابل میں کچھ صحابہ جو اللہ کی تمنا یہ ہوئی کہ تجارتی قائلہ پر قبضہ ہو جائے تاکہ کچھ مال حاصل ہو جائے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی رائے کو پسند فرمایا جو مسلح فوج پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

خَذَلْنَا شُعَيْنًا نَزَّ وَجَنِيحَ **فَإِنزَلْنَا إِلَيْهِ غُلَامًا** لَمَّا مَضَىٰ بَا (ص ۱۳۹، ص ۷) (اور اللہ تعالیٰ نیا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے۔) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو توفیق بیان فرمائے ہیں۔ پہلا قانون: **وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ** (ص ۱۳۹، ص ۷) (اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لیے امن و امان آیت) (انہیں۔) آپ ﷺ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب نازل نہیں فرمایا میں بت تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہوئی کہ جس ہستی میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فی موجود ہوتا تو اس قوم پر عذاب نازل نہیں ہوتا جب تک مجرموں کے درمیان سے اپنے نبی کو نہ نکال لیتے جیسے حضرت ہون، حضرت صالح، حضرت لوط علیہم السلام و غیرہ آپ ﷺ بھی جب تک مکہ مکرمہ میں رہے مکہ والوں پر عذاب نہیں آیا جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو غزوہ بدر میں ستر شرکت کیا مارے گئے۔^(۱۶)

دوسرا قانون: **وَمَا كُنَّا لَنُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ** (ص ۱۳۹، ص ۷) (اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔) حضرت امیالہ رضی اللہ عنہ من عبید سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدو جب تک اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے گا عذاب سے محفوظ رہے گا۔^(۱۷)

خَذَلْنَا أَحْمَدَ بْنَ مَبِيحٍ **وَإِذْ نَادَىٰ لَهُمْ مَا اسْتَغْفِرُكُمْ** (ص ۱۳۹، ص ۷) (تم ان کے مقابلہ کے لیے اپنے

خاتمہ قوت کی تہی کی۔

اِنَّ اِنَّ الْقُوَّةَ الْمُرُومُ: اس جملے کے ساتھ آپؐ نے قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ مَنَا آتَتْ تَطْعَمُهُ﴾ (۱۶۰) کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ قوت سے مراد وہ دینی ہے جس کے ذریعہ آدمی خدائی میں ملاقات حاصل کر سکتا ہے۔ آپؐ نے قوت کے لئے ائمہ میں سے سب سے زیادہ ملاقات اور قوت کا ذریعہ تھے امام ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ اچھے دینی قوت کا باعث ہیں۔ (۱۶۱)

اِنَّ الْقُوَّةَ الْمُرُومُ (اص ۳۴، ص ۱۶۱) (قوت سے مراد یہ ہے کہ) (۱۶۲) (اللہ تعالیٰ ہمیں زمین پر قوت عطا کرے گا۔) (ارض سے بردگاہ روم سے بھی آسان تر ہے۔) (۱۶۳)

سَيُفْتَحُ لَكُمْ الْاَرَاغُ (اص ۳۴، ص ۱۶۱) (اللہ تعالیٰ ہمیں زمین پر قوت عطا کرے گا۔) (ارض سے بردگاہ روم سے بھی آسان تر ہے۔) (۱۶۴)

اِنَّ يُلْقُوْهُ فَاَنْتُمْ لَهٗ اَصْحَابُ (اص ۳۴، ص ۱۶۱) (اللہ تعالیٰ ہمیں زمین پر قوت عطا کرے گا۔) (ارض سے بردگاہ روم سے بھی آسان تر ہے۔) (۱۶۵)

حَذَرْتُ غُلَامًا يَّمُوتُ حَمِيْدًا ... قَالَ لَمْ يَجْعَلِ الْعَالَمُ بِلَا حَبِيْدٍ (اص ۳۴، ص ۱۶۱) (آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے کسی انسان کے لیے۔) (۱۶۶)

فَلَا تَكُنْ مِنْ اُولٰٓئِكَ مِمَّنْ اَقْبَهُ سَبِيْحٌ لِّمَسْكَنِهِمْ (اص ۳۴، ص ۱۶۱) (اللہ تعالیٰ کی طرف سے بات نکھی ہوئی نہ ہوئی تو جو کچھ تم نے پاس ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوگی۔) (۱۶۷)

اس کا ایک مطلب حدیث بالا میں بیان ہو رہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو محفوظ میں یہ نہ رکھ دیا جاتا کہ مالِ شریعت امتِ مسلمہ کے لئے حلال ہے تو قیدیوں کے لئے یہ پتے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ (۱۶۸)

اس وقت تک عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ قیدیوں کے لئے یہ پتے کی ممانعت بیان نہیں ہوئی تھی اس لئے عذاب نازل نہیں ہوا۔ (۱۶۹)

تیسرا مطالبہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اتحاد بدولت مغفرت نردی مٹی ہے اس لئے ان پر نذاب نازل نہیں: (۹)

فی الضحیٰ (ص: ۳۴، سورۃ: ۱۰۱) میں کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بھی غزوہ بدر سے متعلق ہے بات یہ ہوئی کہ غزوہ بدر میں ترکانوں کو قید کر کے جب مدینہ منورہ لایا گیا تو اس پر مشورہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کی آراء مختلف تھیں مثلاً حضرت عمرؓ کو ان کی رائے یہ تھی کہ ان سب کی گردنیں زردی جائے۔ حضرت عبداللہؓ ذی براءؓ کی رائے یہ تھی کہ ان کو آٹ میں ڈالا جائے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ سن سب کو فدیر لے کر چھوڑ دیا جائے (امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے۔ سر سہم توفیق ملے۔ ص ۱۷)۔ در مسئلوں کی سرور بات بھی چدی ہو جائیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق فیصلہ فرمادینا مگر اللہ تعالیٰ کو فدیر لے کر چھوڑنا پسند ہوا اور قرآن کی آیت ﴿لَا مَکْرَہَ لَکُمْ لَیْسَ بِکُمْ لَہٗ﴾ (یعنی کے ساتھ میں فیدی نہیں پائیں) جب تک ملک میں انجمنی غور پائی کی چھک نہ ہو جائے۔ (مازل ہوئی۔ اس میں فرمایا جا رہا ہے ان توفیق کرنا ہے۔ قہار کہ کھڑی حاکمیت نوٹ پائی۔

قرآن کی آیت میں اَلْاَرْضُ یعنی زمین پر رہنے والے انسانوں سے ہے لغت میں کسی کی موت کو دُور سے کہا جاتا ہے۔ آیت میں یہاں زمین پر رہنے والے انسانوں کے لئے اَلْاَرْضُ کا بھی اضافہ ہے۔ زمین کی حالت کو بالکل خاک میں ملانے کا ہے۔^(۱۳۱)

تجوید معجزات:

— ﴿مُتَوَكِّلِينَ﴾ —

وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ

تفسیر سورۃ التوبہ

۳۳۹۔ خَلَقْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ قَسَمٍ فَأَنشَىٰ ابْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَأَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَشَهْلٌ بْنُ يُونُسَ قَالُوا: نَاغُوفٌ بْنُ أَبِي حَبِيلَةَ بْنِ بَرْزَدٍ الْقَارِسِيُّ نَحْنُ ابْنُ عَدَسٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفْفَانَ بْنِ عُفَّانٍ مَا خَصَّنَاكَ إِذَا غَاةَ دَأْبِهِ إِلَى الْأَعْيَابِ وَبَعِي مِنَ الْعَمَائِيں وَإِلَى نَزَاهَةِ وَهْنٍ مِنَ الْيَوْنِيں فَقَرَأْتَنِي بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطَرٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُمُوهُ فِي الشَّيْخِ الطُّوْلِ مَا خَصَّنَاكُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكَ فَقَالَ عُفْفَانُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ سُرْمَانٌ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ السُّورَةُ دُونَ أَنْ يُعَذَّبَ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا نَفْسَهُ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ يَقُولُ ضَعُوا هَٰؤُلَاءِ الْأَجَابِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يَذْكُرُ فِيهَا كَذِبًا وَكَذَا فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْأُتْبَةُ يَقُولُ ضَعُوا هَذِهِ الْآيَةَ فِي سُورَةِ الَّتِي يَذْكُرُ فِيهَا كَذِبًا وَكَذَا وَكَانَتْ الْأَنْفَالُ مِنَ الْأَوَّلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةً مِنْ أَجْرِ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ بِطَعْنِهَا نَبِيَّهُ بِطَعْنِهَا فَظَلَمْتُ أَنِّي فِيهَا تَقْبِضُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا أَشْيَاءُ مِنْهَا فَكُنْ أَجْلًا ذَٰلِكَ فَمَرَلْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطَرٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتَهَا فِي الشَّيْخِ الطُّوْلِ هَذَا خِلَافُكَ خَسَنَ لَا تُعْرِضُ إِلَّا مِنْ خِلَابَتِ غُوفٍ عَنْ بَرْزَدٍ الْقَارِسِيِّ عَنِ ابْنِ عُفَّانٍ وَبَرْزَدٍ الْقَارِسِيُّ مَوْءُودٌ مِنَ النَّبَاعِيں مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي أَنْبَسٍ هُوَ مِنَ النَّبَاعِيں مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْ بَرْزَدٍ الْقَارِسِيِّ وَيَزِيدُ الرَّفَاقِيُّ إِنَّمَا يُرْوَى عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ. (ص ۳۶، ص ۳۷)

مُتَوَحِّدًا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفانؓ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ انفال (جو کہ مشافہ میں سے ہے) کو سورۃ براءۃ سے متصل کر دیا ہے جو کہ عین میں سے ہے اور ان کے درمیان "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" بھی نہیں لکھی۔ پھر میں نے انہیں سبع طوال میں لکھ دیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب زمانہ مذکورہ اور جنگی کی سرگرمیوں میں تھے تو جب کوئی چیز نازل ہوتی تو آپ ﷺ کا جوں میں سے کسی کو ہلاتے اور اسے کہتے کہ یہ آیت کی سورت میں لکھو۔ جس میں ایسے ایسے ذکر ہے۔ پھر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں لکھو۔ چنانچہ سورۃ انفال مدینے میں نازل ہوئی تھی کہ یام میں نازل ہوئی اور سورۃ براءۃ آخری سورتوں میں سے ہے اور اس کا قصہ ان سے مشابہ ہے۔ چنانچہ میں نے

گمان آئے کہ یہ ای کا منہ ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ نے اذیت تک نہیں اس کے متعلق نہیں بتایا کہ یہ ان کا منہ ہے لہذا میں نے ان دونوں کو مار دیا اور ان کے درمیان پہنچا اللہ الرحمن الرحیم "تیس نفی در آن ہجہ سے نہیں سچا طویل میں لکھ ہے۔ یہ حدیث سن ہے۔ اس حدیث کہ صرف عرفہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ یزید فارسی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان مہمان بہت سے در یزید تاملی ہیں اور بصری ہیں۔ یزید یزید میں نہاں رہا تھی بصری بھی تاملی ہیں اور یزید فارسی سے چھوٹے ہیں۔ یزید رہا تھی اس میں مالک بخاری سے روایت کرتے ہیں۔"

۳۲۰ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَةَ بْنِ عُرْفَةَ عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ مُسَوِّدٍ نَحْنُ لَا نَسْمَعُ قَالَ قَبْلَ هَذَا أَنَّهُ شَهِدَ خُبْرَةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَاقْبَلَ عَلَيْهِ وَذَكَرَ وَوَعظَ ثُمَّ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمٌ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمٌ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمٌ قَالَ فَتَنَّى النَّاسُ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مَا رَسُولُ اللَّهِ مَا قَالَ وَمَا كُنْ وَأَمَّا الْكُفْرُ وَالْعِزَّةُ عَلَيْكُمْ خَاتَمُ فَخْرِهِمْ يَوْمَئِذٍ هَذَا فِي نَفْسِ كُمْ هَذَا فِي شَهْرِ كُمْ هَذَا لَا يَجِيزُ خَالٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجِيزُ وَاللَّهُ عَلَى وَاقِعِهِ وَلَا وَلَدَ عَلَى وَالِدِهِ إِلَّا إِنْ أَلْعَلِمَ نَحْوُ الْمُسْلِمِ فَنَيْسَ يَحِلُّ لِيُسَلِّمَ مِنْ أَخِيهِ نَفْسَهُ إِلَّا مَا أَهَلٌ مِنْ نَفْسِهِ وَلَا وَاقِعٌ كُلُّ رِبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضِعٌ لَكُمْ رِبَا وَمِنْ أَمْرِ الْكُفْرِ لَا تَغْلِبُونَ وَلَا تُلَاقُونَ غَيْرَ رَبِّكَ الْجَنَسِ مِنْ عِبَادِ الْمُطَهَّرِ وَهُوَ مَوْضِعٌ قُلْتُمْ لَا وَاقِعٌ دَمٌ قَدْ نَفَى الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضِعٌ وَأَوَّلُ دَمٍ أَضْعَفُ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كُنْ مُشْتَرِبًا فِي بَنِي كَيْبٍ فَتَنَنَهُ هَذَا إِلَّا وَاسْتَوْفُوا بِالْبَنِي خَيْرًا وَأَنَا مَعَكُمْ غَوَايَا عَنْكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مَعَهُ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِدَارِجَةٍ مَشِينَةٍ فَإِنْ فَعَلُوا فَهَجَرُوا وَلَهُمْ فِي الْعَصَايِ وَأَصْهَرُ يَوْمَهُنَّ حَسْرَةً غَيْرَ مُبَرَّجَةٍ فَإِنْ أَطَعْتُمْ فَلَا تَكُونُوا عَلَيْهِمْ سَبِيلًا إِلَّا وَأَنْ لَكُمْ عَسَى بِبَنِيكُمْ حَقٌّ وَكَيْفَ بِكُمْ عَلَيْهِمْ حَقٌّ فَإِنَّ حَقَّكُمْ عَلَى بَنِيكُمْ فَلَا يُوَاطُّنَ قُرْبُكُمْ سَنَ تَكُونُوا وَلَا يَأْذَنُ فِي بَنِيكُمْ لَمْ تَكُونُوا إِلَّا وَنَ حَقَّكُمْ عَلَيْهِمْ أَنْ تُعْبَدُوا إِلَهُيْنِ فِي بَنِيكُمْ وَضَعَابِهِمْ هَذَا حَدِيثٌ خَالٍ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ شَيْبَةَ بْنِ عُرْفَةَ (اصح ۳۲۰ ص ۳۲۰)

ترجمہ: "حضرت عمرؓ نے انہیں بتا دیا کہ میں نے یہ لوگوں کے واقعہ پر ہی انہیں مہمان کے ساتھ تھا۔ آپ نے انہیں سے اللہ تعالیٰ کی مدد بتائی کہ میں نے یہ نصیحت کی پھر خطبہ دیا اور فرمایا کون سا دن ہے جس کی حرمت میں تم لوگوں کے سر سے پانچ سو ہاتھوں (آپ نے تین مرتبہ بھی سو سو کیا) لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ کہ دن ہے۔ آپ نے انہیں کہہ دیا کہ تمہاری قوم تمہارے سرسبز نہ تھی مگر تمہاری عورتیں ایک دوسرے پر اپنی طمرات حرام ہیں جیسے آج کا یہ دن تمہارے میں شہر اور اس میں بیٹے ہیں۔ جان لو کہ یہ حرام کرنے والا بتایا نقصان دہ ہے وہی باپ اپنے بیٹے کے جرم کا

اور کوئی جنا اپنے باپ کے جرم کا ذمہ دار نہیں ہے۔ آگاہ ہو جائے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے کسی بھائی کی کوئی چیز حلال سمجھے۔ جان لو کہ زمانہ جاہلیت کے سب سود باغی ہیں۔ اور صرف اصل مال ہی حلال ہے۔ نہ تم غلام کرو اور نہ تم پر غلام کیا جائے۔ ہاں البتہ عباس بن عبد المطلب کا سود اور اس کی دونوں معاف ہیں۔ پھر جان لو کہ زمانہ جاہلیت کا ہر خون معاف ہے۔ پہلا خون جسے ہم معاف کرتے اس کا قصاص نہیں لیجئے حادثہ بن عبد المطلب کا خون ہے۔ وہ قبیلہ غویض کے پاس رضاعت (دودھ پینے) کے لئے بھیجے گئے تھے کہ انہیں نہ مل سکتے تھے کہ وہ بچہ مر گیا تھا۔ خبردار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ یہ تمہارے پاس قیدی ہیں تم ان کی کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو قرآن میں اپنے بستر اس سے اٹھ کر دو اور اٹکی مار، مارو کہ اس سے بڑی دغیرہ نہ ٹوٹنے پائے۔ پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو ان کے خلاف بہانے تلاش نہ کرو۔ جان لو کہ جیسے تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے وی طرح ان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارا حق یہ ہے کہ وہ وہ لوگوں کو تمہارے بستروں کے قریب نہ آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگوں کو بھی عہدوں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دو جس میں تم اچھا نہیں سمجھتے۔ اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ ان کے کھانے اور پینے کی چیزیں میں ان سے اچھا سلوک کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے ابوالحسن علی بن ابی حمزہ و صحیب بن غرقہ سے روایت کرتے ہیں۔“

۳۶۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ ثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ. (مسند، ص ۱۰۱)

ترجمہ: ”حضرت علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حج اکبر کے متعلق پوچھا کہ یہ کس دن ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: حج (قرآنی) کے دن یعنی اس دن الحج ہو۔“

۳۶۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ لِأَنَّهُ رَوَاهُ مِنْ غَيْرِهِ وَجِهَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا زَفَعَهُ إِلَّا مَا رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ. (مسند، ص ۱۰۱)

ترجمہ: ”حضرت علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ حج اکبر کا دن قرآنی کا دن ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ یہ کئی سندوں سے اجماع سے منقول ہے، دو حادثہ سے اور وہ حضرت علی بن ابی حمزہ سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ محمد بن ابی حنیفہ کے علاوہ کسی نے اسے مرفوع کیا ہو۔“

۳۶۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ نَا حَسَدًا مِنْ سَمْعَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ

أَعْيَنَ نَسِيسَ بَنِعَوْرُوفٍ فِي الْحَدِيثِ (ص ۱۸۸، ص ۳)

”شَوَّحْتُمْ“ حضرت علی بن ابی طالبؓ کی روایت ہے کہ میں نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کلمے میں سونے کی صیغہ تھی تو آپؐ نے فرمایا: ”یہی اس بات کو اپنے سے دور کر دو جو میں نے آپؐ کو سورہ براءۃ کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا“ اَلْحَدِّثُوا اَحْبَادَهُمْ ... الْاَمَّةُ (انہوں نے اپنے ہمگوں اور اربابوں کو اللہ تعالیٰ کے احادیث یاد دلایا ہے۔ ترجمہ آیت ۳) پھر آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے نہ ان کے (علاء اور رویش) ان کے لئے کوئی بیز حال قرار دیتے تو وہ بھی اسے ہال سمجھتے اور اگر کسی شی کو حرام قرار دیتے تو اسے حرام سمجھتے۔ یہ حدیث سن کر یہ ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبداسام بن حرب کی روایت سے جانتے ہیں اور ضعیف بن ائین غیر مشہور فی احادیث ہیں۔“

۲۲۳۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ نَوْبٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَا قُتَيْبًا عَنْ اَبِي عَرَبَةَ عَنْ اَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْتُ لِنَسِيسٍ صَلَّى لِلَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الْعَدَاوَةِ اَوْ اَدْخَلَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَنَدْمِيهِ لَا بُدَّ لَنَا نَحْنُ فَنَدْمِيهِ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنَنْتَ مَا ظَنَنْتَ اِنَّهُ لَكِلَيْهِمَا هَذَا حَدَّثَنَا حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ اِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ وَفَرَّوِي هَذَا الْحَدِيثَ خَبَرًا لِرُوَاهِ الْوَلَدِ وَخَبَرًا وَاجِدًا عَنْ هَمَّامٍ نَحْنُو هَذَا (ص ۱۸۸، ص ۳)

”شَوَّحْتُمْ“ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرماتے تھے کہ میں نے عمار (ثور) میں نبی اکرمؐ سے عرض کیا کہ اگر ان کفار میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں تلخ لگے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ان روایتوں کے بارے میں کیا کہن کرتے ہو جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور عام فی سے مقول ہے۔ پھر اس حدیث کو وہابی بن ہاراس ورنی حضرات تمام سے اسی کی، منقول کرتے ہیں۔“

۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بَرٍّ خُصَمِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَسِيسَ بَنِعَوْرُوفٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدٍ بَنِ اسْحَقَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِي غَبَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ لَنَا وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي دَبِيٍّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ قِفَاةً اِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ وَبَدَأَ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتَّى قَعَمْتُ فِي مَسْجِدِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَسْمَى عَبْدُ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ نَبِيُّ اَمْرِ الْغَابَةِ وَنَحْنُ كَذَا وَكُنَّا بَعْدَ اَبَانَةِ قَالِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُنُ حَتَّى اِذَا اَخْرَجَتْ عَلَيْهِ اِنْ اَخْرَجَتْ غَيْبًا اَيُّ قَدْ خَبَرْتُ وَاقْخَرْتُ قَدْ قِيلَ لِي اِسْتَبْرَأْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَجِبْنِ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ لَوْ اَعْلَمْتُ اَنْيْ لَوَدِدْتُ عَلَى السَّيِّعِينَ غَيْرَ لِي لَوَدِدْتُ قَالِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ مَشَى مَعَهُ فَقَامَ عَلَيَّ قَبْلَهُ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُ فَنَدَّبَ بَنِي وَخَرَجْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَاللَّهِ وَرَسُولُهُ عَلَيَّ مَا دَاكَ الْأَمِيرُ خَسَى نَزَلَتْ هَذِهِ الْأَوَانِ وَلَا أَصْلِي عَلَى نَحْرِ بَعْدَهُ
مَاتَ قَبْلَهُ وَلَا نَحْمَ عَلَى خَيْرٍ إِلَى أَحِبِّ الْأَيَّةِ قَالَ فَقَدْ سَلِمَ رَسُوْنَا لِلَّهِ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ عَلَى
مَنَاقِبِهِ وَلَا قَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى قُبِضَ اللَّهُ هَذَا خَبِيرٌ خَسَى غَرِبَتْ فَصِيحَتُهُ (ص ۱۰۱، ص ۱۰۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی (مناقبوں کا سرور) اور انور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ جو دشمن عبداللہ بن ابی جس نے قاتل ان اس کی طرح کہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی گستاخوں کے دن گن گن کر بیان کر کے سٹے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شخص کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے رہے پھر جب میں نے بہت کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میرے سامنے سے بہت چوک۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے لہذا میں نے اختیار کیا ہے۔ مجھے کہا گیا ہے کہ "سْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ" (تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ، اور تو ان کے لئے سزا دے یا نہ بخشش دے) لے گا تو بھی اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا کہ میں بخشش کروں (سورہ توبہ آیت ۸۰) اگر میرے سزا دینے سے زیادہ استغفار کرنے پر اسے مغائب کر دیا جائے تو یقیناً میں ایسا کرتا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز پڑھی اور جنازہ کے ساتھ گئے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں "وَلَا تُصَلِّ" (الایہ ۱۰) اور ان (مناقبین) میں سے جو مر جائے کسی پر بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھو۔ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔ بے شک انہوں نے "قد قاتل" اور اس کے رسول سے لڑ لیا اور مافوقی کی حالت میں مرتے۔ (سورہ توبہ آیت ۸۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت تک نہ کسی منافق کی نماز (جنازہ) پڑھی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ یہ حدیث صریح فریب صحیح ہے۔"

۳۲۲۲ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَنَحْنُ فِي سَجِيدِ مَا عَنِدَ لِلَّهِ قَاتِلِ النَّبِيِّ عَنِ ابْنِ خَلْفَةَ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَاسٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ أَبُوهُ فَقَالَ اعْبُدْنِي فَيُصَلِّكَ وَأَقِمَّ لَهُ فِيهِ وَصِيًّا عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ وَأَعْطَاهُ فَبَيَّضَهُ وَقَالَ دَا مَرُّنَحْمَ قَدْ مَرُّنَحْمَ فَلَمَّا ارَادَ أَنْ يُصَلِّيَ خَذَنَهُ عَسْرٌ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَسِيتُ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ نَابِئِ الْخَبَرَ نِينَ اسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَأَذَّنَ اللَّهُ وَلَا تُصَلِّ عَلَى نَحْبِهِمْ مَاتَ أَنَا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ هَذَا خَبِيرٌ حَسَنٌ فَصِيحَتُهُ (ص ۱۰۱، ص ۱۰۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرثدہ کے بیٹے عبداللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنا کرت مجھے نماز کرو مجھے تاکہ میں اپنے باپ کو غسل دوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کی نماز جنازہ پر جس پھر اس کے لئے استفادہ بھی کیجئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قہقہہ دینی اور فرمایا کہ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے آؤ کرنا۔ جب نماز اتم ہو گئی تو اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا راہ فرما۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کیا اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے پر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں اس کے لئے استفادہ کروں یا نہ کروں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ“۔ ”ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھائی مجھوز دی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۲۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ الْكَائِكَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ وَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ تَسَارَى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أَنَسَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ قَتَلَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدٌ قَبْلَهُ وَقَالَ الْآخَرُ هُوَ مَسْجِدٌ زَمَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَمَنَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مَسْجِدِي هَذَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى هَذَا عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ زَوْدُ أَنَسٍ بْنُ ابْنِ بَحْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ. (ص ۸۷، ص ۸۸)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید ندوی فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان اس بات پر بحث ہوئی کہ جو مسجد پہلے دن سے تقویٰ پر چلتی ہے وہ لوگوں کی مسجد ہے۔ ایک نے کہا کہ مسجد قبلہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں وہ مسجد نبوی سے تہیٰ کی اگر مسجد نبوی نے فرمایا وہ میری مسجد ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو سعید سے اس سند کے علاوہ بھی مقول ہے۔ انھیں بن ابی بکر نے اسے اپنے ہاتھ سے اور وہ ابو سعید سے اس سے نقل کرتے ہیں۔“

۳۲۳۴ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا مَعْلُوْبَةَ بِنْتُ هِشَامٍ نَا يُونُسُ بْنُ الْخَدْرِ عَنْ ابْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ ابْنِ مَسْعُوْدَةَ عَنْ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ مَرْزُوقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاةٍ وَبِهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَنْظُرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُنْظَرِينَ قَالَ كَانُوا يَسْتَجِدُّونَ بِالْقُبَاةِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيهِمْ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِي آيَاتٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُرَّةٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَمُعَمَّلٍ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اُن قبائے کے بارے میں نازل ہوئی ”فِيهِ رَجَالٌ“۔ ”(میں میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک، رہتے ہو اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔ سورۃ النور، آیت ۱۰۸) روئی کہتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجہ کرتے تھے پھر پانی ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابو یوسفؒ، ابن ابی شیبہؒ اور محمد بن عبداللہ بن

سلام سے بھی روایت ہے۔

۲۲۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِلَاظٍ نَا وَكَيْعٌ نَا سَعْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَيُّوبَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ اتَّغْفِرُ لِأَيُّوبَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقَالَ أَوْ لَيْسَ اِشْتَغْفِرُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَلْتُ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالْبَنِينَ أَفْثُوهُ أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَنَيْبِ عَنْ أَبِيهِ

(ص ۱۶۹، ص ۱۸)

مُتَوَجِّهٌ ”حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرتے ہوئے سنا تو کہا کہ تم اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہے ہو اور آنحلیک وہ مشرک تھے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لئے استغفار نہیں کیا۔ جب میں نے یہ قصہ ہی اکرم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ“ (پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔

انجیل ۱۱۴) یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت سعید بن مسیبؒ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۳۳۳۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُسَيْنٍ نَا عَنْ الرَّزَّازِ نَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الرَّهْمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بَنِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ إِلَّا بَدَأَ وَلَمْ يُعْزِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا نَخَلَّفَ عَنْ بَدْرِ إِنَّمَا أُخْرِجَ بِرَبِّهِ الْعِزْرَ فَخَرَجْتُ فَرِيضَ مَبِيعَتَيْنِ لِيُعِيرَهُمَا فَلَمَّا غَزَا عَنْ غَيْرِ نَزَعْتُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَتَعْرَىٰ إِنَّ أَخْرَفَ مَثْعَبٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ لَبَدْرٍ وَمَا أَحْبُّ إِلَيَّ كُنْتُ تَهْدِيهَا مَكَانَ يَتَّبِعُنِي تِلْكَ الْعَصْبَةُ حَيْثُ تَوَلَّيْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ لَمْ لَمْ أَتَخَلَّفْ نَعْدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ اجْرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَاذَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّمَنُ بِالرَّحِيلِ فَذَكَرَ الْحَدِيثُ بِطَوِيلِهِ قَالَ فَتَنَلَّكْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَخَوْلُهُ الْمُسَبِّحُونَ وَهُوَ يَسْتَفِيرُ فَاسْتَدْرَجْتُهُ الْقَمَرُ وَكَانَ إِذَا سُرَّ بِالْأَمْرِ اسْتَبَارَ فَبَجْتُ فَبَجَلْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَهْبِرْ مَا كُتِبَ لِي مَالِكٍ بِخَيْرٍ يَوْمَ أَنِّي عَيْتُكَ مِنْذُ وَلَدْتُكَ أَمَّاكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ آمِينَ عِنْدَ اللَّهِ أَمْ مِنْ عِنْدِكَ فَقَالَ تَلَّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ دَلَّا هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ لَقَدْ نَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ نُعْسِهِ مِنْ نَعْبٍ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُمْ بِهِمْ رَهْ وَتُ رَجِيتُمْ حَتَّى بَلَغَ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ قَالَ وَمِمَّا تَرَلْتُ أَنْصَا أَقْوَا اللَّهُ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ مِنْ

تَوَجَّهَ أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا بِصِدْقٍ وَأَنَا أَخْبِيعُ مِنْ مَالِكٍ كُتِبَ صِدْقُهُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ وَاللَّهُ فَقَالَ السُّيُوطِيُّ
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَلْغُضَ مَالِكٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ فَقُلْتُ فَإِنِّي أَمْسِكُ سَهْوِي الَّذِي يَخْبِيهِ قَالَ
فَمَا تَنعَمُ اللَّهُ عَلَى نِعْمَةٍ يَغْدُو الْإِسْلَامُ أَكْثَرُ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جِئْتُ صِدْقَهُ أَنَا وَصَاحِبِي وَلَا تَكُونُ كَذِبُنَا فَهَنَعْنَا كَمَا هَلَكُوا وَإِنِّي لَا أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ اللَّهُ أَهْلِي أَخْذًا
فِي الصِّدْقِ بِمَثَلِ الَّذِي أَتَيْنَا مَا نَعْمَدُكَ لِلْكَذِبَةِ بَعْدَ وَإِنِّي لَا أَرْجُو أَنْ تُخْفَظَنِي اللَّهُ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ رَوَى
عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْخَبْرَ بِخِلَافِ هَذَا الْإِسْلَامِ قَدْ قِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ سَلَالٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ كَعْبٍ وَقَدْ قِيلَ غَيْرُ هَذَا وَرَوَى يُونُسُ بْنُ زَيْدٍ هَذَا الْخَبْرَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ. (ص: ١٢٠، ص: ١٢١)

خود بخود "حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں ہونے والی تمام جنگوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھا سوائے غزوہ بدر کے اور نبی اکرم ﷺ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے دلوں سے ناراض نہیں ہوئے تھے کیونکہ آپ ﷺ تو محض ایک ڈالے کی فریاد پر ان کی مدد کے لئے آ گئے۔ چنانچہ دونوں لشکر بغیر کسی رادے کے مقابلے پر آ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پھر فرمایا: میری جان کی قسم صحابہ کرام کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی غزوات میں شرکت کی سب سے عمدہ جگہ یہ ہے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ میں لیڈر بعضہ فی جہد جنگ بدر میں شریک ہوتا کیونکہ اس سے ہم اسلام پر مضبوط ہو گئے پھر اس کے بعد میں غزوہ تبوک تک کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہا اور یہ نبی اکرم ﷺ کی آخری لڑائی ہے آپ نے لوگوں میں کوئی کا اعتدال نہ کیا اور کچھ راوی طویل حدیث نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں (غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد میری توبہ قبول ہونے کے بعد) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مسلمان آپ ﷺ کے گرد جمع ہوئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاندنی کی طرح چمک رہا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اسی طرح چمکنے لگتا تھا۔ میں آیا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کعب بن مالک تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ آج کا دن تمہاری زندگی کے تمام دنوں میں سب سے بہتر ہے جب سے تمہیں تمہاری ماں نے جنا ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی! صرف سے یا آپ ﷺ کی طرف سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں "لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ" (الآیہ) (اللہ تعالیٰ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے کسی گنہگار کے ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے۔ پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی۔ بے شک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

آیت ۱۷۱) کہہ رہے تھے ہیں کہ یہ بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ...
 لاہوتہ" (اے ایمان والو! تم سے اللہ تعالیٰ سے اور ہوساتھ چلو۔ کہے۔ آیت ۱۷۲) پھر عیب بانہو نے عرض کیا یا
 رسول اللہ تعالیٰ میری قوم میں سے یہ بھی ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور میں اپنا پروردگار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ میں صدقے کے طور پر دیتا ہوں۔ آپ صبر کرنے فرمایا اپنا کچھ ماں اپنے پاس رکھو یہ تہمت لگنے بہتر
 ہے۔ میرے عرض کیا میں اپنے لئے غزوہ خیبر میں سے ہٹے والا ہمدرد رکھتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
 اسلام کے بعد مجھ پر میرے نزدیک اس سے بڑا کوئی انعام نہیں کیا کہ میں نے اور میرے دونوں ساتھیوں نے آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے حج ہوا۔ اور نبوت بول کر ان لوگوں کی طرح ہلاک نہیں ہوئے۔ کچھ اسیہ ہے کہ حج بولنے کے معاملے میں
 اللہ تعالیٰ نے مجھ سے زیادہ کسی کی آزمائش نہیں کی۔ میں نے آپ کے بعد کبھی جان بوجھ کر رجعت نہیں ہوا اور مجھے
 اسیہ ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ مجھ سے محفوظ فرمائے گا۔ یہ حدیث اس سند کے علاوہ اور سند سے بھی نہ رہی ہے
 منقول ہے۔ مہاجر حسن بن عبد اللہ بن حبیب بن مالک بھی اس حدیث کو اپنے والد سے اور وہ کعب سے نقل کرتے ہیں
 اور اس کی سند میں وہ بھی نام ہیں۔ یونس بن زید یہ حدیث نہ رہی ہے وہ حمید الرحمن بن عبد اللہ بن مالک سے نقل کرتے
 ہیں کہ ان کے والد نے کعب بن مالک سے یہ حدیث نقل کی ہے۔"

۳۳۳۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ مَالِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ لُزْغَمِ بْنِ غُنْدَبٍ عَنْ
 الشَّامِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا قَالَ بَعَثَ أَبُو الْيَزِيدِ كَثِيرُ ابْنِ مَقْلُودٍ أَهْلَ الرِّبَا مِنْهُ فَلَا عَمْرَؤَ بِنِ الْحَطَّابِ
 عَلَيْهِ فَقَالَ إِنَّ عَمْرَؤَ فَذَلِكَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ قَدْ اسْتَحْضَرَ بَقِيَّةَ الْفَرَّانِ يَوْمَ شَعْبَاءَ وَإِنِّي لَا أَعْصِي أَمْرًا
 بِسُنْدِجَرٍ أَقْتُلُ بِأَقْرَبِهِ مِنَ الْعَوَالِمِ كُلِّهَا فَيَذْهَبُ قَرْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أَرَى أَنَّ تَامِرَ بْنَ جَعْفَرٍ الْفَرَّانِ قَتَلَ نُو
 بَكْرَ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ وَأَلَمْ
 يَزَلْ يَرَاهُمُ بِنِ ذَلِكَ حَتَّى سَرَّحَ اللَّهُ صَدْرِي بِلُؤْلُي سَرَّحَ نَهْ صَدْرَ عَمْرٍو وَرَأَيْتُ فِيهِ الْيَدِي رَأَيْتُ قَالَ
 رَأَيْتُ قَالَ أَيْزِيدُ بْنُ كَثِيرٍ إِنَّكَ صَاحِبٌ لَا تَهْمُكَ فَذَكَرْتُ نَكَدْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ حَسِبْتُ
 فَتَنِي الْفَرَّانِ قُلْتُ مَا اللَّهُ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ خَيْبٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَلَمَّا كُنْتُ كُنْتُ
 أَفْعَلُونَ عَلَيْهِ أَمْ بِمَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ حَتَّى فَلَمْ يَزَلْ
 يَرَاهُمُ بِنِ دَبْتُ أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرٍو حَتَّى سَرَّحَ اللَّهُ صَدْرِي بِلُؤْلُي سَرَّحَ نَهْ صَدْرَ عَمْرٍو وَرَأَيْتُ فِيهِ الْيَدِي رَأَيْتُ قَالَ
 هُمُ فَتَنِيَتْ الْفَرَّانِ أَجْمَعَةً مِنْ أَمْرِ قَوْمٍ وَالْمُشَبِّ وَاللَّخَابِ بِعَيْنِي الْجَحَارَةِ وَصُورِ لِرَجُلٍ فَوَجَدْتُ
 أَيْمَرُ سَوْرَةٍ مَرَّةً مَعَ خُوَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ لَقَدْ جَاءَ كُنْ رَسُولُ بْنُ تَمِيمُكَ عَزِيزٌ فَلَمَّا مَا عَيْنُهُ حَتَّى لَيْسَ

عليكم يا المؤمنين ما وقف زعيم قريش يوم الفيل على النبي لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم هذا حديث حسن صحيح رواه ابن الاثير ١٢٠

[illegible]

٢٣٤ - حدثني محمد بن بشير عن عبد الرحمن بن مهدي عن ابن جهم عن معمر بن الزهير عن أبي أنس أنه
عذبة قدم عليه عشتان بن عفلق وكان يغارني على الشام في فتح أرمينية وأذربيجان ومع أهل العراق
أرى خلفه إخوانهم من الأتزان وقال لعامة إن عدنان يا أميهر العجميين أدرك هذه الأمة قبل أن

يُخَلِّفُوا فِي الْكِتَابِ فَذُ حَتَمَتِ الْيَهُودُ وَالْأَسَاوِي فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ أَنَّ أَرْبَعِينَ لَيْلًا بِالْمُصَلِّفِ
 ثَلَاثًا فِي الْمَصَاحِبِ ثُمَّ تَرَدُّعًا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ حَفْصَةَ إِلَى عُمَيْدٍ بْنِ عُمَانَ بِالْمُصَلِّفِ فَأَرْسَلَ عُمَيْدٌ
 إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَنَجِيبِ بْنِ الْعَاصِ وَهَذَا الرَّحْمَنُ بْنُ الْخَدَّارِ بْنِ جَسَامٍ وَغَيْدُ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ
 اسْتَحْوَا الْمُصَلِّفَ فِي الْمَصَاحِبِ وَقَالَ لِلْمُصَلِّفِ الْفَرَسِيِّينَ الثَّلَاثَةَ مَا أَحْبَبْتُمْ فِيهِ أَقْدَمُ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ
 فَاقْتَبَهُ بِأَمَانٍ فَرَبَّيْ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِسَلَامِهِ حَتَّى اسْتَحْوَا الْمُصَلِّفَ فِي الْمَصَاحِبِ بَعَثَ عُمَيْدٌ إِلَى كُتَيْبِ
 أَقْبَى بِالْمَصَاحِبِ مِنْ تِلْكَ الْمَصَاحِبِ الَّتِي اسْتَحْوَا قَالَ الرَّبِيعُ وَوَحْدَتِي خَارِجَةٌ مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ ثَابِتٍ
 قَالَ فَقَدْتُ أَيْةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا مِنَ الْقُرْآنِ
 رَجُلًا صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ نَفْسُ نَجْمَةٍ مِنْهُمْ مَنْ يَنْقُضُ عَهْدَهُمْ فَوْجَاءً مَعًا
 خَرِجَتْ مِنْ ثَابِتٍ أَوْ أَمَى خَرِجَتْ فَالْعَهْدُ فِي سَهْوٍ رَجُلًا قَدْ لُزِمَ قَدْ فَاقْتَضُوا بِوَيْدٍ فِي اسْتَلْقَابِهَا وَسَأَلُوهُ
 فَقَالَ الْقُرَيْشِيُّونَ اسْأَلُوهُ وَقَالَ زَيْدُ الْيَهُودِ فَرَفَعَ اخْبِرَاهُمْ إِلَى عُمَيْدٍ فَقَالَ اسْأَلُوهُ فَانْثَرَتْ فَانْثَرَتْ
 بِسَلَامٍ قَرِيبُ قَالَ الرَّبِيعُ فَخَوَّلَ عَنْهُ لَيْلَةً مِنْ عَهْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْدٍ أَنَّ عَهْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَرِهَ لِرَبِيعِ
 ثَابِتٍ اسْتَحْوَا بِالْمَصَاحِبِ وَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ نَزَلَ عَنْ نَسِخِ كِتَابِ الْمَصَاحِبِ وَنَزَلْنَا بِهَا حُلَّ وَاللَّهِ
 نَعُدُّ اسْتَلْقَابَ وَفَقَدْ كُنِيَ ضَرْبُ رَجُلٍ خَفَرُ يَرِيدُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَلَيْسَ ذَلِكَ فَاسْتَلْقَابَ مِنْ مَسْعُودٍ يَا أَهْلَ
 لُبْعِ اسْتَلْقَابَ الْمَصَاحِبِ كُنِيَ عَذَابُكُمْ وَعَلَّوْهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَنْ يُضِلُّ يَدَّ بِمَا عَمِلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 فَالْقُرْآنُ الْكَلِمَةُ بِالْمَصَاحِبِ قَالَ الرَّبِيعُ فَلَمَعَنِي أَنَّ ذَلِكَ كَرِهَ مِنْ مَعْنَاةِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَخَالَ مِنْ الْعَاصِلِ
 أَصْحَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا حَدِيثٌ خَسِرَ صَبِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ الرَّبِيعِ لَا نَعْرِفُ
 إِلَّا مِنْ خَيْرِهِ (رواه ابن جرير)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ
 اہل عراق کے ساتھ تھے کہ انور بن ابی جراح اور ربیع بن قبا میں اہل شام سے لڑ رہے تھے۔ پھر حذیفہ شام سے لوگوں سے
 برہنہ قرآن میں اختلاف دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس مسئلہ کی اس سے پہلے خبر لیجئے کہ یہ لوگ قرآن
 کے متعلق اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن جیسے کہ یہودیوں اور نصاریٰ میں اختلاف ہوا چنانچہ انہوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہاں بھیجا کہ
 انہیں سمجھائیں اور تاکہ اس سے دوسرے نسخوں میں نقل کیا جا سکے۔ پھر ہم آپ کو وہ مصحف بھیج دیں کہ جس میں
 حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ مصحف بھیج دیا اور انہوں نے زید بن ثابت، سعید بن جاسم، ابوالحسن بن علی،
 بشام اور عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کے اہل بیت کے ساتھ اسے مصحف میں نقل کروا دیا۔ پھر انہیں قریشی حضرات سے فرمایا

آخر ہم میں اور زید بن ثابت میں اختلاف یہ ہے کہ تو کچھ قرآن کی زبان میں لکھو۔ کیونکہ یہ (قرآن) انہیں کی زبان میں لکھا جائے۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے اس شخص کو کبھی مصاحف میں نقل کر دیا اور پھر ہر علاقے میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ عاصم بن زید نے کچھ سے زید بن ثابت پر تو قنن نقل کیا کہ سہرا (حزاب) کی یہ آیت تم کوئی جو میں کی اگر تم سونے کا کوئی تمنا کہ "بِئْسَ الشُّرَکَآءُ رَجُلٌ صَدَقُوا" (الاحزاب) میں آئے اسے حاضر کیا تو عاصم بن ثابت پر زہری یا بخیر کے پاس سے مل گئی۔ چنانچہ میں نے اسے اس سورت کے ساتھ ملا دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ اس موقع پر ان دونوں میں لفظ "تا موت" اور "تا موت" میں بھی اختلاف ملا۔ زہری "تا موت" کہتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک حضرت عثمان غنی کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا "تا موت" لکھو کیونکہ یہ قرآن کی زبان میں قرا ہے۔ زہری یہی کہہ رہے تھے کہ اللہ ہی عبد اللہ بن ثابت سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود پر زہری کا زہری کا قرآن لکھنا آوارہ مرزا انہوں نے دیکھا۔ اس لئے قرآن لکھنے سے معذرت کیا۔ وہ کہتے تھے کہ اپنے شخص کو یہ کام سونپنا وہاں جو اللہ تعالیٰ کی قسم اس وقت کا قرآنی پیڑ میں تھا جب ملا۔ اسامہ (ان کی اس شخص سے سہرا حضرت زید بن ثابت پر ہو گیا تھا) اس لئے عبد اللہ بن مسعود پر ملائے فرمایا اس اہل عراق تم اپنے قرآن پہنچاؤ۔ اور کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ہے۔ جو شخص کوئی چیز چاہیو گے وہ وہ یا تم کے ذہن سے آئے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو گا۔ ابنا (تم اپنے مصدق سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا) یہی کہتے ہیں کہ کچھ اہل علم نے عبد اللہ بن مسعود پر فرمایا کہ یہ بات بات ہے۔ یہ صحابہ کرام ہیں۔ جو کچھ ان کا کہنا ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف زہری کی روایت سے نہ لیتے ہیں۔

—== شمس ==—

پتھریہ میں سہرت کو برسات اس نے کہے ہیں کہ اس میں کھانے سے روکنا ہے۔ وہ اس سہرت کو سہرت تو پہنچی تھے کہ اس میں مسئلہ نفس کی توبہ کا ذکر ہے۔

۱۰۴۔ سورت مرقیہ البتہ بقولہ جَاءَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلًا مِّنْ قُبُورٍ صَفَدٍ مَّحْمُوْدٍ کہ بتائی جاتی ہے۔ آیات فی
راواں سورت سے ۳۵ آیت ہے۔ اور ۲ کوٹھ ہیں۔ اس سورت میں حکمتوں کی تعداد ۸۹ ہے۔ ہر ایک کو حرف کی تعداد

(۱۰۴) ۱۷

خَلَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا بِشَارٍ مَا خَلَدْنَاكُمْ أَوْ غَمَدْنَاكُمْ إِلَى الْإِقْدَالِ (ص ١٠٩)

و کتاب لأعمال من اوائل ہمسہ و ہمسہ علماء نے قرآن کی سورتوں کی تقسیم اس طرح فرمائی ہے کہ سورت بقدر ہے
ت پونیس نصف کو طویل سمجھتے ہیں نہ کہ سورت جس میں سو سورس ہیں۔

سورۃ انفاس سے سورۃ شعرا تک کو مضمین کہتے ہیں کیونکہ ان میں سورۃوں کی تعداد سورت سے زیادہ ہے سورۃ شعرا

سے سورتِ برات تک کو مٹانی کہتے ہیں کیونکہ ان سورتوں میں قلم زیادہ تر سورتِ برات سے آخر تک کہ متصل کہتے ہیں پھر متصل کی بھی تین قسمیں ہیں ① حوالہ ② اسماہ ③ تعداد ④

حدیث بالا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سورتِ انفال مثالی میں سے ہے اور سورتِ برات مثالی میں سے ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سورتوں کو حوالہ میں کیوں رکھ دیا اس کا جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ ان دونوں سورتوں میں مضمون ایک جیسا ہے اسی وجہ سے ان کے درمیان ہم تختہ بھی نہیں لکھی تھی مگر یہ دو سورتیں ایک جگہ ہیں اس لئے ان کے درمیان توڑا اسماہ صدارت کیا ہے۔^(۱۶)

اس بات میں علماء افراتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سورتِ انفال کی تلاوت کرتے ہوئے سورتِ برات شروع کرے تو ہم اسے نہ پڑے کیونکہ سورتِ برات کا مستحق سورتِ ہونا چاہیے مگر ہے لیکن ہے کہ یہ سورتِ انفال کا ہی حصہ اور

اگر سورتِ برات سے تلاوت شروع کی ہے تو اب جہز اللہ... پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں مگر ہم قلم پڑھنے میں... قول ہیں نیک قول کے مطابق پڑھے اور دوسرے قول کے مطابق نہ پڑھے۔ امام شافعی دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ دو فرماتے ہیں۔

فِي وَفَّيْهَا تَصْلِيْهَا تَوْبَةُ نَبَاةٍ لِّيَتْرَكِلَهَا بِالتَّحْيِيْلِ لَسْتُ مُتَسَيِّئًا لَّهَا (جب تم سورتِ انفال ختم کر کے کر کے متصل سورتِ برات شروع کر دو۔ سورتِ برات سے عاقبت توبہ کی ابتدا کی جائے تو اب ان دونوں سورتوں میں ہر ایک پر پڑھو کیونکہ یہ سورتِ جنگ کے بارے میں ترکی ہے) اسی طرح سے عاصم ازلی نے فرماتے ہیں۔

"لَا خِلَافَ بَيْنَ حَذْفِ التَّحْيِيْلِ بَيْنَ الْإِنْفَالِ وَتَرْكِهِ عَنْ كُلِّ مَنْ تَسْمَعُ نَبَاةَ التَّوْبَةِ قَبْلَ وَكَلَامُكَ الْإِبْدَاءِ بِتَرْكِهِ عَلَى الصَّحِيحِ عَنْهُ أَهْلُ الْأَدَاءِ"^(۱۷)

دو حضرت جو دو سورتوں کے درمیان ہم قلم پڑھنے کے قائل ہیں وہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ سورتِ انفال اور سورتِ توبہ کے درمیان ہم قلم نہیں پڑھیں گے کی اسی طرح اہل امام کے نزدیک بھی صحیح قول یہی ہے کہ سورتِ برات سے تلاوت کی ابتدا کرنے سے ہم قلم نہیں پڑھیں گے۔

حَدَّثَنَا الْعَسْكَرُ... أَنَّهُ قَبِلَ خِطْبَةَ الْوُضَاعِ... دس ۴۹... ۳۳

ذمِ الْخَبَرِ (ص ۱۱۰) میں روایات میں دم دس ۴۹ ہے اور چھ میں دم یاں مگر حقیقت میں یہ سب ایک ہیں کیونکہ پورا امام اس میں ملتا ہے۔ ایسا ہی مریضہ بنی لحاظ سے ہر مریضہ مطلب۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعض روایات میں انفال طرف اختلاف کی گئی ہے کسی میں یہ پانچ طرف اور کسی میں دلا کی طرف۔^(۱۸)

زیادہ صحیح یہ ہے کہ "ذمِ رُبْعِ بِنِ الْخَبَرِ" ہے۔ (حاشیہ بخاری شریف) ابن ربیعہ کہتا خلاصہ ہے۔^(۱۹)

فَلَا تَجْعَلُوا مَوَاضِعَ كَلَامِهِمْ عَصَاً لَّيْسَ فِيهَا لَكُمْ شَيْءٌ مِّنَ الْحَقِّ وَهِيَ كَالْحُلِيِّ الْمُنَافِقِ ۚ وَمَن يُضِلُّ فِئَةً مِّنَ النَّاسِ فَسَدَّ سُبُلَ أَلْسِنَةٍ رِّبَا ۚ وَمَن يُضِلُّ فِئَةً مِّنَ النَّاسِ لِيُؤْثِرُوا عَلَى النَّاسِ فَأُولَٰئِكَ يُضِلُّ اللَّهُ فِتْنَتَهُ ۚ إِنَّهُ مُضِلٌ لِّلظَالِمِينَ

هَذَا غَيْدُ الْوَارِثِ . يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَقَدْ يَوْمَ الْفَتْحِ : (ص: ١٠٩)

یوم الحج الاکبر (ص ۱۰۱) حضرت عبداللہ بن عباس حضرت ذوقی الاظم انھما بن زبیر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے پیم مرگ ہے کیونکہ آپ مر گئے فرمایا تھا الحج عرفہ۔^{۱۹}
بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یوم النحر ہے کیونکہ اس کیلئے: میں، حج کے نئی، ہم امور دانے جاتے ہیں۔
اس دن کے کام طواف زیارت، نماز قربانی ملتے ہیں۔

اس وجہ سے آپ مہنگونے نے یومِ آخر کو قیامت کا دن مانتا ہے۔^(۱۶)

حضرت - طہین ثورن مہمہ نے فرمایا: ہم کچھ اکبر کا صدوق مرثیہ اور ہم لگو۔ دونوں نے یہ عربی زبان میں مقربہ لفظ پڑھا۔
خلاق کی ہنس پر بھی کمریا جاتا ہے مضامیم القرون بدر کو کہتے ہیں بسب کہ غزوہ بدر میں کسی دن صرف دو لڑے تھے اسی غزوت
عرب اپنی دشمنوں کو لفظ ہم سے تہذیر کرتے تھے حالانکہ اس میں کسی کی دن صرف دو لڑے تھے۔
خَلَقًا وَنَسَبًا (احسن بادشاہ)

[illegible]

فَدَعَا عِبْرًا فَذَعَلَهُ رِيًّا. (اس ۱۹، ص ۱۹) مَعْرِشَن فَرَمَاتے ہیں حضرت علیؑ کو رو نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ عرب کی عادت تھی کہ معاملہ ختم ہو کر مکتہ تو جس نے معاملہ کیا ہے یا اس کے گھر وں میں اسے کوئی ختم کرے حضرت علیؑ کو آپ کے گھر وں کے گھر وں میں۔ یہ تھی۔^۱

اگرچہ نبی کریم ﷺ کا مدعا و قیلیل کی حیثیت سے نہیں تھا مصلہ قوس کی جوامت کے ہم ہونے کی حیثیت سے تھا لیکن انہوں نے اس کو اسے اپنی دشمنی کا معاہدہ سمجھیں اس لئے کہ جب سجادہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی عیسیٰ میں سب کچھ جوتی ہاٹم کے ایک فرد تھے۔ دور امت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حالت تھی۔^(۱۸)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ (اصولاً ۱۰۰۰۰)

بِسْمِ اللَّهِ صَلَّوْا اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَكْرُ۔ (ص ۵۹، سر ۵۶) مفسرین فرماتے ہیں جب سورت برات لڑا ہوا
 اس آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فتح کا امیر بنا کر مکہ معظمہ روانہ فرمایا ساتھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
 بھی بھیجا۔ (۱۳)

خَدَّ قَلْبًا حَسِينًا (ص: ۱۱، س: ۲۰)

اِذَا اَحْلَوْا لَهُمْ ذِكْرًا اَسْتَحْلَوْا (ص: ۱۱، س: ۲۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل و تجرید کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کو یہ اختیار مائل نہیں ہے اور کسی شخص کو کوئی حرام اور حلال کا اختیار کبھی تو اس نے ہی نصیب کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنالیا اگرچہ وہ اس کی عبادت نہ کرتا اور۔^(۱۱)

خَدَّ قَلْبًا زِيَادًا مِنْ اَيُّوبَ (ص: ۱۲، س: ۳۹) یہ واقعہ ہجرت کا ہے جب آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے مکہ منکر سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

وَنَحْنُ فِي الْمَغَارِ: (ص: ۱۲، س: ۴۰) ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت اس طرح آتی ہے "فَوَفَعْتُ دَائِيهِمْ فَبَدَأَ اَنَا بِاَقْدَامِ الْفُجُومِ"^(۱۲)

جب آپ ﷺ کے اوّل پیچشہ کے دن مکہ منکر سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف رات کے وقت روانہ ہوئے، اور جبل ثور میں جا کر قیام فرمایا اور مشرکین مکہ آپ ﷺ کی تلاش میں اس غار تک بھی پہنچ گئے اور اس غار کے چاروں طرف گھومنے رہے مگر اندر جا کر دیکھنے کی وجہ سے نہیں ملے۔ غار کے اندر سے حضرت ابوبکرؓ ان کو دیکھتے رہے آپ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ مشرکین یہاں تک پہنچ گئے اس پر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو تسلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا ابوبکرؓ ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیرا اللہ تعالیٰ ہے۔^(۱۳)

خَدَّ قَلْبًا عَنِ جَعْبِدِ (ص: ۱۲، س: ۴۱)

فَوَيْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جَعْبِدًا يَحْتَضِرُ فَرَسَاتِي هِيَ اِسْمُ فِتْنَةٍ كِي لَمْ يَزِدْ كِي اِلَّا اَوْ كِي نَمَازِ جَنَازَةٍ اِسْ كِي بَعْدَ اِسْمِ مَنَاجِدِي نِي اِسْمِ مَنَاجِدِي^(۱۴)

آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی بنی کی تمناز جنازہ کیوں پڑھائی؟ ابن جریجؒ فرماتے ہیں اس نماز پڑھانے میں ایک نبی کے بیٹے جن کا نام بھی عبد اللہ تھا جو مسلم بن عقیلؓ کی اولاد کی تھی اور دوسرا قبیلہ خزرج کی تالیف کلوب کے لئے ایسا کیا۔^(۱۵)

خَدَّ قَلْبًا بِنْدَارًا (ص: ۱۲، س: ۴۱)

فَاَقْطَعُ قَبِيضَةً (ص: ۱۲، س: ۴۱) آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لئے اپنے کرتہ بھی حصہ فرمایا۔ علامہ آدنی بیجیہ فرماتے ہیں اس کی ایک وجہ آپ ﷺ نے خود یہ بیان فرمائی تھی کہ میں نے اس کو کرتہ اس لئے دیا کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں۔^(۱۶)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس تمنا کو پورا بھی فرمایا اور قبیلہ خزرج کے ایک جز راہی اس عمل سے مسلمان ہو گئے۔ دوسری وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباسؓ بھی تھے تو وہ اور بھاری بدن ہوئے کی وجہ سے

کسی کا کہنا کہ جس پر نہیں آتا تھا۔ اس وقت نہیں انسانیں عید اللہ بن ابی نے کیا کرتے حضرت عباسؓ کو یاد تھا اس کی رکاوٹ کے لئے تو آپ ﷺ نے اپنے کرتے اس کے گھر میں مثال کر دیا۔^(۱۰۸)

وَقُلْ لِّیْسَ فِی الدِّیْنِ لَکُمْ عِلَاقٌ عَلَی الْمُتَفَلِّحِیْنَ (اص ۱۰۸، س ۱۰۸)

سُئِلَ: حضرت عمرؓ نے یہ استدلال کہاں سے کیا کہ منافقین کی نماز جہاد و جہاد سے اللہ تعالیٰ سے منع فرمایا ہے۔

جواب: حضرت عمرؓ نے آیت **وَأَسْتَغْفِرُكُمْ وَأُكَلِّفُكُمْ هَمًّا** (۱۰۹) (ان کے بے توانی سے استغفار کرنا نہ کر۔) سے استدلال کیا ہوا۔

سُئِلَ: اگر **وَأَسْتَغْفِرُكُمْ** (۱۰۹) اور **وَأُكَلِّفُكُمْ هَمًّا** (۱۰۹) کے معنیوں پر ملامت کرتی ہے تو آپ ﷺ نے اس سے ممانعت یہاں تک آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ اس آیت میں اختیار دیا گیا ہے۔

جواب: اللہ کے ظاہر میں تو آپ ﷺ کو اختیار ہی یہ ہے آیت کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے لئے جتنی سبب بھی استغفار کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائیں گے۔ اس آیت میں استغفار کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے نماز جہاد و جہاد اور حضرت عمرؓ نے یہ سمجھ کر کہ جب مغفرت ہوگی ہی نہیں تو آپ ﷺ کی نماز جہاد و جہاد سے مغفرت کرنا ایک لعل مرث ہے جو شان نبوت کے خلاف ہے مگر آپ ﷺ کے سامنے ان کے بیٹے کی دلجوئی اور اس کی قوم کے مسلمان ہونے کی حاجت تھی اس لئے یہ فعل عیث نہ ہوا۔^(۱۱۰)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ (اص ۱۰۹، س ۱۰۹)

الْمُسْنَدُ الَّذِي أَسْمَرُ عَلَى التَّفْهِيمِ (اص ۱۰۹، س ۱۰۹) اس آیت سے مراد: جو اللہ کے نزدیک مسجد قبا جو ملامت کی سب سے بڑی مسجد ہے جب آپ ﷺ نے یہ منور و شریف، کے چند دن آپ ﷺ نے قبا میں قیام فرمایا اور اس وقت آپ ﷺ نے اس مسجد کی تعمیر فرمائی تھی جبریل امین نے اس کا کعبہ تعمیر کیا تھا۔^(۱۱۱)

هُوَ مُسْنَدِي هَذَا (اص ۱۰۹، س ۱۰۹) اس آیت کی تفسیر میں مسجد نبویؐ بھی داخل ہے کیونکہ اس کی بنیاد اللہ ہی سے متعلق ہے۔^(۱۱۲)

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ... نَوَافِلُ هَذِهِ الْآيَةِ فِي أَهْلِ قُلَاد (اص ۱۱۰، س ۱۱۰) انصار کی عادت تھی کہ وہ سنبھل میں وسیع کے ساتھ ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے تھے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آیت **وَأَسْتَغْفِرُكُمْ** (۱۰۹) اور **وَأُكَلِّفُكُمْ هَمًّا** (۱۰۹) کے معنیوں سے انصار سے اس کا کیا کہ وہ کون سی چیز تھی جس کی وجہ سے شہر کی طبیعت میں یہ آیت آئی ہوئی جب انہوں نے اپنی اس پاکیزگی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ اور فرمایا کہ تیری بھالی اور بھری ہی میں ہے کہ اس پاکیزگی کی قربانی رکھو۔^(۱۱۳)

وَأَسْتَغْفِرُكُمْ (۱۰۹) (اص ۱۱۰، س ۱۱۰) اور اللہ تعالیٰ خوب پاک کرنے والا کو پسند کرتا ہے۔

اُن سے جو جس سے بے تعلق ہو گئے۔

اس آیت کا مطلب :

علامہ: وہی سیدہ حضرت امیہ بن جوش جھڑ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے والد کا انتقال کھری حالت میں ہو چکا ہے تو انہوں نے انتظار کرنا چھوڑ دیا (کیونکہ بکھر کے لئے وہ بے مغفرت کرتا جا رہا نہیں ہے)۔

"كَانَ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ" اس آیت کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی زندگی کے ساتھ ہوگا کہ اسے اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو ایمان کی تلقین دے کر ان کی مغفرت فرم دے۔

اور اگر "فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ" کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا کہ میرے باپ موت تک ایمان نہیں لائے تھے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناپردہی آئی تو انہوں نے بیزاری کا اعانہ کر دیا۔

اور ان کے لئے وہ بے مغفرت گرا چھوڑ دی۔^(۱۳۷)

خَلَقْنَا خَلْقًا مِّنْ خَلْقٍ - قَالَ أَلَمْ نَخْلُقْكَ عَنِ الْيَمَنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (ص ۱۶۱) یہاں پر ان تین مکالمہ کا واقعہ مذکور ہے جو نزولِ تنویر میں چلنے سے روکے گئے تہذیبی شخص ہے مگر بڑی شریف میں یہ واقعہ تفصیل سے آتا ہے جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے جس سے پورا واقعہ سمجھ میں آجائے گا یہ واقعہ انام بخاری کے کتاب اموال میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت اُتب بن، لکھنا نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ (تَبُوك) سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تھے تو کچھ بہت زیادہ فکر و ناخوشی ہو گئی میں سوچتا رہا کہ میں آپ کی نافرمانی سے کیسے لنگھوں گا اس بارے میں یہ بھی خیالی آہ و گداز تھی کہ بھولے ہندوؤں کو اوروں کا اور اپنے فکر و دلوں سے بھی اس بارے میں مشورہ کرتا تھا جب آپ: یکن ہی مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو رجوت پونے کا جو خیال آیا تھا وہ بالکل ختم ہو گیا اور میں نے یہ طے کر لیا کہ کچھ ہی دنوں کا اور حج ہی ہے اور چار دن سے میں آپ کی نافرمانی سے نکل رہا ہوں۔ یہ سن کر کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو اولیٰ مسجد میں جاتے تھے وہاں روزِ تہنیت پڑھ کر تشریف فرما ہوجاتے تھے۔ جب کہ منہ پڑھا اپنے اسی گھر سے فارغ ہوئے تو وہاں آگے جو غزوہ تنویر میں شریک ہونے سے چھپے روکے تھے۔ یہ لوگ عاف خدمت ہوئے اور اپنے اپنے عذر پیش کرتے رہے اور قسمیں کھاتے رہے۔ یہ لوگ خدا کی قسم سے کچھ دیر تھے۔ تب ظاہری طور پر ان کے غم و غمناک فرماتے رہے۔ ان کو بہت بھی فرمایا اور ان کے لئے انتظار بھی کیا اور ان کے باطن کو شہنشاہ کے سپرد فرما دیا۔

حضرت کعب بن جحش نے بیان کیا کہ میں بھی حاضر خدمت ہوں میں نے سلام عرض کیا۔ آپ مسکرائے جیسے کوئی مسرور

فصل مستطابہ و پیر فرمایا: اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

آپ نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے پیچھے دے رکھا (غزوہ تبوک میں کیوں شریک نہیں دئے) کیا تم نے ساری نہیں خرچ کی تھی۔ میں نے رضا آباد اُتلی میں سے سواری خرید لی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مہربان ہو دینا میں سے کئی کے پاس بیٹھتا تو میں اس کی ہاراشی سے ہڈ چیش کر کے نکل سکتا تھا میں بات ذہت کرنے کا احتک جانتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور اس کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر آٹن میں آپ سے سامنے جھلی بات چیش کر کے آپ کو راضی کر دیں گا تو عفریب ہی اللہ تعالیٰ (صحیح بات بیان فرمائے) آپ ملجھو کچھ سے ناہی کر دے گا ورنہ میں اپنی بات بیان کر دیں تو آپ ملجھو غصہ تو ہوں گے لیکن میں اس میں اللہ تعالیٰ سے مدائی کی امید رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے کوئی عذر تھا اور ہذا تو فی ذہن دار میں اس موقع پر تھا جبکہ آپ سے پیچھے رہ گیا تو تالا اور ہاں والا میں پہلے بھی نہیں ہوا میری بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص نے حج کیا پھر فرمایا کھڑے سو جائے یہاں جسے اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمائے۔

حضرت کعب بن لؤی فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھ اور تہیابہ بنی سلمہ کے لوگ میرے ساتھ آئے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم جہاں تک ہمارا علم ہے اس سے پہلے تم نے وفی منہ نہیں کیا۔ کیا تم یہ نہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح ہڈ چیش کر دیتے جیسے دوسرے لوگوں نے اپنے ہڈ چیش کئے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا استغفار فرما لیتا۔ ہاں میں نے کافی ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ایتھیں جا کر اپنے بیان کو بھلا دوں (اور کوئی ہڈ چیش نہ کروں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا تو ہذا میرا شریک حال اور کوئی شخص بھی ہے انہوں نے کہا ہاں وہ آدمی وہی ہے انہوں نے بھی اسی طرح اپنا صحیح حال بیان دیا ہے جیسا تم نے بیان کیا ہے اور ان کو بھی دسی بڑا ہوا کیا جو تم کو دیا گیا۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ دوسرا وہ بن داؤد اور جلال بن امیہ ہیں۔ ان دونوں نے میرے سامنے بیٹے دو شخصوں کا ذکر کیا جو صالحین میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ میں ان دونوں کی انتہا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس پر کہا کہ وہی میرا حال ہو جائے گا۔

حضرت کعب بن لؤی نے سلسلہ کام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ دس کو آٹھ تیسوں سے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔ لہذا لوگ نہ بے چارے نہ رہے۔ آگے اور پکڑے ہوئے۔ یہ اتر یہ حال ہوا کہ زمین بھی مجھے دوسری زمین معصوم ہونے لگی گویا کہ میں اس زمین میں رہتا ہوں جسے جانتا بھی نہیں۔ رات دن برابر گزر رہے تھے میں مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں ٹھہرتا تھا لیکن مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری حاضری ہوتی تھی۔ آپ نماز کے بعد تہیابہ فرماتے تو میں سام عرض کرتا اور اپنے دل میں یہ نہیں کرتا تھا کہ سلام کے جواب کے لئے آپ ﷺ نے ہاتھ ہلاتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور نظر چاڑھ کر آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میں نماز پڑھتا تھا تو آپ ﷺ میری طرف توجہ فرماتے تھے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف توجہ

ہو آقا کی عواض فرما لیتے تھے۔ یہ تو بحال تھا لیکن میرے جیروں کا بھی تھے وہ تو بالکل ہی نہ بڑا ہو کر اپنے لکھنؤ میں بیٹھ رہے اور نہ ہر روز کے رہے۔

اس مقام پر کہہ کر میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ میں اپنے چچا زاد بھائی ابوالحسن کے بڑائی و دیوار پر چڑھ جانے سے کچھ حسرت اور غم کے سب سے زیادہ محبت تھی، جس نے موسم یا تو انہوں نے جوہ نہیں دی۔ میں نے کہا اب ابوالحسن یا میں نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا نہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کر رہا ہوں یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے بھرپوری بات دی اور ان کو قصہ دلائی وہ پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی کہ میں ان کو قسم دلاتی تو انہوں نے کہہ دیا اللہ و رسولہ افضل اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ دے دے میں اس بات میں کسی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں وہاں سے دو گھنٹہ بعد چلا آیا۔

پھر دو روز واقعہ یہ پیش آیا کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں بہار کا شہر شام کے کاٹھکا دوسرا میں سے ایک شخص نے پیچھے کے لئے مدینہ منورہ آیا اور اسی وقتوں سے پھر پھر کہ کعبہ میں ایک کون کھڑا ہے؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے وہ میرے پاس آیا اور غصہ ان کے باوجود ایک خط لکھ دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ بات چینی ہے۔ تمہارے آگے تمہارا ہاتھ نہ کی کاٹھکا کو ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا پورا زنی بھر دیا۔ ہذا تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم تمہاری دلداری کریں گے۔ یہ پھر چارہ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک اور ترغیب دینے والی تھی۔ میں نے اس خط کو گھر میں بھونک دیا۔

مقام کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ میں اللہ عزوجل نے ہم تیس کو حکم بھیجا کہ چٹائیوں سے ملیں وہ مرجس۔ بلال بن ربیع کی بیوی تو حاضر خدمت ہو کر حضور ﷺ کے لئے ہدایت سے آئی کہ وہ بہت تیرا ہوا ہے جس کی فاطمہ خاتون میں ہے آپ ﷺ نے خدمت کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی ہرقم دیا کہ وہ میرا بیوی اور جو کچھ تمہیں چاہا تو کہو کہ میں نہ لانا جائے۔ میرے سامان و سب سے کچھ بھی مشورہ کر کہ تم بھی اجازت حسب ارادہ کہ تمہاری بیوی تمہاری خدمت کر دیا کرے میں نے کہا کہ میں جوانی کوئی ہوں میں بیٹا نہیں کر سکتا۔

دب اس واقعہ پر چچاں راضی نہ ہوئے تو نماز گزرنے بعد جبکہ میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور میرا صاحب دو دو چکا تھا جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے کہ میں نے پون سے مکی تک آگیا وہ زمین بھی میرے لئے اپنی کشتیوں کے باوجود تکہ کوئی تو میں نے ایک بلندہ و انسی میں ملے پر چڑھ کر کوئی شخص بعد از دست پر کر دیا تھا کہ اسے کعبہ میں نہ لے کر آؤ تو یہ آواز سن کر میں بعد میں گرا اور میں نے یہ سمجھا کہ صیبت دور ہونے کی کوئی صورت ملنے لگی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا کہ میں فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری فوج پر قبول فرمائی۔ یہ امان غدار لڑنے کے بعد فرمایا تھا۔ اعلان کیا کہ لوگ میری خوش خبری دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوش خبری دینے والے چلے گئے اور ایک صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میری طرف چلے۔ لیکن قلیل دینی مسلم کے ایک صاحب اور گرا پڑا چلے گئے اور ہندوؤں سے پکار کر توپ کی خوشخبری دے

دی۔ اس شخص کی آواز گھونٹے سارے پہنچے پہنچ گئی۔ جب وہ ٹھہر میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو اسے میں نے نہایت دونوں کپڑے اتار کر دے دیئے۔ اس وقت میرے پاس کبھی دو کپڑے تھے (اگرچہ دل بہت تھا) میں نے دونوں کپڑے دے دیئے اور خود دو کپڑے مانگ کر پہن لئے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ محمد یہ کرام مجھ سے فوج و رفیق و طاقت کرتے تھے اور توبہ قبول ہونے پر مبارک بار دیتے تھے میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میں تشریف لے رہے ہیں آپ کے چاروں طرف حاضرین موجود ہیں۔ میری طرف طلحہ بن عبد اللہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک بار دی۔ میں ان کے اس عمل کو کبھی نہیں بھولوں گا اس کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی بھی میری طرف نہ نکلیا۔ (پھر میں نے یہ بھی کہا کہ اگر کبھی اٹھتے تو مجلس نبوی ﷺ پر مسکین و اطمینان کے ساتھ جی ہوئی تھی وہ ٹوٹ جاتی (سب کی طرف سے ایک لکھ کا کھڑا ہون کاٹی ہو گیا)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم خوشخبری قبول کرو۔ جب سے تمہاری بیعت ہوئی ہے تم پر سب سے بہتر کوئی دن نہیں گزرا (اس سے اسلام لانے کا دن مسکئی ہے)۔ (۱۸)

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور جب کوئی خوشی کا موقع آتا تھا تو یہاں دشت ہو جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم آپ کی خوشی کو اسی سے بیٹوں نیتے تھے۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ! میں نے اپنی توبہ میں اس بات کو بھی شامل کر لیا ہے کہ میں اپنے سارا مال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا سے لئے خرچ کر دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا مال رکھو، تہارے لئے بہتر ہوگا میں نے کہا اچھا تو میں اپنا وہ حصہ رک لیتا ہوں جو مجھے خیر کے مال قیمت سے ملا تھا۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ ہی کے ذریعہ نجات دی ہے اور میں نے اپنی توبہ میں اس بات کو بھی شامل کر لیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ علی ہوس کا کہنے کو تو میں نے کبہہ دیا لیکن میرے علم میں مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں جو سچ بولنے کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا کیا کیا ہو۔ میں آج تک اس پر قائم ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ بولنے کا عہد کیا ان وقت سے لے کر آج تک کبھی میں نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ سے سید کرتا ہوں کہ وہ بانی زندگی میں بھی میری خدمت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے توبہ قبول فرمانے کی بشارت دیتے ہوئے ذات شریفہ ﷺ کے لئے فرمایا اَنْتَ سَچِ وَالْمُحْسِنُونَ سَچِ (۱۹) اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر قبضہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔ (۲۰) سے لے کر (وَتُكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) تک (ت: زل فرمائی) حضرت کعب بن جحش نے سوچا کہ یا کہ نعمت اسلام کے بعد اس سے بڑی کوئی نعمت مجھے حاصل نہیں ہوگی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ بات کہہ دی تھی۔ کہ میں جھوٹ کہہ دیتا تو میں بھی بلاک ہو جاتا جیسے دوسرے لوگ جھوٹے ہذا خوشی کر کے

ہر اب ہوئے۔

خَدُّنَا مُحَمَّدٌ بَيْنَ نَيْشَارٍ ... يَكْتُبُ أَيْ يُوَكِّلُ الْخَبْرَ الْخَبِيرَ (ص ۱۶۱، ص ۲۱)

مُطْعِنُ أَهْلِ الْغَنَابَةِ (ص ۱۶۲، ص ۱)

اَنْ يَنْسَجِرَ الْفَيْلُ بِالْفَرَاوَةِ (ص ۱۶۲، ص ۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک لشکر ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اسی جنگ میں ایک طرف سپاہ کذاب اور اس کے بہت سے قیدیوں مارے گئے تو دوسری طرف مسلمانوں میں سے جن میں قرآن کی ایک جماعت تھی وہ بھی شہید ہوئے اس جنگ میں مسلمان شہداء کی تعداد سات سو پانچ سو بتائی جاتی ہے۔^(۱۰۰)

غَالٍ زَيْدٌ غَالٍ اَبُو بَكْرٍ زَيْدٌ غَالٍ غَالٍ (ص ۱۶۲، ص ۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ذمہ لکھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا معاون بنایا۔^(۱۰۱)

فَنَقَعْتُ الْقُرْآنَ اجْمَعَةً مِنَ الزَّرْقَانِ وَالْعُثْبِ (ص ۱۶۲، ص ۲) حضرت زید رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جمع کرنے میں بہت زور دیا تھا کہ وہ اجماعاً مندرجہ ذیل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ولادت میں قرآن مجید مختلف چیزوں پر رکھا گیا تھا جیسے کہ اوپر والی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان نام کر دیا جس کے پاس قرآن مجید جو کچھ رکھا ہوا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع کر دے۔

جب بھی کوئی شخص ان کے پاس قرآن مجید کو کوئی آیت لکھی ہوئی لانا تھا تو وہ چار طریقوں سے اس کی جانچ کرتے تھے۔

۱) حضرت زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک ساتھ اس کو دھوس فرماتے تھے۔

۲) پہلے اپنے حافظ سے اس کی توثیق کرتے۔

۳) لکھی ہوئی آیت پر بھی دو دھوا ہوں کی دھوا لیتے تھے۔ کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھی۔

۴) دوسرے شدہ آیات کو ان مجرعوں کے ساتھ دیا جاتا تھا جو مختلف مقام پر لکھ کر رکھے تھے۔^(۱۰۲)

فَوَخَذْتُ ابْنَ أُسَیْرَةَ سُوْرًا نَزَّلَهُ وَفَعَلَ خُزَيْمَةُ (ص ۱۶۲، ص ۲) میں کا یہ مطلب ہے کہ میں نے ابھی تک کہ یہ آیت کریمہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ملاوٹ کی اور نوادیس کی آیت کا جز قرآن ہونا معلوم نہ تھا۔

یہ بات تو آخر کے ساتھ صحابہ کے علم میں تھی کہ یہ آیت قرآن مجید کی ہی ہے کیونکہ صحابہ میں سے عکروں نے خلا قرآن تھے اور صحابہ کے پاس جو مجموعے قرآن کے موجود تھے ان میں بھی یہ آیت موجود تھی۔

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرانی میں لکھی ہوئی صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آیت موجود تھی۔^(۱۰۳)

یہ دعویٰ نہ تو چاروں امت کی اجتماعی تصدیق سے مرتب ہوتا ہے حضرت ابوہریرہؓ کی بیعت میں ان کے پاس ہی وہ ان کے انکار کے بعد حضرت عمرؓ کو لے کر سامان کی شہادت کے بعد حضرت حصہؓ جزیہ کے پاس منتقل ہو گیا تھا۔^(۱۹)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (ص ۵۲، ص ۵۱)

وَكُنْ بَغَارِي: (ص ۵۲، ص ۵۱) ماضی قریب سے کہتے ہیں کہ ان کا امر اور خلائی کاوش حذیفہؓ نہایت۔ اور یہ ہذیمہ الکلمۃ (ص ۵۲، ص ۵۱) میں ان کو بات حروف میں دس فرمایا ہے۔ مختلف صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے مختلف قراءتوں کے مطابق قرآن مجید کو سنیھا تھا۔ اور ہم سبھی نے اپنے خاں رو دس کو ہی قراءت کے مطابق قرآن مجید پڑھا۔ جب دین اسلام اور دلائل پہنچا اور ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ قرآن مجید مختلف قراءتوں کے ساتھ پڑھا جاتا تھا ہے اور بعض لوگوں نے اپنی قراءت کو صحیح اور دوسری قراءت کو غلط قرار دیا شروع کر دیا اور اس میں آپس میں جھڑپیں شروع ہو گئیں اسی بات کی طرف حضرت حذیفہؓ بن یمانؓ نے حضرت عثمانؓ کو متوجہ کیا حضرت عثمانؓ پہلے بھی اس غلط فہمی سے بچنے سے حضرت حذیفہؓ بن یمانؓ کے کہنے کے بعد بچے زمانے کے لوگوں سے مشورہ یہ مشورے میں تعویذ ۵۰ ہزار قراءت نے قرأت کی تھی۔^(۲۰)

قَالَ سَلِّ عَلَيْنَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ: (ص ۵۱، ص ۵۰) حضرت عثمانؓ نے حضرت حصہؓ جزیہ کے پاس جو حضرت ابوہریرہؓ جزیہ کو لکھا، ہوا قرآن مجید موجود تھا اس کو منگوا کر پڑھ کر دیکھیں ان جماعت نے جلی۔ اور انھوں نے ان کو مواظبت کے لئے معزز فرمائے۔^(۲۱)

انہی پر بھیجی فرماتے ہیں ان مواظبین میں حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت بلعہؓ بن اسدؓ، حضرت وکب بن الیہامرؓ حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابن عباسؓ، وغیرہ بھی تھے۔^(۲۲)

فَاذْكُرُوا الْيَوْمَ مِثْلَ مَا كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ (ص ۵۲، ص ۵۱)

حضرت عثمانؓ کے لکھوئے ہوئے قرآن مجید کی کھودھیات

۱ حضرت ابوہریرہؓ جزیہ کے لکھوئے ہوئے نسخہ میں یہ صورت آئے۔ لکھیں ہوئی تھی حضرت عثمانؓ جزیہ نے ان سب کو ترمیم کے ساتھ جمع کر دیا

۲ قرآن کی آیات اس طرح لکھتے کہ ان کے رسم اللفظ میں ہم متواتر فرماتے تھے، دو چار تھے۔

۳ اس زمانے میں حضرت ابوہریرہؓ جزیہ ان نسخہ بھی سامنے رکھا کرتا اس کے ساتھ ساتھ جن نسخہ نے آپ ﷺ کے زمانے میں تھے ان آیات لکھی ہوئی تھیں ان کو بھی یہاں وہاں لکھا گیا۔ پھر ان کو پورا نسخہ سے متاثر کر کے نئے نسخے بن کر لکھائے گئے۔

۴ اس موقع پر اسی نسخے پر درج ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جزیہ کا تیار کردہ نسخہ درمترقی صحابہ کے پاس موجود تھا اس مجید لکھا ہوا تھا بعد میں سب کو لکھ کر آتش کر دیا گیا کہ بعد میں اس میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔

۳۲۲۹ - تقدم نخرجه

۳۲۳۰ - تقدم نخرجه

۳۲۳۱ - أخرجه بن ماجة، كتاب الفكاك باب فصل نفس حساء حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۷۸۰۵) (۱۸۶۰۵)

۳۲۳۲ - تقدمه لمزمعي، كذا في (المحفة) (۹۸۳۶۶) حديث (۹۸۶۶۶)

۳۲۳۳ - أخرجه البخاري، كتاب مصائل العرب، ۱: ۱۰۰، اختلاف المهاجرين وفضاهم، حديث (۳۱۶۳)، وطراة، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

وسلم، كتاب فضائل الصحابة، وفي الألف، باب من مضائل أبي بكر الصديق، وفي الألف، حديث (۱۳۸۰۵) وأحمد (۱۸۰۶۶)

وعنه بن حبيب، (۱۸۰۶۶) حديث (۱۸۰۶۶)

۳۲۳۴ - أخرجه البخاري، كتاب الجان، باب ما يكره من الصلاة على النساخين والاستعمار للمشركين، حديث (۱۸۰۶۶) وطراة، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

(۱۸۶۶۶) والنسائي، كتاب المغازي، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

۳۲۳۵ - أخرجه البخاري، كتاب الجان، باب الكفن في الألف، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

وأطرافه، في (۱۸۰۶۶-۱۸۰۶۶) ومسلم (۱۸۰۶۶) كتاب سمات المنافق وأحكامه، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

بنسائي، الصلوة، باب من مضائل من مضى حديث (۱۸۰۶۶) والنسائي، كتاب الجان، باب العجس في الكفن، حديث (۱۸۰۶۶)

(۱۸۰۶۶) وفي مائة كتاب الجان، باب من مضائل من مضى، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶)

۳۲۳۶ - أخرجه مسلم، في (۱۸۰۶۶) البخاري، كتاب المغازي، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

النسائي، كتاب المغازي، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

أحمد، في (۱۸۰۶۶-۱۸۰۶۶) كتاب الصلاة، باب الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶)

۳۲۳۷ - أخرجه البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

حديث (۳۹۲۳)

۳۲۳۸ - أخرجه البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

عن أبي حنيفة

۳۲۳۹ - أخرجه البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳) كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

الطحاوي، حديث (۱۸۰۶۶) والنسائي، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

۳۲۴۰ - أخرجه البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

(۳۹۲۳-۳۹۲۳)

۳۲۴۱ - أخرجه البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

۳۲۴۲ - أخرجه البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

(الاحاديث) (۱۸۰۶۶) حديث (۱۸۰۶۶) وأطرافه، في (۱۸۰۶۶-۱۸۰۶۶) ومسلم (۱۸۰۶۶) كتاب سمات المنافق وأحكامه، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

من حبيب، في (۱۸۰۶۶) حديث (۱۸۰۶۶)

(۱) سورة التوبة، آية (۱۸) (۱۸۰۶۶) البخاري، كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

نخلة الأحاديث (۱۸۰۶۶) كتاب المغازي، باب ما يكره من الصلاة، حديث (۱۸۰۶۶) وأحمد (۱۸۰۶۶) وعنه بن حبيب، في (۳۹۲۳-۳۹۲۳)

نعت ہائی روٹی ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: (حق اور مخلوق کے درمیان حاکم ہونے والا پردہ ہٹا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے انکس۔ اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز عطا نہیں کی ہوگی۔ کہ وہ اس کی طرف دیکھیں۔ یہ حدیث کئی راوی ہمارے میں اس سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ سلیمان بن مغیرہ بھی یہی حدیث ثابت سے اور وہ عبدالرحمن سے اٹھی کا قول نقل کرتے ہیں اور اس میں صحیح بخاری کے ہی کرم ﷺ سے روایت کرنے کا ذکر نہیں۔"

۳۶۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عُفْرَةَ نَسَبُ عَنْ أَبِي الْمُنْكَدِمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يُسَافٍ عَنْ زُحَلِّ بْنِ أَهْلِ بِمَضَرَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ لَهُمْ الْبُخْرَىٰ فِي الْخَبْوَةِ الدُّنْيَا فَإِنَّمَا سَأَلْتَنِي عَنْهَا أَخَذَ مَا لَمْ أَسْأَلْهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أَنْزَلْتُ هِيَ الرُّوْثَا الصَّابِحَةُ بِرَأَاهَا الْحَبِيبُ أَوْ كَرَىٰ لَمْ حَدِّثْنَا أَنِّي أَبِئْنَ غَمْرًا سَعْدًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ زَيْجٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الشَّعْبَانِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يُسَافٍ عَنْ زُحَلِّ بْنِ أَهْلِ بِمَضَرَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَدْ كَرَّ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّسَبِيُّ نَا حَدَّثَنَا بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَاشِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يُسَافٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدْنَةَ بْنِ الْحَبِيبِ. (مسند، ص ۱۱۹، ص ۱۲۰)

ترجمہ: "ایک مصری شخص سے منقول ہے کہ انہوں نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت "لَهُمُ الْبُخْرَىٰ فِي الْخَبْوَةِ الدُّنْيَا" کی تفسیر پوچھی (ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ یوسف: ۶۵) انہوں نے فرمایا: کہ جب سے میں نے اس کی تفسیر کی اور میں نے اس سے پوچھی ہے مجھ سے کسی نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی تم پہلے شخص ہو جس نے اس کی تفسیر پوچھی ہے۔ ان باتوں سے مراد لوگوں کا ایک ٹوبہ ہے جو وہ دیکھتے یا اسے دیکھا جاتا ہے۔ ان عمر بن حفصہ بھی سفیان سے وہ عبدالرحمن سے وہ ابوصالح اشجری سے وہ عطاء بن یسار سے وہ ایک مصری شخص سے اور وہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے وہی کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ احمد بن حنبلہ بھی اسے حماد بن زید سے وہ حم سے وہ ابوصالح سے وہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اور وہی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں عطاء بن یسار سے روایت نہیں۔ اس باب میں غبارہ بن مسعود جزیہ سے بھی روایت ہے۔"

۳۶۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ نَا حُجَّاجُ بْنُ مُتَمَالٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ غُبَيْبِ بْنِ ذَهَبٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا الْغُرَىٰ اللَّهُ فَرُحُونَ قَبْلَ أَنْزَلَتْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَلَسْتُ بِهَ بَنُو إِسْرَئِيلَ فَقَالَ جَبْرَائِيلُ يَا مُحَمَّدُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَخُذُ مِنَ خَالِ الْبُخْرِ وَأَنْزَلُهُ فِي بَيْتِهِ لَخَفَاةٌ أَنْ تَقْرَأَ الرَّسْمَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. (مسند، ص ۱۲۰، ص ۱۲۱)

تقریباً ”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو سمندر میں غرق کیا تو وہ کہنے لگا کہ: (میں) ایمان لایا اس بات پر کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر نبی سرِ مکمل ایمان لائے۔ (جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد ﷺ) کاش آپ ﷺ مجھے اس وقت رکھتے جب میں اس کے (نبی فرعون کے) من میں سمندر کا کچھ ٹھونس رہا تھا۔ تاکہ (اس کے اس قول کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے کلیہ نہ لے۔ یہ حدیث حسن ہے۔“

۳۳۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصُّعْنَانِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ الْخَبَابِ نَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَابِتٍ وَغُفَّاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَبِيرٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ دَكَرَ أَخَذَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّا جِئْنَا نَقِيلُ جَعَلَ يَدُاسُ بْنُ قَيْسٍ فَرَعُونَ الْبَلْبَنَ حَتَّى أَنْ يُقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ أَوْ خَشِيَةَ أَنْ يَرْحَمَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ ضَجِيعٌ. (ص ۱۴۰، ص ۱۴۱)

تقریباً ”حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام فرعون کے من میں مٹی ڈالتے تھے کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کر دیں۔ یا فرمایا کہ اس خوف سے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے کلیہ نہ لے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔“

تشریح

یہاں پر ہم اللہ - سورت یونس کے بعد لکھ رہا ہے یہ سورت حضرت ابو ذرؓ فرما میں ایسی ہے۔^(۱)
 جب تسمیہ اس میں حضرت یونسؑ کا واقعہ ہے اس وجہ سے اس کو سورت یونسؑ کہا جاتا ہے۔
 یہ سورت مکی ہے مگر ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْمُوا لِلَّهِ ذِكْرًا﴾^(۲) اور ﴿مَنْ يَتُوبْ إِلَى اللَّهِ﴾^(۳) یہ مکی ہے۔
 آیات کی تعداد ایک سو نو ایک سو بیس ہے درجہ اولیٰ میں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵۸۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۶۵۶۷ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - اللَّذَيْنِ احْسَنُوا الْخُسْفَى (ص ۱۴۱، ص ۱۴۰)

لِلَّذَيْنِ احْسَنُوا الْخُسْفَى (ص ۱۴۰، ص ۱۴۱) جسکی لغوی کے وزن پہ ہے پہلی خوبی۔ طبرسیؒ فرماتے ہیں اس سے مراد جنت ہے اور زیادہ اس سے مراد دوزخ الٰہی ہے جنت میں تمام تعیش ہوں گی لیکن ان نعمتوں پر مزید نعمت یہ ہوگی کہ وہاں جنت کو اللہ تعالیٰ کا۔ یہ واضح ہے۔ یہ وہ۔^(۴) بقول مولانا مہر۔

ما نہ یزیم و غنائے ما نور
 لطف تو : جنتہ ماشی شہاد

خُدَّسُ عَنْ عَمِّهِ أَبِي زُرَّيْهٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كُنْتُ فِي عَقَابٍ مِنْ خَلْقِهِ هَوَاةً وَمِنْ قُوَّةِ هَوَاةٍ وَخُلِقَ عَرَسُهُ عَلَى السَّاءِ قَالَ أَحْمَدُ قَالَ يَزِيدُ بْنُ حَارِثٍ الْغَنَاءُ أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ فَكُلَّمَا رَوَى خُفَّاءُ بْنُ سُلَيْمَةَ وَكَيْحُ بْنُ خُدَّسٍ وَيَقُولُ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَهَشِيمٌ وَكَيْحُ بْنُ خُدَّسٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (ص ۱۴۲، ص ۱۷)

ترجمہ: "حضرت ابو زرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تم ادا رب اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بال میں تھا جس کے اوپر نیچے داغ تھے اور اس نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ اللہ کہتے ہیں کہ یہ "نمل" کی تعمیر میں کہتے ہیں کہ اس سے ۱۰۰ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ حماد بن سلمہ بھی اس سنہ کو اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ کج بن حدیث سے روایت ہے جبکہ شعبہ، ابو حاتم اور بیہقی، کئی بن حدیث کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

۲۶۹۹ خُدَّصًا أَبُو مُزْرِبٍ فَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي ثَرْفَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُعْطِي الْغُلَّابِ حَتَّى إِذَا اخْتَدَتْ لَهُمْ يَمْلِكُهُ ثُمَّ فَرَّاهُ وَكَذَلِكَ أَخَذَ رَبُّكَ إِذَا اخْتَدَ الْقَوْمُ وَهُمْ طَالِبَةُ الْآيَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَجِيجٌ عَمْرِيَّتٌ وَفَدَّ رَوَى أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ نَعْوَةَ وَقَالَ يَزِيدُ خُدَّصًا أَبُو زُرَّيْهٍ عَنْ يَزِيدِ بْنِ حَارِثٍ الْغَنَاءُ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي نُزْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْوَةَ وَقَالَ يُعْطِي وَلَهُ يَسْكَتُ فِيهِ (ص ۱۴۲، ص ۱۷)

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو فرصت دیتا ہے اور یہ اوجہ آپ ﷺ نے فرمایا ظالم کو سہولت دیتا ہے حتیٰ کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر ہرگز نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "وَكَذَلِكَ أَخَذَ رَبُّكَ إِذَا اخْتَدَ الْقَوْمُ وَهُمْ طَالِبَةُ الْآيَةِ" (اور یہ ہے کہ جب کسی پکار لگتی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔ سورہ ہود: آیت ۱۰۳) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اسامہ بھی اس پر سے ۲۶۹۹ اس کی حدیث کو نقل کرتے ہوئے "یعنی" کا لفظ بیان کرتے ہیں۔ ابوالخیر یہ حدیث ابو اسامہ سے وہ برید بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے وہ ابو برد بن عیاض سے وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی و ذکرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ اور بغیر شک کے "یعنی" کا لفظ بیان کرتے ہیں۔"

۳۲۱۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَسْرٍ فَأَبُو غَاوِسٍ الْعَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَاسِلِمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَبَيْنَهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ

عن النبي صلى الله عليه وسلم (ص ۱۵۳، ص ۱۵۴)

تقریباً "حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے شیر کے کنارے ایک عورت سے بوسہ کیا اور بتانا کہ علاوہ سب کچھ کیا۔ اب میں آپ ﷺ کے سامنے آؤں یہ بے بارے میں آپ ﷺ فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ چھاپا تھا۔ لہذا تمہیں بھی چاہئے کہ اس پر اسے پڑے میں ہی رہے اسے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ شخص چل گیا۔ پھر آپ ﷺ نے کسی کو بھیج کر پوچھا کہ یہ آیت پر میں "وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي نَهَارٍ..." (الآیۃ) (اور دن کے دونوں طرف اور یکو صد رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیاں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ ہود: آیت ۱۱۳) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ اس شخص کے لئے خاص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ تمام لوگوں کے لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سرائیکل بھی اساک سے ہی طرح روایت کرتے ہیں، تاکہ، اور ہم سے دو اسو سے اور وہ عبداللہ سے مروی تھا قس کرتے ہیں۔ پھر مغین ثوری بھی تاک سے دو ہر انیم سے اسی کے مثل بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ کہ ابن کئی خیرا پوری بھی یہ حدیث سفیان ثوری سے دو امس اور تاک سے دو دونوں ہر انیم سے دو عبدالرحمن بن یزید سے دو عبداللہ سے اور دو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم اسمی حدیث نقل کرتے ہیں۔ لیکن سلیمان بن یزید سے دو حدیث ابو عثمان بھدی سے دو ابن مسعود جیز سے اور دو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔"

۳۲۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ سُلَيْمَانَ السَّجَمِيَّ عَنْ أَبِي غُلْفَانَ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ وَجَلَةَ أَصَابَتْ مِنْ امْرَأَةٍ فَبَلَغَتْ خِزَامَ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ كُفَّارِهَا فَزَلَّتْ أَجِبَهُ نَفْسُهُ طَرَفِي النَّهَارِ وَزَلَّتْ يَدُ اللَّيْلِ الْآيَةُ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي هَلِيمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَكَ وَلَمْ يَسْأَلْ بَعْدَ بِنَا مِنْ أَهْلِي هَذَا حَدَّثَنَا حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۵۳، ص ۱۵۴)

تقریباً "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا تو کہہ کر کہ تراہ تھا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا ذکر وہ دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت مازل ہوئی "أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي نَهَارٍ..." (الآیۃ) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے بھی اور میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے جو اس پر عمل کرے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۲۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيٍّ الْجُعْفِيِّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَّ فَقَالَ يَا رَسُولَ

اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ فَلَبَسَ بَيْنَهُمَا الرُّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ شَيْئًا إِلَّا قَدْ أَتَى هُوَ بِهَا إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَجِئْهَا قَالَتْ قَالَتْ لَوْ أَنَّ اللَّهَ أَقْبَمَ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزَيْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنْ انْخَسَعَتْ يَدَايَ الشَّيْءِ ذَلِكَ وَكَرَى لِلَّذِينَ كَفَرُوا فَاسْتَرَأَى أَنَّهُ يَنْزِعُ وَأُصْلَى فَلَا مُعَادَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ لَهُ خَاصَّةٌ أَمْ لِلْمُؤْمِنِينَ خَاصَّةٌ قَالَ بَلَى لِلْمُؤْمِنِينَ خَاصَّةٌ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بِمُتَّصِلٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاتَ فِي جَلَاةٍ عَمَرُو قَبْلَ عَمْرٍو عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى غُلَامٌ ضَعِيفٌ ابْنُ سِتٍّ بَيْنَيْنِ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَمْرٍو رَأَى وَرَوَى ضَعِيفٌ هَذَا الضَّعِيفُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا (ص ۱۲، ص ۱۳)

ترجمہ: "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے ملے جس سے اس کی جان بچانے اور اسے بچھڑوانے کے ساتھ جملہ کے علاوہ جود کام کرے جو کوئی شخص اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ (یعنی بوس و کنار) تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ"۔ (الآیۃ) پھر آپ ﷺ نے اسے تھم دیا کہ وضو کر اور نماز پڑھ۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ شخص صرف اس شخص کے لئے خاص ہے یا تمام مومنوں کے لئے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر تمام مومنوں کے لئے عام ہے۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں۔ اس لئے کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ تو عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ چھ برس کے تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انہیں دیکھا بھی ہے۔ شعبہ یہ حدیث عبدالملک بن عمیر سے وہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مرسل نقل کرتے ہیں۔"

۳۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ أَخَا قَيْسٍ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ أَبِي النَّبْرِ قَالَ أَتَيْتُ امْرَأَةً تَبْتَاعُ ثَمَرًا فَقُلْتُ إِنَّ فِي الْبَيْتِ ثَمَرًا أَضْيَبَ مِنْهُ فَدَخَلْتُ سَعِي فِي الْبَيْتِ فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَغَلَبْتُهَا فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْرُ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَخِي فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْرُ عَلَى غَيْرِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَخِي فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَوْ أَخْلَفْتَ غَارِي فِي سَبِيلِي اللَّهُ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هَذَا حَتَّى قُتِلْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْمَ إِلَّا بَيْنَكَ السَّاعَةُ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ وَأَطَرَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْرًا حَتَّى أَوْجَى إِلَيْهِ أَقْبَمَ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزَيْفًا

جب کہ عرش کی تعداد ۶۹۰۵ ہے۔

خَلَقْنَا اِنْسَانَ مِنْ نَضِيجٍ (ص ۱۵۲، ص ۹)

اِنْسَانِ كَانَ رَجُلًا قَلِيلًا اَنْ يَخْلُقَ خَلْفَهُ: خداوندی ذات جس طرح بیشمار ہے، وہ ہمیشہ... چھوٹی ہے اللہ تعالیٰ سے کہیں کہیں بھی چیز کا وجود نہیں تھا اللہ تعالیٰ کی ذات قلیعہ وحدت ہے پاک و مبرا ہے۔^(۱۲)

فَالَّذِي فِي غِيَاظِهِ مَا نَحْنُ بَعْدَ قُوَّتِهِ (ص ۱۵۳، ص ۱۱) اس جملے سے طواغیت نے استدلال کیا ہے کہ اللہ اور پانی آسمان اور زمین سے پہلے کی تخلیقات ہیں۔^(۱۳)

وَيَخْلُقُ عَرْشًا عَلَى الْاَمَادِ (ص ۱۵۳، ص ۱۱) اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ عرش میں عرش اور پانی کے درمیان میں کوئی چیز نہ ہوگی جس طرح اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عرش پانی کی سطح پر قائم تھا۔^(۱۴)

نیز اللہ تعالیٰ اس سے بھی ممتاز ہے کہ وہ عرش یا کسی جسم پر مشتمل ہو جس طرح بادشاہ تو کہا جاسکتا ہے کہ بادشاہت پر بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے عرش سے اللہ تعالیٰ کی حوشتیں اور بے مثال رنجت مراد ہوتی ہے ﴿وَهُوَ الْغَلِيُّ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾^(۱۵) (وہ آسمانوں میں مہمور ہے اور زمین میں بھی وہی کامل عبادت ہے)۔ فرق مجسم اور فرق مشبہ کہتے ہیں عرش یہ جسم کا تحت ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر (سبحان اللہ) متمسک ہے یہ عقیدہ رکھنے والے اس سنت کے نزدیک کافر ہیں۔^(۱۶)

خَلَقْنَا اِنْسَانَ كَرَبِيبٍ (ص ۱۵۳، ص ۱۱) ﴿وَاَتَّخَذُ رَبِّيْكَ اِلٰهًا فَتَعَبَّدْ لِلْمَسْرُوْبِ﴾^(۱۷) (ص ۱۵۳، ص ۱۱) (تیرے پروردگار کی پوز کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ استیوں کے رہنے والے خالوں کو پکارتا ہے) اللہ تعالیٰ کی عبادت شریفہ یہ ہے کہ کسی ظالم قوم کو سب دم گرفت نہیں فرماتے بلکہ ان کو ہمت دیتے رہتے ہیں تاکہ وہ اپنی غطرش سے باز آجائیں مگر جب وہ ظالم قوم نابرابری میں آئے تو یہی برحق چل جاتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی گرفت فرماتے ہیں اس میں دوسری قوموں کے لئے بہت ہوتی ہے کہ دوسری قومیں ان کی گرفت کو دیکھ کر اپنے آپ کو منہج رہنے پر آمیں۔

خَلَقْنَا مُخْتَلِفًا رُغَبًا (ص ۱۵۳، ص ۱۱)

كُلٌّ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ خَلِقًا: (ص ۱۵۳، ص ۱۱) جس کو جہنم کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے جہنم کے احوال کرنا آسان ہو جاتے ہیں اور جس کو جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو اس کے لئے جنت کے احوال کرنا آسان کر دئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے جیسا تو سوا یہ ہوتا ہے کہ تجربہ بد سے اس کا مواخذہ کیوں ہوگا۔

مِنْ خَلْقٍ اٰنَا: اس میں شک نہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہی کچھ ہوگا اللہ ہی خالق ہے۔

بد سے اس کا مواخذہ اس کے اختیار کے درجہ سے ہوگا اپنے علم کی وجہ سے جو کچھ بد اس سے صادر ہو رہا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ اس کو پیسے سے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم کا ہوا انسان کے اختیار کو سلب نہیں کرے۔

۳۴۱۔ آخرہ أحمد (۱۱۱/۵)۔

۳۴۲۔ آخر جد الحارثی، قلت، وروعت، عملاً، باب الفرائض، حدیث (۵۳۳) طرقہ فی (۱۶۸۶)، و مسلم (۲۱۵۰/۴) کتاب النبیۃ
 باب نزلہ تعالیٰ علیہ، الحسن بن یحییٰ، الشافعی، (۱۰ اہور، ۱۱۹) حدیث (۳۹۱)۔ (۱۶۶/۴)۔ و من جامعہ کتاب إقامة الصلاة و السنة بها
 دہ، ماہا، من أن الصلاة کبارہ، حدیث (۱۶۶/۴) و حدیث (۱۶۶/۴) و أحمد (۳۰۸۸/۵) و ابن جریر (۱۶۶/۱۲) حدیث (۲۱۶۱)
 ۳۴۳۔ تعددہ الرضی کما فی (۱۱۱/۱۲) حدیث (۱۶۶/۵)۔

(۱) حدیث بخاری (۱) سورۃ، من اسرائیل، آیہ ۷۸، (۲) سورۃ، ہود، آیہ ۱۱۹، (۳) سورۃ ہود، آیہ ۱۲، (۴) مرقاۃ (۱۱) ۳۳، (۵) مظاہر
 حق (۲۰/۴) مرقاۃ (۲۲/۱۱) ۳۳، (۶) مظاہر حق (۲۰/۱۵) مرقاۃ (۲۲/۱۱) ۳۳، (۷) سورۃ الرخوف، آیہ ۴۵، (۸) طائید الاسلام، ص ۳۸۹، (۹)
 سورۃ ہود، آیہ ۱۱۹، (۱۰) شرح التوضیح (۳) ص ۱۳، سورۃ ہود، آیہ ۱۲، (۱۱) سورۃ ہود، آیہ ۱۲، (۱۲) سورۃ
 ہود، آیہ ۱۲، (۱۳) دار البیان، الکتاب بخاری (۱۱۱/۱۲) حدیث (۱۶۶/۵) سورۃ ہود، آیہ ۱۲، (۱۴) سورۃ ہود، آیہ
 ۱۲، (۱۵) الکتاب بخاری (۱۱۱/۱۲) حدیث (۱۶۶/۵)۔

وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ

یہ باب ہے سورۃ یوسف کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَرْثٍ الْحِزَامِيُّ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيمَ مِنَ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ
 يُوسُفَ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ وَلَوْ لَيْسَتْ فِي السَّجَةِ مَا لَيْسَ يُوسُفَ ثُمَّ جَاءَ ابْنُ الرَّسُولِ
 فَاجْتَبَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ رَجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَأَلَهُ مَا نَالَ لَيْسَ إِلَّا ابْنُ قُطَيْبٍ قَطَعْنَ يَدَيْهِمَا قَالَ
 وَرَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى لَوْحٍ ابْنِ كَانَ لِيَاوَنِي إِلَى رُكْبِي لَسَدِيدٍ فَمَا نَعَتْ اللَّهُ مِنْ تَعْدَمِ نَبِيٍّ إِلَّا فِي ذُرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ
 (ص ۱۱۵-۱۱۶)

تفسیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم، یوسف
 بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جسی مدت یوسف علیہ السلام قید میں رہے اگر میں رہتا
 تو قاصد کے آنے پر بادشاہ کی دعوت قبول کر لیتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ“۔

الآیہ (پھر جب اس کے پاس قاصد پہنچا کہا اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھا ان عورتوں کا کیا حال ہے
 انہوں نے ہاتھ کانٹے تھے۔ بے شک میرا رب ان کے فریب سے خوب واقف ہے۔ یوسف، آیت ۵)۔ پھر آپ
 ﷺ نے فرمایا حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو وہ تمنا کرتے تھے کہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ حاصل کریں اور
 اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر کسی قوم کی طرف انہی میں سے نبی بنا کر بھیجا۔

[illegible]

تقریباً ”حضرت ابو ربیعؓ یہ حدیث طویل و مہملہ صحیحہ اور اعلیٰ میں موفی سے اسی کی نقل کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث صحیحہ ہے۔“

— تَفْصِيحٌ —

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نام اللہ پاک و مہربان سے نکلنا شروع ہوتا ہے۔ یہی طرح نور۔ اتقویٰ شرع، چاندنی میں بھی

چند شہرہ ان کو صورتِ یوسف کہتے ہیں کیونکہ ان صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا منسلک واقعہ موجود ہے۔

پہرہ کرتی تھی اور کبھی ایک دو تئیس روایات پڑھ کر اور چار روایات پڑھ کر۔

اسی صورت میں قحط کی تعداد ۱۷۷ ہے۔ چپ کو حوالہ کی تعداد ۱۹۹۶ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ جَاءَكَ مِنْ أَخِيكَ أَوْ مِنْ أَخِيكِ فَاجْلِبِشْهُ» (ص: ١١٠، ص: ١١١)

طاہرہ اہلبیت علیہ السلام تھے جس کی نفرت یوسف علیہ السلام سات سات دو سات تین سات چھٹے سات میں

جب دمشق کا قاصد، باغی ٹھیکہ دار کے پاس پہنچا تو یہیں نے اپنی وزارت سے چھٹے رام ہونے سے انکار کر دیا۔

ما في السبب : (الاجابة) (ص ١٩٠، ١٩١)

میں نے ان حضرات سے مل کر ان کے لیے جو بے ملوث محرمات کی طرف سے اس بات کو یقیناً ضروری ہے۔

چنانچہ نظامہ اپنی ریاست کا ثابت تھا کہ پہلی بات سامنے آج کے مخالف اس بات سے کہ انگریز مصر کی زندگی کا ایک لمحہ نہ تار
عزیز مصر کی ہولناکیاں دیکھ رہا تھا۔

حضرت جعفر مدظلہ العالی اس سوال کو اس لئے غلطاً نہ کہ: ”مجھے چاہیے کہ یہ معاملہ تبلیغ و دہشت کے کام میں نہ لگے۔“

آجیبت اس امر سے کہ وہ اپنے بیچ بڑھتا ہے، واقعی اسے نظر غلط سے رہنے کے بعد کمر سے پا کر کامیاب ہو گیا۔

الْأَعْدُسُ نَحْوُ هَذَا رَسَدًا، بَيْنَ ذَاتَيْهِ هُوَ نَحْوُ عَشْرِ نِسْفِ مِائَةٍ وَعَشْرُ ثُلُثِ مِائَةٍ وَهُوَ الْفَرْقُ بَيْنَ الْحَوَافِي بِمِائَةٍ مِائَةٍ.

ترجمہ ”حضرت ابو یوسفؒ کی اہم روایت سے ”وَيُفَصِّلُ بَعْضَهَا الْآيَةَ“ اور ہم ایک نو، عرب پر چلیں میں فضیلت دیتے ہیں۔ لہذا آیت ۲ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہی ہر گزہ کھجوریں ہیں یا کھجور کا دھڑا ہر گزہ ہے۔ یہ حدیث حسن کریم ہے اور اس روایت کو زید بن ابی العیسیٰ نے بھی جمش سے اسی کے تحت نقل کیا ہے۔ سیف بن عمیر نے بھی اسے نقل کیا ہے اور قتادہ بن سے نقل کیا ہے۔ یہ ضیاء شریٰ کے ترجمہ ہے۔“

== تفسیر ==

سورت مدنی کے کمر لاکھ بڑا اَلْأَيُّ الْيَوْمِ كَفَرُوا؟ (۱) اَلْأَيُّ الْيَوْمِ كَفَرُوا؟ كَفَرُوا الْيَوْمَ؟ (۲)

سورت مدنی ہے۔ اس سورت میں ۶۳ آیات ہیں۔ اور یہ گویا ہے۔

اس سورت میں طمات کی تعداد ۸۵۵ ہے۔

اس سورت کی تعداد ۳۵۱ ہے۔

خَذَلْنِي غَدَاةَ النَّبِيِّ غَدَاةَ النَّبِيِّ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳)

سورت مدنی ہے۔ اس سورت میں ۶۳ آیات ہیں۔ اور یہ گویا ہے۔ اس سورت میں طمات کی تعداد ۸۵۵ ہے۔ اس سورت کی تعداد ۳۵۱ ہے۔

خَذَلْنِي غَدَاةَ النَّبِيِّ غَدَاةَ النَّبِيِّ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳)

خَذَلْنِي غَدَاةَ النَّبِيِّ غَدَاةَ النَّبِيِّ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳)

خَذَلْنِي غَدَاةَ النَّبِيِّ غَدَاةَ النَّبِيِّ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳)

خَذَلْنِي غَدَاةَ النَّبِيِّ غَدَاةَ النَّبِيِّ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳)

خَذَلْنِي غَدَاةَ النَّبِيِّ غَدَاةَ النَّبِيِّ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳)

﴿قُلْ اِنَّ اِلٰهَكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾

تخریج حاشیہ:

۳۳۰۹۔ اسرار احمد (۱۹۷۱ء)

۳۳۰۸۔ لغزہ جلالہ حسن گدھی (الکھنہ) ۱۹۷۱ء، ص ۱۱۱، حاشیہ ۱۱۱

۳۳۰۷۔ سورۃ الزمرہ باب (۱)۔ سورۃ قمرہ آیت (۱)۔ سورۃ صافات، آیت (۱)۔ ۳۳۰۶۔ اسرار احمد

وَمِنْ سُورَةِ اِبْرٰهٖمَ

یہ باب ہے سورہ ابراہیم کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ نَحْنُ الْوَلَدُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَةَ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْخُبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي عِلْبَةً وَطَبَّ فَقَالَ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَضَلُّهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تَوَارِبُ أَكْثَلُهَا كُلُّ جَبِيٍّ يَأْتِي رِجَالًا هِيَ التَّحْلُفَةُ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ قَالَ هِيَ الْخَطْلَةُ قَالَ فَانْخَبَرْتُ بِذَلِكَ أَنَا الْعَالِيَةُ فَذَكَرْتُ لِحَدَّثَنِي وَالْحَسَنُ حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْخُبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَخَوَّاهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَنَسٍ لَعَالِيَةُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدِ بْنِ سُلَيْمَةَ وَرَوَى غَيْرُهُ وَجِدَ مِنْ هَذَا مِثْرًا فَإِنَّمَا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ حُمَيْدِ بْنِ سُلَيْمَةَ وَرَوَاهُ مُعَمَّرٌ وَحُمَيْدُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَنَحْنُ بِرَفْعِهِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدْنَةَ الْقُشَيْرِيُّ حَدَّثَنَا مِنْ زَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْخُبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَخَوَّاهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَكِيٍّ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْخُبَابِ وَلَمْ يَرْفَعَهُ اس ۱۱۱: ۵۰

تخریج حاشیہ: حضرت شعیب بن خطاب حضرت انس بن مالک عیز سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تمہارا ایک خوش چہرہ لڑکا تھا اس میں تمہاری بھی تصویر ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "فَقَدْ قَالَ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ..." (آیت ۱) "اے تو نے ایسا دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال دین کی ہے۔ گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی بڑھن ہو اور شاخ آسمان میں ہے۔" اسے رب سے نعم سے اپنے بھلے لانا ہے۔ ابراہیم۔ آیت: ۲۵) پھر فرمایا کہ یہ درخت کجیہ کہ درخت ہے پھر یہ آیت پڑھی "وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ..." (آیت ۲) "اور نہ پاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی ہے جو زمین کے نیچے ہی سے اٹھائی ہوئے۔" سے کچھ ٹھہراؤ نہیں ہے ابراہیم۔ آیت: ۲۶) پھر آپ ﷺ سے فرمایا کہ میں سے مراد اس ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے لئے یہ حدیث اورہ لیکر کوئی تو انہوں نے فرمایا۔

— ﴿تَوْسُوعُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ﴾ —

آپ نے حج اور کھج فرمایا۔ قصہ، یہ کہ بنی جناب سے وہ اپنے والد سے اور وہ ان سے بیٹا ہے اسی کے ہم معنی یہ حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں اور اس میں الاموال کا قول بھی نہیں۔ اور یہ اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی راوی اس حدیث کو دو قاضی حضرت انس بن مالک اور کئی روئے بھی اس حدیث کو مرفوع نہیں کرتے۔ احمد بن عبد اللہ بھی اس روئے سے وہ شعیب بن جناب سے اور وہ اس سے شعیب بن جناب ہی کی حدیث نقل کرتے ہوئے اسے مرفوع نہیں کرتے۔

۳۶۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ نَافِلٌ ذَاوُدُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ يَبَيْتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الْخَافِ فِي الدُّنْيَا وَيُؤْتِي الْأَجْرَ فَإِنْ قِيلَ ذَا مِنْ ذَلِكَ وَمَا يَدِينُ وَمَنْ يَشْكُ هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۶۴، ص ۲۶)

ترجمہ: ”حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اس آیت ”يَبَيْتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا“ (الآیہ) ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دیتا اور آخرت میں بھی بہت پر غایت تہم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ سورہ براءیم آیت ۲۰“ کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تہم میں ہوگا جب اس سے (یعنی مراد سے) پوچھا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے تمہارا دین کیا ہے؟ تو تمہارا نبی کون ہے؟ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۶۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو أَسَدٍ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ذَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ تَلَفْتُ غَابِئَةَ هَذِهِ الْآيَةِ يَوْمَ تَنْزُلُ الْأَرْضُ عَلَى الْأَرْضِ فَطَلَفْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيُّهَا يَكُونُ النَّاسُ قَالَ عَلَى الصُّبْرِ ط هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ صَحِيحٌ وَفَرَوِي مِنْ غَيْرِ هَذَا التَّوَجُّدِ عَنْ غَابِئَةَ (ص ۱۶۴، ص ۲۶)

ترجمہ: ”حضرت سعد بن وقاص سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”يَوْمَ تَنْزُلُ الْأَرْضُ عَلَى الْأَرْضِ“ (جس دن زمین اس زمین کے علاوہ دہلی جائے گی۔ سورہ براءیم۔ آیت ۲۸) سزاوت کرنے کے بعد اس کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی صراہ پر یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منقول ہے۔“

تیسری جگہ

یہاں پر ہم اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں کہ ”قَالَ الْعَلَامَةُ عَيْنِي لَمْ تَنْسَبِ النَّمْلَةَ إِلَّا لِأَهْلِ ذِمَّةٍ وَحَدَّثَ“

ہو تسمیہ اس کو سورت ابراہیم کہتی ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

یہ سورت کسی سے گھرانے میں دو آیات قرآن میں تَرَوٰی اَوَّلَیْنَ لَذٰلِکَ اَوْفَعَتْ اَلْقُرْآنَ (۱) کیا آپ نے اس کی طرف نظر نہیں ڈالا؟ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے بدلے میں اٹھائی لی۔ (۲۹، ۳۸) مدنی میں اس میں ۵۲ آیات ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۳۱ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۳۳۳۳ ہے۔

خُذْ نَاصِبًا عِندَ رَبِّیْ خَفِیْدٌ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲)

کَلَّمَ حَوْرَہٗ صَبَیْہَ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) اس سے بگوارہ دولت سراویں کیا ہے کھجور کے درخت کو طرہ میں کے ساتھ تھپتھپاتی ہوئی ہے کہ اللہ کی رحمت میں مضبوطی کے ساتھ جی ہوئی ہوئی ہے اس کی تانیں یعنی نیک اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں جس پر رضائے الہی کے ثمرات مرتب ہوتے ہیں جیسے کہ قرآن میں ایک دوسری جگہ یہ ارشاد ہے۔

رَبِّیْہِ یَضَعُہُ الذَّکٰوۃَ الطَّیْبَہُ وَالْعَمَلُ یُغْنِیْہُ بِرَفْعِہٖ (۱)

کَلَّمَہُ حَبِیْبَہٗ اِسْ یَا کَبِیْرَہٗ دُرِّیْہِ تَمِیْنُ خَوِیْرِیْنِ یَا اِنِّیْ فَرَّیْہِ پَارِہِ (۱) اس کی ہڈیوں بہت مہربانی ہیں (۲) شامیں بلند ہو کر آسمان کی طرف ہیں (۳) اس کا مجلس بہ وقت ہر حال میں کھایا جاتا ہے۔

وَنَظَرُہٗ کَلَّمَہٗ حَبِیْبَہٗ کَلَّمَہٗ حَبِیْبَہٗ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) (۲) پاک بات کی مثال مندے دولت مندین ہے۔

اَلْکَلَمَہٗ حَبِیْبَہٗ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) (۲) پاک بات کی مثال۔ اس سے شخص کا درخت سراویں لیا ہے جو بہت زیادہ گزرا اور بڑھ رہا ہے۔

کَلَّمَہٗ حَبِیْبَہٗ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) اس کا تھراؤ زمین میں نہیں ہوتا مٹیوں سے ہاتھ لگاتے سے آسمان سے ہے۔ کلام حق ہوتا فرماتے ہیں سبکی مثال میں شجرہ طیبہ فرمایا ہے اس کے مقابلہ میں کھنڈ کو شجرہ طیبہ فرمایا اور کھنڈ کا درخت نہیں ہوتا بلکہ اس کی قوت نہیں ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ کھنڈ کی تہ مضبوط ہے نہ مڑا سکتا ہے اور یہ ہے جو اچھا ہے کلمہ کے ثمرات کا یہی حال ہے حق کے ماننے والے کا کوئی نیکو نہیں دیکھتا اس سے نقصان ہی نقصان ہے اس کے عمل پر جس رضائے الہی مرتب نہیں ہوتی کیونکہ کافر کے اس سے قبول ہونے کا احتمال ہی نہیں اس وجہ سے وہ اپنے کھنڈ کے خیال میں اس کی شرفوں کا ادراک نہیں فرماتا۔

خُذْ نَاصِبًا مِّنْہُمَا اِسْمَ عَلَیْہِ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) اَلْیُسُفُیْہُ اَللّٰہُ اَلْیُسُفُیْہُ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) (۲) یس

واللہ کو اللہ تعالیٰ کی بات سے ماحول مضبوط کرتا ہے۔

اَلْیُسُفُیْہُ اَللّٰہُ اَلْیُسُفُیْہُ (۱ ص ۱۱۱ ص ۱۲) یہ ہے کہ مومن بندہ آخر وقت تک ایمان اور کلمہ طیبہ پر جما ہوا رہتا ہے اور آخرت میں بھی کلمہ طیبہ پر جما رہنے کا مصاب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں مگر تھک کے سوال پر سوسانا جواب دے دیتا ہے جیسے کہ

تشریح: ”جس دن ہم آسمان کو ایں لپیٹ لیں گے جیسے طورہ میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں جیسے کہ ہم نے اہل دفعہ پیرائے کی بھی کہا اسی طرح دوبارہ کریں گے۔“

﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِصْيَا وَلَا تُفْسَا﴾ (۱۷۱)

تشریح: ”جس میں تو نہ کیس موڑ تو نہ دیکھے نہ اونچ نیچ۔“

حضرت سل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ سفید زمین پر جمع ہوں گے اس سفید رنگ میں کچھ نیلے رنگ کی رات ہوگی۔ وہ سفیدے کی روئی کی طرح ہوگی اس میں کسی قسم کی نکالی نہ ہوگی۔ (۱۷۲)

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روئی کی ہوگی ہر ایک پھر اللہ تعالیٰ اپنے دست مبارک سے اس طرح اٹ پلے فرمائے گا جس طرح تم روئی کو ستر میں اٹ پلے کرنے پر یہ زمین اہل جنت کو کھانے کے لئے جوئی مہمانی کی طور پر رکھی جائے گی۔ (۱۷۳)

دوسرا قول: ذات کے اعتبار سے زمین ہل دی جائے گی جیسے کہ ترجمہ نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی شرح میں ماہی قاری فرماتے ہیں۔

”وَالْمُظَاهِرُ مِنْ تَلْبِثِي تَغْبُوُ الذَّاتُ كَمَا بَدَأَ عَلَيْهِ السُّؤَالُ وَ لُجُوبَاتُ خُبثُ خَالَتْ فَالْأَمْرُ يُؤْمِدُ فَإِنِّي عَلَى الصِّرَاطِ“ (۱۷۴)

خلاصہ فرماتے ہیں ان دونوں قولوں میں کوئی تضاد نہیں ہے جو کلمہ ہے کلمہ صور کے وقت موجودہ زمین کی صفات تبدیل کی جائیں اور پھر حسب کتاب کے لئے زمین کو ذات کے اعتبار سے بھی تبدیل کر دیا جائے۔ (۱۷۵)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ زمین پہلے صفت کے اعتبار سے بدل دی جائے گی پھر بعد میں ذات کے اعتبار سے بھی بدل دی جائے گی یہ ذات کا بدلنا اس کے بعد ہوگا جب کہ وہ اپنی خبریں سن چکی ہوگی (شعر کا تذکرہ و سورت والا زوال میں ہے)۔

اور آخر میں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں ”وَلَا مَانِعَ مِنْ أَنْ يَكُونَتْ هَذِهِ تَلْبِثَاتٍ عَلَى انْخِطَامِ فَتًى“ (۱۷۶)

تشریح: پھر تلبیث:

۱۰۵۱۔ تفرہ القاری فی ما فی (الصحیح) (۲۸/۱) حنفی (۱۷۶)

۱۰۵۲۔ آخر صبح البخاری کتاب الحیاتیات باب ما جاء من عذاب مصر وقوله تعالى ﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِصْيَا وَلَا تُفْسَا﴾ (۱۷۱) حنفی

۱۰۵۳۔ حدیث (۱۷۶۹) وطبرانی (۱۷۶۹) وصحیح کتاب العذاب ص ۱۵۵ ما جاء من عذاب مصر وقوله تعالى ﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِصْيَا وَلَا تُفْسَا﴾ (۱۷۱) حنفی

والباقی عذاب القبر والنور والنعیم ص ۱۵۶ (۱۷۶۹/۷۴) وأبو داود کتاب البعث ص ۱۵۶ (۱۷۶۹/۷۴) حنفی

والمناقب کتاب ما جاء من عذاب مصر حدیث (۲۸/۱) حنفی کتاب الزمر باب ذکر القبر والنار حدیث (۱۷۶۹/۷۴) حنفی

صلى الله عليه وسلم قال ليجتمعنكم ساعة نوادر بارئ وفيها لعل سائر السلف على أشد لزوم على أنه
مختلج هذا حديث عربى لا يعرفه إلا من حديث مالك بن نويرة (اصح: ۱۰۶)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو اہل بیت ہیں ان میں سے
ایک وہ لوگ ہیں جن کے لئے یہ جو میری امت پر نازل ہو گئیں گے وہ فرمایا امت محمد (نبویہ) پر۔ یہ حدیث غریب
ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف مالک بن نویرہ کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۶۵۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِي بَرْزَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُخْلِفَنَّ اللَّهُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَأُمَّ الْكِتَابِ وَالسَّيِّعِ الْمَنَافِقِ هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ صَحِيحٌ (اصح: ۱۰۵)

ترجمہ: "حضرت ابو مرثدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ فاتحہ، ام القرآن، ام کتاب اور ام
سعی ہے۔"

یہ حدیث سن صحیح ہے۔"

۳۶۶۰ - حَدَّثَنَا الْأَسَدِيُّ بْنُ شَرْبِيلٍ نَا الْعَسَلِيُّ نَا مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَزَلَ
اللَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ بَلَى أُمُّ الْقُرْآنِ وَعَنِ السَّيِّعِ الْمَنَافِقِ وَعَنِ مَعْشُومَةِ بَيْتِي وَنَسْنِ عِبَادِي وَالْغَنِيِّ
مُسَائِلًا (اصح: ۱۰۶)

ترجمہ: "حضرت ابو مرثدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ
نے تورات اور انجیل میں ام القرآن (سورۃ فاتحہ) بھیجی وہی سورت ہازل تیس کی اور بھی اس صحیح حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ یہ میرا امیر ہے اللہ کے دو مومن قسم کی گئی ہے اور میرے بندے کے لئے وہی چیز ہے جو وہ مال کا۔"

۳۶۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَزَلَ
اللَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ بَلَى أُمُّ الْقُرْآنِ وَعَنِ السَّيِّعِ الْمَنَافِقِ وَعَنِ مَعْشُومَةِ بَيْتِي وَنَسْنِ عِبَادِي وَالْغَنِيِّ
مُسَائِلًا (اصح: ۱۰۶)

یہ حدیث سن صحیح ہے۔"

ترجمہ: "حضرت ابو مرثدہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ فاتحہ اور ان کے
حدیث تیس۔ ام القرآن، ام کتاب اور ام سعی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ حدیث سن صحیح ہے۔"

کی راوی عامر بن عبد الرحمن سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

۳۲۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّاعِئِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي لَطِيْفٍ نَافِصَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ نَيْسَرٍ عَنْ غُبَرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُرِئَ سُورَةُ الْاَنْعَامِ فَيَا بَنِي إِسْرَءِيلَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ فَمَا قَرَأَ فِي ذَلِكَ آيَاتٍ أَلَمْ نَسْجُدْ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ تَفْسِيرِ هَذِهِ آيَةِ إِنْ فِي ذَلِكَ آيَاتٍ يَلْتَمِزُ سَعِيدٌ قَالَ لَلْعَلَّةِ بَيْنَ

۱-۲۰۶۰ ص ۱۱

مَرْجُوْحَةٍ "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، علی اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تم لوگوں کی فراست سے بڑھ کر کہو کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھنا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھی "إِنْ فِي ذَلِكَ آيَاتٍ لِّمَنْ يَتَذَكَّرُ" (آیہ ۱۰۱) (بے شک اس واقعہ میں اہل بصیرت کے لئے اس کی نشانیاں ہیں۔) (آیت ۵۰) یہ حدیث غریب سے ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جاتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی تفسیر میں کہا ہے کہ متواتر کے معنی فراست، دلائل کے ہیں۔"

۳۲۶۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ الصُّبَّيْ نَا الْمُفَضِّلُ عَنْ أَبِي نَيْسَرٍ عَنْ أَبِي سَلَيْبٍ عَنْ بَشَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ أَتَسَاءَلُهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ قَالَ عَنِ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ أَبِي سَلَيْبٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي سَلَيْبٍ عَنْ بَشَرٍ عَنْ أَبِي نَيْسَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ وَأَمَّا بَرَزْدَةُ (ص ۱۱) ص ۱۱

مَرْجُوْحَةٍ "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے انیسوا اجماعاً سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ توحید "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ایک بن ابی سلیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی سلیم کی روایت کو ایک بن ابی سلیم سے روایت ہے اور انس بن مالک بزرگ سے اسی کے محل نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں۔"

تفسیر

۳۰۰۰ فرمائی ہے۔

جہد تفسیر: اس سورت کو پھر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حرکتوں، بود و بد، اور نماز کے درمیان واقع ہے اسی معنی میں قوم نمود پادھی اس کا تذکرہ ہے۔

اس سورت ۹۲ آیات میں اور پندرہ کوٹ ہیں۔ اس سورت میں گھنٹوں کی تعداد ۲۵۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۵۰۰ ہے۔

خَذَلْنَا مَثَبَهُ (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲) فَكَانَتْ امْرَأًا تُضِلُّنَّ خَلْفَهُ (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲)

وَلَوْ لَدَّ طَيْفًا لَمَسْتَعْتِدِينَ مَعَكُمْ (۱)

تو حتمہ (اور تم میں سے آگے بڑھنے والے اور پیچھے ہٹنے والے بھی تیار۔ علم میں ہیں۔)

تفسیر بالا کے علاوہ مزید صاحب دہلی میں سے اس آیت کی اور بھی تفسیر منقول ہیں مثلاً: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفسیر وغیرہ حضرات سے۔

- ① مسند میں سے مراد وہ لوگ جو دنیا سے جا چکے ہیں اور متاخرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ابھی دنیا میں زندہ ہیں۔
- ② حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حکمہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسند میں سے وہ لوگ مراد ہیں جو اب تک پیدا ہو چکے ہیں۔ اور متاخرین سے وہ لوگ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔

③ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسند میں سے مراد امتِ محمدیہ سے پہلے والے لوگ اور متاخرین سے امتِ محمدیہ کے لوگ مراد ہیں۔

④ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسند میں سے مراد اہل اطاعت اور متاخرین سے مراد اہل معصیت ہیں۔

⑤ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ و غیر فرماتے ہیں کہ مسند میں سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کی طرف چہا اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہتے ہیں۔ اور متاخرین جو ان چیزوں میں پیچھے رہتے ہیں۔

علاوہ فرماتے ہیں کہ ان کلامِ تفسیر میں کوئی تضاد نہیں ہے قرآن کے لفاظا جامع ہوتے ہیں یہ سب ہی تفسیریں مراد ہو سکتی ہیں۔ (۱) واللہ اعلم بالصواب۔

نامِ تہذیبی نے جو تفسیر بیان کی ہے اس کی مندرجہ کلام کیا میرے امام مسلم نے فرمایا ہے "وَهَذَا الْخَوْدُ يُنْفِذُ فِيهِ ذِكْرُ شَيْبَةَ"۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں یہ کلام ہوا ابو جہزہ کا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں ہے۔ (۲)

خَذَلْنَا مَثَبَهُ مِنْ خَبِيرٍ (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲)

بِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ: جنہم میں داخل ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اس لئے ایک دروازہ دکائی نہ ہوگا اس کے سرت دروازے رکھے گئے ہیں ایک دروازہ خاص ہوگا ان کے لیے جو امتِ محمدیہ پر ناجائز کوار اٹھائیں گے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ سرت دروازوں سے مراد جنہم کے سات طبقات ہیں جن کے نام یہ ہیں ① جنہم ② لغنی ③ عہم ④ سیر ⑤ سقر ⑥ جہیم ⑦ ہادیہ۔ بعض روایات میں اس کی ہفت صحت اس طرح آتی ہے۔

جہنم میں وہ مسلمان ہوں گے جو گناہوں کی وجہ سے جنہم میں جائیں گے پھر ان کو نکال لیا جائے گا۔

لطی: اس میں نصاریٰ ہوں گے۔

مصلحہ: اس میں یہود ہوں گے۔

معتبر: اس میں صدیقی مذہب کے لوگ داخل کئے جائیں گے۔

سفر: اس میں یحییٰ مذہب کے لوگ داخل کئے جائیں گے۔

جحیم: اس میں مشرک لوگ داخل کئے جائیں گے۔

ہاویہ: اس میں منافقین لوگ داخل ہوں گے۔^(۶)

خَذُّنَا عَبْدُ بْنُ حُسَيْنٍ (ص ۱۲۵، ص ۱)

اَلْعَبْدُ بِلَالٍ اُمُّ الْفُرَّانِ وَاُمُّ الْكِتَابِ: (ص ۱۲۵، ص ۱) سورت فاتحہ کو باجماع معانی و فوائد کے لحاظ سے اس دو پہلو

قرآن کہہ دیا گیا۔^(۷)

وَالسَّمِيعُ الْغَفَّارُ: (ص ۱۲۵، ص ۱) یہ قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَقَدْ مَلَكْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْعَنَانِ وَالْقُرْآنَ مَاتَ الْغَفَّارُ﴾

(یعنی ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ وہ برائی جلتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔) کی طرف

اشارہ ہے۔

اس سے مراد سورت فاتحہ کی سات آیات ہیں یہ ہر رکعت میں خواہ فرض ہو یا واجب یا سنت پڑھی جاتی ہے اس کے اس کو

سبح الظل کہا جاتا ہے۔^(۸)

خَذُّنَا الْخُسَيْنُ (ص ۱۲۵، ص ۱)

وَهُوَ مَقْسُومَةٌ ثَلَاثِينَ وَبَيْنَ عَيْنَيْ: (ص ۱۲۵، ص ۱) حدیث ولامت سورت فاتحہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

ثُرُوس سے (اِنَّكَ تَعْبُدُكَ اللہ تعالیٰ کی ذات کا بیان ہے اور یہ کہ صفات اور بندہ اللہ تعالیٰ سے اس کا حق ادا کرنے کا

معاہدہ کرتا ہے اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا ہے۔

اور وَاِنَّكَ تَعْبُدُكَ سے آخر سورت تک جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے روزگست کرتا ہے اور اَعْبُدْنَا الصِّرَاطَ بندہ

اپنے اور دوسرے لوگوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتا ہے۔

اس سے اس جیسے دہندے کے لئے فرمایا گیا ہے۔

حدیث بالا کے علاوہ متعدد روایات میں سورت فاتحہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے مثلاً ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چنانکہ زور وادھماکہ ہوا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آسمان

کی طرف دیکھا اور کہا کہ ابھی آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا وہاں سے ایک فرشتہ اتر کر آپ ﷺ

کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ ﷺ کو خوشخبری ہو دو نوہوں کی جو آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں دیئے گئے ایک

سکھایا کرتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ "يَتَّبِعُوا ظِلَّكَ غِيَابِ الْبَيْتِ" (الآیہ ۳۶) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کے سامنے آئیں اور بائیں جیسے پار ہے جس۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو بندہ کر رہے ہیں۔ اہل آیت ۳۸) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یہی بن۔ صبر کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۶:۵ - حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو الْحُسَيْنِيُّ بْنُ خُوَيْلِبٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ جُنَيْسٍ بْنِ سَنَيْدٍ عَنْ الرِّبْعِيِّ بْنِ أَنَسٍ عَنْ يَسْرِ بْنِ مَعْبُودٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ كَعْبٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُخَيْدٍ أَصِيبَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْبَعَةُ وَبِشْرُ بْنُ زَبْلَاءَ وَبِشْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ بَشَّةٍ مِنْهُمْ خَمْرَةٌ فَصَنَعُوا بِهِمْ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَيْتَنَّا أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هَذَا أَلَّا يَرْسُ عَلَيْهِمْ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ قُبَاعٍ مَكَّةَ فَأَنزَلَ اللَّهُ نَارًا وَإِنْ غَايَ لَمَّا قَالُوا يَا بَشِيرُ مَا غَوَيْتُمْ بِهِ وَإِنْ صَبَرْتُمْ لَهَوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ فَقَالَ رَجُلٌ لَا تَرَيْتُمْ بَنَدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَعْرَفَ الْقَوْمَ لَا أَرْنَعُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ كَعْبٍ (ص ۵۰، ص ۵۱)

ترجمہ: "حضرت انس بن کعب بن عزیق فرماتے ہیں کہ غزوہ کعبہ میں انصار کے بیٹے اور مہاجرین کے بچے آؤں شہید ہوئے۔ جن میں حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ کفار نے ان کے ناک، کان وغیرہ کاٹ دیے تھے۔ انصار کہنے لگے کہ اگر پھر کسی دن ہماری ان سے مدد بھیجی ہوئی تو ہم اس سے روکتے آریں گے ناک، کان وغیرہ کاٹیں گے لیکن آج کے دن اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتری فرمائی "وَيَوْمَ عَاثِمَةُ فَعَاثِمَةُ" (الآیہ ۱۱) اور اگر مدد تو آتا ہے تو آج بھی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ انھیں "آیت ۱۲" چنانچہ ایک شخص نے ان کو آؤں کے بعد قریش کا نام نہیں رہے گا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پیارے آدمیوں کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرو۔ یہ حدیث ابی بن کعب بن عزیق کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔"

تفسیر

یہ تفسیر اس سورت میں لکھی گئی ہے جس کا نام سورۃ قل رکھ لیا ہے۔ بقول علامہ قرطبی: "یہ آیت اس کا اور نام سورۃ قلم (جمع قلم) بھی ہے۔"

یہ سورت مکی ہے مگر غازی (عالم شیعہ) (اور ارباب لو) (آیت ۳۶) سے سورت انص کے آخر تک کی آیات مدنی ہیں۔ اس میں ایک سو تین آیات ہیں اور سورہ رکوع ہیں۔ اس سورت میں طہ کی تعداد ۱۸۳ ہے جب کہ رکوع کی تعداد ۱۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ - (ص ۵۰، ص ۵۱) أَوْعَى قُلِّي "تَطْهَرُ بِغَدِ الرَّوْاقِ" (ص ۵۱، ص ۵۲) (زوال کے بعد قلم

سے پہلے چار رکعت، اس سے ظہر کی فتنس مروا لیں، جب نواہل فتنہ ہونے کے بعد چار رکعتیں مروا لیں۔^(۱)

بِسْمِ اللَّهِ مِنْ صَلَاةِ الْمُشْحَرِ: (ص ۵۵، ص ۵۴)

صَلَاةِ الْمُشْحَرِ: (محرر نے وقت کی نماز) اس سے کون سی قدر زبرد ہے اس میں یہ قول ہے۔

① فقہ کی نگاہ میں ہے۔

② فجر کی چار رکعت مراد ہے (دوست اور دشمن)۔

مُحَرَّمِ طَلَبِ قَابِی بَسْمِ اللَّهِ سَبْعَ قُرْآنِ کَرِیْمِ دِی سَبْعَ۔^(۲)

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ... (ص ۵۴، ص ۵۵) اَلْبُحَارَةُ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۵۵) (پہنچا آدمی) (نواہل) کے شہداء کو دیکھ کر مسلمانوں نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آئندہ ہمیں نواہل پر غلبہ فرمایا تو ہم بھی ان کے مشقتوں کے ساتھ ہی طرف کا محالہ کریں گے۔

اور جب آیت والا نازل ہوئی تو چونکہ سماج پر ہم مریض اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکالمہ اطلاق کا شرف عطا فرمایا تھا اس لئے ان کو نصیحت کی گئی کہ بار بار یہ دہل لینے کی اگرچہ اہم زنت قوت ہے مگر صحابہ کو یہ بھی بہتر ہے۔^(۳)

اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سب کو کس شے اور فتح کے دن ان آیات کے مطابق عمل اختیار کیا گیا شاید اسی وجہ سے بعض روایات میں یہ آت ہے کہ یہ آیتیں فتح کے دن نازل ہوئی تھیں یا ان آیات کا نزول پہلے ہو چکا تھا مگر زمانہ مکہ کے دن دوبارہ اس کا نزول ہوا ہے۔^(۴)

لَا قُرْآنَ يَوْمَ نَعْدُ الْيَوْمَ (ص ۵۵، ص ۵۶) آج کے بعد سے قریش کا نام نہیں رہے گا، دوسری روایت میں اس کی تفصیل اس طرح آئی ہے: لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ سَمِعَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَوْشَعِ وَخَالِظَ بْنَ الْوَلِيدِ غَنِيَّ النَّجْدِيِّ وَكَانَ يَأْتِيهَا هَزِيمَةُ أَهْلُ بَيْتِهَا بِالنَّصَارَةِ فَقَالُوا لِمَ هَذَا انْطَرِقُ فَقَالَ لَكُمْ أَخَذَ إِلَّا اسْتَوْفَا فَتَأَذَى مَنَاءُ لَا قُرْآنَ يَوْمَ نَعْدُ الْيَوْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَارَا فَهُوَ أَمِينٌ ...^(۵)

كَفُّوا عَنْ الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدَةَ (چارہ آدمیوں کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرو)۔ سنی کی روایت میں آتا ہے چار مردوں کو بار دو دروازوں کو فتح کے دن ان بھی معاف نہیں یہ صحابہ ان کے لئے تھے یہ تھا کہ جہاں بھی میں ہیں تک کہ بیت اللہ میں میں تہ بھی ہن و قتل کر دیا جائے۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں۔ ① عمر بن عبد العاص ② عبد اللہ بن نضل ③ عیسیٰ بن صبابہ ④ عبد اللہ بن مسعود۔^(۶)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ:

۳۵۶. أخرجه من صحيحه (۳۸) حديث (۳۵)

۳۵۷. أخرجه علفه بن أسد (۳۵) ۱۲۴۴

(۱) حاشیہ کوکب الدرر: ۱۷۷ (۲) مر ۱۵۴/۳ (۳) حاشیہ کوکب الدرر: ۱۷۸ (۴) قصر مغھری (۵) حاشیہ کوکب الدرر

وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

یہ باب ہے سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر کے بیان میں

۳۶۶ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَلَّانَ نَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ نَا مَعْقَرٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي خُرَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ عَنْ أَبِي مُرَازِئَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ أُسْرَى بَيْنَ لَيْثِ بْنِ مُوسَى قَالَ فَكُنْتُ قَبَاذًا رَحِلٌ قَالَ خَبْنَةُ قَالَ مُضْطَرُوتٌ الرَّجُلُ الرَّأْسُ كَأَنَّهُ مِنْ رَحَابٍ مَطْرُوءَةٌ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى قَالَ فَكُنْتُ قَالَ رُبْعَةٌ أَخْضَرُ كَأَنَّهُ حَرَجٌ مِنْ دِيمَاسٍ بَعَثَ الْحُفَامَ وَرَأَيْتُ الْإِبْرَاهِيمَ قَالَ وَأَنَا أَتَيْتُهُ وَلَدَهُ بِهِ قَالَ وَأُتِيتُ بِإِسْمَاعِيلَ أَخْضَعُمَا لَنِي وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقَبِلَ بَنِي خَدَّيْهِمَا فَجِئْتُ فَخَذْتُ الْفَسْنَ فَفَرَسْتُ فَقَبِلَ بَنِي خَدَّيْهِمَا لِلْفِطْرَةِ أَوْ اخُذْتُ الْفِطْرَةَ أَمَا بَنُكَ لَوْ أَخَذْتُ الْخَمْرَ عَوْتُ أُمَّكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (مسند ۱۱، ص ۱۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو مرزئہ جو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا تو میری ملاقات مویٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ وہی کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مویٰ علیہ السلام کے سر کے بال ٹھہرے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ دشوارہ تھے کے لوگوں میں سے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور نبی اکرم ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سبز قد اور سرخ ہیں گویا کہ ابھی دیہاس یعنی حمام سے نکلے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ میں ان کی اولاد کے بہت مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا کہ ان دونوں میں سے جو چاہوئے تو۔ میں نے دودھ لے لیا اور پی لیا۔ چنانچہ مجھ سے کہا لیا کہ آپ ﷺ کو نصرت کے واسطے پر پڑنا کیا فرمایا کہ آپ ﷺ نصرت کو پہنچے کیونکہ اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۶۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ نَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ نَا مَعْقَرٌ عَنْ فَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ جِئْتُ أُسْرَى بَيْنَ لَيْثِ بْنِ مُوسَى فَكُنْتُ قَبَاذًا رَحِلٌ قَالَ خَبْنَةُ قَالَ مُضْطَرُوتٌ الرَّجُلُ الرَّأْسُ كَأَنَّهُ مِنْ رَحَابٍ مَطْرُوءَةٌ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى قَالَ فَكُنْتُ قَالَ رُبْعَةٌ أَخْضَرُ كَأَنَّهُ حَرَجٌ مِنْ دِيمَاسٍ بَعَثَ الْحُفَامَ وَرَأَيْتُ الْإِبْرَاهِيمَ قَالَ وَأَنَا أَتَيْتُهُ وَلَدَهُ بِهِ قَالَ وَأُتِيتُ بِإِسْمَاعِيلَ أَخْضَعُمَا لَنِي وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقَبِلَ بَنِي خَدَّيْهِمَا فَجِئْتُ فَخَذْتُ الْفَسْنَ فَفَرَسْتُ فَقَبِلَ بَنِي خَدَّيْهِمَا لِلْفِطْرَةِ أَوْ اخُذْتُ الْفِطْرَةَ أَمَا بَنُكَ لَوْ أَخَذْتُ الْخَمْرَ عَوْتُ أُمَّكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (مسند ۱۱، ص ۱۹)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں نبی اکرم ﷺ کے لئے برتن لایا گیا جس کو نکال کر

ہوئی اور زمین بھی ہوئی تھی۔ اس نے توفی کی وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسی شہنشاہی کر رہا ہے۔ حق تک تجھ پر مدد کوئی کے نہ دے گا۔ اس سے زیادہ عزیز و مبارک نہیں ہوا۔ روایت کرتے ہیں کہ پھر اسے میدان آیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابدا رزاق کی روایت سے جانتے ہیں۔

۳۳۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي جَبْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ أَبِي خُزَيْمَةَ عَنْ أَبِي بَرِئَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا لَبَّيْنَا ابْنَ مَيْمُونَةَ فِي بَيْتِ الْغَدَقَةِ عَنْ جَبْرِائِيلَ بِأَصْفِهِ مَحْرُوقٍ بِمَحْجَرٍ وَشَدَّهَا الْبِرَاقُ هَذَا حَدِيثٌ خَسِرٌ غَرِيبٌ۔ (ص ۱۵۹، ۱۶۰)

ترجمہ: "حضرت یحییٰ بن ابی جبر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شب معراج) کو ہم جب بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی نعل سے اشارہ کر کے ایسا چتر میں سوار کیا اور پھر براق کو اس سے باندھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

۳۳۰۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ ابْنِ سُلَيْمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحَجَرِ فَجَلَّى لِي ابْنُ مَيْمُونَةَ الْمُقَدَّسِينَ فَخَرَّ هَمٌّ عَنْ لَبَّائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ هَذَا حَدِيثٌ خَسِرٌ ضَعِيفٌ وَبِي ثَابِتٌ عَنْ مَالِكٍ بِي ضَعْفَةٍ وَبِي سَعِيدٌ وَابْنُ عَدَسٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَابْنُ سَعْدٍ۔ (ص ۱۶۰، ۱۶۱)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش نے مجھے بجلی تو میں ایک چتر پر گرا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے لے آیا۔ چتر میں اسے دیکھتے ہوئے میں اس کی کئی باتیں کہتا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں مالک بن سعد، ابو سعید، ابن عسائی، ابو ذر اور ابن سعد وغیرہ سے بھی روایت ہے۔"

۳۳۰۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شُعْرَبَانَ عَنْ شُعْرَبَانَ عَنْ تَمِيمِ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَدَسٍ عَنْ ابْنِ قُزَيْبَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَّى لِي ابْنُ مَيْمُونَةَ الْمُقَدَّسِينَ مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّائِهِ لَمَّا لَبَّيْنَا ابْنَ مَيْمُونَةَ فِي الْغَدَقَةِ هَذَا حَدِيثٌ خَسِرٌ ضَعِيفٌ۔ (ص ۱۶۱، ۱۶۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تعالیٰ کے قول "وَمَا جَعَلْنَا الْإِنسَانَ إِلَّا خَلْقًا عَسِيفًا" (اور وہ غریب جو ہم نے تمہیں دکھایا اور وہ ضعیف اور کمزور ہے) میں ہے کہ ان سب کو ان لوگوں کے لئے قتل کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (آیت ۱۰) کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس نواب سے مراد شب معراج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تائید کرتے ہوئے تھے۔"

تے ایک کتاب۔ پھر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکور جن اوصاف سے مرد و عورت کا درخت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۲۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَيْشِيُّ الْكُوفِيُّ نَا أَبَا عَمْرٍو الْأَعْمَشَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَفَرَأْنِ لَعْنِبِ إِنَّ فِرَافِ الْأَعْمَشِ كَانَ مَشْهُودًا لِهَذِهِ فَلَا ذِكْرَ لِلذَّلِيلِ وَمَلَأْتُكَ اللَّهُمَّ هَذِهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَزَوَّادُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ غَيْثُ بْنُ خُوَيْلِبٍ نَا غَيْثُ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ فَلَذِكْرُ لَعْنَةِ (ص: ۱۵۵، ص: ۱۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے "وَفَرَأْنِ لَعْنِبِ" (بے شک قرآن پڑھنا جہنم جاتے ہوئے مرد و عورت کی سزا کی آیت ۷۸) کی تفسیر میں نبی کریمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اسے فرمایا کہ اس بات اور ان کے فرماتے ہوئے صحیح ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور علی بن مسیر سے شمس سے وہ ابوصالح سے وہ ابو ہریرہؓ سے ابو سعید خدریؓ سے اور وہ نبی کریمؐ سے نقل کرتے ہیں۔ علی بن حجر نے اسے اس طرح ذکر کیا ہے۔

۲۲۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْسَى عَنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمَ تَذْكُرُوا كُلُّ أُنَاسٍ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ جَسَدِي مَقْبُولٌ ذَرْنِي وَأَبْيُصُ وَجْهِي وَأَجْعَلْ عَلَيَّ سَبِيحًا يَقُولُ لَا يَبْغِي لِي أَحَدٌ مِنْكُمْ قَوْلُهُ مِنْ بَعْدِ يَقُولُونَ أَلْفَهُمْ بِأَنَّهُمْ هَذَا وَبَدَّلْنَا فِي هَذَا أَحْسَنَ بِأَنَّهُمْ فَعْمَلُوا لَعْنَةً كَسَبُوا بِكُلِّ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِثْلَ هَذَا وَإِنَّا الْكَافِرُ فَيَسُودُ وَجْهُهُ وَيُعَذِّبُهُ فِي جَسَدِهِ سَقُودٌ وَإِنَّا عَلِمَ صَوْرَةَ لَوْ أَنَّهُ يَسُودُ نَاحِيَةَ الْفَأَصْحَابِهِ يَقُولُونَ لَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سَرِّ هَذَا لَكُنْهُمْ لَا تَأْتِي هَذَا فَدَلَّ بِهَيْبَتِهِمْ فَعْمَلُوا لَعْنَةً يَقُولُ أَلْفَهُمْ هَذِهِ لَكُنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلَ هَذَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَابْتَدَأَ بِسَمْعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَسَنٌ (ص: ۱۵۵، ص: ۱۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت "يَوْمَ تَذْكُرُوا كُلُّ أُنَاسٍ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (آیت ۱۰۸) کے بارے میں فرمایا کہ ان کے سارے اعمال اس کے بارے میں تھیں جو وہ کیا کرتے تھے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ایک شخص کو بلا کر اس کے بارے میں اس کے بارے میں بات نہ کرو۔ اس کا بیان سنا کر ہر ایک کا چہرہ درخشاں کر کے اس کے بارے میں سوچو کہ ایک ہی چیز کیا جانے کو جو چھپ رہا ہوگا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جاتے کہ تو اس سے دور رہو۔

دیکھ کر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی نعمتیں عطا فرما اور ہمارے لیے اس میں برکت دے یہاں تک کہ وہ آسمان سے کہیں گے کہ تم میں سے ہر شخص کے لئے ایسے امن کی خوشخبری ہے لیکن ہمارا کام سیارہ ہوا اور اس کا جو کچھ ساتھ کرنا ہو سکا دیا جائے گا۔ پیچھے کر آدم علیہ السلام کا قدم جو ہم قدم پھرتا ہے بھی ایک تان پھنسا جائے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ کے دوست دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہم اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ چیز نہ دینا اور جب وہ ان کے پاس جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ اسے ہم سے دور کر دے۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں دور کرے تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے مثل ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کی کام اس میں بن عبد الرحمن ہے۔

۳۲۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو ذَرَابٍ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرَيْقٍ الرُّعَاةِ قَبْرِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قَوْلَيْهِ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا وَسُبُلَ عَنْهَا قَالَ جَاءَ الشُّعْبَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَذَاوُدُ الرُّعَاةِيُّ مَوْلَا ذُو الْأَوْدِيِّ وَهُوَ عَمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْوَيْسِ (ص ۱۱۳، ص ۴)

تفسیر محمدؐ "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی جگہ بھیجوں گا کہ تم اس سے بہتر کوئی جگہ نہ پاؤ گے۔ یہ حدیث حسن ہے اور داؤد بن زریق سے مراد داؤد بن زریق بن عبد اللہ بن ابی ہریرہؓ کے چچا ہیں۔"

۳۲۷۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ تَابِعَانِ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مَخْزُومٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدِيْنَةَ حَامٍ فَتَقَعَ وَحَوْلَ الْكُفَيْبَةِ فَلَمْ يَجِدْ مَبْنِيَّةً وَسَبَّحَ نَحْبًا فَخَلَّ الْأَبْسُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصْعَةً بِمَحْضَرَةٍ مِنْ يَدِهِ وَابْنُ قَالَ بَعْدَهُ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعِينُهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ غَرَبٌ ابْنُ عُمَرَ (ص ۱۱۶، ص ۵)

تفسیر محمدؐ "حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے رواتیں سوساٹھ حجر (بت) نصب تھے۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے آپؐ کو یہاں تک لایا تھا کہ اس کے ساتھ آپؐ نے مزیلہ ان باتوں کو مارتے اور گراتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے "جاء الحق وزهق الباطل..." (حق آیا اور باطل بھاگ گیا) یہ ٹک جھوٹ ہے لہذا بھاگے والا۔ (ابن مسعودؓ نے آیت ۸۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔"

۳۲۷۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ فَاوِزٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَرَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ نَسِيبُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثُمَّ أَمَرَ بِالْهَجْرَةِ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ وَقُلْ رَبِّ أَوْحِ إِلَيَّ مَا خَلَى صَلَافِي وَالْغَرَجِي
مُخْرَجِ صَلَافِي وَاجْعَلْ لِي مِنْ ذَلِكَ سُلْطَانًا مُصِيبًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۸۶، ص ۸۷)
تَرْجُمَةً "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور
یہ آیت نازل ہوئی "وَقُلْ رَبِّ أَوْحِ إِلَيَّ" (الآیہ) "کہ اے رب داخل کر مجھ کو کچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا
نکالنا اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد۔ نبی اسرائیل - آیت ۸۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۲۷۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعْبُطٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي جُنْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ
قَالَ قَالَ قُرَيْشٌ لِيَهُودَ أَغْطُوا شَيْئًا نَسَأَلُ عَنْ هَذَا الرَّجُلِ فَقَالَ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ
فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا قَالُوا
أَوْيَيْنَا بَعْلًا كَثِيرًا أَوْيَيْنَا السُّورَةَ وَمَنْ أَوْيَى الثُّورَةَ فَقَدْ أَوْيَى خَيْرًا كَثِيرًا فَأَنزَلَتْ قُلْ لَوْ كَانَ الْفَخْرُ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ لَخَلَّطْتُ رِبِّي لَقَدْ أَخْبَرَ إِلَى سَجْعِ الْآيَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ص ۸۶، ص ۸۷)
تَرْجُمَةً "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش نے یہود سے فرمائش کی کہ میں کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ ہم اس کے
متعلق نبی اکرم ﷺ سے پوچھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے روح کے متعلق پوچھیں۔ چنانچہ جب انہوں نے پوچھا تو
یہ آیات نازل ہوئیں۔ "وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ" (الآیہ) (اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو کہہ دے روح ہے
میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے تمہارا اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو دی بھیجی۔ پھر
نہ پائے تو اپنے واسطے اس کے لادینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار۔ نبی اسرائیل: ۱۶۸) کہ جسے تم بہت علم دیا گیا
ہے ہمیں تو رات دی گئی اور جسے تو رات ملی اسے بہت کچھ دیا گیا۔ اس پر یہ آیت ازل ہوئی۔ "قُلْ لَوْ كَانَ الْفَخْرُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ لَخَلَّطْتُ رِبِّي لَقَدْ أَخْبَرَ إِلَى سَجْعِ الْآيَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ ہے۔"

۳۲۷۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ كَثْثِ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْبِ بِلَالِ بْنِ رَحْبَةَ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عِصْبٍ فَعَرَفَ بَقَرِ
بَيْنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ سَأَلْتُمُوهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَسْأَلُوهُ فَإِنَّهُ يُسَبِّحُكُمْ مَا تَكْرَهُُونَ فَقَالُوا يَا أَبَا
الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَحَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ
يُوحِي إِلَيْهِ حَتَّى صَبَدَ الْوَحْيُ ثُمَّ لَمَّا لَمَسَ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۸۶، ص ۸۷)

تَرْجُمَةً "حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں چل رہا تھا، آپ ﷺ

کجگور کی ایک ٹہنی پر لٹک لگاتے ہوئے چل رہے تھے کہ یہودیوں کی ایک جماعت پر سے اُتر ہو کر بعض کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھنا چاہئے جبکہ دوسرے کہنے لگے کہ مت سوال کرو کیونکہ وہ ایسے جواب دیں گے جو تمہیں برا لگے گا۔ لیکن انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے راجع کے متعلق سوال کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں یہاں تک کہ ان کی طرف راجع کی جارہی ہے یہاں تک کہ ان کے آخری قدم دوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الْمَرْءُ مِنْ امْرِئِ زَوْجِي" (الایہ) یعنی زوج میرے رب کے حکم سے ہے۔ یہ حدیث مسنی صحیح ہے۔

۳۶۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُمُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَصَابَ صِفَا مَسَاءٍ وَصِفَا مَسَاءٍ وَجَنَّتْ عَيْنِي وَجُوهُهُمْ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَيْفَ بَنَسُونِ عَلَى وَجُوهِهِمْ قَالَ إِنْ أَلْبَسُوا أَصَابَهُمْ عَلَى أَفْذَاهِهِمْ فَذَرِ غُلِيَّ إِنْ يُعْصِبُهُمْ عَيْنِي وَجُوهُهُمْ لَمَّا بَنَسَهُمْ يَتَقَوَّانَ بِوُجُوهِِهِمْ كَأَنَّهُ خَذَبٌ وَتَوَكَّفَ هَذَا إِسْنَادُ حَسَنٌ وَتَذَرِي وَهَابٌ عَنْ ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْ هَذَا. (امرو، ۱۱: ۱۰۷)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ تین اقسام میں منقسم ہو کر تین گروہوں میں آئیں گے۔ پہلے سوار اور چرواہے پر گھمٹے ہوئے۔ پچھلے یہ یہودیوں کے کہنے پر چلیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے انہیں چرواہوں پر چلایا وہ انہیں سروں پر چلانے پر بھی قادر ہے۔ جن لوگوں کو اپنے منہ سے بر بلندی اور کانٹے سے نکال کر چلیں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث کو ابن طالح و اس اپنے والد سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔"

۳۶۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسِبٍ نَائِرِيذِيٌّ هَارُونِيٌّ نَائِرِيذِيٌّ عَنِ ابْنِهِ عَنْ خَبِيْثٍ عَنْ ابْنِهِ عَنْ خَبِيْثٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْكُمُ مَعْشُورُونَ بِجَدَلٍ وَنَجْبَانٍ وَنَجْرَانٍ عَلَى وَجْهِهِمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. (امرو، ۱۱: ۱۰۷)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مکر و نفاق پیدل سوار اور چرواہوں کے ملھیٹے ہوئے آئیں گے کہے جاوے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

۳۶۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِلَاظٍ نَائِرِيذِيٌّ هَارُونِيٌّ وَأَبُو دَاوُدَ وَأَبُو الْيَزِيدِ اللَّفْظُ لَعَطُ يَزِيدٍ وَالْعَمَلُ وَاحِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ضَمْنَانَ بْنِ عِثَالٍ التَّمْرَاوَنِيِّ أَنَّ يَهُودِيَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ رَدِّهِ بِنَا إِلَى هَذَا نَبِيِّنَا سَلَّمَ قَالَ لَا تَقُلْ لَمْ نَبِيٌّ فَإِنَّهُ إِنْ يُسْتَعْمَلُ تَقُولُ نَبِيٌّ كَانَتْ

موجودہ امر بلند آواز سے قرآن پڑھتے تو مشرکین قرآن کو اس کو نازل کرنے والے اور اسے لانے والے کو کالیاں دینے لگتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ قرآن اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ مشرکین قرآن کو اس کو نازل کرنے والے اور اسے لانے والے کو کالیاں دینے لگیں اور نہ اتنا آہستہ کہ صحابہ علیہ السلام میں نہ سکیں۔ ثانی اسی آواز پر پڑھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ سکیں۔ یہ حدیث سن سچ ہے۔“

۳۱۸۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَأًى أَبَا شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ بِي غَوْلِهِ وَلَا تُخْجَرُ بِضَلَالِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا وَتُفَعِّقُ فِي ذَلِكَ سَبِيلًا قَالَ لَوْلَاكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَلَفٌ بِمَكَّةَ وَكَانَ إِذَا صَامَ بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَكَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا سَمِعُوا انْتَفَرُوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَتَوَلَّاهُ وَمَنْ خَافَهُ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِيْلَهُ وَلَا تُخْجَرُ بِضَلَالِكَ أَمْ يَهْرَءُ بَكَ فَمَسَمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَنَسَبَ الْقُرْآنَ وَلَا تُخَافُ بِهَا عَنْ أَصْحَابِهِ وَالْبَيْعُ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۰۸)

ترجمہ ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر چھپ کر دعوت دیتے تھے اور صحابہ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن بلند آواز سے پڑھتے۔ چنانچہ مشرکین جب قرآن سنتے تو اس کے لانے والے کو کالیاں دینے لگتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ اتنی بلند آواز سے مت پڑھیے کہ مشرکین میں اسے کالیں دیں اور اسی آہستہ بھی نہ پڑھیے کہ صحابہ گرام بگرام میں نہ سکیں بلکہ ان دونوں کے درمیان کاروائی اختیار کیجئے (یعنی درمیانی آواز سے پڑھیے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۱۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عُمَرَ نَاسِطُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ وَرْدَانَ حَبِيبٍ قَالَ قُلْتُ لِحَدَّثَنِي فِي الْإِيمَانِ أَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ الْمَدِينَةِ قَالَ لَا قُلْتُ بَلَى قَالَ أَنْتَ تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَهْلَ بَيْتِ نَعْلُوكَ ذَلِكَ قُلْتُ بِالْقُرْآنِ يَنِي وَيَسَدُ الْقُرْآنِ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَنْ أَخِي الْقُرْآنِ فَقَالَ أَقْلَحَ ذَنْ شَيْئَانِ يَقُولُ فَرِحَ حَنَجٌ وَتَمَازُ فَإِنْ قَدْ فَلَاحَ فَتَالُ شَيْخَانِ الَّذِي أَسْرَى بَيْنَهُمَا نِيْلًا تَرَى الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى قَالَ أَفْتَرَاهُ صَلَّى فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ صَلَّى فِيهِ لَكُنْتُ عَلَيْهِمْ أَنْصَلُوا فِيهِ كَمَا كُنْتُ أَنْصَلُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ حَدَّثَنِي فَذْ أَبْنِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَائِهِ طَوِيلَةَ الْعَقْرِ مَسْرُودَةً مَكْنِيًا حَصْرَهُ مَذْ بَصْرِهِ قَسَا زَيْلًا فَهَرَّ الْبُرْزَانِ عَمَى رَأَى الْخُفَّةَ وَالْثَّارَ وَوَعَدَ الْأَجْرَةَ أَتَمَعَ ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلَى تَدْبِهِمَا قَالِ وَيُحْلِلُونَ أَمَهُ وَبَطْلُهُ لِمَا لَبِئْرُ مِنْهُ وَأَمَّا سَلْمَةُ لَمْ

عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هَذَا خَلِيفَتُكَ خَلْفُكَ صَبِيحُ (س: ۷۰)

ترجمہ: ”حضرت زہد بن جہش کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ بن یحییٰ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: مجھے تمہیں کہتے ہو تو تمہاری کیا دلیل ہے۔ میں نے کہا قرآن۔ میرے اور میرے درمیان قرآن ہے۔ خلیفہ جہش نے فرمایا جس نے قرآن سے دلیل لی وہ کامیاب ہو گیا۔ انہیں کہتے ہیں کہ کبھی راوی یہ بھی کہتے تھے کہ جس نے دلیل قرآن سے لی واقعی اس نے دلیل پیش کی پھر خلیفہ نے فرمایا یہ آیت پڑھی ”مَنْ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ أَوْ هُدًى أَوْ إِيمَانٍ“ (دو پاک ہے جس نے راویوں و امت اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ آیت ۱) اور پوچھا کہ کیا اس میں کہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی نماز پڑھی۔ وہ فرماتے: نہیں۔ حضرت خلیفہ جہش نے فرمایا اگر آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہوتی تو تم لوگوں پر بیت المقدس میں نماز پڑھنا واجب ہو جاتا جیسے کہ مسجد حرام میں پڑھنا واجب ہے۔ حضرت خلیفہ جہش فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک لکھی بیٹھ والا جانور لایا گیا اس کا قدم وہاں پڑتا جہاں اس کی ٹھہر ہوتی ہے اور وہاں جنت۔ وارث اور آخرت کے حصول کے لئے والے وعدوں کی چیزیں دیکھنے تک اس کی بیٹھ سے نہیں اترتے پھر وہاں ہوئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بیت المقدس میں باندھ دیا تھا۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ کیا وہ بھٹک جاتا؟ بلکہ اسے عالم الغیب و الشہادہ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے سخر کر دیا تھا۔ یہ حدیث صحت صحیح ہے۔“

۳۲۸۹ - خَلَقْنَا إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عِصْمَ نَا سُلَيْمَانَ عَزَّ عَلِيَّ نَبِي دَاوُدَ نَبِي خُلَعَانَ عَزَّ ابْنِ نَظْرَةَ عَزَّ ابْنِ سَعِيدِ الْحَمْدِي ذِي قَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ سَبَدَ وَلَدَ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَعَرَ وَبَيْدِي بَوَا الْحَمْدِ وَلَا فَعَرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَعَرَ سَوَاءً إِلَّا نَحْنُ بَوَايَ وَأَنَا آوَنُ مِنْ نَسَقِي عَنْهُ الْأَرْضَ وَلَا فَعَرَ قَالَ فَيَعْرِجُ النَّاسُ ثَلَاثَ عَرَاضَاتٍ فَيَقُولُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ فَاسْتَمِعْ لَنَا إِلَى ذَلِكَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمَ أَذْنُكَ ذَمًّا أَعْطَيْتُ مِنْهُ إِبْرَاهِيمَ وَأَلْبَسْتُ لِكُلِّ إِنْسَانٍ ثَوْبًا فَابْتِئَانُ لِي خَا فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمَ دَعَوْتُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ دَعْوَةً فَهَلَكُوا وَلَكِنْ أَوْهَبُوا إِلَيَّ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمَ كَذَبْتَ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْهَا كَذِبَةٌ إِلَّا مَا حَلَّ بِهَا عَنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ إِنَّمَا مَوَسَى فَيَقُولُونَ مَوَسَى فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمَ قَدْ قُلْتُ نَفْسًا وَلَكِنْ إِنَّمَا عِيسَى فَيَقُولُونَ عِيسَى فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمَ عِبْدْتُ بَنِي دَاوُدَ وَلَكِنْ إِنَّمَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَقُولُونَ فَيَقُولُونَ مِنْهُمْ قَالَ إِبْرَاهِيمَ جِدَدَانِ قَالَ نَسْرَ فَكُنَّا نَنْتَظِرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاتَّخَذَ بِحَنَفَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاقْبَعُهَا فَيَقُولُونَ مِنْ هَذَا فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ

فَيَقْعَمُونَ لِيَوْمٍ يَذْرُؤُونَ مِنْ مَوْحَاً فَأَجْعَلُ سَاجِدًا فَلْيَهْمِي اللَّهُ مِنْ لِقَاءِ وَالْخَلْدِ يُقَالُ يُرْفَعُ زَائِنٌ وَسَبْرٌ تَعَطَّى وَاسْتَفْعَ تَشَفَّعَ وَقُلْ يَسْمَعْ يَقُولُكَ وَهُوَ السَّمْعُ الْمَحْمُودُ الْبَدِي فَالِ اللَّهُ عَسَى أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا مَقَامًا مَخْصُودًا فَإِنْ سُبْحَانَ لَيْسَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا هَذِهِ الْكَلِمَةُ فَأَخَذَ بِحُلْفَةِ نَابِ الْخَيْبَةِ وَأَوْفَقَهُنَّ هَذَا خَبِيرَتٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْخَبِيرَتِ عَنْ أَبِي نَصْرَةَ عَنْ ابْنِ غُنَابَسٍ الْخَبِيرَتِ بِطَوْرِهِ.

(ص ۱۶۸ ص ۱۶۷)

مَنْ جَعَلَ مَعَهُ خَدْعِي نَزَرُ فَرَمَاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام اولاد پر یہ کا
بردار ہوں گا اور میرے پاس حمد کا جھنڈا ہوگا۔ میں ان (الغنائت پر) فرمیں کہ اے پھر اس دن وہی نبی نہیں ہوگا اور آد
چٹا سمیت قرآن انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ میرے حق نے (بعثت کے وقت) سب سے پہلے زمین شمس
ہوئی۔ پھر فرمایا کہ لوگ تین مرتبہ سخت تھوڑے تھوڑے میں جانا ہوں گے چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں
کے کہ آپ ہمارے باپ ہیں۔ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں نے ایک اٹا کیا تھا جس کی
وجہ سے مجھے جنت سے نکال کر زمین پر تاروی کیا (میں سفارش نہیں کر سکتا) قرآن علیہ السلام کے پاس جانا۔ چنانچہ وہ ان
کے پاس جا آئیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے زمین پر ایک دھماکا مچا تھا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ تم
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے
کہ میں نے تین مرتبہ (ظلماء) جھوٹ (ظلماء) بات کہی۔ یہی وکرم سوزنے نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
وہی ایسا جھوٹ نہیں بولا۔ ان کا مقصد صرف دین کی تائید تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے پاس جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ میں نے ایک قلم کو توڑ کیا تھا۔ قرآن علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس
جاؤں گے تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میری عبادت کی تھی۔ لہذا تم لو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ
میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ جاؤں گا۔ انی ہدعان حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ گویا میں
روس اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ سر پہ۔ فر فرمایا۔ میں دست کا وہ واہ پکڑ کر کھڑے ہوں گا اور اسے لکھوں گا۔ پھر پھا
جائے گا تو ہے "کہا جائے گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر وہ میرے لئے براہ کھولیں گے اور مجھے خوش آمد یہ کہیں
گے۔ پھر میں محمد و ریحہ جاؤں گا۔ اور اندھ کوئی مجھے اپنی حمد و ثناء بیان کرنے کے لئے الفاظ سمجھیں گے۔ پھر مجھے کہا
جائے گا کہ سر اٹھاؤ اور مانگو جو مانگو گئے دیا جائے گا۔ تلاوت کرو گے تو قبول کی جائے گی اور اگر کچھ مانگو گے تو سنا جائے
گا۔ درہن مقام محمود ہے۔ جس کے تعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "عَسَى أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا مَقَامًا مَخْصُودًا
... الآية" (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقام محمود پر فائز کریں گے۔ غنی سرائیل ۵۷) حضرت شیخان کہتے

ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ایسی الفاظ ہیں کہ میں جنت کا دروازہ پاؤں کر خزانوں کا اور اس سے کھنکھانوں گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ لیکن راوی اس حدیث کا بیاض ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مکمل روایت کرتے ہیں۔

== تفسیر ==

وجہ تفسیر: اس سورت میں بنی اسرائیل کے درجہ و ذور کے متعلق بہت سے واقعات بیان کئے گئے ہیں اس وجہ سے اس سورت کی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ یہ سورت بھی ہے۔ ترجمہ قرآن ص ۱۸۷ (۱) (یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اتاری ہے بیگانا سمجھتے ہیں۔ امدادی ہے۔

اس میں ایک سو سی یا کچھ سو گیارہ آیات ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵۳۳ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۰۰ ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ . (ص ۱۵۵، ص ۱۹) جِبْنُ أَسْبَرِيٍّ مِنْ لَيْثِيَّةٍ (ص ۱۵۵، ص ۱۹) (جب مجھے عمران کے لیے سے جاری کیا تو میری ملاقات سوی سے ہوئی۔)

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّجُلُ الرَّأْسِيُّ: (موسیٰ علیہ السلام کے سرگرم بن محمد سے ہوئے تھے) اللہ عزوجل کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ① (دارقطنی ص ۱۵۵) ② (ترمذی ص ۱۵۵) ③ (ابن ماجہ ص ۱۵۵) ④ (ابن ماجہ ص ۱۵۵) ⑤ (ابن ماجہ ص ۱۵۵) یہاں یہ تین ہی معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

مِنْ رِجَالِهِ ثَلَاثُونَ (ص ۱۵۵، ص ۱۹) (موسیٰ کے دو مشورہ قیام کے لوگوں میں سے ہیں) مشورہ: یہ یحییٰ کے ایک قبیلا کا نام ہے۔ یہاں کے لوگ دراز قامت ہوتے تھے۔

وَرَبْعَةٌ أَخَصَرُ وَرَبْعَةٌ (دو میان قد اور سرخ ہیں) درمیانی قد والے۔

أَخَصَرُ: نال اور سرخ رنگ والے ایک دوسری روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں "الْحَمْرُ وَالْبَيَاضُ" کا لفظ بھی ذکر ہے۔ ① (ابن ماجہ ص ۱۵۵) ② (ابن ماجہ ص ۱۵۵) ③ (ابن ماجہ ص ۱۵۵) ④ (ابن ماجہ ص ۱۵۵) ⑤ (ابن ماجہ ص ۱۵۵) سرخی سفیدی و لب بھی اس لئے بھی سرخ کہہ دیا گیا اور کبھی سرخی کے ساتھ سفیدی بھی بیان کر دی گئی۔

بْنُ دِينَشَاسٍ يَطْبُخُ الْخَمْرَ (ص ۱۵۵، ص ۱۹) (موسیٰ کے ابھی ایسے سے نکلے ہیں) حمام کے لفظ سے دیناشاس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور یہ وضاحت اس حدیث کے راوی حضرت عبدالرزاق نے بیان کی ہے۔ علامہ مشکوٰۃ فرماتے ہیں دیناشاس میں کدو یا لطف لطف ہے۔ ①

وَأَيُّتُهَا بِنَاتِقِينَ أَخَذَ لَهَا لَبَنٌ وَالْأَخَرُ جَذِيهٌ خَمْرٌ (ص ۱۵۵، ص ۱۹) (پھر میرے پاس دو بچوں نے مجھے ایک بکر اور دوسرا بچہ لایا تھا) آپ ص ۱۵۵ کے صفحہ ۱۸۷ کے قریب کے جانے کا متعذر یہ ہے کہ آپ ص ۱۵۵ کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر کر دی جائے کہ آپ برہم میں اسی بچہ کو پسند کر لیا گئے جس میں بھلائی اور نفع ہوئی۔ اور اس بچہ میں

کوئی برائی ہوئی اس سے آپ ﷺ کی جمیعت غرت اور انکار کرے گی۔^(۱)

مُذَنَّبَاتُ الْفُطْرَةِ (ص: ۱۹، س: ۱۶) (آپ کو فطرت کے راستے پر چلایا گیا) دو دو گروہ فطرت اور نور ہدایت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے دنیا میں دو پاک و صاف سفید و شیریں ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ساری خصوصیات کا حامل ہونا ہے۔ یہی کے ساتھ ہر انسان کی ابتدائی زندگی میں بھی ہر ایک کے لیے اس کا انتظام ہے۔^(۲)

عالم بلا میں دو دو گروہ مثال ہدایت اور فطرت کے ساتھ دی گئی ہے۔ اس سے وہ حالت توانائی ہوتی ہے۔
لَوْ أَتَيْتُمُ النَّاسَ بِغَيْرِ غُرَّتٍ لَمُتُّوا (ص: ۱۹، س: ۱۶) (اگر آپ کو شراب پی لیتے تو آپ کی امت سرور ہو جاتی) اگر آپ غرت شراب کو پسند کر لیتے تو وہ امت کے لئے حلال ہو جاتی اور پھر اس کے اندر کی مضرت کی وجہ سے امت کو اس میں سرور ہائی۔

علامہ فرماتے ہیں حدیث بالا میں گمراہی کی نسبت امت کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انبیاء ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ ہوتے ہیں اس لئے انبیاء و پیغمبر کے گمراہ ہونے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔^(۳)

خُذْنَا بِغُرَّتِنَا (ص: ۱۹، س: ۱۶) اُنْہِیْ بِالْبِرِّ اِنَّہِ اَنْسَرُہِ (ص: ۱۹، س: ۱۶) (شب معراج میں آپ ﷺ برائی یا عیب۔)

اُنْہِیْ بِالْبِرِّ اِنَّہِ اَنْسَرُہِ (ص: ۱۹، س: ۱۶) (شب معراج کے موقع پر برائی کی گئی تھی۔)^(۴)
برائی یہ برائی کبھی بھی سے ہے اس میں عذر و قدر اور یککد ہونے کی طرف اشارہ ہے اسی وجہ سے بعض روایات میں آتا ہے کہ اس کا ہر قدم مد نظر پر آتا تھا۔ لیکن ہے کہ ایک ہی قدم ہر آسمان پر پہنچ گیا ہو کیونکہ زمین سے اس کی مد نظر آسمان ہی ہوگی۔^(۵)

خُذْنَا بِغُرَّتِنَا (ص: ۱۹، س: ۱۶)

فُتُوْرُہِ بِہِ الْاَمْرِ جَرَّ (ص: ۱۹، س: ۱۶) (پھر میں سوراخ کیا) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ اَنْسَرُہِ بِہِ فَاتَمَّ جَنَّتُہِ الْصُّخْرَۃُ اَنْہِ یَسْتَبِیْتُ الْمَقْدِسِ فَوَضَعَ اَصْبَعُہُ فِیْہَا فَخَرَفَہَا فَخُذْنَا بِہَا الْبِرِّ اِنَّہِ"۔^(۶)
ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔

"فَرَبَّیْہُ خُشِ اَنْہِیْتُ بِیْتِ الْمَقْدِسِ فَاَلَّا فَوَضَعُہُ بِالْمَخْلَقِہِ الْبَرِّ یُوْضِعُہَا الْاَنْبِیَاءُ"۔^(۷)
ہذا کو ہاند سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب کا اختیار کرنے، خلاف توکل نہیں سے بلکہ دنیا و مافیہا اسباب ہے اور شریعت میں بھی اسباب کو اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔

واضح رہے کہ حضرت خذ بقدرہ برائی کے ہاند میں کا ایک ذکر کرتے ہیں محمد شین ہاند سے روایت کرتے ہیں۔
خُذْنَا قَبْلَہُ (ص: ۱۹، س: ۱۶) لَمَّا خُذْنَا بِیْنِیْ فُرْقَانِیْ (ص: ۱۹، س: ۱۶) (جب قریش نے مجھے جھٹلایا۔)

مَنْجَلُ اللَّهِ بِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو ہر سے سانسے کروایا) فَتَجَلَّى اللَّهُ لَهُ (وہ مطلب

یہ ہے۔)

① جب قرآن نے بیت المقدس کے بارے میں سوالات کئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اور بیت المقدس کے درمیان کی تمام رکاوٹیں دور کر دیں اور بیت المقدس آپ ﷺ کی ٹکاو کے سامنے آ گیا۔^(۱۸۷)

② دوسرا احتمال یہ ہے کہ پورا بیت المقدس اللہ کر آپ ﷺ کی ٹکاو کے سامنے رکھ دیا گیا ہو۔ اس کی تائید میں ہماری جوتھی کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ بیت المقدس نورانی قتل میں آکر رکھ دیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے پھر ان کے سوالات کے جوابات دے دیے۔^(۱۸۸)

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نے شریکین مکہ کو بیت المقدس کی تمام مملکت بھیج دی تاہم وہیں میں ہنک کرنے کی وجہ سے وہ بیت المقدس کی کتابیاں دریافت کر رہے تھے بعد میں شریکین مکہ کہنے لگے خدا کی قسم اس نے بیت المقدس کے بارے میں باتیں تو صحیح سمجھ لیا کرتی ہیں۔^(۱۸۹)

خُذْنَا الْقُرْآنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ (ص ۱۸۵، ص ۱۸۶)

وَمَا يَخْلُقُ الزُّوْا نَا اِلَّا بِاِذْنِ اَرْوَا نَا (اور وہ خوب جوتہ نے تمہیں دیکھ لیا، عربی زبان میں جوتہ کے متعدد معنی آتے ہیں۔ مثلاً گمراہی، آزمائش، ہنگام فساد کا پرچہ ہونا، یہاں آیت میں آخری معنی مراد ہیں۔)

جمہور مفسرین اور محدثین ماننے، معاویہ بن ابی بصری، عیادہ بخاری، وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کا شب صحران میں بیت المقدس جانا اور پھر وہاں سے اُساوسا پر جانا یہاں لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں ایمان رائج نہیں، اور تباہی بگام کا باعث بن گیا۔^(۱۹۰) خُذْنَا الْقُرْآنَ اِلَيْنَا (اور اپنی زبان میں خواب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جہاں پر اس کا معنی اس صحران کا ہونا ہے اور حوت یہاں میں آپ ﷺ کو لکھا گیا ہے۔ خواب کے معنی میں نہیں ہے ورنہ مکہ میں ہنگام کا ہونا اور لوگوں کا اس واقعہ کی تکذیب نہ ہوتا۔^(۱۹۱))

وَالشَّجَرَةُ الْمَعْلُوْمَةُ (ص ۱۹۱، ص ۱۹۲) اور نصیب درخت (اس درخت سے مراد قوم کا درخت ہے جو انیسویں کی خدا ہوں۔ اس درخت کے بارے میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا جُوْا نَا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (۱۹۲) (ہم نے ظالموں کے لیے تخت آزمائش بنا رکھا ہے۔) یہ درخت آقا پروردگار کے آکر اس کا ایک قطرہ بھی دین میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والوں کی روزی خراب کر کے رکھ دے۔^(۱۹۳)

جب آپ ﷺ نے اس درخت زقوم کا ذکر کیا تو مشرکین مکہ میں کہہ اچھلنے لگے اے اہل ایمان! وہ (مشرکین) کہا کرتے تھے کہ جہنم میں درخت ہوگا آگ تو درخت کو جاتی ہے تو وہاں پر درخت کیسے ہوگا؟^(۱۹۴) مشرکین مکہ میں سے عبداللہ بن زبیری نے بھی کہا کہ آپ ﷺ کو زقوم سے ڈرانے میں ہمارے نزدیک تو زقوم نہیں اور تھوڑا کہتے ہیں اس پر اہل مکہ نے

کہ کہ سے ہماری بات کی ہمیں قوم کھانا وہ بات کی تھیں اور کچھ دیر کے آتی تو ابو جہل نے کہا کہ تو دیکھ کہ انہیں سے کچھ (نیک) آدمی نکلا کرتے ہیں۔

مشرکین مکہ کے لئے جس طرح وہ تو معریٰ موجب تہقیر۔ اسی طرح وہ دست و پا۔ بھی موجب تہقیر کیا۔
 ﴿وَلَا تَسْمِعُوا لِلْكَافِرِينَ﴾ (اسی طرح وہ دست بھی جس سے قرآن میں تہقیر نعرہ کیا گیا۔) ﴿تَجِدُوهُمْ كَمَا يَكُونُونَ﴾
 اس عرب کی حالت تھی کہ وہ جہاں پائیدار رکھائے کو طعن کہتے تھے۔^(۱۱۰)

خَالِدًا عَيْنًا... (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿وَقُلْ قَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿وَقُلْ قَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾
 پر اس بھی تہقیر کے وقت کا قرآن چھٹا حاضر کیا گیا ہے۔

﴿قُلْ قَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ قرآن الفجر سے مراد فجر کی نماز ہے قرآن ہوں کہ نماز مراد کی تھی ہے کیونکہ قرآن نماز کا اسم بڑا ہے "ہذا
 مِنْ تَسْمِیَةِ بَاسْمِ جَزَائِهِ لِأَنَّ الْفَوَازَةَ فَجَزَاءُ مِنْهَا"۔^(۱۱۱)

﴿فَإِنَّكَ مَشْهُودٌ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿فَإِنَّكَ مَشْهُودٌ﴾ اس لیے فرمایا کہ اس وقت میں رات اور دن دونوں
 وقت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے جب فرشتے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اے فرشتہ تم
 نے میرے بندوں کو کس حال میں پھیرا تو کہتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز میں مشغول تھے اور جب ہم
 آئے تو جب بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔^(۱۱۲)

﴿يَسْأَلُ﴾ فرشتے تو عصر میں بھی ملے ہوتے ہیں تو یہ بات بلاشبہ صاف ہے کہ فجر کا ذکر کیا گیا ہے۔
 ﴿يَسْأَلُ﴾ فجر کی نماز میں بہت زیادہ شاق دینی ہے اس میں تہذیب ہے کہ اسے میرے بندہ کو چھوڑ کر وہاں حاضر ہو جاؤ
 جہاں پر فرشتے بھی حاضر ہیں۔^(۱۱۳)

خَالِدًا عَيْنًا... (ص ۱۰، س ۳۳)

﴿يَوْمَ تَذْهَبُ عَنْ أَفْئِدَتِهِمْ﴾ (جس دن ان کے دلوں سے ہرگز نہ رہے گا کہ وہ ان کے ساتھ بلائیں گے)۔
 ﴿يَسْأَلُ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿يَسْأَلُ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿يَسْأَلُ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿يَسْأَلُ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳) ﴿يَسْأَلُ﴾ (ص ۱۰، س ۳۳)
 لئے کہا جاتا ہے کہ جس کے وقت میں یا اختلاف فقہاء کے وقت میں اس کتاب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کو اس میں نیا
 لکھ ہوا ہے۔^(۱۱۴)

ماہ ترمذی فرماتے ہیں کہ ام سے کتاب مراد اسے دے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
 کتابہ بعبیہ"۔

خاص یہ کہ امام سے مراد کتاب ہے اور پھر کتاب سے مراد نماز اعمانی ہے۔

حضرت علیؓ، یحییٰ اور کاہلہ وغیرہ فرماتے ہیں ایمانہم سے مقتدا اور پیشوا مراد ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے پیشوا سے ساتھ بلایا جائے گا۔

فَبَعْضَىٰ كِتَابِهِ يَبْيُخْبِتُهُ (ص ۱۵۵، س ۳۵) (سو جسے اس کا نام اعمال دہے، تمھ میں دبا گیا) اس سورت کے دوسرے رکوع میں ہے اَلَمْ يَكُنْ لَّآسَافُ الْاَرْمَنَةُ طَيْرٌ مِّنْ يَّسْتَفِيهِ ﴿۳۶﴾ (۳۶) ہم نے برائے انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے کا دیا ہے۔ کہ برادری کو اس کا مثل نامہ ملے گا اور یہاں حدیث میں فرمایا جا رہا ہے جن کے امان نامے دہیں، تمھ میں میں سے یہ من کے جتنی ہونے کی نشانی ہوئی اور وہ توہوں سے بھی کہے گا۔ ﴿وَبَعَاثُمْ فِرْعَوْنًا يُخَبِّئُ﴾ ﴿۳۷﴾ (تو میرا نامہ امان پڑھو۔)

اور جن کا نامہ اعمال یہیں ہاتھ میں ملے گا یہ ان کے نامی ہونے کی نشانی ہوئی (توہوں سے کہے گا ﴿فَقُولُوا نَنْتَبِئُكَ نُؤْتُوكَ كِتَابَةَ﴾ ﴿۳۸﴾) (کاش کہ مجھے ہیری تب وہی نہ ملتی۔)

فَاَلَمْ يَكُنْ لَّآسَافُ الْاَرْمَنَةُ طَيْرٌ مِّنْ يَّسْتَفِيهِ (ص ۱۵۵، س ۳۵) (سو جسے اس کا نامہ اعمال دہے، تمھ میں دبا گیا) اس سورت کے دوسرے رکوع میں ہے اَلَمْ يَكُنْ لَّآسَافُ الْاَرْمَنَةُ طَيْرٌ مِّنْ يَّسْتَفِيهِ ﴿۳۶﴾ (۳۶) ہم نے برائے انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے کا دیا ہے۔ کہ برادری کو اس کا مثل نامہ ملے گا اور یہاں حدیث میں فرمایا جا رہا ہے جن کے امان نامے دہیں، تمھ میں میں سے یہ من کے جتنی ہونے کی نشانی ہوئی اور وہ توہوں سے بھی کہے گا۔ ﴿وَبَعَاثُمْ فِرْعَوْنًا يُخَبِّئُ﴾ ﴿۳۷﴾ (تو میرا نامہ امان پڑھو۔)

حَدَّثَنَا ابُو كُرَيْبٍ ... (ص ۱۵۶، س ۳۶) اَنِّي يَتَغَفَّلُ رَتْلُكَ (ص ۱۵۶، س ۳۶) (قریب ہے کہ تجھے تیرا رب مقام محمود پر پہنچا دے۔)

وَمَعَانَا مَشْهُودٌ ﴿۳۷﴾ (۳۷) (آپ کو مقام محمود میں کفر کرے گا۔) اس کی تفسیر بیان کی ہیں مگر سب سے زیادہ صحیح وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں خود آپؐ سے روایت ہے کہ یہ مقام مقام شفاعت کہی ہے اسی کو امام ترمذی بھی نقل فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا تمام لوگ بے چینی اور پریشان کے عالم میں ہوں گے اور لوگ آہ غریبہ کے پاس پھر نوح علیہ السلام کے پاس پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور سب نذر کریں گے آخر میں بارہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گے توپ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ میں گر جائیں گے اس وقت آپؐ اللہ تعالیٰ کی یہی تعریف فرمائیں گے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمدؐ سرانجام اللہ رسولؐ کو پورا کیا جائے گا خدا تعالیٰ کو مددگاروں کی جائے گی۔ ﴿۳۸﴾

هُوَ السَّعَامُ الَّذِي تَسْتَفِئُ بِالْمَيْمَنِ جِبۡہِ ۝۱۱ ﴿۳۹﴾

یہی شفاعت کا مقام، مقام محمود ہے، ایک روایت میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کا وہ ہے کہ آپؐ علیہ السلام کو مقام محمود عطا فرمائیں گے لیکن اسے محمدؐ کو بھی مقام محمود کی دعا کرنے کا شرف عطا کیا ہے جو قرآن کے جواب دینے کے بعد کی دعا میں ملتے ہیں۔ حَدَّثَنَا ابُو ... (ص ۱۵۶، س ۳۶) مَدَّكَ غَامُ الْفَنَاحِ وَخَوَّلَ (ص ۱۵۶، س ۳۶) (مکہ کے موقع پر کہ محمدؐ میں داخل

ہوئے) حوالہ قرطبی کی کتاب نے نہیں موصاف بہ فی مقلدانہ دینی یہ بیان کی ہے کہ تم کہیں کہہ سالی ہر کے دونوں میں ہر دن ۸ اذیت رکھنے سے ان سنا میں ان کی پرستش کرتے تھے۔^(۱۱)

[illegible]

مضامین و روایات میں ہے کہ ہر چغری کے نیچے ایک یا دو بے کی تمام مٹی کوئی تھیں جب آب مولانا کسی رات نے یوں کہاں اس کو مارت تو وہ اٹھ اٹھ کر مارتا تھا یہاں تک کہ تمام رات گزرتے۔^(۱۰)

ہاں! کبھی کبھی رُخسارِ حق پر (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵

اسی مندرجہ ذیل حق فرماتے ہیں کہ تصور میں اگر غریب یا غلیل کے لئے جو بات جانتے ہیں وہی باتوں کے تصور میں ہیں۔ آپ نے ایسے پروں کو بھی دین پر تصور میں نہیں چڑھانے کا غلط و بھلا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے تو انہی تعلیموں کو توڑیں گے یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ شراب و غرور و غلیل نے انسانیت کو توڑا، لہذا جب

مَلَأْنَا مَشْنَقَهُ - (دوسرا دن) اسی ایک دن کو تم اُمیرِ رُفیع خُزّو (اس ۱۰۰۰ سالہ) کو آپ ﷺ کہہ میں تھے پھر حج کا
 عقیدہ دیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اس طرح دعا کیجئے کہ مجھے بتائیں داخل کرنے
 کی جگہ میں داخل فرمائیے اُمیرِ البیضاء سے نکال بھی نہ رہے اچھا، دیکھئے جس کی انجام پچھا جو درمیر سے اپنے
 پاس سے یہاں پہنچا تو فرمائیے جس میں آپ کی مدد بھی شامل رہا۔ اور

فذلجل جلدی: میں نے اس کو زچا، افسانہ، خطبے، سخن، عربی، فارسی، انگریزی، اردو، ہندی، سنسکرت، پراکرت، کلاسیک، جدید، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، طب، فہرست، لغت، و غیرہ سے مراد ہے۔ وہ جس کا خدا ہے صدق کی صفت ہے اور اس کے فرمایا کہ یہ لکھنا دراصل جو مناسب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو۔

مُخْرَج صَبْفِي (ص: ۱۰۰، ص: ۱۰۱) (سچا نانا) اس سے مراد کہ عقلمند ہے۔
اس دبا کا اثر تھا کہ نگہ سے اٹھنا اور ہینے میں دشواری ہوتا ہے۔ ہاں کار ہونے پر نہ چڑھتا کہیں کہنے بہتے کرشماتی کر رہے۔

سوال: توبہ کا کہہ دینا کہ مجھے متعز صدف ہے پھر مدخل صدف کا ذکر ہو غریبان پر توبہ برکت ہے۔

جو کہنے لگے: "اے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے نکلنا تو کوئی مقصد نہ تھا بلکہ بیت اللہ کو چھوڑنا اگرچہ انتہائی صدمہ کی خبر تھی مگر مسلمانوں کے لئے اس کی عید تلاش کرنے دو مقاصد تھا جو مدینہ منورہ میں ہجرت کے ساتھ حاصل ہونا تھا لہذا جو مقصد تو اس کو مقصد رکھا تھا۔"

خُلِدْنَا قَلْبِيۙ قُلُوبُنَا يَنْهَوُنَا عَنْ خَيْرٍۙ اَنْصَرُوۡنَا قَلْبُنَا: (احق: ۱۵، ۱۶) زقریش نے یہودیوں سے فرمائش کی کہ ہمیں کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روح کی حقیقت کو خودیوں میں نہیں فرمایا کیونکہ احکام شرع میں بندوں کے متعلق کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو روح کی حقیقت کے جاننے پر موقوف ہو۔

علامہ قرطبی جیسے فہر نے جن روح کی حقیقت کو اس لئے نہیں بتایا کیا کہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ دو تو فانی ذات کی حقیقت سے بھی عاجز ہے لہذا تعالیٰ کی معرفت سے خود جدا ہوا۔ جزا دلا۔

روح کی حقیقت کیا ہے؟
علامہ آلوسی جیسے نے مخرن صوفیہ کی رائے اس بارے میں یہ نقل کی ہے کہ روح کی حقیقت کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا ہے اس لئے اس بارے میں بحث کرنے کی خلاف ورزی ہے۔^(۱۰۱)
مگر مخرن علامہ نے اس بات کو سخت قرار دیا کہ اگر اللہ ہر ایک نے اپنے اپنے بعد از میں روح کو سمجھا دیا ہے۔

مثلاً

امام باغب داغستانی فرماتے ہیں روح ایک جوہر ہے جو مخرن غناوہ ہے جس سے^(۱۰۲) کا تعلق تصرف اور تدبیر کا ہے روح جسم سے نہ روح ہے اور نہ ہی دماغ ہے نہ جسم کے ساتھ متصل ہے اور نہ ہی منفصل۔^(۱۰۳)
علامہ خفعمین فرماتے ہیں روح ایک لطیف نورانی جسم ہے اور انہی کے بدن میں وہ اسی طرح سرایت کیے ہوئے ہوتی ہے جیسے کوہرق گلاب۔ گلاب میں سرایت کے ہوئے ہے۔^(۱۰۴)
علامہ بغوی جیسے فرماتے ہیں۔

"وَاُولٰٓئِكَ لَا فَادٰی لَیۡلَ اَنْ تَوَخَّلُوۡا عَلٰمُنَا اِلٰی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الشُّبُہِ" (سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس کا ہم اللہ تعالیٰ کے ہی پیروں کیا جائے اس سنت کا یہی قول ہے۔)^(۱۰۵)

روح کی اقسام۔
اکثر علماء جن میں حضرت ثرودی اللہ جیسا بھی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ روح کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طبعی (۲) شرعی۔ پہلا اس صفت میں مرادوں شرعی ہے روح طبعی کی مثال حواری کی ہے اور روح شرعی کی مثال مولا کی ہے۔
علامہ قاضی شامی پانی جی فرماتے ہیں روح کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طبعی (۲) عقلی۔

روح ضوئی، اور بخود اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے مگر اس کی صفت کا ادراک مشکل ہے۔ اس صفت اس کا تمام غرض کے

ہوتے جاتے ہیں۔

دونوں مادی و فطری کشتی اور یہ نیچے پانچ درجات میں محسوس کی جاتی ہے وہ پانچ درجات یہ ہیں۔ (۱) قلب (۲) روح (۳) سر (۴) غشی (۵) غشی۔ یہ سب عالم امر کے تہ تک ہیں۔

روح فنی اور بخار لیسف ہے جو بدن انسانی کے عناصر اربعہ یعنی آگ، پانی، مٹی، ہوا، سے پیدا ہوتا ہے اس کا دوسرا نام نفس بھی ہے۔^(۱۶۶)

روح اور نفس ایک ہیں یا نہیں

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روح و نفس ایک ہی شے ہے یا الگ الگ۔

ابن عربی، ابن عربیہ، ابن مندھریہ وغیرہ فرماتے ہیں دونوں الگ الگ ہیں۔

ذہبیان قیّم کہتے فرماتے ہیں کہ ایک ہی ہے۔^(۱۶۷)

یہود کے سوال میں روح سے کیا مراد تھا:

اس کے جواب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں

① امام رازی اور امام قرطبی نے فرمایا مرا یہاں پر روح انسانی ہے۔^(۱۶۸)

② ابن قیم فرماتے ہیں یہاں روح سے مراد حضرت جبرائیل امین ہیں کیونکہ قرآن میں اکثر روح سے مراد حضرت جبرائیل امین ہی جوتے ہیں۔^(۱۶۹)

ابن حجر مہدی نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔^(۱۷۰)

فہم نزلت من امر ربی (آپ بہاؤ میں روح میرے رب کا حکم ہے امام سے کیا مراد ہے۔

یہاں پر بھی علماء نے کئی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں مراد حکم ہے اور یہی وہ حکم ہے جس کو قرآن نے لفظ ”کہن“ سے تعبیر کیا ہے۔^(۱۷۱)

روح سے مخلوقات کی حالت نہیں جو مادہ کے قیودات اور قیود و قائل کے ذریعہ وجود میں آتی ہو بلکہ وہ قیودا یا بذاتہ تعالیٰ کے حکم کہن سے وجود میں آتی ہے۔

بعض شیعہ، روح کو عام مدیوت پر قائل نہیں کیا یا مانتے ہیں کہ انہوں نے اس کو عام درجات پر قیوں کیا ہے اور مشاہدات میں حاصل کیے۔^(۱۷۲)

وَمَا أَوْفَقْتُمْ مِنَ الْجَعْلِ إِلَّا قَلِيلًا (اور تم کو حکم دیا گیا ہے تمہارا اس) جناب انہوں نے کہا کہ اس سے جس میں وہاں کرنے والے یہود بھی داخل ہو گئے۔^(۱۷۳)

یہود نے کہا کہ تمہارا حکم قلیل ہے مگر اس حکم کثیر ہے کیونکہ وہ ان قیودات کے بارے میں تمہارے قیوں میں خود ہوا کرتے

ہے کہ قیامت میں ہر چیز کا خم ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَةٌ^(۱)﴾ (اے زمین کے تمام درخت کے آتش ہو جائیں) کہ اللہ تعالیٰ کے جہاں میں سب ہر قسم کے علم کی حد نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی حد نہیں ہے۔

خَوَلَّدَ غِنْدًا يُؤْخَذُ بِهِ^(۲) (اص: ۱۶، ص: ۱۶) يُخَفِّرُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ص: ۱۶، ص: ۱۶) (قیامت کے دن لوگوں میں امن میں شرم ہو کر رہیں ہونگے)

ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ (تین اصناف) قیامت کے دن یہ ان مشر میں لوگوں کو تین طرح سے: ۱۔ چائے کا پتلی، ۲۔ ستم اہل ایمان کی ہوگی، ۳۔ اپنے گناہوں سے خوف زدہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید کے ساتھ سیدھے خوش رہیں گے جائیں گے۔ دوسری قسم اہل ایمان والے ہوں گے۔

تیسری قسم کفر و شرک والے ہوں گے۔ وہی تیسری قسم کے بارے میں فرمایا چارم ہے کہ من کے بل چل کر یہ اہل کفر و شرک میں آئیں گے۔^(۳) اس طرح چارے میں نکلتے یہ بتائی کہ یا میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اعانت میں اپنے سر کو نہیں جھکا یا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکیل و خون کیا ہے۔^(۴)

جیت کر قرأت مجید میں بھی ارشاد ہے: ﴿وَيُخَفِّرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وَجْهِهِمْ عَنَّا وَيُكَلِّمُهُمْ^(۵)﴾ (ایسے لوگوں کا نام برد قیامت وہ جسے میں شکر کریں گے اور ان کا ایک اور نام ہے گوشتے اور ہرے ہوں گے۔)

خَذَلْنَا مِنْهُمْ لَأَن غِبَّلًا^(۶) (ص: ۱۱، ص: ۱۱) لَا تَعْلَمُ لَهُ نَفْسٌ فَأَنذَرْنَا^(۷) (ص: ۱۱، ص: ۱۱) (انہیں نبی مست کہو) خَسَلَاءُ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ أَفْعَالِي (ان دونوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔)

مُحْطَاتِ يَوْمَ يَوْمَ لَمْ تَكُنْ آيَاتِ رَحْمَتِ كَيْ بَارِے میں سوال کیا تھا؟

جواب: اس میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول: وہ دو تہرے سر میں جن کو قرآن نے بین فرمایا ہے۔

① حصہ موٹی ② بچھا ③ ہم ④ خون ⑤ جو اور ⑥ نکیل ⑦ کہنے والا ⑧ تھکنے میں اضرات ⑨ قتل سالہ۔^(۱۰)

آپ ﷺ نے پہلے ان کو اضرات کو بین فرمایا اور پھر اضرات طلب حکیم کے احکامات شریعت کو بھی بیان فرمایا اور انہوں نے جواب دے کر فرمایا کہ ان کو ان کی جگہ پر آج میں سمجھا ہے بخلاف ان احکام کے کہ یہ احکام قرآن میں نہیں ہیں اس لئے ان کو بیان فرمایا۔^(۱۱)

دُفِينُوا أَجْزَاءَ^(۱۲) ان ہر دونوں نے ان کی ہڈیاں کے بارے میں پوچھا جو تمام شریعت میں پڑے جاتے ہیں یہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا۔^(۱۳)

حافظ نور بخشی جیسے فرماتے ہیں آیات سے وہ احکامات مراد ہیں جن کے مطابق قوم مزی مہارت کر لی تھی اس کا جواب آپ نے لکھا ہے۔

علامہ طبری کہتے فرماتے ہیں یہودیوں نے بنیادی دس احکامات تھے جن میں ان میں یہود اور مسلمان دونوں متفق ہیں ایک یہود کے ساتھ حاصل تھی یہودیوں نے ان نو کے بارے میں سوال کیا آپ نے ان نو کو بھی بیان فرمایا اور وہیں کو بھی جس کو ان یہودیوں نے پوشیدہ رکھا ہوا تھا اس کو ظاہر فرما دیا۔^(۱۱۱)

وَعَلَيْكُمْ الْبَيْتُ خَاصَّةً (ص ۱۶، ص ۱۷) (یہودیوں کے لیے خاص حکم یہ ہے کہ بیٹے کے دن ترویج نہ کرے) تمام قوموں پر بیٹے کے ایک دن میں عبادت کرنا مخصوص کیا گیا تھا تو یہودیوں کے لئے بقیہ دن مہارت کے لئے مخصوص تھا مگر ان یہودیوں نے اس دن کا انتظام نہیں کیا جس کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔

قَالَ ابْنُ دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا الْإِسْلَامِيُّ (ص ۱۶، ص ۱۷) (یہودیوں نے جواب دیا داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی اللہ سے کہ نبی امین الیہ السلام اور اس سے ہو۔ ان یہودیوں نے بھولتی نہاں سے اس بات کی کوئی دلی کہ آپ ﷺ بقیۃ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف مہارت مہارت منسوب کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ہرگز ایسی کوئی دعا نہیں کی۔^(۱۱۲)

وہ اس طرح دعا کر بھی کیسے سکتے تھے جب کہ انہوں نے اپنی کتاب میں چھ رکھا تھا کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر اور ان کا دین تمام نبیوں کے لئے ماننا ہوگا۔^(۱۱۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ (ص ۱۶، ص ۱۷) وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاةِكُمْ وَلَا تَخَافُوا بِهَا: (ص ۱۱، ص ۱۲) (اور اپنی نماز میں نہ جا کر پڑھ اور نہ ہانک آیت پڑھ) علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے نبی کو فرمائی زیادہ زور سے نہ پڑھیں اور نہ بہت آہستہ پڑھیں کہ صحابہ میں بھی نہ تھیں۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان جن نمازوں میں قراءت بہرہ اس میں اتنا جبر کافی ہے کہ پہلے مسئلہ ہی میں۔

حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي حُسَيْنٍ (ص ۱۷، ص ۱۸) فَمَنْ نَسِيَ الْقُرْآنَ قَالَ لَا: (ص ۱۴، ص ۱۵) (کیا آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا نہیں۔)

تَكُنْ بِكُمْ الصَّلَاةُ وَبِهِ (ص ۱۷، ص ۱۸) (اگر آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تو تم پر لوگوں پر بیت المقدس میں نماز پڑھنا واجب ہو جائے گا) بیت المقدس میں نماز پڑھی۔ یہاں میں ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیت سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے صرف نماز پڑھی ہی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھانے بھی ہے۔^(۱۱۴)

جیسے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں آتا ہے۔ "لَمْ تَكُنْ الصَّلَاةُ فَخَرَفْتُ النَّبِيَّ بْنَ تَيْبٍ فَأَمَرَ وَأَجْمَعُ وَمَا جِدْتُ إِلَّا بَيْتَ الصَّلَاةِ فَأَمَرْتُهُمْ"^(۱۱۵) ایک اور روایت میں آتا ہے۔

مُوسَى أَنْ يُخْرِجَهُ فَعَمَّا أَصْنَعَ مُوسَى قَالَ بِفَضْلِ رَبِّي أَعْلَمُ مَا لَمْ يَنْصِبْ قَالَ وَلَمْ يَنْصِبْ
 حَتَّى يَجُوزُوا الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ بِهِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْتِيتُ إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي سَمِعْتُ الصَّخْرَةَ تَقُولُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ إِلَّا
 بِإِذْنِ اللَّهِ أَنْ أَكَلْتُمْ وَاتَّخَذْتُمْ سِبْغَةً لِيُخْرِجَ عَلَيْكُمْ الْخُبْزَ فَذَلِكُمْ مَا كُنَّا نَعْمَلُ عَنِ اتِّفَاقِنَا هَذَا قُضِيَ
 قَوْلُكُمْ مَا يَقْضِيَانِ الْإِثْرَ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَبِّي أَنَّ بِلَدٍ الشَّجَرَةَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا يَصِيبُ شَيْءٌ مِنْهَا
 بَيْتًا إِلَّا عَارِضٌ قَالَ وَكَانَ الْخُبْزُ قَدْ أَكْبَلَ مِنْهُ فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَارِضٌ قَالَ فَقَضَى أَنْفَارُهَا حَتَّى إِنَّا
 الصَّخْرَةَ ذَاكَ وَجَعَلْنَا مُسْجِدَ عَلَيْهِ بِشَرْبِ مُوسَى فَلَمْ يَكُنْ مِنْهُ إِلَّا بِرَحْمَتِ الْمَلِكِ فَلَمَّا قَالَ مُوسَى
 قَالَ مُوسَى نَبِيَّ إِسْرَءِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَنِ عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكُمُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَإِنَّا
 عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمِيهِ لَا تَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَى أَنْ تَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمِكَ فَقَالَ
 إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ مَسْرًا وَتَكُنْتَ تَصْبِرُ عَلَى مَا مِمَّنْ نَحْنُ بِهِ خَيْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِذَا نَسِيتُ اللَّهَ صَابِرًا وَلَا
 أَغْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ لَهُ الْخُبْرُ فَإِنْ أَتَيْتَنِي فَلَا تَصَابِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَخْبُرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ وَنَسَا قَالَ نَعَمْ
 فَانْطَلَقَ الْخُبْرُ وَمُوسَى يَتَّبِعُكَ عَلَى سَاحِلِ شَجَرٍ فَصَارَتْ بِعِدِ سَفِينَةٍ فَكَلَّمَا هُمَا أَنْ يَخْتَلِمُوهُمَا
 فَغَرَقُوا الْخَبْرَ فَسَلَّمُوا بِغَيْرِ بَوْلٍ فَعَبَّ الْخُبْرُ إِلَى الْوَجْهِ مِنَ الْوَجْهِ السَّيْفِيَّةِ فَتَرَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى
 قَوْمٌ خَدَمُونَا بِغَيْرِ بَوْلٍ فَعَبَّكَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَفَتْهُ فَتَعَرَّفَ لَهَا فَعَلِمَ حَيْثُ سَيْفٌ إِفْرًا قَالَ لَمْ أَقُلْ
 إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تَوَاضَعُنِي بِمَا سَيِّئْتُ وَلَا تُرْجِعْنِي مِنْ أَمْرِي غَضَرًا أَمْ خَرَجًا مِنْ
 الشَّيْئَةِ قَبْلَمَا هُمَا يَتَّبِعَانِ عَلَى الشَّجَرِ وَإِذَا عَزَمْتَ تَتَّبِعُكَ مَعَ الْعِلْمَانِ فَآخِذَ الْخُبْرُ بِرَأْسِهِ فَانْقَضَ
 بِهِمَا فَتَمَلَّهَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقْبَلْتُ نَفْسًا وَكِتَابَةً بِحَبْنِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ لَنَا نَكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّ
 تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَا وَهِيَ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى قَالَ إِنْ سَأَلْتَهُ حَرْبِي بَعْدَهَا فَلَا تَصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ
 مِنْ لَدُنِّي عِلْمًا فَاتَّطَلَعَا حَتَّى إِذَا أَتَا أَحَدُ الْقَوْمِ سَاطِعًا فَمَا أَتَى أَنْ يُصْبِحُوا فَمَا وَجَدُوا فِيهَا جَنَارًا
 لَيْسَ أَنْ يَنْقُصَ قَوْمٌ مَعَهُ قَالَ الْخُبْرُ بِهِمْ هَكَذَا فَانْقَضَ النَّارُ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُصْبِحُوا
 وَلَمْ يُظْهِرُوا لَوْ يَشَاءُ لَأَخْبَرْتُ عَلَيْهِ خَيْرًا قَالَ هَذَا مَرَاتِقُ سَيْفٍ وَإِنَّكَ سَتَجِدُنَا بِأَوَّلِي مَدَامَ نَسَّ طَعْمَ
 عَلَيْهِ مَسْرًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْسُمُ اللَّهُ مُوسَى كَوْدُنًا إِنَّهُ كَانَ ضَرَّ حَتَّى يُنْقَضَ
 مِنْهُمَا مَرٌّ أَخْبَارَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا كَانَتْ مِنْ مُوسَى بَنِيْنَا قَالَ وَجَاءَ
 عَصْفُورٌ حَتَّى وَقَعَ عَلَى خُرُوبِ الشَّوْبَةِ ثُمَّ أَمَرَ إِلَى الْخُبْرِ فَقَالَ لَهُ الْخُبْرُ مَا نَقَضَ بِطَعْمٍ وَمَسَاكٍ مِنْ
 عَلَيْهِ إِلَهِي إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَضَ هَذَا الْعَصْفُورُ مِنْ الْخُبْرِ فَإِنْ سَمِعْتَهُمْ تَجِبَرُ وَكَانَ يَحْيَى مِنْ عَدَسٍ وَفَرَا

وكان امنهم منك ياخذ كل سيفه ضاحية غضبا وكان يقرأ أواما للعلم فكان تاقرا هذا حديث حسن صحيح وقد روات أبو اسحق الهمداني عن سعيد بن جبلة عن ابن عباس عن أنس من كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه المؤبركي عن عبد الله بن عبد الله عن ابن عباس عن أنس من كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أبو مزاحم السمرقندي قال غلبني عبد الله بن عبد الله خجعت سجة وليس لي جعة إلا أن اسمع من سليمان يذكر بين هذا الحديث الخبر حتى سمعته يقول حدثنا عمرو بن دينار وقد كنت سمعت هذا من سليمان قبل ذلك ولم يذكر الخبر (ص ۱۸۷-۱۸۸)

ترجمہ: ”حضرت سعید بن جبلة کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ عرض کیا کہ نوف بانی کتبہ ہے کہ فی اسرائیل واسے سوئی میرا وہ شخص جن کا ذکر کے ساتھ بھی ایک قصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابی بن کعب سے سنا کہ کوئی انکرم علیہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ سوئی علیہ السلام ابی اسرائیل کو خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ ان کو کیا میں سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ حضرت سوئی علیہ السلام نے فرمایا میں سے اس تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرب کیا کہ محمد و اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہی شخص کو کرم علیہ السلام کہا اور یا سنے ہیں وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ وہ ہے جس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ سوئی علیہ السلام نے عرض کیا: ”یہ سب میں کس طرح اس کے پاس پہنچیں؟“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمیل میں ایک چھل اور کھڑکیں دو جہاں وہ کھڑ جائے گی وہیں وہ شخص آپ کو ملے گا۔ پھر سوئی علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنے خادم یوش بن نوان کو لیا اور زمیل میں چھل رکھ کر چل دیئے یہاں تک کہ ایک چیلے کے پاس پہنچے تو وہی علیہ السلام کے خادم دیوانہ لیٹ گئے اور سو گئے۔ چھل زمیل میں ہی کودنے لگی۔ یہاں تک کہ نکل کر دریا میں گر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہاؤ وہیں روک دیا اور وہاں طاق سامن تیرا اور اس کا راستہ ویسا ہی بنا رہا۔ جب وہی علیہ السلام ان کے ساتھی کے لئے یہ چیز خوب خیر ہو گئی اور پھر وہاں اٹھ کر پانی دن و رات چلتے رہے۔ وہی علیہ السلام کے ساتھی بھول گئے کہ انہیں چھل کے متعلق یاد رکھیں۔ سوئی علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا: ”حالیہ کیا اور فرمایا کہ اس سفر میں ہمیں بہت دشمن ہوئی ہے۔“ وہی کہتے ہیں کہ سوئی علیہ السلام ہی وقت تھکے جب اس جگہ سے تجاوز کیا جس کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھی نے کہا: ”دیکھئے جب ہم چیلے پر غصہ سے تھے تو میں چھل بھول گیا تھا اور یقیناً یہ شیطان ہی کا کام ہے کہ مجھے بھرا دیا کہ میں آپ سے اس کا تذکرہ کروں کہ اس نے مجھ پر خلیق سے دریا کا راستہ اختیار کیا۔“ سوئی علیہ السلام فرمائے گئے وہی جگہ تو ہم کاشاں سر رہے تھے چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر وہیں لوٹے۔ سفین کہتے ہیں کہ لوگوں کا نہیں ہے کہ ان چیلے کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے۔ جس مرد پر پڑے وہ زندہ ہو جاتا ہے پھر کہتے ہیں

کہ اس بھٹی میں سے کچھ دو کھانچے تھے۔ جب اس پر پانی پکا کر دو زندہ ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلے چلے پڑاؤں کے پاس پہنچے تو ایک آدمی آؤدیکھا کہ وہ چاروں سے اپنے آپ کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اس زمین میں سلام نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس زمین میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا نبی کا منہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا ”بال“ حضرت خضر نے فرمایا اے موسیٰ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ایک علم ہے جسے میں نہیں جانتا اور میرے پاس خدا کا عطا کردہ ایک علم ہے جسے آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کیا میں اس شرط پر آپ کے پیچھے چلوں کہ آپ میری رہنمائی فرماتے ہوئے مجھے وہ بات سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی۔ حضرت خضر نے فرمایا آپ میری رہنمائی کرنا چاہتے ہیں؟ کہیے صبر کر سکیں گے جس کا آپ کی عقل نے احاطہ نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غریب آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی حکمت مدد ملی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا اگر میری پیروی کرنا ہی چاہتے ہو تو صبر تک کوئی بات میں خود بیان کروں آپ مجھ سے نہیں پوچھیں گے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ”نیک ہے“ پھر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر دونوں ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے پاس سے گزری۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی سوار کر لو انہوں نے حضرت خضرؑ کو پہچان لیا اور بغیر کرائے کے دونوں کو بٹھا لیا۔ حضرت خضرؑ نے اس کشتی کا ایک تختہ اٹھ لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں تو لوگوں نے میں بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی خراب کر دی اور اس میں سوار کر دیا کہ لوگ غرق ہو جائیں۔ آپ نے ایک بڑی بھاری بات کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے آپ میری بھولی چوک پر میری گرفت نہ کیجئے اور اس معاملے میں مجھ پر زیادہ غمی نہ ڈالئے پھر وہ کشتی سے اتر کر اسی ساحل پر چلے آئے وہ کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات پہلی سے زیادہ قہر خیز تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ اگر اس کے بعد بھی میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رہیں گے۔ آپ میری طرف سے غلہ کو پہنچانے چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک مٹی کے پاس سے گزرے اور اس سے کھانے کے لئے کچھ مالٹا کر انہوں نے تن کی مہر بنی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں وہاں انہیں ایک دیوار ملی جو گرنے ہی والی تھی۔ حضرت خضرؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ سیدھی ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہماری ضیافت تک نہیں کی اور ہمیں کھانا کھانے سے بھی انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ وہ کہنے لگے یہ وقت ہماری اور

آپ کی جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ مہر نہیں کر سکے۔ بحرینی ائمہ اہل بیت نے فرمایا: ہماری چاہت تھی کہ وہی علیہ السلام تعالیٰ ان پر دست کرے تاکہ وہی اور میرے ساتھ ہو جس کی گنجائش نہیں ہے۔ بحرینی ائمہ اہل بیت نے فرمایا کہ وہی علیہ السلام نے پہلا سوال فرمایا کہ کیا تم مجھ کو ایک چیز دے آئی جس نے کشتی کے کنارے سے گزر کر دریا میں اپنی چوٹی ڈروائی۔ پھر کھنڈر علیہ السلام نے وہی علیہ السلام سے فرمایا: میرے اور آپ کے مسم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں۔ یہ صرف اسی قدر کہ آیا جتنا اس چیز نے دیا۔ یہ سید بن جبیر کہتے ہیں کہ ان عباسیہ نے یہ آیت اس قرآن میں پڑھتے تھے: "وَكَانَ إِسْمَاعِيلُ مُبْلِغًا بِأَخْذِ كُلِّ نَفْسٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا" اور یہ آیت اس طرح پڑھتے: "وَأَمَّا لَقَدْ أَنَا لَمْ فَكَانَ كَافِرًا"۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے ابوالفتح ہمدانی، سیح بن مسیر سے دو تہا میں روایت سے دو تہا میں روایت سے اور وہی ائمہ اہل بیت نے نقل کرتے ہیں۔ زہری بھی عید اللہ سے وہاں میں روایت سے وہی ائمہ اہل بیت سے اور وہی ائمہ اہل بیت نے نقل کرتے ہیں۔ ابو حزام سرحدی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک صحابہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ میں نے یہ حدیث سنی اور وہ اس حدیث میں ایک چیز بیان کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عمرو بن اید سے حدیث نقل کی جب کہ اس سے پیسے جب میں نے ان سے یہ حدیث سنی تو انہوں نے اس چیز کا ذکر نہیں کیا تھا۔

۳۲۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو خَفْصٍ عَمَّا وَابْنُ عَرَبٍ نَا أَبُو قَتَيْبَةَ مَوْلَى قَتَيْبَةَ نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي نُوَيْسٍ عَنْ أَبِي نَعْبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي صَالٍ نَحْنُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَعْلَمُ الَّذِي قَالَهُ الْعَصِيرُ طَبِيعُ يَوْمٍ طَبِيعُ كَابِرٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ"۔ (ص ۱۸۸، ص ۱۸۹)
تقریباً "حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کھنڈر علیہ السلام نے نقل کیا تھا وہ کہ فرمایا: ہوا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔"

۳۲۸۷ - حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ مَوْسَى نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ عَدَاءِ بْنِ مَرْثَبَةَ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ: "سُئِلَ الرَّبُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سَمِعْتُ الْخَضِرَ لَأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فُرُوجٍ يَنْطَرِقُ فَاهْتَرَتْ فَخَفَعَهُ خَضِرًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ"۔ (ص ۱۸۸، ص ۱۸۹)

تقریباً "حضرت ابو یزید دؤبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنڈر علیہ السلام نے اس کے لئے "خضر" کہہ دیا کہ (ایک جگہ زمین پر بیٹھے تو وہ بچے سے بری بھری ہوئی)۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔"

۳۲۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَخَبِيرٌ وَاحِدٌ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

عَبْدُ الْمَلِكِ نَا أَبُو عَوَافَةَ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالسَّيْفِ قَالَ يَحْجَرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَانُوا يَحْجَرُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمُ الرَّجْعُ فَاسْتَخْرِفُونَهُ عَذَا قَالَ
تَبِعْنَاهُ اللَّهُ كَأَمَلٍ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَقْلَبَهُمْ وَارَادَ اللَّهُ أَنْ يَنْتَقِبَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الْبَدِيُّ عَلَيْهِمُ
الرَّجْعُ فَاسْتَخْرِفُونَهُ عَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَاسْتَخْفَى قَالَ فَبَرَّجُوا فَبَجَرُونَهُ كَتَبْنَاهُ جِلْدَيْنِ تَرْكُوهُ فَيَخْرِفُونَهُ
وَيَخْرِجُونَهُ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَفُونَ الْعِبَادَةَ وَيَقْرَأُ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْجِعُونَ بِسَبَابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَخَرَجَ
مُخْطَبَةً بِالْبُعَاثِ فَيَقْرَأُونَ فَهَرْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ وَعَلَرْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ قَسُوا وَعَلُوا فَيَنْتَقِبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
نَقْفًا مِنْ أَتْقَانِهِمْ فَيَهْلِكُونَ قَالَ عَرَّ الْبَدِيُّ نَفْسَ مُحَمَّدٍ بَيْنَهُ إِنْ ذَوَاتِ الْأَرْضِ تَنْسَنُ وَتَنْظُرُ وَتَشْكُرُ
شُكْرًا مِنْ لُحُومِهِمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّهُ لَمَرْفُوعٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَمَعْلٌ هَذَا (ص ۱۵۸، ۱۵۹)

تقریباً ”حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باجوج، ماجوج
اس دیوار کو روزانہ کھداتے ہیں جب وہ اس میں سوراخ کرنے ہی والے ہوتے ہیں تو ان کا دیوار کتا ہے چلو باقی کل کھو
لیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ
چاہے گا کہ انہیں لوگوں پر مسلہ کرے تو ان کا حاکم کہے گا کہ چلو باقی کل کھو لیا اور ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہے گا۔ اس
طرح جب وہ دوسرے دن آئیں گے تو دیوار کو اسی طرح پائیں گے جس طرح انہوں نے چھوڑی تھی اور پھر اس میں سوراخ
کر کے لوگوں پر نکل آئیں گے۔ پانی پانی کر ختم کر دیں گے اور نوک ان سے جھائیں گے پھر وہ آسمان کی طرف تیر جائیں
گے جو خون میں است بہت ان کے پاس واپس آئے گا اور وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو بھی دبا دیا اور آسمان
والے پر بھی چڑھائی کر دی۔ ان کا یہ قول ان کے دل کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں
ایک کیز پیدا کر دیں گے جس سے وہ سب مرد نہیں گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ
تدرت میں میری جان ہے کہ زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کر موتے ہو جائیں گے اور مکتے پھریں گے اور ان کا
گوشت کھانے پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں گے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اس طرح صرف
اسی سند سے جانتے ہیں۔“

۳۲۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُهُ قَالُوا إِنَّا مَحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْبُرْسَابِيُّ عَنْ عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ مِيْنَاءَ عَنْ أَبِي سَجْدَةَ بْنِ أَبِي قُسَّالَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَخَانِ بْنِ الصَّخَّانِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ
مَنْ كَانَ أَفْرَكَ مِنْ عَمَلٍ عَمِلَهُ اللَّهُ أَحَدًا فَلْيُغْلَبْ لَوَانَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الْمُشْرَكَاءَ عَنْ

لفظ "لَا" کے برابر "و" کے زیر کے ساتھ ہے۔ انھیں لوگوں نے غلط فہمی خاد کے زیر اور ضاد کے حزم کے ساتھ بھی پڑھا۔ (۱)

یہ ان کا قہر ہے جس نے ہم پر طاری کر لی تھی ان کا یہاں ہے ان کے اندر مومنین میں سے تھے یہ حضرت یونسؑ کی مینا کے پہلی تھے ان کی بہت سی عورتیں ان کے بارے میں شکاف۔ یہ وہ بھی تھیں زندہ دین یا مومن کہ گئے ہیں۔ چند مومنین کے واسطے سے انھیں سام۔ بنو نوحؑ کی اہل الاہل میں شمار کیا ہے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنتَ الْعَقِيلُ (جس کی عقل بے جا ہے حضرت کو حکم پہنچنے تھے وہاں پر جو داک جاتا تھا۔ اس وجہ سے ان کو قطع کیا جاتا تھا اگرچہ یہ ان کا کام نہیں تھا۔)

خُذْ لَكَ مِئْتَةً مِّنْ نِّسَاءٍ (۱۰۰ عورتیں) اِنَّكَ لَن تَصْبِرُ وَهَذِهِ نِجْمُ الْيَوْمِ (تو خود کو قابو رکھو۔ اور آج کی ستارہ) (قرآن ۱۰۸: ۱۰۹) یہ کہوتے ہیں اس کو روزانہ یہاں تک کہ جب کہتے ہیں وہاں سے (۱۰) حدیث ۱۱۱ میں باہر ان مومن کے بارے میں یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ یہاں سے آریب حضرت یونسؑ کی مینا کا وہاں سے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر مٹی آئی کہ اب میں اسے بندوں کو دکھائے "اللہ ہوں" اس سے "اے نبی" کہتے تھے میں نے یہ لہذا تم مومنین کو اسے نہ کہو: نیز پڑھنا چاہو حضرت یونسؑ کی مینا میں مومنین کو لے کر وہ بطور برکت پڑھ لے جائیں گے۔

تُخْبِرُكَ عَنْ نِّجْمِ الْيَوْمِ (کہوتے ہیں کہ کو روزانہ اس مینا کی طرف اشارہ ہے کہ کھو جائے وہی مومنین کا اس وقت شروع ہوا کہ ان کے خروج کا وقت آگیا (یعنی قومیت کے قریب)۔ (۱۱)

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مِئَاتِهِمْ (تو ان کے ۱۰۰ سال تک) اس کی مدت پور ہو جائے یا دوسری مدت میں "یعنی ان کے بلوغت مِئَاتِهِمْ" کے آغاز پر۔ (۱۲)

ارْجِعُوا فِي صُلُوبِكُمْ فَتُؤْتِكُمْ خُفًا (۱۰۰ سال تک) (پھر باقی اسی کھو رہا) ملا، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذہن کو اس طرف متوجہ نہیں کرتے دیکھ کر وہ ان بات کو نہیں جانتے تھے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن کو اس طرف بھی متوجہ نہیں فرمایا کہ وہ اس دن پر چاہے جو کس حال تک ان میں صاحبِ زراعت و صنعت مگنی ہیں وہ ان کے لئے مشکل نہیں تھا کہ وہ ان پر چڑھنے کے ذائقہ پورا کر لیں۔

إِنْ سَأَلْتَهُ لَنُحْضِرَنَّ الْيَوْمَ فَتُؤْتِكُمْ مِنْهُ خُفًا (اگر تم اس سے پوچھو کہ آج ہم تم کو اس سے خفہ دلا دیں گے) (۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ ان میں کچھ مسلمان بھی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ عقیدہ کے بنی ان زبان پر ان شاء اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پوری ہو جائے تو یہ پوری زیادہ رنج ہے۔ (۱۴)

تُخْبِرُكَ عَنْ نِّجْمِ الْيَوْمِ (۱۰۰ سال تک) (تو وہ سب مر جائیں گے) دوسری روایت میں "فَيُؤْتِكُمْ مِّنْ مَّوْتِ الْيَوْمِ" کے الفاظ (۱۵) (تو تم کو موت پہنچائے گا)۔

محمّد ﷺ نے فرمایا: "مَنْ شَرِيفٌ كُنِيَ بِرَبِّهِ" اور اس میں اضافہ یہ ہے "فَيُضَيِّعُونَ فَوْسِي خُصُوبِ نَفْسٍ وَاجْلُوهُ" یا جوج ماجوج کے مرنے کے بعد قیامت بہت قریب آجائے گی۔

نبی کریم ﷺ سے شب معراج میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ یا جوج ماجوج کی ہرکت کے بعد ان کی لاشوں کو مندر میں اٹھایا جائے گا۔ اس کے قریب ہی قیامت آنے والی ہوگی۔ ایسا ہوگا جیسے کوئی محل والی عورت ہو جس کے دل پر ہے ہو تجھے ہوں غلام نہیں کر گیب پید کی طاقت ہو جائے۔ (۱۳۱)

هَذَا اخْبَارُنَا عَنْ عَرَبَاتٍ اِنَّمَا اَعْرَفُوهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ: (اصول ۱۰۰، ص ۹۰) (بحدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو اس طرح صرف اسی سند سے جانتے ہیں کہ امام زہدی نے نبی کریم ﷺ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے جس میں مرثد بن کثیر نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا: اِنَّمَا اَعْرَفُوهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَكِنْ فِي رُفْعِهِ فَكُنَّا فِيهِ (۱۳۲) علامہ ابن کثیر جیسے نے اپنی تاریخ میں اس روایت کو نقل کر کے لکھا کہ یہ روایت مرثد بن کثیر سے ہے بلکہ کعب السدکی نے اسے نقل کر کے کہا کہ اسے قوی مانا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ یا جوج ماجوج اپنا کموانے کا عمل قیامت کے قریب شروع کریں گے۔ (۱۳۳)

خَلَقْنَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا نَبِيًّا ... يَقُولُ اِذَا جُمِعَ اللَّوْهُ النَّاسُ: (ص ۱۰۸، ص ۹۲) (فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا) اس حدیث کا مضمون قرآن مجید کی آیت میں بھی بیان ہو ہے ﴿وَقَدْ كَانَ لَكُمْ آيَاتُ رَبِّكُمْ فَلَا تَكُنُوا مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾ (۱۳۴)

(قرآن مجید میں) پہلے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہر اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو کمی شریک نہ کرے۔

مفسرین کہتے ہیں یہاں پر شرک سے مراد شرک ظنی معنی دیا ہے نہ کہ شرک عملی۔

ایک دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے بارے میں جس چیز پر سب سے زیادہ خوف رکھتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یہ رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنْ يَأْتِيَنَّكُمْ"

علامہ قرطبی نے بھی فرماتے ہیں حضرت حسن بصری جیسے نے یہ مفسر اور علماء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اقسام کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں اپنے نیک اور اچھے اعمال کا پوشیدہ اور نا اچھا معصوم ہو اور بے خیال کا پوشیدہ ہونا محبوب معصوم نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو اس پر نکال دے اور ان میں سے کوئی نہ ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ یہ سب آپ کا نقص ہے میرے میں اور پوشش کا اس میں کوئی اثر نہیں ہے۔ (۱۳۵)

خَلَقْنَا جَعْفَرًا نَبِيًّا مُخْتَلَبًا ... (ص ۱۰۸، ص ۹۳)

وَكُلُّهُ نَخْلَةٌ كَثْرَتُ ثَمَرِهَا زَهْرُهَا اس کے بیٹے ان دونوں سے لیے تھے اُنہوں نے کہا یہ خزانہ کیا تھا اس بارے میں مستعد القوم ہیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس نے اور چاندنی کا ذخیرہ تھا۔

حضرت عثمان اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ۱۱۔ س نے کہ ایک تختی تھی جس پر سات نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں۔

جو حسب ذیل تھیں:

۱۔ اے اللہ! رضی الرحمن۔

۲۔ تعجب ہے اس شخص پر جو کفر پر ایمان رکھتا ہے پھر بھی نصیحتیں دیتا ہے۔

۳۔ تعجب ہے اس شخص پر جو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ روزی سے تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پھر ضرورت سے زیادہ مشتت اور فضول شرم کی کوشش میں رہتا ہے۔

۴۔ تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر غمی و غم کیسے دیتا ہے۔

۵۔ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب آخرت پر ایمان رکھتا ہے پھر غفلت میں کیسے رہتا ہے۔

۶۔ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے انعامات کو جو مابے غم کیسے اس پر مطمئن ہو کر رہتا ہے۔

۷۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔

تفحیح حیرت:

۳۶۸۰۔ آخر حصہ الحارثی کتاب العلم باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۱۔

۳۶۸۱۔ آخر حصہ مسلم کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۲۔

۳۶۸۲۔ آخر حصہ مسلم کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۳۔

۳۶۸۳۔ آخر حصہ مسلم کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۴۔

۳۶۸۴۔ آخر حصہ بخاری کتاب أحادیث الأنبياء باب حديث أحمد بن حنبل عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في حديث ۳۶۸۵۔

۳۶۸۵۔ آخر حصہ بخاری کتاب أحادیث الأنبياء باب حديث أحمد بن حنبل عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في حديث ۳۶۸۶۔

۳۶۸۶۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۷۔

۳۶۸۷۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۸۔

۳۶۸۸۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۸۹۔

۳۶۸۹۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۹۰۔

۳۶۹۰۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۹۱۔

۳۶۹۱۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۹۲۔

۳۶۹۲۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۹۳۔

۳۶۹۳۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۹۴۔

۳۶۹۴۔ آخر حصہ ابن ماجہ کتاب القدر باب ما ذکر من ذهاب موسى بن جعفر في السير إلى العمير۔ (حدیث ۶۸)۔ وآخر حصہ من ۳۶۹۵۔

کہیں گے ہاں چاہے اسے ذرا کہہ دیا جائے گا۔ چنانچہ اُنہی نے یہی دعویٰ کیا کہ ہم نے اسے ایسی ہی بات کہی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ تو وہ دعویٰ کے بارے میں ہے۔ اسے اس میں ہمیشہ رہنا نہ پڑے گا اور تو وہ دعویٰ کی شدت کی وجہ سے مرہوت ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۲۹۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَحْنُ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ قُتَيْبَةَ عَنْ زَوْفَانَ عَنْ مَكْنَانَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَرٍّ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا عُرْجُ بْنُ زَائِدَةَ إِذْ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي السَّعَاءِ ثَلَاثَةُ هَذَا حَدِيثُ خَمْسٍ صَحِيحٌ وَفِي ثَلَاثٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى سَعِيدٌ عَنْ أَبِي عُرْوَةَ وَهَذَا وَغَيْرُهُ جَدُّ عَنْ قُتَيْبَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَوْفَانَ عَنْ مَكْنَانَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ ابْنُ صُلَيْمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ الْبَغْرَاءِ بِطَرَفِهِ وَهَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ ذَلِكَ (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت احمد بن حنبل سے ابو ہریرہ کے اس قول "وَرَفَعْنَا مَكْنَانَ عَالِيًّا" (اور مکنان اعلیٰ کر کے رکھ دیے) کی روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک، بخاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں جب مجھے اوپر سے جہان میں تو میں نے اور میں نے تو میں نے جہان پر رکھا یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی آئمہ سنیہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابی حویرہؓ پر ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔ حدیث قرآن سے اس حدیث میں ماکن بن زید سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ حدیث اسی سے اقتدار کے طور پر بیان کی گئی ہے۔

۳۲۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ نَحْنُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ دُبَّانٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ خُصَّافٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِمْيَرِ بْنِ مَالِكٍ يَمَنُؤُا نَا الْخَمْرَ بَعَا نَا وَزَنَا قَالَ قُلْنَا هَذَا الْآيَةُ وَمَا نَسْأَلُ الْأَبَا بَكْرٍ وَكَانَ لَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْنَا وَمَا خَلْفَ الْإِجْرِ الْآيَةُ هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ (ص ۱۰۱، ص ۱۰۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حیمیر بن مالکؓ سے پوچھا کہ آپ ہمارے پاس آئے تو وہ وہاں سے تھے۔ چنانچہ یہ آیت فرمائی: "وَمَا نَسْأَلُ الْأَبَا بَكْرٍ وَكَانَ لَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْنَا وَمَا خَلْفَ الْإِجْرِ الْآيَةُ" (اور ہم نے آپ سے نہیں مانگا، اسی کی وجہ سے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے سامنے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ نَحْنُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ دُبَّانٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ خُصَّافٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِمْيَرِ بْنِ مَالِكٍ يَمَنُؤُا نَا الْخَمْرَ بَعَا نَا وَزَنَا قَالَ قُلْنَا هَذَا الْآيَةُ وَمَا نَسْأَلُ الْأَبَا بَكْرٍ وَكَانَ لَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْنَا وَمَا خَلْفَ الْإِجْرِ الْآيَةُ هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ (ص ۱۰۲، ص ۱۰۳)

أَنَّكَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَدَ التَّمَنُّ الْمَنَارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ عَنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأُولَئِكَ كَلِمَةُ الْبَرِّ ثُمَّ كَانَتْ نَجْمٌ
تُحْطَرُ الْفُزْنُ ثُمَّ كَالُوْا بِحَبِّ فِي رَجُلِهِ ثُمَّ كَسَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ كَسَبِهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ
السَّبْطِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ (ص ۱۹۹، ص ۱۰)

ترجمہ: ”سہی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہدائی سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا... الآية“
(اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گزرنے والا ہو اور یہ ہے کہ رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔ مرنے والے آیت الہی) تو
انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ان مسعود بن سہو بن سہو کی بی اکرم بن سہو کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ دوزخ
سے گزریں گے اور اپنے اعمال کے مطابق اس سے دور ہوں گے۔ چنانچہ پہلا گروہ علی کی چمک کی طرح گزر جائے
گا۔ دوسرا گروہ ہوگی طرح پھر گھوڑے کی رفتار سے پھر اونٹ کے ساری طرح پھر انسان کی دوزخ کی مانند اور آخر میں
چلنے والے کی طرح دوزخ سے گزریں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ اس حدیث کو سہو کی روایت کرتے ہوئے
مرفوع نہیں کرتے۔“

۳۶۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ السَّبْطِيِّ عَنْ مُرَّةَ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَعْدٍ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا قَالَ يَرُدُّونَهَا ثُمَّ يَصْدُرُونَ بِأَعْمَالِهِمْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ السَّبْطِيِّ بِمِثْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قُلْتُ لِشُعْبَةَ إِنَّ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنِي عَنْ السَّبْطِيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ السَّبْطِيِّ مَرْفُوعًا وَلَكِنِّي أَدْعُو عَمْدًا
(ص ۱۹۹، ص ۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود بن سہو بن سہو: ”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا... الآية“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لوگ جہنم
سے گزریں گے اور پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے دور ہوتے جائیں گے۔ محمد بن بشار بھی عبدالرحمن سے وہ
شعبہ سے اور اسہ سہی سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو بتایا کہ اسرائیل، سہی
سے مروی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود بن سہو بن سہو کے حوالے سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں نے بھی یہ
حدیث سہی سے مرفوعاً سنی ہے۔ اور جان بوجھ کر اسے مرفوع نہیں کرتا۔“

۳۶۶۷ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شُهَيْبِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ أَيُّ فِدَا أَخَشْتُ فَلَانَا فَاجِبُهُ قَالَ
فَيُنَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنَادَى لَهُ الْمَلَائِكَةُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَ قَوْلُ اللَّهِ إِنَّ الْبَرِّينَ أَمْوَا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ اللَّهُ رُحْمًا وَأَنَا أَيْضًا اللَّهُ عَبْدٌ نَادَى جِبْرِيلَ أَيُّ فِدَا أَخَشْتُ فَلَانَا فَيُنَادِي

فِي السَّاءِ إِنَّهُ تَذَكَّرُ لَهُ الْبُخْصَةُ فِي الْأَرْضِ هَذَا حَبِيبٌ حَسَنٌ صَبِيحٌ وَقَدْ رَوَى هَبَةُ الرُّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُخُو هَذَا (ص ۴۹۰)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جب تک کو فرماتا ہے کہ میں فخر نصیب سے محبت کرتا ہوں نہ بھی جس سے محبت کرو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ آسمان والوں میں اس کا اعلان کرتا ہے اور پھر اس کی محبت زمین والوں کے دلوں میں پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے "إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ... الْآيَةُ" (بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کے مقرب رہیں ان کے لئے محبت پیدا کرنے کا۔ مريم - آیت ۶) اور اگر اللہ تعالیٰ کسی سے بغض رکھتا ہے تو جبرائیل سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں اور وہ آسمان والوں میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس سے بغض پیدا کر دیتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن عبد اللہ بن ابی ریحہ بھی اپنے والد سے روایہ صالح سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔"

۳۶۹۸ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ غَزَاوَانِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنِ الْأَرَدِ يَقُولُ جَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَابْنُ السَّهْمِ تَقَضَّاهُ حَتَّى لَبَّى بَعْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمَعْبُودِي فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ قُبِعْتَ قَالَ وَإِنِّي لَعَبْتُ ثُمَّ مَبْعُوثٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنِّي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْبَلْتُكَ فَتَزَلَّتْ لَمَزَاتِي الَّذِي كَفَرُ بِآبَائِنَا وَقَالَ لَا وَنَبِيٌّ مَالًا وَوَلَدًا الْآيَةُ حَدَّثَنَا هَذَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ هَذَا حَبِيبٌ حَسَنٌ صَبِيحٌ (ص ۴۹۰)

ترجمہ: "حضرت حباب بن ارت بیروتی کہتے ہیں کہ میں ابن مالک سے اپنا حق لینے کے لئے گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں تمہیں اس وقت تک تمہارا حق نہیں دوں گا جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نکاح نہ ہو گا۔ میں نے کہا میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ تم مر کر دوبارہ زندہ کر دیے جاؤ۔ اس نے کہا کیا میں مر کر دوبارہ زندہ ہوں گا؟ اگر میں ہوا تو اس وقت وہاں میرا مال اور اولاد ہوگی بلکہ میں وہیں تمہارا حق ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ كَذَّبْتُمَا بِلِقَائِنَا الْآيَةُ" (کیا تو نے اس شخص کو دیکھ جس نے ہماری آجس کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی۔ مريم - آیت ۷) پھر بھی ابو حباب سے روایہ اعمش سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تفسیر شیخ

جہ تسمیہ: حضرت مریم علیہا السلام کا تسمیہ سے واقعہ ذکر ہونے کی وجہ سے اس سورت کا نام سورت مریم ہے۔

یہ سورت کی ہے۔ مگر (مختلفہ میں تعدیل خلط) (۱۱) (پھر ان کے بعد ایسے اطفال پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی۔) یہ ۵۹ء کی ہے اور اس سورت میں چھ رکعت تھیں اس میں ۹۸، ۹۹ آیات ہیں۔

اس سورت میں گدات کی تعداد ۹۶۲ ہے جبکہ حرف کی تعداد ۳۳۰۰ ہے۔

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نَجْوٍ الْاَلْسِنَةِ ... (۱۸ ص ۹۸)

يَا اَنفُ هَارُونَ! (ص ۱۱۸ ص ۲) حضرت مریم برہنہ کو ہارون جبریل کی بہن کہا کہ ہے اس کے بھروسے تمہیں مطلب بیان فرماتے ہیں۔

پہلے مطلب یہ ہے کہ ہارون سے مراد حضرت ہارون علیہ السلام جو نبی تھے وہ مراد نہیں ہے بلکہ حضرت مریم علیہا السلام کا نام ہارون تھا جو تہما حضرت ہارون علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا تھا اس وجہ سے حضرت مریم کو سخت ہارون کہہ دیا گیا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم کی نسبت حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف سے وجہ سے کروئی گئی کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل اور نواسی سے ہیں عرب کی یہ عادت تھی کہ زمانہ کثرت بھی گزر جائے بڑے آدمی کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے کہ قبیلہ حمیر کہ وہ بعد والے کو بھی انا تیسرا اور عرب کے آدمی کو انا عرب بولتے ہیں۔ (۱۲)

تیسرا مطلب یہ ہے کہ عبادت کے لحاظ سے حضرت مریم علیہا السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف سے تھیں۔ (۱۳)

خَلَقْنَا اَحْمَدًا ... (ص ۱۱۸ ص ۲) وَ اَنْذَرْنَاهُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ فَالْيَوْمِ بِالْاِثْمَانِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا موت کو لایا جوئے گا ایک دوسری روایت میں ہے کہ موت کو پل میں مراہ پر ڈنکا کیا جائے گا۔ (۱۴)

قاضی ثناء اللہ پالی جی نے فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والے کو حسرت و ندامت سے سنبھالنے کا تو صحابہ کرام نے سوال کیا کہ یہ ندامت و حسرت کس وجہ سے ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اعمال کرنے والے کو اس بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں اور زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کر لے۔ بدکار آدمی کو اس بات پر حسرت ہوگی کہ وہ اپنی بدکاری سے باز کیوں نہ آیا۔ (۱۵)

نیز حضرت معاذ جونیڈی کی روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افس جنت کو ان نجات پر حسرت ہوگی جو نجات دینا میں پہلے ذکر اللہ تعالیٰ کے ترار تھے۔ (۱۶)

خَلَقْنَا اَحْمَدًا مِنْ مَّيْنَعِ ... (ص ۱۱۸ ص ۲) وَ اَنْذَرْنَاهُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ فَالْيَوْمِ بِالْاِثْمَانِ

۱۶- (فرمایا جب گھے اوپر لے جایا تم تو میں نے ارسلان کو پتہ تھا آسمان پر دیکھا۔) حضرت ارسلان علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید نے یہ بعد فرمایا۔

عزراہ آلوی پہنچے فرماتے ہیں کہ حضرت ارسلان علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے دنیا میں تشریف لائے تھے ان کا اصلی نام انوخ تھا چارواکوں سے حضرت نوح علیہ السلام ان کا نسب پہنچ جاتا ہے۔ حضرت ارسلان پہلے وہ شخص

اور آج پتا ہوتا ہے۔ (۱۳)

”وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُبْتَلَاً لِّمَنَ تَعَالَىٰ ۚ فَرِيقَانِ جَارِيَيْنِ ۚ فَبِمَا رَزَاوَنَآ أَتَىٰ سَؤُؤُهُمْ لَمَّا سَآءَ لَہُم مَّا رَوٰی سِجِّینَ“ سے بھی مائل نہیں

ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ . (ص ۱۱۹ س ۵)

وَإِن مِّن مَّذَكِّمٍ إِلَّا وَآرَؤْهُمَا (ص ۱۱۹ س ۱۵) ایسی قوم ہیں مسعود بن ہشام سے مروی ہے آیت کریمہ میں وارد ہے کیا مراد ہے اس بارے میں۔ قول زیادہ مشہور ہیں۔

پہلا قول، وارد ہے مراد عید سے مضرب یہ ہے کہ مومنین ہر قدر سب میں صراط سے گزریں گے مومن گمراہ نہیں گئے اور کافر اور ناصق اس کے نیچے جہنم میں گر جائیں گے۔ پھر بعد میں ناصقوں کو ان سے نکال لیا جائے گا۔ (۱۴)

دوسرا قول: بعض حضرات فرماتے ہیں وارد ہے مراد قبول ہے مومن قوم مروی ہے حضرت ابن عباس، حضرت ہزیرہؓ اور غیرہ سے کہ جہنم میں کافر اور مومن سب داخل کئے جائیں گے مومنوں کے لئے جہنم کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی جیسے کہ حضرت ابراہیم خلیلؑ خدا کے لئے آگ ٹھنڈی ہوئی تھی۔ (۱۵)

دونوں ہی مطلب عادیث سے ثابت ہیں۔ تطبیق اس طرف دیکھا جاتی ہے کہ میں صراط سے مومنیں گزرنے کے بعد جہنم میں داخل ہوں گے جو ان کے لئے ٹھنڈی کر دی جائے گی۔ اور یہ وہاں سے ملاحق کے ساتھ نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

مومنین کو جہنم میں کیوں داخل کیا جائے گا؟

● مومنین جہنم سے گزر کر جب جنت میں جائیں گے تو ان کو بہت زیادہ خوشی ہوگی۔

● مومنین جب جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں گے تو ان کو جہنم کو اس سے بہت زیادہ نفوس ہوگا۔ (۱۶)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (ص ۱۱۹ س ۱۶) وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ (ص ۱۱۹ س ۱۷) (میں جان بوجھ کر اسے مروی نہیں کرتے) امام ترمذی فرماتے ہیں یہاں پر ہم نے حدیث مروی کو جان بوجھ کر چھوڑا، یا مگر اس کے چھوڑنے کی وجہ بیان نہیں فرمائی۔

اس کی وجہ بعض شارحین یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ امام ترمذی کی عادت یہ ہے کہ کتاب میں ایسی عبادیث کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں جس میں کلام ہے: ہے قوی عادیث کوئی ایسا ہے جسے ذکر کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ . . . (ص ۱۱۹ س ۱۸) قَالَ لَا تُحِبُّ الْمَاءَ غُلًّا نَادِي جَبْرِيلُ ابْنِي فَذُ خَبِيثٌ (ص ۱۱۹ س ۱۹)
(آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرے گا تو جبریلؑ کو حکم فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں) نادی اس سے مراد حضرت جبریلؑ ملایا ہے۔ فی السماء دوسری روایت میں ہے ”أَفْلَحَ السَّعْدُ وَآثَ السُّعْدِ“

جاگے والے نبی اکرم ﷺ ہی تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں یہ کیا ہوا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں باپ آپ ﷺ پر قربان مہری مدح کو بھی اسی (نہی) نے چڑھایا تھا جس نے آپ ﷺ کی روح کو چڑھا تو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: چلو انہوں کو لے کر چلو پھر تھوڑا آگے جا کر اونٹ دو بار دو بار بھنائے اور دھو کر کے اسی طرح نماز پڑھی جیسے اس (یعنی نماز) کے وقت میں ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: "أَقْبِ الصَّلَاةَ (لَا تُكْرِهِي .. الآية)" (اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو۔ طہ آیت: ۱۳) یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث کو کئی حفاظ حدیث زہری سے وہ سعید بن مسیب سے اور دو کئی مزیحہ سے نقل کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کرتے۔ صالح بن ابی الاضرہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان اور کچھ راوی انہیں حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔"

تشییع

یہ رسالت کی ہے۔

بعد تسمیہ۔ اس کو رسالت طے کیے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے شروع میں آپ ﷺ کو طہ کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔

اس میں ۱۳۲ یا ۱۳۳ آیات اور آٹھ کوع ہیں۔ اس صورت میں کلمات کی تعداد ۱۳۱ ہے جبکہ حروف کی تعداد ۵۳۲

ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ... (ص ۸۹، س ۵۸) تَلَا قَفْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِ أَسْرَى إِلَيْهِ (ص ۹۰، س ۵۹) (حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قیصر سے مدینہ لوٹے۔)

مِنْ خَيْرٍ: (آپ کو اس میں چلے ہوئے نیکو معنی) یہاں غزوہ قیصر سے واضح مراد ہے۔

فَعَرَفْنَاهُ: (ص ۹۰، س ۵۹) (میں آپ کو سوچے پہن حضرت بلال نے نماز پڑھی) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعریض مسافر کے "قرن مات میں آرام کرنے کو کہتے ہیں۔"

فَضَّلِي بِلَالٍ (ص ۹۰، س ۵۹) ایک دوسری روایت میں اس کی توجہ وضاحت اس طرح آئی ہے "فَضَّلِي بِلَالًا مَا قُدِّرَ لَكَ..."

أَقْبِ صَلَاةَ (ص ۸۹، س ۵۸) (چو باتوں کو لے کر چلو) سلم شریف کی روایت میں اس کی وضاحت اس طرح آئی ہے "فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنَاخِذْ كُلَّ وَحْشٍ بَرَأْسٍ وَاجْلُفْ فَإِنَّ هَذَا مَثْبُورٌ خَضِرْنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ..."

فَأَقَامَ الصَّلَاةَ (ص ۸۹، س ۵۸) (دھو کر کے اس طرح نماز پڑھی) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "كُنْ نَزْهًا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمْرٌ بِإِلَّا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ..."

اس جملے سے احادیث استدلال کرتے ہیں کہ اوقات بھی عند میں نماز پڑھنا منع ہے اس وجہ سے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے

میں جب بیدار ہوئے تو قہر سے بھر گئے۔ نماز نہیں پڑھی بلکہ اباس کے کوچ فرمایا اور جب سورج طلوع ہو گیا تو تفسا نماز اور فرمائی۔

ان حجر بیٹے (شافعی) نے اس کا یہ جواب دیا کہ آپ ﷺ نے وقت مکروہ ہونے کی وجہ سے نماز میں تاخیر نہیں فرمائی بلکہ اس وجہ میں شیطانی اثرات تھے اس وجہ سے تاخیر فرمائی تھی۔

اس کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ شیطانی اثرات کا علاج تو نماز ہے۔ لہذا اسی جگہ پر نماز پڑھنا چاہئے۔ نہ کہ نماز کو ٹھیکرنا چاہئے۔ احناف فرماتے ہیں "أَخْبَارُ بَيْتِ النَّبِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْأَوَّلَاتِ الْمَكْرُوهَةِ" یہ معنا متر ہے۔

امام نووی بیٹے (شافعی) نے پھر اس کا جواب یہ دیا کہ آپ ﷺ نے نماز میں تاخیر وقت کے مکروہ ہونے کی وجہ سے نہیں فرمائی بلکہ صحابہ کرام کی ضروریات میں مشغول تھے اس وجہ سے نماز میں تاخیر فرمائی تھی۔^(۳۱)

اس کے جواب میں علامہ محامدی فرماتے ہیں ضرورت صحابہ کا ای جہ و پہری نہیں فرمائی بلکہ وہاں سے نکل ہو کر دوسرے مقام پر پہنچ کر پوری فرمائی تھی۔

قاضی شاکانی کہتے ہیں حق بات تو یہ ہے کہ اوقات مکروہ میں تو نفل و اوقات الزامات میں یا غیر ذلت الزامات میں درست نہیں اور اوقات مکروہ میں تفسا نماز بھی صحیح نہیں ہے۔^(۳۲)

تخریج صحیح بخاری:

۱۱۹۹۔ أخرجه مسلم: كتاب الصلوة و مواضع الصلوة باب قضاء الصلاة الفائتة و استحبها فصحيل فصلها: حديث (۳۰۹) ۴/۶۸ و أخرجه في كتاب الصلوة باب من قام من صلاة أو سبها: حديث (۱۳۰۶) و سلمی (۹۰/۱۶۶) كتاب النوازل: باب إجماعه من قام من صلاة أو سبها من الفقد: حديث (۲۸۰/۶۸) و ابن ماجه: كتاب الصلوة باب من نام عن الصلاة أو سبها: حديث (۱۹۷) ۱/۱۹۷

[۱] شرح مسلم للذری (۲) أم سلمة خدیجہ (۳) شرح مسلم بحری (۱) شیل الا و صر ۲۳۲

وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْبِيَاءِ

یہ باب ہے سورۃ انبیاء کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۰۰۔ خَدَقْنَا مَجَاهِدُ بْنُ مُرْسَى الْبُخَارِيُّ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: لَا عَبْدًا مَرَحَنِي بِنُ عَزْوَانٍ أَوْ مُوَحٍّ بِاللَّيْلِ بِي سَعْدٍ عَنْ مَالِكٍ بِنِ تَمِيمٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بِي مَعْلُومِينَ يَكْذِبُونَ بِي وَيَكْفُرُونَ بِي وَيَكْفُرُونَ بِي وَأَنْتُمْ بِي وَأَنْتُمْ بِي فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَا حَانَتْكَ وَعَصْرُكَ وَكَذِبُوكَ وَعَقَابُكَ إِنَاءَهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِذَا هُمْ بِقَدَرٍ ذُوْبِهِمْ كَانَ كَفَاً لَا لَكَ وَلَا غَيْرُكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِنَاءَهُمْ

ذُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَّكَ وَإِنْ كَانَ بِفَاطِكٍ بِإِثْمِهِ فَوَاقٍ ذُنُوْبِهِمْ اقْتَصَلَ لَهُمْ مِنْهُ الْفَضْلُ قَالَ فَتَسْخَى الرَّحْلُ فَيَجْعَلُ يَبْكِي وَيَبْهَتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَفْعَلُونَ جَذَابُ اللَّهِ وَنَصِيحُ الْمَوَازِينِ الْفَيْسُ كَبُورُ الْبَغْيَانَةِ فَلَا تُطْعَمُ نَفْسٌ شَيْئًا إِلَّا بِهَا عَقَارُ الرَّجُلِ وَاللَّهُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ مَا أَجْدَلُ وَلَهُمْ شَيْءٌ خَيْرٌ مِنْ مَقَارِفِهِمْ أَنْهَكَ اللَّهُ حَزَرَ خَلْفَهُ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْوَانٍ وَقَدْ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْوَانٍ هَذَا الْحَدِيثَ. (ص ۱۵۹)

س ۵۰

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام مجھ سے جموٹ ہوا، نئے خیانت کرتے اور میری مالروٹی کی کرتے ہیں۔ لہذا میں انہیں کالیں دیتا رہتا ہوں مجھے بتائیے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔ آپ قرآن مجید نے فرمایا: ان کی خیانت، مالروٹی اور جموٹ دینے کا تہمدی سزا سے قسام کیا جائے گا۔ اگر سزا ان کے جرموں کے مطابق ہوئی تو تم کو وہ برابر ہو سکے گا ان کا تم پر حق رہے اور نہ تہمدی سزا پر اگر تہمدی سزا ہوئی تو یہ تہمدی فضیلت کا باعث ہوگا اور اگر تہمدی سزا ان کے جرموں سے بڑھ گئی تو تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ شخص روئے چلا دیا ہوا ہاں سے چلا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ... الْآیۃ“ (اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ لایا جائے گا اور اگر کوئی کے دان کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم نے تیس کے اور ہم نے حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کے اور اپنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھا کہ انہیں ترازو دوں میں آپ ﷺ کو ملا دیا کر ان کو آزاد کرتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمن بن عزان کی روایت سے جانتے ہیں اور امام احمد بن حنبل نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمن بن عزان سے روایت کیا ہے۔“

۳۳۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا لَهْبَنَةَ عَنْ دُرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَيْلُ لِوَادٍ بَنِي جَهَنَّمَ يَهْوِي فِيهِ الْكَافِرُ الرَّبِيعِيُّ خَرَجْنَا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ فَمَرَّةً هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي لَهْبَنَةَ. (ص ۱۵۹، س ۵۰)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام ”ویل“ ہے وہاں کی گہرائی میں گرجھٹے سے پہلے چالیس برس کا رہے گا۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف ابن ابی یزید کی روایت سے جانتے ہیں۔“

۳۰۰ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ ثِيَابُ أَبِي نَافِعٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكْذِبُ بِإِبْرَاهِيمَ بْنِ سَمِيلٍ قَطُّ إِلَّا بِي ثَلَاثَ قَوْلٍ إِبْرَاهِيمَ سَمِيلٌ وَلَمْ يَكُنْ سَمِيلًا وَقَوْلُهُ لِسَانُهُ أُخْبِي وَقَوْلُهُ بِي فَقُلْتُ كَيْفَ هُمُ هَذَا. هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ مُجْتَمِعٌ. (ص ۱۶۹، ص ۱۷۰)

ترجمہ: ”حضرت ابراہیمؑ پر جو تین روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے تھے ایک یہ کہ کاروں سے کہا میں یہاں ہوں تاکہ وہ بیمار نہیں تھے۔ دوسرا جب انہوں نے (اپنی بیوی) سارا کو کہیں بتایا اور پھر اسے ان سے بتوں کو توڑنے والے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان کے بڑے کا کام ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ وَهْبٍ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ دَاوُدَ قُتَيْبَةُ عَنْ الشَّعْبَةِ عَنْ الْمُعِينِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْفُرُ عِظَةُ فَالَ بِهَا تَهَا أَتَاهُ أَنْتُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ تَقْرَأُوا كَمَا تَذَكَّرُ أَوَّلَ خَلْقٍ يُعَذِّبُهُ إِلَى آخِرِ الْأَيَّةِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يَكْفُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِنَّهُ سَيُؤَيِّسُ بِهِ خَلْقًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيُؤَيِّسُهُمْ ذَلِكَ الْيَسَّارُ فَيَقُولُ رَبِّ أَسْحَابِي فَقَالَ بَلَى لَا تَدْرِي مَا أَفْعَدُوا لَكَ تَذَكَّرُوا فَالَوْ كُنَّا قَالِ الْفُتْلُ الْفَضَائِلُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا نَوَيْتُ كُنْتُ أَنْتَ الرَّبِّيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلِيٌّ كُلُّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَلَهُمْ عَذَابٌ وَإِنْ تُعْفِرَ لَهُمْ الْآيَةُ فَيَقَالُ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مَا تَذَكَّرُ عَلَيْهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ. (ص ۱۶۹، ص ۱۷۰)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہیبت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم لوگ قیامت کے روز شے جسم اور بے فائدہ اٹھائے جاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی ”كُنَّا بَذَلًا“ (جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا وہ بارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ تارے نہ رہا ہے۔ بے شک ہم پیدا کرنے والے ہیں۔) ”انبیاء۔ آیت ۹۸“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ پھر میری امت کے بعض لوگوں کو بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں اُنوں کا یہ عند حال یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب دیا جائے گا کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے دین میں فی جزیں ایسا کی تھیں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے نیک بند (یعنی علیہ السلام) کی طرح عرض کروں گا ”وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ... الْآيَةُ“ تو کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نے جس دن سے انہیں چھوڑا تھا اسی دن سے یہ مرتہ ہو گئے تھے۔“

۳۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَسَائٍ نَافِعُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ الْمُعِينِ بْنِ النُّعْمَانِ نَعُوذُ عَذَابُ خَبِيرٍ

حسن مصلحت و رواۃ متفقان الثوری عنی القبلہ فی النعمان (ص ۱۰۰) میں ہے۔
تو جہانگیرؒ کو روایت کی کہ ہم سے محمد بن بشیر نے نبیوں نے محمد بن یحییٰ سے روایت کی ہے اور وہ یحییٰ بن نعمان سے اسی
حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث سن سنا ہے۔ یہاں ثوریؒ بھی نعمان بن یحییٰ سے اسی کی مانند حدیث نقل
کرتے ہیں۔

تفسیر

یہ روایت کی ہے اور اس میں ایک سو تیار و ایک سو بار و آیت ہیں اور سات دہائی ہیں۔ اس میں کلمات کی تعداد ۱۰۸
ہے۔ اب کہ روایت کی تعداد ۱۸۹ ہے۔

حدیثنا مجاہدہ (ص ۱۹۰) میں ہے: (ص ۱۹۰) اِنْ لَمْ يَكُنْ مَسْلُوبًا كُنْ مَسْلُوبًا وَنَحْوُ ذَلِكَ (ص ۱۹۰) میں ہے۔
غلام مجاہدہ سے یہ روایت کرتے ہیں، حدیث ہمارے میں فرما جا رہے ہیں کہ اس سے سب لیا
جائے گا یہاں تک کہ تمام روایات کے درمیان بھی انصاف کی فراز و قم کی جائے گی جس کا غلام و دو سو سال کو مر ہوگی۔

قیامت کے دن انصاف کیا ہوگا اس پر نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی روایت فرمائی۔
لَا تَنْسَوْنَ الْقِيَامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ص ۱۹۰) میں ہے (قیامت کے دن ہم درمیان میں انھیں نے ٹھیک
ٹھیک تولے دن فراز و کو۔) ہمارے میں ہر ان کی جگہ ہے یعنی فراز و۔

موازیں جمع کیوں استعمال کیا گیا:

جہاں (۱) ہر ایک شخص کے لئے قیامت کے دن ایک ایک فراز و میں اس لئے جمع کا یہ استعمال کیا گیا۔
جہاں (۲) خاص خاص انہی کے لئے ایک ایک فراز و ہوگی۔

تو ہر ہر ملے کے نزدیک قیامت کے دن ایک ہی فراز و ہوگی۔ اس کو جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک فراز و بہت ہی
فراز و کا کام دے گی۔ اس سے جمع کا یہ استعمال ہو گیا جسے جب کوئی ایک کوئی بہت زیادہ کام کرنے کو کہی جاتا ہے
یہ ایک نہیں بلکہ پوری انجمن اور جماعت ہے۔

الْقِيَامَ یعنی بدل اور انصاف۔ یہ موازیں کی صفت ہے اس فراز و میں بھی کوئی کوئی نہیں ہوگی۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ ہر فراز و میں کوئی کہ کہ ان کو انہوں اور انہوں کو بھی اس میں کوئی چاہیے تو وہ بھی اس
میں ملے ہوئے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ فرشتے کے فراز و کو کچھ کر گئیں گے اب ہر سے اب یہ کس کے ذریعہ کے لئے فراز و ہے اللہ
تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنی حقوق میں۔ اس سے اس کے میں چاہوں گا وہ ان کو ان کے لئے فرشتے کہیں گے "مُسْتَحَقَّكَ مَا
عَلَيْكَ خُذْ عِبَادَتَكَ" (۱)

وإن كان جنة آل خنوخ^(۱۰۰) ذن النمل کے وقت آدمی کے ہر قسم کے اعلیٰ خواہجئے ہوں یا بڑے۔ اب حاضر کے جائیں گے تاکہ سب کو قول کو حجاب و دروز میں شامل کر دیا جائے۔

قیامت کے دن اعدائے حق کی سموت کیا ہوگی، اس پر لمبی بحث فرمائی ہے۔ مہروردی کے نزدیک تین ایسی کہ جو اب مستحکم فی حق ہیں۔ وہی جائے گی ان کی تائید قرآن مجید کی آیت لَوْ وَفَّقَهُ مَا شَاءُوا لَاصْبِرُوا^(۱۰۱) (اور جو کام انہوں نے کیا سب سہو ہو جائے گا) کو ملحوظ آیات اور کئی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حدثنا عبد الله بن حنبلہ - (ص ۵۰۰) - قال أبو یوسف - (ص ۱۰۰) - قال جعفر بن یحییٰ - (ص ۱۰۰) - (۱۰۰) - مہروردی کے فرمایا جنم کی ایسا وہاں ہے جس کا نام وہاں ہے کافران کی حیران میں پہنچے سے پہلے اس میں پالیس ہزار تک کرتا رہے گا۔

الْأَنْبِيَاءُ بِطَاعَتِهِ^(۱۰۲) وہاں کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔
عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ - (ص ۱۰۰) - مرفوعاً - (ص ۱۰۰) - ان حدیث سے جنم کی حیران کہ تعداد وہاں چار کتے ہے۔ جنم کئی زیادہ گہری ہے۔

حدثنا حنبلہ بن یحییٰ - (ص ۱۰۰) - قال أبو یوسف - (ص ۱۰۰) - قال جعفر بن یحییٰ - (ص ۱۰۰) - (۱۰۰) - انہیں نے صرف تین چیزوں میں سموت پالے تھے۔

یَحْيَىٰ، إِبْرَاهِيمَ، إِيْمَانًا مَعَهُ^(۱۰۳) جو پاک ہوتے ہیں سموت یا کچھ بھی جسم کا تئوہوں۔ یہ صراطِ مستقیم ہو سکتا۔ یہاں پر ابو حضرت ابراہیمؑ کے لئے سموت کی نبوت کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خطاب نے ان پر توں کہ سموت سمجھا رہا کہ فی الحقیقت وہ سموت نہیں تھیں۔ اس کو عربی زبان میں تو پر اردو میں قرآن مجید، کتاب و غیرہ کہہ سکتے ہیں وہ یہ فہم ہو جائے گا کہ ہم میں مشرت پڑا ہوا ہے۔^(۱۰۴)

ابن سنیتم - (ص ۱۰۰) - (ص ۱۰۰) - (ص ۱۰۰) - اس کا ایک جواب یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے ساتھ جو نے کو میرا اہل دارا نہیں کہ اس کا مدعی کہ انہوں نے یہانی سے تعبیر فرمایا جس کو ان دنوں نے جسمانی پکاری کہتے۔

جلیل (۱۰۵) تعبیر صفت کا میں ہے یہ زبان پر اہل فہم کہ اس میں تیار ہونے والا ہوتا۔^(۱۰۶)

تَسَارُفَ أَهْلِهِ^(۱۰۷) (ص ۱۰۰) - (ص ۱۰۰) - (ص ۱۰۰) - اس کا کوئی بہن تھا یا اپنی بیوی کو ممکن کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مارہ بن حنظلہ حضرت ابن ابی حنیفہ کے چچا ہوں کی بیٹی تھی اس لحاظ سے ان کو اس کی دیا۔

وہا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن ابی حنیفہؒ اور حضرت مارہ بن حنیفہؒ ہم مذہب ہونے کے لحاظ سے دینی بھائی، ان کے جیسے کہ قرآن مجید میں بھی آتا ہے تَسَارُفَ أَهْلِهِ^(۱۰۸)

مَلْ فَعَلَهُ كَمَا كَرِهَ^(۱۰۹) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے سے بہت بڑے ہیں تو کچھ لوگ جو ان کے بڑے نے کیا

ہے اس کو علق ہاشمہ علیہ السلام اس طرح تعلق بالشرط جاری ہے اس میں جھوٹ نہیں ہے۔^(۹۱)

ان قبیلہ و قوں کے بارے میں حافظ ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "و اما بطلان الکذب علی الامور انشائے فلیکونہ فان قولہ یعتقدہ السامع کذباً لکذبہ و اذا حقق لم یکن کذباً لانه من باب النعاری یضی المنسبہ لا من یمن فیس یکنب منہ"۔^(۹۲)
نیز طبری تامل فرماتے ہیں۔

"و انحق انہا معاریض و یکنن لثما کانت مبروزہا صوریۃ البکذب سماعاً انکاذیب و استقص برز نعیم لہا فان من کل انحراف بالبر و اقرب منه منزلة کان عظیم عظم و انشد غلبہ و علی هذا الیاس سائر ما اظہر بالی الایضاد علیہ من الخطا"۔

"قال ابن السلیک انکامل قد یواحد پناہو عیادۃ فی حق عیرہ کما فیل حسناۃ الاثر و سبۃ المقربین"۔^(۹۳)

حق بات یہ ہے کہ ان قبیلوں میں تو عیض ہے (مصدق جھوٹ نہیں ہے) لیکن صورتاً چونکہ جھوٹ کی صورتیں تھیں اس لئے اس کو جھوٹ کے ساتھ تعبیر کر دیا گیا اور اسی ذلت کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام مرتبہ شدت سے کم سمجھیں گے جو کلمہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی جس قدر بھی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جتنی زیادہ قرب حاصل ہوگا۔ اسی قدر وہ اپنے بارے میں زیادہ ظہور محسوس کرے گا۔ اور اس میں بہت زیادہ خوف و خشیت کا شعور ہوگا۔ دیگر نبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جو خطا میں منسوب ہیں ان کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

(ابن ملک نے فرمایا کہ جو شخص کامل ہو بعض مرتبہ ال بات پر اس کا مواخذہ ہوتا ہے جو غیر کے حق میں مبارک کا درجہ رکھتی ہے۔)

حدثنا محمود بن غفران ... (ص ۵۵، ص ۵۶)

عزوة عزلاً: (ص ۵۵، ص ۵۶) قیامت کے دن جب مردے اپنی اپنی قبروں سے نہیں اٹھیں گے تو ان کے جسم کے تمام اعضاء ایک باہر جائیں گے جس طرح دنیا میں پودوں کے وقت قحط تو ان کے پھل کھانے کے وقت جو کھانا کھاتے ہیں وہ بھی اسی طرح پودوں پر آکر مل جائے گا۔^(۹۴)

اولیٰ من یکنی یوم القیامۃ ابراہیم: (ص ۵۵، ص ۵۶) قیامت کے دن جیسے کہ وہ پوچھا کہ قیام لوگ قبروں سے برآمد نہیں ہو سکتے ہیں یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پکڑے پکڑے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کی خاطر دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پکڑے اتارے گئے تھے جب کہ عمرو بادشاہ نے ان کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا۔^(۹۵)

بَابُ وَاسْمُهُ فِي الشَّارِ وَوَاحِدُهُ إِلَى الْخَبَةِ فَإِنَّمَا الْمُسْتَبْعُونَ يَنْتَوُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي وَسَبَدُوا فَإِنَّمَا لَمْ نَكُنْ نَعْرِفُهُ قَطُّ أَبَدًا كَانَ يَنْتَوِي بِدَلِيلِهَا خَامِلِيَّةً قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَبْدُ مِنَ الْخَامِلِيَّةِ فَإِنْ نَفَتْ وَلَا كُنْتُ مِنَ الْخَامِلِيَّةِ وَمَا مَنَلَكُمْ وَالْأَمْسُ بِالْأَحْسَنِ الرَّاقِيَةِ فِي ذَوَاعِ الْمُنَابَةِ أَوْ تَأْكُلُ مَوْءٍ مِنْ جَنْبِ الْبُيُوتِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا أَوْجُو أَنْ نَكُونُوا رُفْعَ أَهْلِ الْخَبَةِ فَكَبِّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا أَوْجُو أَنْ نَكُونُوا نَكَلُ الْخَبَةِ فَكَبِّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا أَوْجُو أَنْ نَكُونُوا بَصَفَ أَهْلِ الْخَبَةِ فَكَبِّرُوا قَالَ وَلَا أَفْرِي قَالَ الْفُلَيْسِيُّ أَمْ لَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجَوَّزِي الْحَسَنِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُصَيْنٍ (ص ۳۰۵ مر ۱)

تَرْجُمَةُ: حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ (اے لوگو! بے شک قیامت کا روز ایک بڑی چیز ہے جس دن اسے دیکھو گے، ہر آدمی اپنے دلی اپنے دودھ پیتے بچہ کو بھون جائے گی اور ہر صلہ دان اپنا صلہ ڈال دے گی اور تجھے لوگ بدعنوانی کے درود بدعنوانی کے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب برداشت ہوگا۔ ص ۳۰۵ مر ۲) آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ دن کون سا دن ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ درخت کے لئے لشکر تیار کرو۔ وہ عرض کریں گے: یا اللہ تعالیٰ وہ کیسے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائی گے تو سناؤ: اُنہی درخت میں در ایک راستہ میں جائے گا۔ مسلمان یہ سن کر رونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو سیدھی رلو اختیار کرو اس لئے کہ ہر نبوت سے پیچھے جاہلیت انسان تھا ہذا انہی سے درخت کی گھٹی پوری کی جائے گی۔ اگر پوری ہوئی تو ٹھیک درخت مائتھیں سے چری کی جائے گی پھر پھولی استوں کے ساتھ بے میں تہمدی مثال اس حشر ہے جیسے گوشت کا دو ٹکڑا جو کسی جانور کے ہاتھ میں بندر کی طرف ہوتا ہے۔ پھر جیسے کسی انٹ کے پیلو میں جس۔ پھر فرمایا بھئی امیر ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی حداد ہو۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا: میں امیر کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا چوتھی حصہ ہو گے۔ اس پر بھی سب نے تسمیر کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امیر کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تسمیر کی۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ معصوم نہیں کہ آپ ﷺ نے دو تہائی کہا و نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حسن سے عمران بن حصین کے حوالے سے مرفوعاً منقول ہے۔

۳۰۶۔ مَذَلْنَا مُعْتَدِلًا نُشَارًا مَاتَحِيًّا بَيْنَ سَعِيدٍ مَا جِئْتُمُوهُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا هُوَ يُدْعِيهِمْ إِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَعَلَاوَتْ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي السُّبُورِ فَرَفَعَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُورُهُ بِهَاتَيْنِ الْأَيْتِيَّ بِأَلَيْهَا النَّاسُ أَتَقُولُوا رَبُّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ إِلَى قَوْلِهِ وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدًا تَلَمَّحَ سَمِعَ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ خُشُوا الْعَطِشَ وَخَرُّوا أَنَّهُ عِنْدَ قَوْلِ يَقُولُهُ فَقَالَ هَلْ تَذَرُونَنِي أَنِّي يَزِيحُ ذَلِكَ قَالُوا أَلَمْ نَزْمُولُهُ أَفَلَمْ قَالَ ذَلِكَ يَوْمَ يَنْدِي الْمَاءُ فِيهِ أَذْمُ فُتَابِهِ رُتْبُهُ فَيَقُولُ يَا أَذْمُ لَمَعْتَ بَنَتْ النَّارُ فَيَقُولُ أَنَّى رَبِّ وَمَا بَعَثَ النَّارُ فَيَقُولُ مِنْ كُلِّ الْفِئَةِ بَنَتْ وَبَاقِيَةٌ وَبَسْمَةٌ وَيَسْمُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدَةٌ نَبِيٌّ أَتَجِدُ فَيَسْأَلُ الْقَوْمُ عَنْهُ مَا أَبْذَوْا بِهَا حِكْمَةً فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بِأَصْحَابِهِ قَالَ أَعْمَلُوا وَالْبُشْرُوا فَوَلَّيْتُ نَفْسِي مُخَضَّبٌ بَيْنَهُمُ إِنَّكُمْ لَسَمْعٌ خَلِيفَتَيْنِ مَا كُنَّا مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَفَّرْنَا بِهِ بِالْحَوْرَجِ وَمَا جَوَّحَ وَفَرَسَ مَاتَ مِنْ بَيْنِ أَذْمُ وَبَيْنِ إِبْلِيسَ قَالَ فَسَرَى عَنِ الْقَوْمِ نَعَصُ الَّذِي يَجْعَلُونَ قَالَ أَعْمَلُوا وَالْبُشْرُوا فَوَلَّيْتُ نَفْسِي مُخَضَّبٌ بِهِ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّامَةِ فِي خُصْبِ اللَّبْيَةِ أَوْ كَالْقَوْمِ فِي ذِرَاعِ الْمَذَابِيهِ هَذَا خِزْيُ خَسْرٍ صَحِيحٌ (ص ۳۰۶)

ترجمہ: "حضرت عمران بن حنین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کرام ہوا آگے پیچھے ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں۔ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا..." جب صحابہ کرام پیچھے نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کوئی بات کہنے والے ہیں لہذا اپنی ساریاں گودوا کر (آگے آگے) آپ ﷺ کے فرو یا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے۔ صحابہ کرام پیچھے نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم ﷺ کو پکارے گا وہ جواب دے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم ﷺ جہنم کے لئے لکھا تیار کرو۔ وہ کہے گا اے اللہ تعالیٰ وہ کون سا لکھ رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر بڑا آدمیوں میں سے تو مونا نوے جنسی اور ایک جنتی ہے۔ اس بات سے لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوئی مسکرا بھی نہیں سکا۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو غلٹن دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا عمل کرو اور بشارت دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں لہ (توحید) کی جان ہے تمہارے ساتھ وہ غلو قبر میں ہوں گی جو جس کسی کے ساتھ جس جہنم کی تعداد زیادہ کر دیں۔ ایک یا جوع یا جوع اور دوسری جو شخص نبی کریم ﷺ اور اولادِ علیہ السلام سے مر گئے۔ روٹی فرماتے ہیں یہ سن کر صحابہ کرام پیچھے کی پریشانی ختم ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا حضرت کرہ اور بشارت دو کیونکہ تمہاری دوسری جنوں کے مقابلے میں تعداد صرف اتنی ہے جیسے کسی نونہ کے پہلو میں تل کی ہ نور کے ہاتھ کے اندر کا کشت۔ یہ حدیث صحیح صحیح ہے۔"

۳۳۰۷ - خَلَقْنَا مُخَضَّبٌ نَبِيٌّ إِبْرَاهِيمَ وَخَبْرٌ وَاحِدٌ فَاتُوا يَا عَبْدَ اللَّهِ نَبِيٌّ صَالِحٌ فَلَا نَبِيَّ الْكَلْبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي شُعَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ

وَسَوَّلَ اللَّهُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سَمِعَ النَّبِيَّ الْغَيْثِيَّ لِأَنَّهُ لَمْ يَهْتَرِ عَلَيْهِ خِيَارٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى عَنْ الرَّهْزِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً سَلَا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ الْكَافِي عَنْ غُثَيْبٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ (ص: ۱۰۰، ص: ۱۰۱)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن زہرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا نام اس لئے بہت اہمیت رکھتا ہے کہ وہاں کوئی ظالم آج تک غالب نہیں آ سکا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے زہری اس حدیث کو اپنی اکرم سنن میں سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ قتیبہ بھی اس سے وہ عقل سے اور زہری سے اور وہ اپنی اکرم سنن میں سے اس کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔“

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ وَجِيحٍ نَافِئُ بْنُ وَاسِطٍ الْأَزْدِيُّ عَنْ شُعْبَانَ التَّوَدِجِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍاءَ قَالَ لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَلَيْسَ كَمَا أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لِيَهْمَكُنَّ فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَوَّلَ الْيَدَيْنِ يُعَاذِلُونَ بَأَنَّهُمْ طَلَبُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الْآيَةُ فَقَالَ الْيُونَكِرُ وَحَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعُوهُ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شُعْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ عَنْ شُعْبَانَ التَّوَدِجِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص: ۱۰۱، ص: ۱۰۲)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا تو حضرت یونکر صدیقؓ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے یہ ہلاک ہو جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”أَوَّلَ الْيَدَيْنِ يُعَاذِلُونَ“ (جن سے کافروں نے میں انہیں بھی کرنے کی جرات دی گئی ہے۔ اس سے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ اُن آیت ۳۹) حضرت یونکرؓ نے فرمایا میں جان گیا تھا کہ اب یہ ہر حال ہوگا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ کئی راوی اس حدیث کو سنیاں سے وہ اعمش سے وہ سلم بنیں سے وہ سعید بن جبیرؓ سے مرسل نقل کرتے ہیں اور اس میں اسنا جہاں لڑتے روایت نہیں۔“

تَفْصِيْلُ الْحَدِيثِ

نامہ قطعیٰ فرماتے ہیں سورت حج کی ہے مگر اس میں ﴿وَمِنَ الْأَمْوَالِ﴾ سے پہلے اللہ کی ﴿وَأَيَّاتِ﴾ اور ﴿وَمِنَ الْأَمْوَالِ﴾ سے پہلے اللہ کی ﴿وَأَيَّاتِ﴾ ہے۔“

وجہ تسمیہ: اس سورت میں حج کے احکام مفصل بیان ہوئے ہیں اس لئے اس سورت کا نام سورت حج ہے۔
علامہ تفسیرین فرماتے ہیں یہ سورت عجیب ہے کہ اس کی بعض آیات رات میں اور بعض دن میں اور بعض سفر میں اور بعض

جہاد میں۔ بعض مد میں اور بعض مدید میں اور بعض جہاد کے وقت پر اور بعض امن سے موقع پر اور بعض آیات منسوخ ہیں اور بعض مانع ہیں۔

اس میں ۴۷، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹ آیات اور دس رکوع ہیں۔ اس سورت میں نکاحات کی تعداد ۱۲۹۱ ہے۔ اب کہ اس کے حرف کی تعداد ۵۲۳۵ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي هُرَيْرٍ ... (ص ۱۵، ص ۱۶)

بُعِثَ بَعَثَ النَّبِيُّ: (ص ۱۵، ص ۱۶)

مُتَوَاتِرًا: اس حدیث میں ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے کو جہاد میں بھیجے کا ذکر ہے مگر بخاری کی روایت میں ایک سو میں سے ننانوے جہاد میں اور ایک جہاد میں بھیجے کا ذکر ہے۔ (۱) جب سو میں سے ایک ہوگا تو ہزار میں سے دس ہو جائیں گے۔ دونوں روایات میں بظاہر لغو نہیں ہے۔

جَعَلَ: حاصد اور شاہ کشمیری فرماتے ہیں حدیث بالا میں ہزار میں سے ایک یہ جہاد کا جہاد کے اعتبار سے ہے اور سو میں سے ایک نہ اور ہزار میں سے ایک ہزار کے اعتبار سے ہوگا۔ (۲)

قَالَ الثَّلَاثِينَ آمَلًا: (ص ۱۶، ص ۱۷) بخاری شریف کی روایت میں امت کی تعداد جہاد میں جانے کے اعتبار سے نصف کا ذکر ہے اور ترمذی شریف کی روایت میں روٹے کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جہاد آپ ﷺ کو نصف کی خوش خبری دی گئی ہوگی بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید انعام ہوا اور دسٹ کی خوشخبری سنائی گئی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ... (ص ۱۵، ص ۱۶)

لَا تُنَافِقُ: قَدْ بَلَغَ غَلَبَةُ خِيَانَةٍ: (ص ۱۵، ص ۱۶) کوئی کافر بیت اللہ پر غالب نہیں آسکے گا۔ اصحاب قبل کا واقعہ اس پر واضح نکلتا ہے۔ مرقیات کے قریب ایک جھٹی (۱) اس کا ترجمہ کر دے گا۔ (۲)

الْمَغْنَمُ: (ص ۱۵، ص ۱۶) غنیمت کے نام اس میں سے ایک نام ہے۔ (۳)

آیت میں طواف زیارت اور کرنے کا حکم ہے جو کہ سب سر کے نزدیک فرض ہے جس کا بقیہ اسویں ذی الحجہ سے شروع ہو کر بارہ ذی الحجہ کی مغرب تک ہے۔ اگر کسی وجہ سے بارہ ذی الحجہ کی مغرب تک طواف زیارت نہ کر سکے تو ہم کے ساتھ اس کی قضا بھی کرے ہوگی۔

طواف زیارت پھوڑنے یہ چھوٹے کی طواف کسی بھی طریقے سے نہیں ہو سکتی۔ طواف زیارت ہی کرنا ضروری ہوگا۔ اگر کسی شخص کا طواف عرقات کے بعد نکال ہو جائے اور انتقال کے بعد اس نے وصیت کر دی کہ میرا حج پورا کر دیا جائے تو اب طواف زیارت کے بدلے پورا ایک بار یعنی ایک لکھ پانچ سو گائے ذبح کر کے مسکینوں کو دے۔ (۴)

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ... (ص ۱۵، ص ۱۶) الْقَيْسُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: (ص ۱۵، ص ۱۶)

حاضر قریبی سبیلے فرماتے ہیں کہ اگر ہمیں مسلمانوں پر کفار ختم کر دیتے تو کوئی دن ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں مسلمان ان کے دست و پاء سے ڈگی باجوت نہ نہاتے۔ ہاں مسلمان ان کفار کی یہ حکایت آپ ﷺ سے سُن رہے تھے اور ان کفار کے خلاف حق و قال کی اجازت دیتے تھے مگر ان کا اس کی اجازت نہیں دی جاتی تھی جب آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے تو اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ جملہ نکلا: ”انحر خوارا نبینہم فہلکنا“ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد یہ آیت (وَإِذْ قَالَ بِلَلُّوْهُمْ بِغَنَمَتِهِمْ) (۱) (جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہوں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔) نازل ہوئی اور مسلمانوں کو کفار کے ساتھ قتال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ (۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ جگہ آیت ہے جو قتال کفار کے معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰی خُصْمِہِمْ لَغَدُوْرٌ (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱) اللہ تعالیٰ تو اس پر قدرت تھی کہ مکہ مکرمہ میں بھی مسلمانوں کی کافروں کے خلاف ہو فرماتے اور ان کو کفار کی ایذاؤں سے محفوظ رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر تھے کہ مدینہ منورہ میں مسلمان آرام سے رہتے اور کفار سے مقابلہ نہ ہوتا مگر قتال کا حکم دینے کی حکمت یہ ہے کہ مسلمان اپنے جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فخری کریں اور مسلمانوں کو اس پر اتر عظیم اور جنت کے واپسی اور رب ربانے مطلق جائیں۔ (۳)

تَفْہِیْمُ احْکَامِ شَرِیْعَتِی :

۳۳۰ - أخرجه أحمد (۲/۵۲۶، ۵۲۷)، والشمیسی (۳/۷۲)، حدیث (۳۷۱)

۳۳۱ - انوار البیان

۳۳۲ - صمد الدار المصطفیٰ المظہر (۵/۳۲۹)، حلیہ (۶/۵۲)

۳۳۳ - أخرجه الترمذی، کتاب الجہاد، باب وجوب الجہاد، حدیث (۳۰۸۰)، وأحمد (۳۷۱)

(۱) سورۃ الحج است (۲۲)، سورۃ الحج است (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)

(۲) صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)، صمد الدار (۲)

أحمد (۳۷۱)، صمد الدار (۲)

وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنُونَ

یہ باب ہے سورۃ مؤمنوں کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَوْسَى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَاحِدٌ قَالُوا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ

يُونُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ النَّعْرِ قَالَا سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ

الْخَطَابِ يَقُولُ كَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ نَزَلَ عَلَيْهِ الرَّوحُ سَمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ قَدْوِي
الْشَّخْلُ فَانْزَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا مَعَكُنَا سَاعَةً فَسَرَى عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْفِيلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ وَدُنَا وَلَا
تَقْصُصْنَا وَآخِرُ مَا وَلَا نُحِبُّهَا وَأَنْصَلُ وَلَا تَحْمِلْ سَارَ الْبِرْنَا وَلَا تُؤَيِّرْ عَيْنَنَا وَارْضِنَا رَارِضَ عُنَانِهِ قَالَ أَنْزَلَ عَلَيَّ
عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آيَاتِهِمْ دَخَلَ الْجَنَّةُ ثُمَّ قَرَأَ قَدْ قَلَعَ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى خَتَمَ غَشْرَ آيَاتِهِ. (ص: ۱۰، ص: ۱۱)

ترجمہ: ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کے چہرے
کے پاس شدید کھجی کی طرح ”مکنت“ محسوس ہوئی۔ ایک مرتبہ ہی نازل ہوئی، تم آپ ﷺ کے پاس کچھ دیکھ رہے۔
جب وہ حالت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے قبیلہ کی طرف رخ کیا اور انہوں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی اے اللہ تعالیٰ میں
اور زیادہ دے اور کم نہ کر میں عزت دے، دل میں نہ کر، میں عطا کر، محروم نہ کر، میں غائب کر مغلوب نہ کر میں بھی
راضی کر اور خود بھی ہم سے رشتہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی ہی آیات نازل کی گئی ہیں کہ اگر ان پر کوئی
عمل کرے گا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے سورہ مؤمنین کی ابتدائی دس آیات پڑھیں ”قَدْ أَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُونَ... الخ“۔“

۳۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرُّزَاقِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ يُونُسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ تَرْوَيْهِ عَنْ
الْإِسْمَاعِيلِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْخَبَرِ نَبِيُّ الْأَوَّلِ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ رَوَى أَنَسُ بْنُ
حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ يُونُسَ عَنْ يَزِيدَ
بْنِ تَرْوَيْهِ عَنْ هَذَا الْخَبَرِ وَمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَبْلَ مَا فَاتَهُمْ إِنْهُ يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بَنِي
يَزِيدَ وَنَعَضَهُمْ لَا يَذْكُرُ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ فَهُوَ أَصَحُّ وَكَانَ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ رُبَّمَا ذَكَرَ فِي هَذَا الْخَبَرِ يُونُسَ بْنَ يَزِيدَ وَرَبَّمَا أَلْفَاكَ وَمَنْ (ص: ۱۰، ص: ۱۱)

ترجمہ: ”محمد بن ابان، عبد الرزاق سے وہ یونس بن سلیم سے وہ یونس بن یزید سے اور وہ زہری سے اسی سند سے اسی
کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث مذکور بالا حدیث سے صحیح ہے۔ اسحق بن منصور بھی، احمد بن حنبل علی بن
عمری اور ابی بن ابراہیم سے وہ عبد الرزاق سے وہ یونس بن سلیم سے وہ یونس بن یزید سے اور وہ زہری سے یہی حدیث
نقل کرتے ہیں۔ جس نے یہ حدیث عبد الرزاق سے سنی وہ اس میں یونس بن یزید کا ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ بعض
مطرات ان کا ذکر نہیں کرتے۔ جن حدیث میں یونس بن یزید کا ذکر ہے وہ مزید صحیح ہیں۔ عبد الرزاق بھی کبھی یونس کا
ذکر کرتے ہیں۔ وہ کبھی یونس کا ذکر نہیں کرتے۔“

۳۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الرَّبِيعَ بَنِي

انْتَضِرَ آتِیَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَنْهَا حَارِقَةٌ بَيْنَ سُرَافَةٍ كَانَتْ اَصِیْبَتْ یَوْمَ یَدْرُ اَصَابَهَا سَهْمٌ غَرِبَتْ فَالْتَمَسَتْ اَنْسُولَ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّسَتْ اَنْعَبَیْنِیْ عَنِ خَارِئَةِ لَیْلٍ كَانَتْ اَصَابَتْ اَخْبَرَا اِخْتَلَسَتْ وَصِرَتْ وَاقَ لَمْ یَجِبِ الْحَبِیْرُ اِجْتِهَادُ فِی تَاذِیْعَاءِ اَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ بِاَنْ اَمَّ خَارِئَةُ اَنْهَا جَدَّ فِیْ جَنَّةٍ وَانَ اَلْبَدَنِ اَصَابَ الْفَرْدُوسَ لَا اَعْلٰی وَتَجَرَّدُوسَ دَرَوُةَ الْجَنَّةِ وَارْتَضَطَهَا وَافْتَصَعَهَا هَذَا اَحَدِیَّتُكَ حَسْبُ صَحِیْحُ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ (مسند ۱۰۰۰۰۰)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رجب بہت نعر کے عاجز اور بے حارث بن مراد کے بدر کے دن ایک تیرک: معمر کے مارے پہنچے حضرت رجب بہت غریبی کرم سوزیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے مارے کے حلق تھامے۔ اُنہی سے پہنچ تو ثواب کی امید رکھوں اور میرا دل و اگر یہ نہیں تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اے رجب! جنت میں کئی باتیں ہیں اور تیرا اپنا فروس علی میں ہے۔ فروس: جنت کی بلند زمین ہے اور یہ زمین میں ہے اور سب سے اعلیٰ ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

۳۳۱۷ - حَدَّثَنَا اَبُو اَبِي عَمْرٍَا سَمْعَانُ نَا مَرْثُتُ نُوَ بَغْوَالِیْ عَنِ غَلْبَاءِ اَلْحَمْنِ نُوَ وَغَلْبٍ اَلْهَمْدُ اَبُو اَبِي عَمْرٍَا نُوَ رَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَمَسَتْ اَنْسُولَ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَرْعٰی هَذِیْہَ الْاَبِیَّہُ وَتَلْبِیْہُ یُوْنُوْا مَا اَتَوْا وَتَلْبِیْہُہُمْ وَجَنَّةٌ فَالْتَمَسَتْ اَعْمَہُ اَلْذِیْیْ یُضَرُّوْنَ اَلْحَمْلُ وَیَسْمُوْنَ قَوْلَ قَالَ لَا یَا بَنَاتِ الْقَبْدِیْنِ اَلْاَبِیْنِ یَسْمُوْنَ وَیَصْنَعُوْنَ وَیَصْنَعُوْنَ وَیَصْنَعُوْنَ اَنْ لَا یُکْمَلْ مِنْہُمْ اَوْ تَبْلُکَ النَّبِیِّیْنِ یُسَارِ سَوْنِ فِی الْخَبَرَاتِ وَہُمْ لَہَا سَابِقُوْنَ اُرْوِیْ هَذَا الْحَدِیْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نُوَ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ خَالِوَمَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا (مسند ۱۰۰۰۰۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے حلق پوچھا "وَالَّذِیْنَ یُوْنُوْنَ"۔ لآبِیہ (اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے اور ان کے دے دے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف گئے ہوتے ہیں۔ المؤمنون۔ ۷۷) اور عرض کیا کہ کیا یہ دونوں میں جو شراب پیتے ہیں اور چوٹی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے صدیق و سزا کی جیسا تمہیں ملے گا۔ جس سے مراد دونوں ہیں اور ان سے رکھنے نماز پڑھتے صدقہ دیتے اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ میں ایسا نہ ہو کہ ان سے قبول نہ کیا جائے۔ یہ سب باتیں مجھے اوس میں جلدی کرتے اور سبقت لے جاتے ہیں۔ یہ حدیث عبدالرحمن بن سعید بن ابی ہازم سے اور ابی یوسف بن ابی ہازم سے اور ابی یوسف بن ابی ہازم سے نقل کرتے ہیں۔

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قُسَيْبٍ نَا عِدَّةً اَللّٰهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ ذَرِيذَةَ ابْنِ شُعَايٍ عَنْ ابْنِ السَّيِّدِ عَنْ ابْنِ اَبِي اَتِيَّةٍ عَنْ ابْنِ حَبِيبٍ اَلْعُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهَمٌ يَبْتَ قَابِخُونَ قَالَ نَسِيَهُ السَّارُ فَتَقْلَعُ نَفْسُ الْعَالِيَةِ حَتَّى تَبْلُغَ رُفْعًا رَاسِيَهُ وَتَسْتَرْجِي نَفْسَهُ السُّقْطَى حَتَّى تَقْصُرَ بِ سُرْمَةِ هَذَا حَبِيبٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مُصَنِّعٌ اَصْر ۱۰ ص ۳۹

ترجمہ ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قَابِخُونَ“ (اور وہ) اس میں بد عمل ہو رہے ہیں گئے۔“ المؤمنین آیت (۱۰۳) کی تفسیر میں فرمائی کہ ”اے اس طرح بھونکے کی کہ اس کا اوپر کا ہونٹ نظر کر سر کے درمیان گم ہو جائے جو گم ہوا اور نیچا ہونٹ لٹک کر ناف کو چھوئے گئے گا۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔“

== تَفْصِيلُ ==

سورت مؤمنان کی ہے جس میں آیت سو بخاریہ آیت اور چھ روایات ہیں۔
اس سورت میں طہات کی تعداد ۱۸ ہے جب کہ حدیث کی تعداد ۸۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَوْسَى اَصْر ۱۰ ص ۳۹

اَللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَلْوَحْىُ سَمِعَ مِنْهُ وَاجْهًا اَصْر ۱۰ ص ۳۹، شروع میں جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تھی تو صحابہ کرام تشریف بھی لے کر آئے تھے، ”وہ آتے تھے مگر ان کے سچو میں ایک نہیں آتا تھا مگر آپ ﷺ کے سچو میں سب آجاتے تھے“ اسی حدیث والا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت کی کہ ”آواز کے ساتھ صحیح ہو ہے۔“

لہذا ان کی کثیر تعداد سے ان آیات کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت بھی نقل کی ہے جب کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے اصحاب کے بارے میں سونے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اصحاب یعنی طہاتی مانتے تھے جو قرآن مجید میں ان کی آیات میں بیان کی گئی ہے۔“

اَلَّذِي اَطْلَعَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ (۱۰ ص ۳۹) (ترجمہ) ”اولوں نے قلعہ حاصل کر لیا۔“ ان آیات میں مؤمنان کی سات صفات کا بیان ہے وہ صفات حسب ذیل ہیں۔

① نماز کو طہات کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

② اقامت پڑھتے ہیں۔

③ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

④ اپنی شہرہ کا دلی حفاظت کرتے ہیں۔

⑤ اقامت کا حق ادا کرتے ہیں۔

== تَفْصِيلُ اَلْوَحْيِ ==

① عہد کو پورا کرتے ہیں۔

② نماز پر محافظت کرتے ہیں۔

مفسرین فرماتے ہیں ان صفات میں تمام حقوق اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد اور اس کے متعلق احکام آجاتے ہیں جن لوگوں میں یہ صفات ہوں گی وہ مومن کامل اور دنیا و آخرت کے انعامات کے مستحق ہوں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲)

ثَمِينُ كَثَابٍ أَضَابَ خَيْرًا: (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲) بخاری شریف کی روایت میں "فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرًا" آتا ہے۔
وَإِنْ لَمْ يُصِيبِ الْخَيْرُ: بخاری شریف کی روایت میں "وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَنَدْتَ عَلَيْهِ لِي الْجَنَّةِ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

اس پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوح کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے کیونکہ لوح واحد کے بعد حرام ہوا ہے اور یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے۔^(۱)

إِنَّمَا جَنَّاتُ لَيْسَ جَنَّةً: (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲) ایک دوسری روایت میں "إِنَّمَا جَنَّاتُ لَيْسَ جَنَّةً" کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔^(۲)

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲) وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ: (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲)
يُؤْتُونَ: میں دو قراءت ہیں ① یقوتون ابتداء کا فعل مضارع ہے۔ یا اور ہمزہ کے بعد کے ساتھ جو ابتداء کا ماضی ہے یہ قراءت متواتر ہے۔

② دوسری قراءت "یا یوتون" پڑھا گیا ہے اور یہ قراءت شاذ ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ کہ جو کرتے ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا دل پریشان ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مشہور قراءت میں یہ آیت مالی عبادت کرنے والوں کے مطابق ہوگی اور قراءت شاذہ میں اس آیت کا تعلق بدنی عبادت کے مطابق ہوگا۔ اس میں نماز، روزہ، دوسری تمام بدنی عبادتیں شامل ہیں اور اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں نکالے ہیں یعنی ذکوۃ اور صدقہ وغیرہ ادا کرتے ہیں۔^(۳)

قَالَ لَا بَأْسًا الْعَصِيدِي: (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲) جو لوگ جتنے اعمال کرتے ہیں اتنا ہی خوف کھاتے ہیں اور جو لوگ جتنا اعمال سے دور ہوتے ہیں اتنا ہی ان کے دل میں بے لگاری رہتی ہے۔

حضرت حسن البصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نیک عمل کر کے اتنا ڈرتے تھے کہ تم بے عمل کر کے بھی اتنا نہیں ڈرتے۔^(۴)

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲) وَلَهُمْ فِيهَا كِلَابٌ يَلْحَضُونَ قُلُلَ تَشْبِيرُ: (ص ۱۵۱، ص ۱۵۲)

یہ آیت آں مجید میں مکمل اس طرح ہے: ﴿فَلْفَلْخَ وَجْوَهِهِمْ اَسْأَرُ وَهُمْ فِيْهَا كَالْخَوْنِ﴾^(۱) اس کے پیروں کو آگ جھپٹتی رہے گی اور وہ وہاں بدلتے رہیں گے۔

تِلْكَ الْخَوْنُ اس سے وہ شخص مراد ہے جس کا ہونٹ سڑ کر اوپر چڑھ گیا ہو اور اس کی دہستہ حالت عابث ہو گئے ہوں۔
بعض علماء نے فرمایا كَالْخَوْنِ اس کو کہتے ہیں جس کی تیریاں چڑھی ہوئی ہوں۔ یا لانت کھلے ہوئے ہوں۔ یہی دوسرا ترجمہ حدیث سے زیادہ مناسب دیکھا ہے۔ (امداد طبر)^(۲)

تفسیر سورۃ النور:

۱۔ احمد (۲۱/۱) و محمد بن حمید (۳۱۰) حدیث (۱۶۱)

۲۳۱۰۔ ترجمہ البخاری کتاب المعادی باب فضل من شہد بدر: حدیث (۳۶۸۷) من طریق حماد بن انس حدیث ۱۱۰۱ و احمد (۲۸۳۰۰-۲۸۳۰۱)

۳۳۱۱۔ ترجمہ ابن ماجہ کتاب الزہد باب التوفی علی نفس: حدیث (۱۹۸۸) و احمد (۲۰۵۰۱۵۹-۲۰۵۰۱۶۰) و الترمذی (۸۳۶/۱) حدیث (۲۷۵)

۳۳۱۲۔ تفسیر تخریجہ

۳۳۱۳۔ اسرح توفادوہ کتاب الکراج باب فی قولہ تعالیٰ من اقرض لا یجحد الا حدیث (۲۰۰۸۱) و الترمذی کتاب الکراج باب ترویج الریاء: حدیث (۳۲۱۵)

(۱) مظهر حق، مرقاۃ (۲/۲۵۰-۲۵۱) تفسیر ابن کثیر (۱۲) سورت المؤمنون آیت (۱۰) معجم الشارح (۳۳/۶) مراد: (۲/۲۵۰-۲۵۱) مصلحت احمد (۲) مرقاۃ (۲/۲۵۰-۲۵۱) مظهر حق (۲/۲۵۰-۲۵۱) تفسیر ابن کثیر (۱۲) سورت المؤمنون آیت (۱۰) مرقاۃ (۲/۲۵۰-۲۵۱) مظهر حق (۲/۲۵۰-۲۵۱)

وَمِنْ سُورَةِ النُّورِ

یہ باب ہے سورۃ نور کی تفسیر کے میان میں

۲۳۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ رُوْحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُثَيْبِ بْنِ الْأَحْمَسِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِيهِ أَهْلُ مَدْيَنَ وَكَانَ رَجُلًا يَحْبِسُ الْأَسْرَى مِنْ مَكَّةَ حَتَّى يَأْتِيَهُمُ الْعِدَّةُ قَالَ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ تَعْبِي مَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَةً لَهَا وَتَمَّ كَانَ وَعَدَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَخْمِلُهَا قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ ثُمَّ ظَلَّ خَاطِبٌ مِنْ خَوَاتِمِ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ مُقْبِرَةً قُلُ فَبَاءَتْ عَنَاقُ فَابْتَصَرَتْ سِدَاقَ ظَلَمٍ بِحَبِّبِ الْخَاطِبِ فَلَمَّا انْتَهَتْ إِلَى عَمْرُو فَقَالَتْ مَرْئِي فَقُلْتُ مَرْئِي فَقَالَتْ مَرْحَبًا وَاهْلًا هَلُمَّ فَبِئْتُ يَمِينَنَا اللَّيْلَةَ قُلْتُ يَا عَنَاقُ حَرِّمَ اللَّهُ الرِّبَا قَالَتْ يَا أَقْبَلُ الْخَبَاءِ هَذَا الرَّحْلُ يَخْمِلُ امْرَأَةً كَمْ قَالَ فَتَبِعْنِي لَمَنَابِتُ وَمَنَابِتُ الْحَصْفَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَى غَارٍ لَا تَهْبِ قَدْ خَلْتُ فَنَاءَ

عَنِ الشَّيْطَانِ بْنِ مَرْزُوقٍ مُصَنَّفِ بْنِ الرَّبِيعِ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتَ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي إِلَى
 مَدْرَسَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَرَ فَأَسْأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ قَاتِلٌ فَسَمِعْتُ كَلَامِي فَقَالَ لِي ابْنُ خُبَيْرٍ أَدْخُلْ مَا
 خَافَ بِكَ إِلَّا خَافَةَ فَاقْبَلْ فَدَخَلْتُ فَأَدَا هُوَ مُعْتَرِشٌ بِرِزْقَةِ رَجُلٍ لَهُ فَقَدْتُ بَنِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ حَسْبَ الشَّيْطَانِ
 يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ فَعَمَّ أَنْ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَلَانِ بْنُ فَلَانٍ اتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا زَانٍ امْرَأَةً غَنِيًّا فَلَا حِسْبَةَ لَيْفَ يَصْنَعُ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرِ
 عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى أَمْرِ عَظِيمٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْعَلْ قَلَمًا كَانَ نَذْرًا
 ذَلِكَ اتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ أَلْبَسْتُ سَائِلَكَ عَنْهُ قَدْ أَجَلَيْتَ بِهِ عَارِزَ اللَّهِ الْآيَاتِ بَيْنَ
 سَرِيَةِ النَّوْرِ وَالَّذِينَ يَزْمُونُ أَرْوَاحَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحْبَبِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ
 بِاللَّهِ خَشِيَ خَتَمَ الْأَقْبَابِ قَالَ فَلَمَّا لَدَا الرَّجُلَ فَتَلَاكَ عَلَيْهِ وَوَعظُهُ وَذِكْرُهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ
 مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ نَتَى بِأَمْرِهِ وَوَعظُهُ وَذِكْرُهُ
 وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا حَصَقْتُ قَبْدًا
 بِالرَّحْلِ فَشَهِدَ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَبْرَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ
 ثُمَّ نَتَى بِأَمْرِهِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَافِرِينَ وَالْخَبْرَةُ أَنَّ عَظِيمَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ
 مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَفِي النَّيَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَجَّحَ (ص ۱۰۱-۱۰۲)

فقوله "صحبت سعيد بن جبیر بن مطعم" سے ہیں کہ مصنف بن زبیر کی امت کے زمانے میں مجھ سے کسی نے لون
 کرنے والے مرد و عورت کا حکم پوچھ کر کیا انکی الگ کر دیا جائے؟ میں جواب دے۔ کہ تو انھیں اور عبداللہ بن عمر رضی
 عنہما کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب اجازت چاہی تو کہا کہ وہ قبول کر رہے ہیں۔ انہوں نے میری آواز سن لی تھی۔
 فرمانے لگے کہ میں جبیر بن مطعم سے آئے ہو گے۔ میں گھر میں داخل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی
 عنہما کے نیچے بچھا یا م نے دو لامٹ بچھا کر اس پر لیے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا ابو عبد الرحمن کیا مون کرنے
 والوں کے درمیان تفریق کر دی جاتی ہے۔ وہ فرمانے لگے یہاں تو جہان ہذا ہاں اور جس نے سب سے پہلے یہ مسئلہ پوچھ ہو
 فلاں بن قسار ہیں۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو
 برائی (بے حیائی، زنا) کرتے ہوئے دیکھے تو کیا کرے۔ اور وہ بولے تو بھی یہ بہت بڑی بات ہے اور اگر خاموش رہے
 تو بھی بہت بڑی چیز پر خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد (کچھ دنوں
 بعد) ۱۰۰۰ ہجری حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کے متعلق پوچھا تھا۔ میں اس میں مبتلا ہو گیا

ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی یہ آیت نازل فرمائی کہ ”وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ... الاٰیۃ“ پھر نبی کریم ﷺ نے اس قصہ کو دہرایا اور یہ آیت پڑھ کر سنانے کے بعد اسے نصیحت کی، سمجھایا اور بتلایا کہ یہ وہی امرِ آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مجبور میں نے اس پر حوصلہ نہیں لگائی پھر آپ ﷺ سے عورت کی طرف مڑے اور اسے بھی اسی طرح سمجھایا نہیں اس نے بھی کہیں کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بیعت کیا ہے میرا شوہر سچا نہیں۔ سر کے بعد آپ ﷺ نے مرد سے شروع کیا اور اس نے چہ درشہ تمہیں دین کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ پھر عورت نے بھی چہ درشہ تمہیں دین کہ وہ جھوٹا ہے اور اگر دوسری ہو تو اس پر (عورت پر) اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں اس کی متعدد روایت بھی روایت ہے۔“

۳۳۸ - حَدَّثَنَا بُدَّارٌ مَّا مُحَمَّدٌ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ مَّا جَسَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَلَالَ بْنَ مَيْمَنَةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيفٍ مِّنْ سَخْمَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّةُ وَلَا حَدَّ فِي طَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ جَلَالٌ إِنَّا رَأَيْنَا أُخْدُذًا رَّجُلًا عَلَى امْرَأَةٍ الْهَيْمَلِ النَّبِيَّةِ فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ النَّبِيَّةُ وَلَا حَدَّ فِي طَهْرِكَ فَلَا فَقَالَ جَلَالٌ وَاللَّهِ يَسْتَفِئُ بِالْحَقِّ ابْنِي لَصَادِقٍ. النَّبِيُّ بْنُ الْأَسْوَدِ مَا يَسْرِي طَهْرِي مِّنْ أَخْذِ قَوْلٍ وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ إِلَّا أَنَّهُمْ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرَبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ فَقَرَأَ إِلَى أَنْ بَلَغَ رِجَالِيَّةً أَنْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ إِنَّ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ أَقْدَامُ جَلَالٍ بِنِ امْرَأَةٍ فَشَهِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَنْعَمُ أَنْ تَخْذُكُمَا كَذِبًا كَذِبًا ثَلَاثُ ثُمَّ قَامَتْ فَتَشْهَدُ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالُوا لَهَا إِنَّمَا مَوْجِبَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا كَانَتْ وَكَثُرَتْ حَتَّى طَلَبْنَا أَنْ نَسْتَرْجِعَ فَلَمَّا لَا أَفْضَحَ قَوْمِي شَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَتَخْلُفُ الْقَسْبُ سَبْعَ الْأَلْبَنِيِّ خُدَّاجِ الشَّافِقِينَ فَهُوَ لِمَنْ يَبْتَ بِنُ سَخْمَةٍ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا مَا قَسَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكُنَّا لَنَا وَلَهَا فَإِنْ هَلَا خَدِيبَتْ حَتَّى غَرَبَتْ وَهَذَا رَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا أَخْبَرَنَا عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ أَبُو بَرٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ مَرَّةً مَرَّةً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. (مسند، ص ۱۵۶، ص ۱۵۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جلال بن عبسہ نے اپنی بیوی پر شریک ابن عبسہ کے ساتھ زنا کی بہت

كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ تَضْرِبَ أَصْفَانَهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي
 الْمَسْجِدِ وَمَا عَمِلْتُ بِهِ فَعَلْتُ كَانَ مَسَاءَ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ بَسْطَحٍ فَغَفَرْتُ
 فَقَالَتْ نَعَسَ بَسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمُّ تَسْبِينَ إِنَّكَ تَسْكُتُ لَمْ تَعْرِفِ الشَّيْءَ فَقَالَتْ نَعَسَ بَسْطَحٌ فَقُلْتُ
 لَهَا أَيْ أُمُّ تَسْبِينَ إِنَّكَ تَسْكُتُ ثُمَّ عَارَبَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ نَعَسَ بَسْطَحٌ فَتَهَوَّيْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمُّ تَسْبِينَ
 إِنَّكَ تَسْكُتُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا شَيْءٌ إِلَّا يَمُوتُ فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنٍ قَالَتْ فَبَعَثْتُ لِي الْحَبِيفَ وَقُلْتُ قَدْ كَانَ هَذَا
 قَالَتْ ثُمَّ وَاللَّهِ أَقْدَرُ رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَكَانَ الَّذِي عَرَجْتُ لَهُ لَمْ أَفْرُخْ لَا أَهْدُ مِنْهُ فَلَيْلًا وَلَا كَبِيرًا
 وَوَعَدْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ فَذَعَلْتُ
 الْبَذَارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُوْمَانَ فِي الْبَيْتِ وَالْأَبُو يَكْفُرُ فَوَقَّ النَّبِيَّ يَغْرَأُ فَقُلْتُ أَيْنَ مَا جَاءَ بِكَ بِأَلْبَنَةٍ قَالَتْ
 فَانْخَبِزْ لَهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْخَبِيرَةَ فَأَدَا هُوَ لَمْ يَلْغُ مِنْهَا مَا يَلْغُ مِنْي فَقُلْتُ يَا بَنِيَّ خَفِيْ عَنِّي عَلَيَّ الشَّانَ فَوَدَّ
 وَاللَّهِ لَقُلْتُ كَانَتْ بَمَرْأَةٍ حَسَاءَ عَمْدٍ رَجُلٍ نَجَّيْتُهَا لَهَا عَمْدًا إِلَى الْأَحْسَنِ فَفِيهَا وَفِيهَا فَوَدَّاهُ لَمْ يَلْغُ
 مِنْهَا مَا يَلْغُ مِنْي قَالَتْ قُلْتُ وَغَدَ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ فَالْتَمَعْتُ وَاسْتَفْهَرْتُ وَتَكَلَّمْتُ
 فَسَمِعَ الْأَبُو يَكْفُرُ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ النَّبِيِّ يَغْرَأُ فَقَالَ لَأَبِي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِهَا
 فَضَاضَتْ عَلَيْهَا فَقَدْ أَفْسَدْتُ عَلَيْكَ يَا بَنِيَّ إِلَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِكَ فَزَجَعْتُ وَلَقَدْ حَلَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِي وَمَنْ عَنِّي خَدَمَتِي لَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا عَمِلْتُ عَلَيْهَا عَمْدًا إِلَّا أَنَّهَُا كَانَتْ تَزُولُ
 حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاءُ فَتَأْكُلُ خَبِيرَتَهَا أَوْ عَجِيئَتَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْطَفَيْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَغْفَرُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا عَمِلْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَنِّي
 يَمُوتُ الدَّهْبُ الْأَخْضَرُ مَلِغَ الْأَمْرُ ذَلِكَ الرَّجُلُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا كَتَمْتُ كَتَمْتُ أَمْرِي
 قَطُّ قَالَتْ غَائِبَةٌ فَتَقِيلُ شَيْئًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عَجِيزَيْنِ فَلَمْ يَزَالَا عَجِيزَيْنِ حَتَّى دَخَلَ
 عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَفَيْتُ أَبَوَايَ عَنْ بَيْتِي
 وَبَسَائِلَ فَتَشَهُدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَمْدُ اللَّهِ وَأَتَى عَلَيَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا نَعُدُّ يَا
 غَائِبَةُ إِنْ كُنْتُ غَائِبٌ سُوَّةَ أَوْ ظَلَمْتُ فَتَوْبِي إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَهْدِي أَعْيُنَ عِبَادِهِ فَأَمَّا مَا
 الْمَرْأَةُ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ جَالِسَةٌ بِالنَّابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَفْجِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا وَتَعْطَى رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَمَعْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْنِي فَإِنِّي أَقُولُ فَالْتَمَعْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْنِي
 قَالَتْ أَقُولُ مَاذَا قَالَتْ فَلَمَّا لَمْ يَجِبْنِي تَهَيَّأْتُ فَخَبِرْتُ اللَّهَ وَأَنْبَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ

لَقَدْ قُتِلَ لَكُمْ بَنُو لِمَ الْفَعْلُ وَ تَلَّهْ بِشَهِيدِ ابْنِ لِمَ دَقَّةً مَا فَاكَانَ بِمَقْبُولٍ عَدَدُكَ لِمَ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ وَأَنْتُمْ بَنُ
 قُتُولِكُمْ وَلَقَدْ قُتِلَ ابْنِ لِمَ فَتَلَّهْ وَاللَّهِ يَنْظُرُ لِمَ لَمْ أَفْعَلْ لِمَ لَمْ أَفْعَلْ أَفْعَلُ أَفْعَلُ فَتَلَّهْ بَنُ عَلَى نَفْسِهَا وَاللَّهِ
 لِمَ مَا أَجِدُ لِمَ وَلَكِنْ مَثَلًا قَالَتْ وَ تَلَّهْ اسْمُ بَغْرَابٍ فَلِمَ أَفْعَلُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَا بِمَقْبُولٍ حِينَ قَدْ فَصَلَتْ
 جَبِينِ وَاللَّهِ الْمُسْتَدْنِ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ قَالَتْ وَاللَّهِ عَلَى رَأْسِي تَلَّهْ ضَلُّوا إِلَهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ
 فَصَلَّيْنَا فَرَفَعَ عَمَهُ وَبَنُ لَأَنْتُمْ الْمُسْرُوفُ فِي وَجْهِهِ وَأَخْرَجْتُمْ حَبِيبَهُ وَتَقَرُّوا تَبْشِيرُ بَا عَالَمَةٍ قَدْ تَرَى
 اللَّهُ بَرَاءَتِكَ قَالَتْ فَكَلِمَتِ الْمَدِّ مَا تَلَّهْ عَصَا مَقَالِ لِمَ لِمَ لِمَ قَوْمِي إِلَهِي فَتَلَّهْ لَا وَاللَّهِ لَا قَوْمَ إِلَهِي وَلَا
 الْحَمْدَ وَلَا أَحْمَدُ كَمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهُ أَشَدُّ أَتَى بَنُ لَقَدْ سَجَدْتُمْ وَمَا تَكَلَّمْتُمْ وَلَا غَيْرَ تَعْمَلُ
 وَكَأَنَّ عَالَمَةً تَقُولُ لِمَ وَتَلَّهْ إِلَهِي جَحْشِي وَمَنْصَحَتُهُ اللَّهُ بِذِيهَا فَلِمَ تَقُولُ إِلَّا حَبِيبًا وَأَنْتَ خَشَعْتَ خَشَعْتَ
 فَمَسَكَتَ يَمِينُ خَشَعْتَ وَقَالَ الَّذِي يَنْتَكِلُ بِهِ مَسْطَحٌ وَحَشَّابٌ بَنُ تَابَ وَ لَمَّا بَنُ عَمَلُهُ بَنُ لِمَ وَقَالَ
 بَنُ تَعْمَلُ وَيَعْمَلُهُ وَهُوَ الَّذِي تَقُولُ كِبَرَهُ بَنُهُ عَمُ وَحَدَّثَهُ قَالَتْ خَدَّافُ الْبُورِ كَرِثَ لَا يَنْتَعِ مَسْطَحًا
 بِبَاقِيَةِ إِلَهِي قَالَتِ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْأَبَةُ وَلَا بَاقِي الرُّقُوبَا لَفَضْلُ بَنُكُمْ وَالشَّيْءُ بَعْنِي مَا تَكَلَّمُ أَنْ يُؤْتُوا
 أُولَى الْفَرَسِ وَالصَّبَابِ وَالْمَهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَسْنِي مَسْطَحًا إِلَى قَوْمِهِ الْأَنْحَبُونَ أَوْ يَغْفِرُ اللَّهُ
 لَكُمْ وَاللَّهُ عَمُورٌ رَجِيمٌ قَالَتْ يُؤْتِيكُمْ بَلَى وَتَلَّهْ يَا رَسُلَا النَّاسِ جَبَّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادِلَةٌ بِمَا تَنْتَصِعُ هَذَا
 حَبِيبَتِ حَسَنٍ ضَبْحِي عَمْرِي مِنْ حَبِيبَتِ هَشَامِ بَنُ عَزْرَةَ وَقَدْ رَوَى يُؤْتِيكُمْ بَنُ يَزِيدَ وَمَنْصَحَةٌ وَغَفَرُ
 وَاجِدَ عَمِ الْفَرَسِ عَمِ عَزْرَةَ بَنُ الْفَرَسِ وَسُجُودُ بَنُ الْمَسِيْبِ وَغُلْفَتُهُ بَنُ وَمَا بَنُ الْفَرَسِ وَغُلْفَتُهُ بَنُ
 غُلْفَتُهُ عَمِ عَالَمَةٍ هَذَا الْخَبَرُ أَهْلُ مِنْ حَبِيبَتِ هَشَامِ بَنُ عَزْرَةَ وَأَنْتُمْ بَنُ عَزْرَةَ

تذکرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب میرے متعلق لوگوں میں تذکرہ ہوئے گا میں کی
 جگہ بالکل خیر تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطاب کرنے کے لئے حاضری ہوئے۔ اور تشہد کے بعد اُنہی جگہ کی
 حمد و ثنایاں کرنے کے بعد فرمایا: وہ لوگ مجھے ان لوگوں کے متعلق مشہور وہ جنہوں نے میری بیوی پر قیمت لگائی ہے۔ نہ
 تھا ان کی قسم میں نے اپنی بیوی میں بھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ اور ان میں بھی کوئی برائی نہیں دیکھی جس سے ساتھ ان
 لوگوں نے اسے متهم کیا وہ میری عدم موجودگی میں بھی میرے گھر میں داخل نہیں ہوا۔ پھر وہ میرے گھر میں میرے ساتھ
 شریک رہا ہے۔ اس پر سعد بن معاویہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردنیں اتار
 دوں۔ قبیلہ خزرج کا ایک شخص کہ ہوا (اسان بن ثابت کی والدہ ان کی برادری سے تعلق رکھتی تھی) اور (سعد سے)
 کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تم جھوٹ ہو گئے۔ یہ یونکہ اللہ تعالیٰ کی قسم ان لوگوں کا متعلق قبیلہ اس سے ہوتا تو تم بھی یہ

بات نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مسجد اہی میں اوس و خروج کے دو مہینہ لڑائی کا خدشہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اس کا علم بھی نہیں تھا۔ اس روز شام کے وقت میں ام سلمہ کے ساتھ کسی کام کے لئے نکلی (چلی گئی)۔ ام سلمہ کو کھوکھو لگی تو کہنے لگیں مسلح ہلاک ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کیا بات ہے آپ اپنے بیٹے کو کون دے رہی ہیں۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر کھوکھو لگی اور مسلح کی ملاکت کی بددعا کی۔ میں نے دوبارہ ان سے پوچھا لیکن اس مرتبہ بھی وہ خاموش رہیں۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے بددعا کرتی ہیں۔ ام سلمہ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ کی قسم میں اسے شہادی وجہ سے ہی کوس رہی ہوں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے پوچھا میرے متعلق کس وجہ سے؟ اس پر انہوں نے ساری حقیقت کھول کر بیان کر دی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعی یہی بات ہے؟ وہ کہنے لگیں ہاں: اللہ تعالیٰ کی قسم میں ویسے سوٹ گئی اور جس کام کے لئے نکلی تھی اس کی ذرا سی بھی حاجت باقی نہ رہی اور پھر مجھے بخار ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے میرے والدہ کے گھر بھیج دیجئے۔ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ ایک غلام کو بھیج دیا۔ میں گھر میں داخل ہوئی تو دیکھ کہ ام رومان رضی اللہ عنہا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ) بیٹھے ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پر قرآن کریم پڑھ رہے ہیں (والدہ) نے پوچھا بیٹی کیسے آئی ہو؟ میں نے ان کے سامنے پورا قصہ بیان کیا۔ اور بتایا کہ اس کا کونوں میں چہ چاہو چلا ہے۔ انہیں بھی اس سے اتنی تکلیف ہوئی جتنی مجھے ہوئی تھی۔ وہ مجھ سے کہنے لگیں۔ بیٹی! تجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کوئی خوب صورت عورت ایسی نہیں جس سے اس کی سونوں کے ہوتے ہوئے اس کا شرم و محبت کرنا ہو۔ وہ (سوکھیں) اس سے حسد نہ کریں اور اس کے متعلق ہمت نہ بنائی جائے۔ جی انہیں وہ اذیت نہیں پہنچی جو مجھے ہوئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا میرے والدہ بھی یہ بات جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ”ہاں“ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ بات جانتے ہیں۔ اس پر میں اور زیادہ مطمئن ہوئی اور رونے لگی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے رونے کی آواز سنی تو اپنے تشریف لائے اور میری والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اسے اپنے متعلق پہلے والی بات کا علم ہو گیا ہے۔ لہذا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر واپس سوٹ جاؤ۔ میں واپس گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے ان میں کسی عیب کا علم نہیں تھا ضرور ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سو جا رہی تھیں اور بکری اندر داخل ہو کر آگ لگا رہی تھی۔ (راوی: ترمذی ہے کہ ”عَمِيرُ قُتَيْبَةَ“ کہایا ”عَجِبْتُ لَهَا“ تھا) اس پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جی بولو یہاں تک کہ بعض نے اسے (یعنی خادمہ کو) برا بھلا کہا۔ وہ کہنے لگی سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کے (یعنی

حضرت ؑ کثیر جہان سے متعلق اس طرح باتیں ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ اس سے کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر اس شخص کو بھی یہ بات پہنچائی۔ جس کے ہر لمحہ میں واقعہ جاتیہ تھا۔ وہ بھی کہنے لگا کہ بھائی اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے کبھی کسی عورت کا سفر نہیں کھولا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابو طلحہؓ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ اس کے بعد ستر کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ وہ بھی میرے پاس ہی تھے کہ مصر کی غلامز پارہ کر لی آرام میں بیٹھ گئی تشریف لے گئے۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابی اکرمؓ میرے تشہید پہنچے کے بعد اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنائیاں کی اور فرمایا اپنے عاشق فرزند کو تم پر لی کے قریب ہی ہو ایم نے اپنے آپ کو لکھ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے قربہ کرو۔ لیکن کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی قربہ قبول کرتے ہیں۔ اور المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ شخصہ دینی عورت آئی اور وہ میرے میں بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ سچ فرماتے ہیں عورت کی موت اللہ کی میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے یہ نہیں فرماتے۔ اس پر نبی کریمؐ فرماتے ہیں عطا و شفقت کی تو میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کیا کہ نبی کریمؐ سچ فرماتے کہ جواب دیجئے۔ انہوں نے فرمایا میں کہہ سکتا ہوں۔ پھر میں والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے جواب دینے سے لے کہا تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ جب دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے تشہید چاہ کر حمد و ثنائیاں کرنے کے بعد کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں اللہ تعالیٰ کا گواہ بنا کر آپ حضرات سے یہ کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا تب بھی یہ بات مجھے فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ میں نے کہا کہ بات تو تم دونوں کے سامنے کہی جا چکی ہے اور تمہارے اہل میں سب سے کڑی ہے وہ کہہ کر میں یہ کہوں کہ ہاں میں نے یہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں نے نہیں کیا تو تم لوگ کہو گے۔ اس نے اپنے تئیں کا اقرار کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تہارت اور اپنے متعلق ہونی میں نہیں جانتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میرے پاس نے لایقاب و لایقاب کا نام بتایا تو میرے والدین میں نہیں آیا۔ اتنا ہی آیا کہ وہ ابو جہلؓ فرمایا۔ (یعنی میرا ضد بھی انہی کی طرح ہے جیسے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کھونٹے کے بعد فرمایا۔ غصہ نہ خفید) یعنی میری بہتر سے اور اس طرح کہ میں نے کہا ہے تو میں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر اہل و ملت نبی کریمؐ کو اپنی ماں ہوئی اور یہ سب خاصا ہو گئے۔ جب نبی کے اہل و ملت نے تو میں نے نبی کریمؐ سے پھر وہ اور پھر خوشی کے آدھ دیکھے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے اپنے بیٹے کو پوچھتے ہوئے فرمایا کہ عطا و شفقت کی تو میں نے کہا کہ میں نے تہارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تہارت کی پاکیزگی اور تہارت ماں فرمادی ہے۔ ہم مہینے ماہانہ دینا فرماتی ہیں کہ میں نے بہت لمبے میں تھی کہ میرے والدین نے مجھ سے کہا کہ اٹھو اور کھڑی ہو جاؤ (یعنی نبی کریمؐ کو پیچھے کاٹھریاں ہوا کر)۔ کثرت جہان میں میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپؐ سے کبھی کاٹھریاں کاٹھریاں کاٹھریوں کی اور آپؐ (ابو بکرؓ) جہنم اور ہم دونوں (چچا) دونوں کا بلکہ اللہ رب العالمین کا شکر یہ کہ انہوں نے اور میں نے ہی

تقریباً کہیں کسی نے میری برادرت نازل کی۔ آپ لوگوں نے تو میرے متعلق یہ بات سن کر اس کا انکار کیا اور نہ اسے روکنے کی کوشش کی۔ مائیکر فونڈ فرمایا کرتی تھیں کہ مذہب بہت جھٹکنا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ایجاد ہی کی وجہ سے بچا لیا اور اس نے اس میں مروج پر اچھی بات کہیں اس کی کہن حشر بہاد ہوئے و انوں کے ساتھ ہو گئیں۔ اس ہمت کو پھیلانے والوں میں مصطفیٰ، حسن بن ثابت اور عبداللہ بن ابی شال تھے۔ عبداللہ بن ابی (مناقب) ہی شوشے پھوڑتا اور خبریں جمع کرتا اور اس میں اس کا زیادہ ہاتھ تھا۔ حشر بھی اس کے ساتھ شریک تھیں۔ مائیکر فونڈ فرمائی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اب مصطفیٰ کو بھی فائدہ نہ پہنچے گی اسے تو یہ آیات نازل ہوئی "وَلَا يَأْتِيَنَّكَ الْفُضْلُ" (اس فی فضل و در زرق میں کشائی دے دے) جسے نہ کہیں (مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ) کہ رشہ داروں، مسائیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے (اس سے مراد مصطفیٰ)۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "أَلَا تُحِبُّونَ" (کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے اور وہ بہت معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم تیری مغفرت ہی چاہتے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے کی طرح دینے لگے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ یونس بن یزید، محمد اور ان کی راوی یہ حدیث زہری سے وہ عروہ بن زبیر سے وہ سعید بن مسیب، طاہر بن ولاد، علی اور عبداللہ بن عبداللہ سے اور یہ سب حضرات مائیکر فونڈ سے ہشام بن عروہ کی حدیث سے زیادہ مکمل اور لمبی حدیث نقل کرتے ہیں۔

۳۳۱۸ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْبَيْتِ فَذَكَرَ دَلِيلَهُ وَنَزَلَ الْفُرْقَانِ فَلَمَّا نَزَلَ أَصْرُ بَرِّهِمْ وَأَمْرُهُ فَصَبْرُهُمْ خَطْبَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَرَاهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُخْتَلَفٍ بَيْنَ مُخْتَلَفٍ.

تکویناً: ہمارے ابن ابی عدی سے وہ محمد بن اعلیٰ سے وہ عبداللہ بن ابی عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ جب میری برادرت نازل ہوئی تو میں اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوئے اور اس کا تذکرہ کرنے کے بعد آیات علوت کہیں پھر نیچے تقریباً لائے اور وہ مردوں اور ایک عورت پر حد تک جاری کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن اعلیٰ کی روایت سے جانتے ہیں۔

تفسیر بیچ

۱۳ نور مدنی ہے۔

وجہ تفسیر: اس ۱۳ میں اللہ کے نور کا ذکر ہے اس وجہ سے کہ عورت کو عورت اور کہتے ہیں وہاں یہ ۱۳ آیات ہیں

اور ناکوش ہیں۔

اس سورت میں نکاحات کی تعداد ۳۶۶ ہے۔ وہاب کے حروف کی تعداد ۵۹۸ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص: ۱۱۰) قَالَ لَمْ نَرْفُظْ مِنْ أَمْرِ مَنْزِلَةٍ وَكَانَ رَجُلًا يَحْبِلُ (ص: ۱۰۹) سے ۱۰۸ اور مذکورہ تفسیر کے پیش نظر مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ میں اس آیت سے مراد دو ہیں جو عزائم تو بد نہ کریں اور اگر وہ عیال یا عیال کی زندگی گزار رہے ہوں اور آپس میں نکاح نہ کریں تو پھر نکاح حرام نہیں ہوگا۔ اور یہ نکاح شرعاً درست ہوگا۔^(۱)

جہاں تک شرک و مشرک کے نکاح کا مسئلہ ہے یہ احوال مسند ہے کہ یہ نکاح حرام ہے۔

”خَيْرٌ مِنْكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ“ بعد از فقہاء و علماء کے نزدیک ایک ایک کا مشاعرہ یہ تھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ کوسر زمین پر حرام کر دیا ہے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ایک کا مشاعرہ نکاحات زانیہ اور نکاح شرک و مشرک ہے۔

اس سورت میں من آیات و منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور بعض مفسرین جن میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں وہ فرماتے ہیں یہ آیات منسوخ ہے لَوْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ لَآتَيْنَ بَاسِكُمْ (۱۱۰) (قرآن سے جو مرد عورت ہے نکاح ہوں بنا گا نکاح کر دے گا)

حَدَّثَنَا هَازِلٌ (ص: ۱۰۹) (ص: ۱۰۹)

سُئِلْتُ عَنْ الْعَلَانِ (ص: ۱۱۰) سے ۱۰۹ یہ احادیث سے ہے وہاب متنازعہ ہے مطلب ہے ایک دوسرے پر لعنت لانا چونکہ اصحاب اجماعی معانی کا ایک جزو ایک دوسرے پر لعنت کرنا بھی ہے ان کے تفسیر الکوثر ج ۱ ص ۱۰۹ کا نام لعلان لکھا ہے لکھا ہے لکھا ہے۔

اصحاب کے نزدیک علان کی حقیقت شہادات و مکتوبات بالزنا ہے علان باب شہادت سے ہے شہادت وانی شرانکہ کو اس میں پایا جائے ضروری ہوگا احمد شامی کے نزدیک علان کی حقیقت ایمان و مکتوبات و مکتوبات شہادت ہے ان کے نزدیک علان باب ائمنین سے ہے جو یمن کا اہل ہوگا وہ علان کا اہل ہوگا۔

فقہاء فرماتے ہیں علان ہونے کے بعد فرقت ہو جاتی ہے۔

تو علان ہونے کے بعد شوهر کو چاہیے کہ طلاق دے کر نہ کر دے اور اگر وہ طلاق نہیں دے گا تو قائم ان دونوں کے درمیان تفریق کر دے گا جو طلاق یا کے تعلیم میں ہوتی ہے چنانچہ ان دونوں کا آپس میں کبھی دو بار نکاح نہیں ہو سکے گا۔^(۲)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان میں تفریق قائم کی تفریق سے ہوگی۔

۱۰۰۰۔

خویشی اور کامیابی کے لئے کوشش کرنا، جس میں اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۱۔ (۱) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۲۔ (۲) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۳۔ (۳) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۴۔ (۴) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۵۔ (۵) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۶۔ (۶) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۷۔ (۷) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

۱۰۰۸۔ (۸) علامہ شافعی نے یہ غرض بیان کی ہے کہ غرض اللہ کی رضا و رغبت سے کام لیا جائے۔ یہاں سے اللہ کی رضا و رغبت کا نام لیا گیا ہے۔

حضرت ام روہان کے متعلق حالات

اور ہمارے لیے یہ ہے کہ ایک ایسا نیکو اور مخلص شخص ہو جس کے ساتھ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام کے نزول فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ بھی نزول ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ نے جب حضرت زید بن حارثہ اور ابولہب کو کوفہ کے لیے مقرر بھیجے تو وہ زمانہ بھی ان کے بعد ہی تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقررہ وقت پر نہ آیا اور نہ ہی اس کے بعد کسی نے اس کا انتقال کیا۔ آپ نے خود قرآن مجید پڑھا اور اس کے بعد حضرت زید بن حارثہ نے اس کا انتقال کیا۔

یہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ہے جو آپ نے نبوت سے نبی ان کے بعد ہے۔

حضرت عائشہؓ کی خصوصیات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیات ایسی ہیں جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں۔ مختلف ان میں سے ایک یہ ہے جو طہار
قرطبی رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہے کہ وہ جب حضرت یوسفؑ پر آہٹ لگائی تو فراموشی کے لیے یہ کہہ گئے تھے کہ اس کی شہادت
دیارِ براءت ہے۔ یہ فرمان اور حضرت عمرؓ کی یہ بات کہ عائشہؓ کی قرآنِ مکی نے ان کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت ہے
ان کو یہی کیا مگر جب حضرت عائشہؓ نے ان کو ان کی حق اللہ تعالیٰ نے جو وہیں شہادت ہزار فراموش کر گئی تھی ہر بات
بیان فرمائی۔^(۱۰)

حَفِظْنَا بِكَ يَا رَبِّ (سورة الفاتحة، الآية ١٠)

[illegible]

فقیر کی کامیابی اور نبی حضرت محمدؐ کی توحید پر مشتمل ہے اور جو اسے قبول کرے وہ قرآن مجید کی آیات کا منکر و کافر ہے۔ پہلے جن مسلمانوں نے توحید میں حصہ نہ لیا ان کی توحید بھی توحید کفر ہے۔ قرآن مجید کے نزول کے بعد تمام مسلمانوں کو یہ بتا دیا کہ توحید ہی ہے اور کفر ہی ہے۔

تَحْرِیْکِ جَدِیْدِ

$$d_{\text{max}} = d_{\text{min}} = 0.1 \text{ m}$$
[illegible]

خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ آمین

اُن دنوں میں جب کہ وہ سب سے بڑا کلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں لیا جائے نہ کسی مذمت قرآن و احادیث اور حق و باطل کی سب سے بڑی بات ہے۔

اِن غفلت و لجاجت کے خلاف اس صوفیہ مدرسہ میں علماء و اہل علم کے علاوہ قلمی و کلامی (۱) قلم (۲) قلم کی (۳) قسمیں تھیں (۴) قلم کی (۵) قسمیں تھیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت و رازیت کا نثار ہے۔

حکیم بن عظیم، حضرت امیر محمد علی علیہ السلام کے تلامذہ میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت ہی بااثر و کامیاب ہوئے۔

اُن کا نام بھلیلا جبارک اس مدرسہ میں تلامذہ سے بہت مراد ہوئی ہے کیونکہ یہی شہر کے اکثر علماء میں داخل ہوئے۔ یہ باہر کے تلامذہ بھی تھے جو ان کے علمی و اخلاقی اثر سے متاثر ہوئے۔ ان کے چچا کی بیوی سے ۱۲ لاکھ روپیہ و نقدی ہے۔ ایک سر میں پڑھتی تھیں کوئی نہ کر سکتی تھیں۔ ان میں خیانت نہ تھی ہے۔

حذیقہ خذیقہ خذیقہ

وہ بعض دفعہ بانی اقامہ اس مدرسہ میں تھے جو ان کے تلامذہ میں سے تھے جو ان کے علمی و اخلاقی اثر سے متاثر ہوئے۔ ان کے چچا کی بیوی سے ۱۲ لاکھ روپیہ و نقدی ہے۔ ایک سر میں پڑھتی تھیں کوئی نہ کر سکتی تھیں۔ ان میں خیانت نہ تھی ہے۔

بعض دفعہ لکھنؤ کے بعض علماء اس مدرسہ میں تھے جو ان کے تلامذہ میں سے تھے جو ان کے علمی و اخلاقی اثر سے متاثر ہوئے۔ ان کے چچا کی بیوی سے ۱۲ لاکھ روپیہ و نقدی ہے۔ ایک سر میں پڑھتی تھیں کوئی نہ کر سکتی تھیں۔ ان میں خیانت نہ تھی ہے۔

تذکرہ شریف (جلد سوم)

۱۱۱۱۔ حضرت امیر محمد علی علیہ السلام کے تلامذہ میں سے تھے جو ان کے علمی و اخلاقی اثر سے متاثر ہوئے۔ ان کے چچا کی بیوی سے ۱۲ لاکھ روپیہ و نقدی ہے۔ ایک سر میں پڑھتی تھیں کوئی نہ کر سکتی تھیں۔ ان میں خیانت نہ تھی ہے۔

تذکرہ شریف (جلد سوم)

تذکرہ شریف (جلد سوم)

وَمِنْ سُورَةِ الشُّعَرَاءِ

یہ باب ہے سورۃ شعراء کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسَدِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَعْمَدِ بْنِ الْبَغِيِّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْزَلَ غُثَيْرُ بْنُ الْأَفْرَاقِيِّ قَالِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُثَيْرُ إِنَّ عَبْدَ الْمُطَلِّبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا بِنِي عَبْدِ الْمُطَلِّبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا سَأُوتِيَنَّ مِنْ مَنَالِي مَا شِئْتُمْ هَذَا خَبَرْتُ خُسْرَ بْنَ ضَبْجٍ وَهَكَذَا زَوْيٌ وَكَيْفٌ وَغَيْرُ وَاجِدٌ هَذَا أَخْبَرْتُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّافَوِيِّ وَزَوْيٌ غُثَيْرُهُمْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَلًّا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَفِي النَّبِ عَنْ غُثَيْرِ وَالْقِي غُثَيْسِ. (ص ۳۳۲، ص ۱۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت "وَأَنْزَلَ غُثَيْرُ بْنُ الْأَفْرَاقِيِّ" (اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو اور انشاء آیت ۱۱۲) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سفید ہاتھ عبدالمطلب اے فاطمہ بنت محمدؑ ان بنو عبدالمطلب میں تم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں تمہیں چیز کا اختیار نہیں رہے گا ہاں میرے مال میں سے جو تم پر واجب کر سکتے ہو یہ حدیث میں صحیح ہے۔ و زوی اور کئی روایت بھی یہ حدیث ہشام بن عروہ سے دو روایت والد سے اور ایک روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ بعض حضرات ان حدیث کو رشتہ میں عروہ سے وہ اپنے والد سے اور ایک کو زوی سے مراد نقل کرتے ہیں اس سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں اور اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔"

۳۳۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي قُرَيْبَةَ قَالَ لَمَّا مَوَّلَتْ وَأَبُو غُثَيْرُ بْنُ الْأَفْرَاقِيِّ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْبًا لِحَضْرَتِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْبِ اتَّقُوا اللَّهَ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَلِّبِ اتَّقُوا اللَّهَ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَفْعًا وَلَا تَفْعَالًا يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ اتَّقُوا اللَّهَ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

مَنْ سَرَّيْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ اتَّخَذُوا اَنْفُسَهُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا فاطمة بنت محمد
اتَّقِي نَعْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكَ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِنَّ نَكَ رَجُماً وَسَأَلُوكَ بِأَلْيَا هَذَا خَبْرَكَ
حَسَنٌ غَرِيبٌ بَيْنَ هَذَا الْوَجْهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ شَاعِبٌ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ
مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ (ص ١٠٤) (ص ١٠٥)

مَنْ تَجَمَّعَ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب "وَأَنْتُمْ غَيْرُكَافٍ بِالْأَقْرَبِينَ" (الایۃ) نازل ہوئی تو میں اگر مریض نہ ہوتا قریش کو جمع کیا۔ نیز خصوصی اور عمومی طور پر سب کو بھیجتا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے قریش کے لوگو! اپنی یادوں کو آگ سے بچاؤ۔ میں قریش کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نفع و تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے بنو عبد مناف اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں تم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے بنو قریظہ، بنو عبد المطلب اور غطفانہ بنو عبد المطلب کو پکارا اور فرمایا کہ: اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ (ابو داؤد، ترمذی) بے شک تمہاری قرابت کا مجھ پر حق ہے، میں اس حق کو دنیا ہی میں پورا نہیں کروں گا۔ باقی رہی آخرت تو اس میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔ یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے اور علی بن حجر مصیب سے اور عبد الملک سے، ابو موسیٰ سے، ابو ہریرہ سے اور ابن عباس سے ہم سنی نقل کرتے ہیں۔"

٣٣٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ذِيَابٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَمَةَ بْنِ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ لَمَّا نَزَلَ وَأَنْزَلَ تَحِيَّاتُكَ الْأَفْرَاقِينَ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فَرَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا عَبْدُ مَتَابٍ يَا صَاحِبَاءَ هَذَا حَدِيثٌ عَرِيبٌ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى وَفَدَّ رِوَاؤُهُ بِغُسْطِهِمْ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَمَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهُوَ أَصَحُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى (ص ١٥٢، ص ١٥١)

مقررہ ”حضرت شمعویؒ جو فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ”وَالَّذِينَ عٰمِلُوْا نٰفٰلًا لَا يَخْفٰی مِنْهُمُ الْاٰلٰہِیۃُ سَّآئِلٰتِہٖ“ تو رسول اللہ ﷺ نے بچے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور آواز کو بلند کر کے فرمایا: اے عبد مناف کی اولاد! اللہ تعالیٰ کے مذاہب سے (یہ حدیث میں منہ سے غریب ہے۔ یعنی اپنی اس حدیث کو مخالف سے دو قسم سے اور یہ بھی ذکر میں چلتی ہے) سے مراد نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور اس میں اس کو ذکر نہیں۔“

== تَفْصِيحُ ==

سورت شعرا کی ہے مگر "وَالضُّعُفَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْفَاوِرُونَ" سے سورت کے اثر تک ملتا ہے۔

تعداد ۶۷۷ ہے۔

خَلَقْنَا عَذِيْبَ حُمَيْدٍ (ص ۱۵۳، ص ۲۱)

خُرُوجِ الْمَدَائِلَةِ: ایک عجیب قسم کا جانور ہوگا جو قیامت کے قریب صفا کی پیازی سے نکلے گا قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے: **فَالْعَرَبُ لَا تَعْلَمُ دَأْسَهُ بَيْنَ الْأَرْبَعِ** (۱) (ہم زمین سے اس کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔)

تَابِیَةُ الْأَرْضِ: حُضْرَمِیْن نے لکھا ہے کہ یہ ساڑھ گز لمبے ہوگا چہرہ انسانوں والا ہوگا پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح کریں گھوڑے کی طرح کریں ہن کی طرح دم چیل کی طرح اور اس کے ہاتھ بندوں کی طرح ہوں گے۔^(۲)
اس کے ایک ہاتھ میں سوئی طیارہ والا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور ایمان کی پیشانی پر عصا میں طیارہ سے نکلے ہوئے دراصل سفر کی پیشانی پر سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے نکلے گا فرما لکھے گا۔^(۳)

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ:

۳۳۶۔ آخر جہ احمد (۱/۱۹۵، ۱۹۶) اس ماحہ (۱/۱۹۵، ۱۹۶) کتاب التفسیر: باب دہ الارض: حدیث (۱/۱۹۵) من ضویل علی ہر زہد من اوس بن خالد عن ابي ہریرہ: ۱۰

(۱) سورۃ النمل: ۸۹ (۲) تفسیر مظہری (۳) اطالع من ۵۲۰ حاشیہ شرمذی: تفسیر مظہری

وَمِنْ سُورَةِ الْقَصَصِ

یہ باب ہے سورۃ القصص کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۶۔ حَدَّثَنَا بَشَارٌ مَّا تَجَبَىٰ مِنْ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبُو خَارِجٍ الْأَشْجَعِيَّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْبِيهِ قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْ لَا أَنْ تَغْتَبِرَ بِهَا فَرَمَضُ إِنَّمَا تَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ لَا تَزُولُ بِهَا غَيْبُكَ فَإِنَّزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْيَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ هَذَا حَدِيثٌ خَمْسٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ

(ص ۱۵۳، ص ۲۱)

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا (ابو طالب) سے فرمایا: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہہ دیجئے گا کہ جس قیامت کے دن آپ کے متعلق ایمان کی کوئی بات سکوں۔ وہ کہنے لگے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہو کہ قریش کہیں گے کہ (ابو طالب) نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے کلمہ پڑھ لیا تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تمہاری آنکھیں

عندی کر دیتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "لَنْ يَكُنَ لَكَ دُونِي" (اے نبی! تو میری جگہ تو بدلتا نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت دلوں کو خوب جانتا ہے۔ التفسیر۔ آیت ۵۶) یہ حدیث "سحر خریب" ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یہ یونین کیمان کی روایت سے جانتے ہیں۔

تفسیر صحیح

سورت قصص کی ہے مگر ابن ابی نعیم غزالی، القرآن، حنفیہ "میں نازل ہوئی اور ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵ آیات علی ہیں اس سورت میں ذکر کرتے ہیں۔

اور اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۳۵۲ ہے جبکہ حروف کی تعداد ۴۸۱ ہے۔

خُذْكَ بِنْفَارٍ" (ص ۸۵) "يُخْبِرُ كُلَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَقَدْ لَدْنَا بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (ص ۸۵) (ص ۸۵)

قرآن مجید کی جس تمام نئی انسانوں کے لیے یہ بھی کہ وہ بدعت یہ فتنہ ہو جائیں اپنے بچا اوطاب کے لیے تو آپ پر وہ اولی عمر سے تھے کیونکہ انہوں نے آپ کو مجرم کا پرہیز خالی میں سرحدوں تھا، تاہم آپ نے مجرم کی کرتا کے ہر دور و مسلمان نہیں ہوئے معلوم ہوا کہ ہدایت کی بات کرنا اور پہنچانا تو آپ کو مجرم کر سکتے ہیں مگر دل میں ایمان ڈالنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

کیا اوطاب مسلمان تھے؟

اس پر جمہور علماء اتفاق ہے کہ اوطاب کا انتقال کفر کی حالت میں ہوا ہے۔

جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفری وقت میں وہ مسلمان درمکے تھے وہ حدیث کی بھی رائے یہ ہے کہ اب طالب صحابہ ہو گئے تھے۔

جمہور کے قول کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اوطاب کو جہنم کے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ کو جہنم فرماتے ہیں کہ اگر میں نہ ہوتا تو اوطاب روزی کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوتے۔^(۱)

ابو نعیم شریف کی روایت میں آتا ہے "اَعْنَى قَالَ أَبُو طَالِبٍ اِنْجَرْنَا كُنْتُمْ هُوَ عَلَى بَلَدِ الْمُطَلَبِ وَ اَبَى اَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"۔^(۲)

علامہ "ابو نعیم" فرماتے ہیں ابوطالب کو برا بھلا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے آپ کو جہنم کی طبعی ایذا کا احساس

(۱) (۲)

تفسیر صحیح

۳۳۶ - آخر جہ احمد (۱۳۷۴ھ) ۱۱۵۱، وسلم کتاب الإنسان باب القليل من صفة الإسلام من حمراء المصوب - حدیث ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱

تفسیر صحیح (جلد ہفتم) - - - - -

مخبرین برہند میں کہ، بلا علیٰ ایہی عدم الا۔ معنی میں ایہی ہر روز

^(*) معایه سرانجام در ۶ ماهگی و ۱۲ ماهگی از نظر آگاهی از نام اشیاء و بازی با اسباببازی.

وَمِنْ سُورَةِ الْعَنْكَبُوتِ

یہ باب سے سورۃ العنکبوت کی تفسیر کے بیان میں

٢٢٧٧ - خَلَقْنَا مُحَمَّدًا مِنْ نُفَارٍ وَنَعَمْتُهُ لِيُشْفِيَ قُلُوبَنَا فَخَصَّ مِنْ حَقِّهِ ذَا شُعْبَةَ عَنْ بَنِيهِ لِيُخْرِجَ قُلُوبَهُمْ مِنْ ظُلُمٍ وَنُورٍ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ دَخَلَ الْإِيمَانَ قَدْ كَفَرَ قَبْلَهُ وَقَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ الْيَسَّى فَلَمْ تَزَلْ بِالْبَيْتِ وَاللَّيْلَ لَا أَطْعَمَ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبَ شَرَابًا حَتَّى أَمُوتَ أَوْ تَكْفُرَ قَالَ فَتَوَضَّأَ إِذَا ارْتَدَّى أَنْ يُطْعِمُوهُمَا شَعْبُو قَالَتْ فَكَانَتْ حَبِيبَةَ الْأَيُّهُ وَوَعْبَتَا الْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا وَإِنْ جَاهِدَكَ لِيُشْرَكَ لِي لَا يَزِدَّكَ حَبِيبَتِكَ حَتَّى تُصْغِيَهُ (أبو داود ٤٠٠٠)

مُتَرَجِّمٌ حضرت محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے ہیں کہ میرے متعلق چار آیتیں تلازم میں تھیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو عظیم نہیں پایا۔ اسے تعالیٰ کی قسم میں میں وقت تک کہ جو خدا کا بند ہے وہ بیوں کی جب تک مرنا چاہی۔ پھر تم دوبارہ کفر نہ کرو۔ وہی کہتے ہیں کہ جب ان کے تھکنا ماننا تو اسے قبول کر رکھا یا کرتے تھے۔ میں نے یہ آیت مائیل ہوئی اَوْ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ... الْاَوَّلٰی (اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور تم کو حق ہے اس بات پر مجاہد کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے جسے توجہ نہا بھی نہیں تا ان کا کہنا نہ ہو۔ ان۔ انکسوت۔ آیت ۸) یہ حدیث مسند صحیح ہے۔

٢٢٢٨ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ أَبِي صَبِيحَةَ عَنْ
بِشْرِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَتَأْتُونَ فِي تَأْدِيبِكُمُ
الْمُسْكَرَ قَالَ كَانُوا يَخْدُمُونَ أَهْلَ الْأَنْصَارِ وَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ عِلَّا خَبِيرٌ خَسِرَ إِذَا نَعِمَ لَهُ مِنْ خَيْرِ
خَاسِرٍ لِي أَبِي صَبِيحَةَ عَنْ بِشْرِ بْنِ أَبِي لَيْلَى (٢٢٢٨)

[illegible]

وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ

یہ باب ہے سورۃ روم کی تفسیر کے بیان میں

۳۲۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ نا الْمُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْدَنِيِّ عَنْ عَطِيَّةٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمٌ مَضَى ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ فَأَعْجَبَ ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَزَلَّتْ أَلَمَ غَلَبَتِ الرُّومُ إِلَى قَوْلِهِ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ قَالَ فَفَرَحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسٍ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ هَكَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ غَلَبَتِ الرُّومُ (مسند، ص ۱۱)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مدی اہل فارس پر غالب آگئے تو مسلمانوں کو یہ چیز اچھی لگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اَلَمْ غَلَبَتِ الرُّومُ۔۔۔ الْاَيَةُ" (اور مغلوب ہو گئے روم)، ملے ہوئے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد غریب غلبہ ہوں گے چند برسوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں سب کام پھلے اور پھیلے اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے روم آیت ۵۱) چنانچہ مومن اہل روم کے ظہور پر غالب ہو جانے پر خوش ہو گئے۔ یہ حدیث اہل سند سے غریب ہے۔ تحریک بھی "غَلَبَتِ الرُّومُ" سے لے رہے تھے۔"

۳۳۰- حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بْنُ حُرَيْثٍ نا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَرَزَجِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ نَاصِبٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى اَلَمْ غَلَبَتِ الرُّومُ فِي اَذْنَى الْاَرْضِ قَالَ غَلَبَتْ وَغَلَبَتْ قَالَ كَانَ الْمَشْرُكُونَ يُحْيُونَ اَنْ يَظْهَرُ اَهْلُ فَارِسٍ عَلَى الرُّومِ لِأَنَّهُمْ وَبِأَعْلَى الْاَوْدَانِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحْيُونَ اَنْ يَظْهَرِ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ لِأَنَّهُمْ اَهْلُ بَنِي نَبْتَاقَ فَذَكَرُوا لِأَبِي نَكْرٍ فَذَكَرُوا أَبُو نَكْرٍ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا اَنْتُمْ مَبْعُوثُونَ فَذَكَرُوا ابُو نَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اَجَلًا فَإِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَإِنْ ظَهَرْنَا فَكَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَجَعَلَ اَجَلًا خَلَسَ بَيْنَهُمَا فَلَمْ يَظْهَرُوا فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا جَعَلْتُمْ إِلَى ذُنُوقِ لَوَاذِ الْعُشْرِ قَالَ قَالَ سَعِيدٌ وَابْنُ بَضَيعٍ مَا ذُوْنُ الْعُشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّومُ بَعْدَ مَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى اَلَمْ غَلَبَتِ الرُّومُ إِلَى قَوْلِهِ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مِنْ يَشَاءُ قَالَ سُلَيْمَانُ سَمِعْتُ أَنَّهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ يَذَرُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّوَارِثِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو.

(مسند، ص ۱۱۶)

تَفْصِيْلُ الْوُجُوْهِ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان "اَلَمْ عَلِيْبُ الرُّؤْمُ" ... لایہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں طرح چھا گیا "عَلِيْبُ اور عَلِيْبُ" مشرکین اہل فارس کی روئیں پر ریزی سے خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ وہاں بہت رست تھے جب کہ مسلمان چاہتے تھے کہ وہی غالب ہو جائیں کیونکہ وہ اہل کتاب تھے۔ لوگوں نے اس کا تذکرہ حضرت ابو بکرؓ سے کیا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مغربیوں کو غالب ہو جائی گئے۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے مشرکین سے اس کا ذکر کیا تو کہنے لگے: ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کر لو اور اگر اس مدت میں ہم غالب ہو گئے تو ہم تمہیں اتنا ادا دیں گے اور اگر تم لوگ (اہل روم) پر غالب ہو گئے تو ہم تمہیں اتنا ادا دیں گے۔ چنانچہ پانچ برس کی مدت متعین کر دی گئی۔ لیکن اس مدت میں روم غالب نہ ہوئے۔ جب اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے ابو بکرؓ سے فرمایا: تم نے یہ مدت کیوں مقرر نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے قریب کہا۔ سعید کہتے ہیں: "مضیٰ دس سے کم کو کہتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد روم اہل فارس پر غالب آ گئے" "اَلَمْ عَلِيْبُ الرُّؤْمُ" ... لایہ سے یہی مراد ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ اہل روم غزوہ بدر کے دن غالب ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح قریب ہے۔"

۳۲۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مَعْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ ثَنَا مُعَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا عَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُجْمِ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغُ فِي مُنَاصَبَةِ أَلَمْ عَلِيْبُ الرُّؤْمُ إِلَّا أَنْ يَحْطَطَ لِأَنَّا بَكَرٌ فَإِنَّ الْبَصْعَ مَا بَيْنَ ثَلَاثِ إِنْ يَصْبَحُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ (اص: ۱۰۰ ص ۱۱)

تَفْصِيْلُ الْوُجُوْهِ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ ابو بکر (ہلہز) تم نے شرط لگانے میں "اَلَمْ عَلِيْبُ الرُّؤْمُ" ... لایہ کی غلطی کیوں نہیں کی۔ علامہ "صنع" میں سے تو تک کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن قریب ہے۔ زہری اس حدیث کو بحیثیت اللہ سے اور وہ اپنی جہاں بخیر سے روایت کرتے ہیں۔"

۳۲۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي الزُّنَادِ عَنْ ابْنِ الزُّنَادِ عَنْ غُرَورَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ يَسَّارِ بْنِ مَكْرَمٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ أَلَمْ عَلِيْبُ الرُّؤْمُ فِي ذِي الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَنِي عَدْنٍ سَبَقُوا فِي بَصْعَ بَيْنَ ثَلَاثِ فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَاهْرَبُوا بِالرُّؤْمِ وَكَانَ الْمُتَسَلِّمُونَ يُجَبُّونَ ظُهُورَ الرُّؤْمِ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ وَابِقَاهُمْ أَهْلٌ كَذِبٍ وَفِي ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَهُمْ مَبْذُورُونَ يُغْرَقُونَ بِمَنْصَرٍ لِلَّهِ بِمَنْصَرٍ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَهُوَ الْعَرَبُ الرَّجِيمُ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُجَبُّ ظُهُورَ فَارِسَ

اس پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمنؓ کو اور بعض روایات میں ہے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ بن ابی بکرؓ کو منجھایا۔^(۷)

منجھ کر اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حج بھرت کر کے مدینہ طیبہ شریف لے آئے جب غزوہ احد کے لیے اپنی منقلب نکلنے لگا تو عبداللہ بن ابی بکرؓ نے کہ تو مجھے ضامن دے کہ تمہارے بارے میں اس سے سولہ ہفت وصول کروں جس چہ اس نے ایک آدمی کو اپنا ضامن بنا دیا۔

ساتویں سال میں جب اہل رم غالب آئے اور حضرت ابو بکرؓ کو حج بھرت یہ شہر حیت گئے تو ابی بن خلف نے وادوں سے سوانت وصول کر لیے گئے^(۸) جب یہ معاملہ ہوا تھا اس وقت قرآن (جوا) یعنی اس طرح شرف لگتا حرام نہیں ہوا تھا مگر جب اس وصول ہوا اس وقت یہ حرام ہو چکا تھا اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ اسے ابو بکرؓ اس مال کو سونپ کر دو۔

تفہیم چہ درہم:

۳۳۱۹ - تقدم بجمع

۳۳۲۰ - أخرجه أحمد (۱/۵۷۶-۵۷۷)

۳۳۲۱ - عرو و ما لم يذی كما في التصفی (۷/۱۰۶-۱۰۷) حدیث (۵۸۵۶)

۳۳۲۲ - تعرو به الترمذی، مطر، المسند (۱/۲۵۶-۲۵۷) حدیث (۱۷۷۹۹)

(۱) معالم السریل: ۱۷۵/۳ (۲) روح المعانی (۳) سورۃ الروم آیت ۱۰، ۱۱ (۴) معالم السریل (۵) ابوالعباس وکد، حادیہ کریم الدرق: ۲۲۶/۱۱ (۶) روح المعانی (۷) معالم السریل: ۸۶/۱۵۵ (۸) کیونکہ بنی بن خلف کی موت آپؐ کے زمانہ میں نہ ہو سکتی تھی بلکہ وہی

تھی وہ واقع ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ قَمَانَ

یہ باب ہے سورۃ قمان کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۲۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعْبُوتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَرْبُودٍ عَنْ الْقَلْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْغُوا الْقَبْذَاتِ وَلَا تَشْتَرُوا زُهْنَ وَلَا تَعْلَمُوا زُهْنَ وَلَا تَحْبِرُوا بِمَنَافِعِهِمْ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمْ حَرَامٌ وَفِي مَثَلٍ هَذَا أَلْبَنَتْ هَذِهِ الْأَيَّةُ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لِهَؤُلَاءِ الْحَدِيثِ بِشَرْطٍ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِلَى أَجْرِ الْأَيَّةِ هَذَا حَدِيثٌ قَرِيبٌ إِنَّمَا يَرْوَى مِنْ حَدِيثِ الْفَاسِيَةِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَالْفَاسِيَةِ بَقْدَ وَغُلَى بْنُ يَرْبُودَ يَضَعُ فِي الْحَدِيثِ فَأَلْفَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ.

(مس: ۱۵۶، ص: ۳۲)

قرآن مجید ”مطہ بہ زہو“ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کانے“ وانی باندیوں کی خرید و فروخت نہ کیا کرو۔ اور نہ انہیں کانا سکھایا کرو اور یہ بھی جان لو کہ ان کی تجارت میں بستی نہیں پھر ان کی قیمت بھی حرام ہے۔ یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ”وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَوْمِ يُشْرِكُ بِالْأَيْدِ“ (اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کر یا جوں کے شرمندہ ہیں تاکہ ان سمجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے برکاتیں اور اس کی انہیں ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ نعمان۔ آیت ۶) یہ حدیث غریب ہے اور اس حدیث کو قاسم، ابوالدرداء سے نقل کرتے ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری فرماتے ہیں کہ قاسم ثقہ اور علی بن زید ضعیف ہیں۔“

تفسیر

بہت تسمیہ: حضرت نعمان کا واقعہ موجود ہونے کی وجہ سے اس سورت کو سورت نعمان کہتے ہیں۔
سورت نعمان مکی ہے۔ مگر ”وَلَوْ كُنْیَ مَافِی الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ“ اور آیت مکی ہیں اس میں ۳۳ آیات اور چار رکعت ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۶۹ سے جب کہ حرف کی تعداد ۲۱۱۰ ہے۔

قُلْنَا يَا بَنُیَ إِسْرَءِیْلَ

مِنَّا فَمَآ آتَیْتُکُمْ عَلَیہِ الْآیَۃُ (ص: ۱۰۹ س: ۳)

شان نزول: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا شان نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ حضر بنی اسرائیل نے ایک کانا لگانے والی باندی خرید لی تھی جو شخص بھی اسے سزا دی کہ اسے آزاد کرنا اس کو دواں باندی کا کانا ستانا اور پھر کانا بچہ ہے یا وہ باتیں جن کی طرف خدا (سورۃ) اوحیٰ فرماتا ہے۔“

بعض مفسرین نے کہا کہ ان کھلیں نے ایک کانا لگا دیا وہ باندی خریدی تھی جو مسلمانوں کو ہر معاملہ میں برے الفاظ سے ڈر کر رہتی تھی۔

لَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ الْکِتٰبَ (ص: ۱۰۹ س: ۱۰۹) یعنی حضرت حسن بھری فرماتے ہیں ”لَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ الْکِتٰبَ“ (لَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ الْکِتٰبَ) ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور ان میں سے بہتر فرماتے ہیں کہ ”لَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ الْکِتٰبَ“ سے مراد کانا ہے۔“

تَحٰجِجَ بَیْنَہُمْ

۱۰۹ - لَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ الْکِتٰبَ

(۱) یہ کہ ہر ایک علیہ ص: ۱۰۹ س: ۱۰۹ حضرت حسن بھری فرماتے ہیں (۱) لَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ الْکِتٰبَ

وَمِنْ سُورَةِ الشَّجَدَةِ

یہ باب ہے سورۃ السجدہ کی تفسیر کے بیان میں

۲۳۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رِيَّانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ نَعْمَانَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ تَنَجَّاهُ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمُضَاجِعِ نَزَلَتْ فِي الْبَيْتِ الْأَصْلِيِّ الْأَيْ قُدْصِي الْقَسْمَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَرِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. (معجم ص ۱۱)

قرآن مجید "المصرت اُسر عن مالک بن عیاذ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تنجیہاً فی جنوبہم... - الآیۃ" (جہد رقی میں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے - (سجدہ و آیۃ ۱۶) اس نماز کے برخلاف میں نازل ہوئی جسے عمرہ (یعنی عشاء کی نماز) کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن بھی غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔"

٢٢٣٥ - حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيْرٍ نَافِعُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الزُّبَايْدِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُلْقِعُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَفَلَدَّدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَتَصَوُّرِي ذَلِكَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَا نَعْتَمُ قُضِيَ مَا أَخْبَسَ لَهُمْ مِنْ قُرْءَانٍ عَنِ جَزَاءِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص ١٥٥، ج ٢)

تذکرہ حضرت ابو یوسف یحییٰ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں نے اپنے قیام بندوں کے لئے ایسا انعام (جنت) تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے ان نعمتوں کے متعلق سنا اور نہ کسی کے دل میں اس چیز کا خیال آیا۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ" (پھر نہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک جیسا کہ ہے۔) (سجود، آیت ۷۷) حدیث مسند صحیح ہے۔

٣٣٦ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سَفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ هُوَ ابْنُ أَبِيخَرٍ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمُعْبِرَةَ بِنْتُ شُعْبَةَ عَلَى الْمُبِيرِ يَزْفُوهُ إِلَى الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَى سَأَلَ رَبَّهُ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ أَتَى أَهْلَ الْجَنَّةِ أَذَى مَوْلَاهُ قَالَنِ رَجُلٌ يَأْتِي بَعْدَ مَا يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ ادْخُلْ فَيَقُولُ كَيْفَ أَذَى قَالَنِ مَوْلَاهُ اخْتَارَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَابَهُمْ قَالَنِ فَيَقَالُ لَهُ اقْرَاضِي أَنْ يَكُونَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِنْ مَمْلُوكِهِ فَيَقْرَأُ نَعَمْ أَيُّ رَبِّ قَدْ رَجِيتَ فَيَقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَيَقُولُ فَذْ رَجِيتُ أَيُّ رَبِّ فَيَقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَعَشْرَةَ أَشْفَالِهِ فَيَقُولُ وَهَبْتِ أَيُّ رَبِّ فَيَقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَعَ هَذَا مَا

شَبَّهْتُ نَفْسَكَ وَلَدَاتُ عَيْنَكَ هَذَا أَحَدِيضُ خَسَنٍ فَجَبَّحْتُ زُرِّي بِأَيِّ بَعْضِهِمْ هَذَا الْمَعْدِيثُ غَنِي اللَّهُ غَنِي عَنِ الْمَغْنَمِ وَنُفْعُهُ وَالْمَغْرُورُ غُفُوحٌ أَصَحُّ (ص ۱۵۵، رد)

شوخی سمجھتی تھی کہ میں نے تجھ کو میری شہینہ کو میری پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ کیا اکرم ﷺ نے فرمایا: وہی علیؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ: ہے سب جنتوں میں سب سے تم دو بے دلائل کون ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جس جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد اے گا۔ اور اس سے پہ چائے گا کہ داخل ہو جائے۔ وہ کہے گا کہ جیسے دلائل ہو جائیں سب لوگوں نے اپنے لئے کمر دراپنی لینے کی چیز سے لیا ہیں۔ اس سے کہہ جائے گا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں وہ کچھ عطا کر دیا جائے جو دنیا میں ایک پادشاہ کے پاس ہوا کرتا تھا؟ وہ کہے گا۔ ہاں میں راضی ہوں۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے یہ اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل ہے۔ وہ کہے گا اے رب میں راضی ہو گیا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے یہ سب نیچو اور اس سے دس گنا زیادہ ہے۔ وہ عرض کرے گا اتنے خالی میں راضی ہوں۔ پھر کہا جائے گا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہر وہ چیز بھی جو تیرا مل جائے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض راوی یہ حدیث شعی سے اور دو غیرہ بن شعبہ بن زید سے مروی نقل نہیں کرتے ہیں حالانکہ مرویاً زیادہ صحیح ہے۔

تفسیر

چہ تفسیر: آیت بعد کی جہ سے اس کا تا بہت بڑا ہے۔

سورت بعد کی ہے اس میں ۳۰ آیت ہیں۔ اس سورت میں قصص کی تعداد ۲۸۰ ہے جب کہ خول کی تعداد ۱۸۸

ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي دُرَيْدٍ (ص ۱۵۵، رد)

نَحْنُ مِمَّنْ خَلَقْتُمْ غَيْرِ الْبَشَرِ (ص ۱۵۵، رد) اس سے کون سی نماز مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے چند اقوال ہیں مثلاً (۱) صاحب ترمذی نے جو روایت نقل کی ہے اس سے نماز عشر و مبراوی ہے (۲) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے وہ نماز جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھتے ہیں۔ (۳) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جو لوگ رات کو جب ان کی آنکھ کھلے درود اہل تعالیٰ کو پڑھیں اپنے پیٹھے گراں پڑوسب اس میں داخل ہیں۔ (۴) حضرت ابوالدرداءؓ قاری اور ضحاکؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ نماز کی نماز جماعت سے اور کہیں اور پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ (۵) مجہد مفسرین میں میں حضرت حسن زہری، مجاہد، ابوالاعلیٰ جیرا بن کے نزدیک اس سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

اور کئی روایات سے اس آفری بات کی تاکید بھی ہوتی ہے مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ

قَالَ غَيْرُ النَّاسِ بَيْنَ الْخَمْرِ سَبْعِينَ مِائَةً وَشَهْدًا نَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَّرَ عَلَيْهِ
فَقَالَ أَوَّلُ مَنْ شَهِدَ قَدْ شَهِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْثِ غَنَةٍ أَمَا وَاللَّهِ لَبِنِ أَرَأَيْتَ اللَّهُ تَسْمَعُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَيْنَ اللَّهِ مَا أَضْعَفَ قَدْ فَهَرَا. ثُمَّ يَقُولُ غَيْرُهُ. فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ مِنَ الْقَوْمِ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا أَبَا خَتْمٍ وَأَيْنَ قَالِ
وَأَعَالَ يَحِ الْخَبْرَةَ أَجَدًا دُونَ أُحُدٍ. فَقَالَ خَشِيَ قَتْلُ فَوْجِدٍ بَيْنَ خَنْدِ بَشَعٍ وَتَعْلَانُونَ مِنْ بَيْنِ صَرْبَةٍ
وَطَخْنَةٍ وَزَمَنِهِ قَالَتْ عُمَيْسُ الرُّبَيْعِ بَيْتَ الْفَتْرِ لَمَّا حَارَفَتْ أَخِي إِلَّا بِسَابِهِ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْأَبَةُ وَخَالَ
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَبِهِمْ مِنْ فَضْلِ نَحْبِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَقَطَّرَ وَمَنْ يَنْدَلُّوا قَبْلَ بِلَا هَذَا خَبَرَاتٍ
خَسَنٌ صَحِيحٌ (ص: ۱۰۴، ص: ۱۰۵)

تَرْجُمَةُ: حضرت انس بن مالک سے فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن خضر جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا وہ غزوہ بدر
میں شریک نہیں ہوئے اور یہ بات ان پر بہت گراں گزری۔ وہ کہتے تھے کہ پہلی جنگ جس میں نبی اکرم ﷺ شریک
کے تھے میں نہ یا رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آسمان سے کچھ بھی بھیجے جس جنگ میں شریک نہیں تو ہمیں کہ میں کیا کرنا
ہوں۔ وہ انی کہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ کہتے سے بڑھ گئے۔ پھر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے
تو ان کے دل پر یہ سواہ وہیں راستے میں ان کے ساتھ بن مولا حذیفہ بن یمان تو انہوں نے فرمایا: اے ابو عمرو (انس) کہہ جا
رہے ہو۔ حضرت انس حضرت نے فرمایا: وہ دو میں احد میں ہشت کی خوشبو پر رہا ہوں۔ پھر انہوں نے جنگ کی یہاں تک
کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر چوتھ، پچھترے سر تیروں کے ای (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ حضرت انس بن مالک نے
فرماتے ہیں کہ میری پچھترھی ریح ہشت خمر تھی جس کو میں اپنے بھائی کی شام صرف انگلیوں کے پودوں سے پچان سکی
اور پھر یہ آیت نازل ہوئی: "رَجُلًا صَدَقُوا" (الاحزاب: ۱۸) (یعنی، ان میں سے مرد ہیں کہ انہوں نے سچ کہا۔)
جس بات کا عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے پھر کوئی تو ان سے پورا نہ کر پکا اہواز نہ ہوئی ہے ان میں سے کوئی دیکھ رہا ہے اور ہلا
نہیں ایک اور۔ (احزاب آیت ۲۳) یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۴۹- حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْخَلَسِ بْنِ خَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَسَمَّى مَالِكًا أَوْ عَمَةً غَابَ عَنْ
فِتْنٍ بِذِي قَتْلٍ جَلَّتْ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ فَاتَمَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَعَمُ كَيْلٍ لِأَنَّ اللَّهَ أَفْهَمُ
قَدْ لَا يَأْتِيهِمْ كَيْلُ الْقَوْمِ أَضْعَفَ مَا نَأْتِيَهُمْ نَوْمُ الْحَدِيدِ الْكُفْرَانِ الْفُتْلَانُونَ فَقَالَ لَمَّا هُمُ ابْنِ أَرَأَى
بَلِيكَ مَنَا جَاءَ وَبِهِ هَوْلًا، بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْبَدُ لِيكَ بِمَا صَنَعَ هَوْلًا، بَعْضُ أَصْحَابِهِ سَهْ عَقْدَمَ فَلْيَبْنِ
سَعْدًا فَقَالَ يَا أَيْمَى مَا فَعَلْتَ تَأْمَعُ فَلَمَّا اسْتَظْهَرَ مَا أَضْعَفَ مَا صَنَعَ فَوَجِدَ فِيهِ بَعْضًا وَأَعْلَانِي بَيْنَ صَرْبَةٍ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا بِمَنْ أَقْبَضَ سَلْبَهُ هَذَا خَبِيرٌ خَسَنٌ غَرِيبٌ لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ نَكْبَرٍ (اصد ۱۰۰ ص ۱۰۱)

ترجمہ: "حضرت محمد بن عمرو فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے نبی ابراہیم سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ جو لوگ اپنا کام کر چکے ہیں وہ کون ہیں؟ صحابہ کرام نے فرمایا یہ وہاں پوچھنے کی جرات نہیں رکھتے تھے، مگر یہ کہ ہم محمد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے تھے۔ جب ابراہیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیر دیا۔ پھر اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیر دیا۔ اس نے تیسری مرتبہ یہی پوچھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، میرے ہاتھ پر بزرگ پڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوال کرنے والا کہہ رہا ہے؟" ابراہیم نے عرض کیا: یہ وہاں ہیں، دوسرا اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے ہے جو اپنا کام کر چکے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یونس بن نکر کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۳۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ نا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ نا يُونُسُ بْنُ نَكْبَرٍ نا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَحْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ ابْنُ قَتْلَبَةَ ابْنُ عَائِشَةَ ابْنُ دَاوُدَ لَبَّ امْرَأَةً فَلَا غَلِيلَ لَهَا لَا تَسْتَعِجِلِي حَتَّى نَسْتَأْذِنَ ابْنُكَ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ ابْنَ ابْنِي لَمْ يَكُنْ لِي بِمَرْثَدٍ ابْنِي بِمَرْثَدٍ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكِ إِنْ كُنَّ نَرَوْنَ الْقَنُودَ فَلْيُضْرِبْنَ رِجْلَهُنَّ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِنَّ لِيُفْنِكَ اللَّهُ عَذَابَهُنَّ لَبَّ امْرَأَةً قَالَتْ فَنَفَعَتْ بِلُحْجَتَيْنِ مِمَّا كُنَّا نَجْعُ أَجْرًا عَظِيمًا قَالَتْ بِي ابْنِي هَذَا اسْتَغْفِرُكَ ابْنُ ابْنِي أَرَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ الْأَجْرَةَ وَفَعَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ هَذَا خَبِيرٌ خَسَنٌ غَرِيبٌ وَفَدَّ رَوَى هَذَا أَبُو عَمْرٍَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُمَرَةَ عَنِ عَائِشَةَ (اصد ۱۰۰ ص ۱۰۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ بیویوں کو وقفہ دینے کا حکم آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اجازت لی اور فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا میں تم سے ایک بات کہتا ہوں تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ سپنے والوں سے مشورہ قبول نہ کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طہ کی کا حکم نہیں دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكِ... الآية" (اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تم اس بات سے راضی ہو گے تو اس کی آرائش منظور ہے تو اس میں تمہیں کچھ دے دے اگر اچھی طرح دیکھو تو تمہیں اس سے کہیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سے ایک شخص کے لئے بڑا اجر دیا ہے۔) (ابواب آیت ۲۹۱۸) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ:

— ﴿وَلَا تَقْرَأُ فِي كِتَابِي﴾ —

اس میں کسی چیز نے غفلت کی ہے۔ لوگوں سے مشورہ کروں میں ہمدردی اور اس کے دامن (پیغمبر) اور غرت کو اتار دیتی ہوں۔ پھر وہ دین زدوں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا تھا۔ یہ حدیث صحت کی ہے۔ زہری بھی اس حدیث کو مروی ہے اور وہ مہاشن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔

۲۲۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَحْبُوبٍ عَنْ مَسْعُودَةَ الْكَلْبِيِّ عَنْ عَائِشَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَفْصَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا تَوَلَّيْتُ هَذِهِ الْأَيَّةَ فَمَسَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنِي بِإِذْنِ اللَّهِ لِيَذَرَ عَيْنِي عَنْكُمْ الْوَحْشَ فَلَمْ يَنْسِبْ وَيُظْهِرْكُمْ تَعَبِي فَأَمَرَ سَلَمَةَ فَنَادَا وَهْنًا وَحَسْبًا وَحَسْبًا مَجْلِسُهُمْ بِكَسَاءٍ وَعَلَيْكَ خَلْفُهَا فَخَلَعْتُ بِكَسَاءً ثُمَّ قَالَ لَللَّهِ حَالُ لَا أَفْعَلُ بَشِيرًا فَذَهَبَ عَنْهُمْ ثُمَّ خَسِرَ وَخَلَعَهَا ثُمَّ أَظْهَرَهَا فَأَمَرَ سَلَمَةَ وَنَا مَعَهُمْ أَنْ يَنْشِئُوا الْبُيُوتَ وَالْبُيُوتَ عَنِ الْوَحْشِ وَكَانَتْ وَامْتُ عَلَى خَيْرِ عَمَلٍ أَحَدُهُمْ عَمِلَتْ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَبِيبَتِ عَفْصَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تذکرہ شریف: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت پڑھی تو انہوں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ (الایۃ) (انہوں نے یہی چاہا۔ یہ کہ وہ اس کے بعد نہ کہیں کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔

۲۲۶۴۔ حَدَّثَنَا عَفْصَةُ بْنُ مَحْبُوبٍ عَنْ مَسْعُودَةَ الْكَلْبِيِّ عَنْ عَائِشَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَفْصَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا تَوَلَّيْتُ هَذِهِ الْأَيَّةَ فَمَسَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنِي بِإِذْنِ اللَّهِ لِيَذَرَ عَيْنِي عَنْكُمْ الْوَحْشَ فَلَمْ يَنْسِبْ وَيُظْهِرْكُمْ تَعَبِي فَأَمَرَ سَلَمَةَ فَنَادَا وَهْنًا وَحَسْبًا وَحَسْبًا مَجْلِسُهُمْ بِكَسَاءٍ وَعَلَيْكَ خَلْفُهَا فَخَلَعْتُ بِكَسَاءً ثُمَّ قَالَ لَللَّهِ حَالُ لَا أَفْعَلُ بَشِيرًا فَذَهَبَ عَنْهُمْ ثُمَّ خَسِرَ وَخَلَعَهَا ثُمَّ أَظْهَرَهَا فَأَمَرَ سَلَمَةَ وَنَا مَعَهُمْ أَنْ يَنْشِئُوا الْبُيُوتَ وَالْبُيُوتَ عَنِ الْوَحْشِ وَكَانَتْ وَامْتُ عَلَى خَيْرِ عَمَلٍ أَحَدُهُمْ عَمِلَتْ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَبِيبَتِ عَفْصَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تذکرہ شریف: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت پڑھی تو انہوں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ (الایۃ) (انہوں نے یہی چاہا۔ یہ کہ وہ اس کے بعد نہ کہیں کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ بڑا مہربان ہے۔

میں بیت اللہ تعالیٰ تم سے گزرنے کی گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حداد بن سلمہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت جانتے ہیں۔ اس باب میں ابوہریرہ و اسحاق بن یسار اور ام سعد بن زید سے بھی احادیث منقول ہیں۔

۳۳۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خُنَيْرٍ نَا دَاوُدَ بْنِ الزُّهْرِيَّ نَا عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ غُلَافَةَ غَالَتْ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِبًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكُنْهُمْ هَذِهِ الْأَيَّةُ وَإِذْ يَقُولُ لِلْبَدِيِّ لَنَعْمَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَغْنَى بِالْإِسْلَامِ وَأَغْنَتْ عَلَيْهِ يَغْنَى بِأُتَيْتَنِي فَأَغْنَنِي فَأَغْنَنِي فَأَغْنَنِي فَأَغْنَنِي وَأَتَى اللَّهَ وَتَحَبَّبَ إِلَيْهِ نَفْسُكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَحَبَّبَ النَّاسُ وَاللَّهُ أَحْوَجُ نَحْنُ نَحْصِيهِ إِلَى قَوْلِهِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مُتَعَوِّلًا وَإِذْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَرَّحَ جَاهَا قَالُوا: قُرَّحَ خَبِلْنَا إِيَّاهُ فَالْقَوْلُ اللَّهُ مَا كَانَ مُخَصَّدًا أَنَا أَخْبِرُ مِنْ رَحَابِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَالَتِ النَّبِيِّينَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَاهُ وَهُوَ سَجِيئٌ فَابْتِ حَتَّى سَارَ رَحِيلًا يَقَالُ لَهُ زَيْدُ بْنُ مَحْصَبٍ فَالْقَوْلُ اللَّهُ أَدْعُوهُمْ لِأَنَّهُمْ هُوَ أَقْصَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا أَنَّهُمْ فَأَخْبِرُوا أَنْتُمْ فِي النَّبِيِّ وَمَوْلَانِيكُمْ فَلَا تَقُولُوا مَوْلَى فَلَانٍ وَفُلَانٍ أَحْوَجُ فَلَانٍ هُوَ أَقْصَطُ عِنْدَ اللَّهِ يَغْنَى أَغْنَى عِنْدَ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِبًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكُنْهُمْ هَذِهِ الْأَيَّةُ وَإِذْ يَقُولُ لِلْبَدِيِّ لَنَعْمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَغْنَتْ عَلَيْهِ هَذَا الْخَرَفَ لَمْ يَرَوْهُ يَكُونُفِيهِ (ص: ۵۵، ص: ۵۶)

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنا پڑتا تو یہ آیت ضرور چھپتے۔ "وَإِذْ يَقُولُ لِلْبَدِيِّ - الخ" (اور جب تو نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ اپنا بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ متاثر رہتا ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ پھر جب زید اس سے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا کلام کر دیا کہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیویوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی کلام نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم جو کر رہے ہیں وہ ہے۔ الاحزاب۔ آیت ۳۷) اللہ تعالیٰ کے جہم سے مراد اسرار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام سے مراد انہیں آزاد کرنا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی بیوی سے (ان کی طلاق کے بعد) نکاح کیا تو لوگ کہنے لگے کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ آلِهِ" (آیت ۳۷) محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں اور اللہ تعالیٰ پر جنت جانتا ہے۔ الاحزاب۔ آیت ۴۰)

النِّسَاءُ يُذَكِّرُنَّ بِشَيْءٍ فَلَزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْآيَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ص ۱۵۹، ص ۱۶۰)

ترجمہ: ”حضرت ام ہانہ انصاریؓ فرماتی ہیں کہ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں ۷ شہر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یا وجہ ہے کہ سب چیزیں مردوں کے لئے ہیں اور قرآن میں عورتوں کا کہیں ذکر نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ... (تھیں) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچے عورتیں۔ (آیت الاحزاب۔ آیت ۳۵) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔“

۳۳۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْقَعْقَاعِ بْنَ حَسَدَانَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ تَيْسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَمَّا قُضِيَ زَيْدٌ مِنْهَا وَهَرُؤُا جُنَا كَهْ قَالَ فَكَانَتْ تَقْفِجُ عَلَيَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَوَجَعَكَ أَهْلُكَ كُنْ وَوَجَعِي اللَّهُ مِنْ قَوْلِي مَنَعَ سَعُوبَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مُسْتَجِيعٌ (ص ۱۶۰، ص ۱۶۱)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ”لَمَّا قُضِيَ زَيْدٌ مِنْهَا...“ (آیت) ”پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی مرضی۔ ہم نے اس کو تیسے نکاح میں دے دیا۔ (احزاب۔ آیت ۳۷) تو حضرت زینبؓ بیچہ دوسری ازواج مطہرات پر فخر کرتے ہوئے کہا کہی تھیں کہ تم لوگوں کا نکاح تو تمہارے عزیزوں کے کیا جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان سے کیا۔ یہ حدیث حسن مستجیع ہے۔“

۳۳۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْقَعْقَاعِ بْنَ حَسَدَانَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ تَيْسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَمَّا قُضِيَ زَيْدٌ مِنْهَا وَهَرُؤُا جُنَا كَهْ قَالَ فَكَانَتْ تَقْفِجُ عَلَيَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَوَجَعَكَ أَهْلُكَ كُنْ وَوَجَعِي اللَّهُ مِنْ قَوْلِي مَنَعَ سَعُوبَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مُسْتَجِيعٌ (ص ۱۶۰، ص ۱۶۱)

ترجمہ: ”حضرت ام ہانہ بنت ابی طالبؓ فرماتی ہیں کہ نبی کرم اللہ وجہہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے معذوری ظاہر کر دی۔ آپؐ فرمایا: ”اِنَّ اَحْلَاْنَا...“ (آیت) ”اے نبی! ہم نے“

حلال رکھیں تھو کو میری عورتیں جن کے سر تو دے چکا ہے اور بول ہو میرے ہاتھ کا، جو ہاتھ لگا دے میرے اللہ تعالیٰ (یعنی لوٹریاں) اور میرے بچا کی بیٹیاں اور پھر میری کی بیٹیاں اور میرے ماںوں کی بیٹیاں اور میری خالائوں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا میرے ساتھ۔ (احزاب ۵۰) حضرت ام بانی بیٹا نکلتی ہیں کہ اس طرح آپ ﷺ کے لئے قابل نہیں رہی کیونکہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی اور ان لوگوں میں سے تھی جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو حدیث کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۳۵۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدَةَ الطَّبْرِيُّ مَا أَخْبَأَ بَنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَتُخْبِئِينَ فِي نَفْسِكُمَا اللَّهُ مُبْدِيهِ فِي شَأْنٍ زَيْبُ بْنُ جَحْشٍ حَدَّثَنَا وَبَنُ زَيْدٍ يَشْكُرُ فَهَبُ بَطْنُهَا فَاسْتَأْذَنَ لِيُحْضِرَ نَفْسِي أَنَّهُ غَلَبَهُ وَسَلَّمَ فَقَالَ الشَّيْءُ حَسَنٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيتَ غَلَبَكَ زَوْجَتُ وَأَنَّى اللَّهُ هَذَا حَدَّثَنِي خُزَيْمٌ صَحِيحٌ (مسند ۱۰۰، ص ۱۰۱)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت "وَتُخْبِئِينَ فِي نَفْسِكُمَا" (الآیہ ۳۳) زبیبہ بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت زبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔"

۳۳۵۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ رَوَّاحٍ عَنْ عَبْدِ الْخَمِيدِ بْنِ يَهْرَامٍ عَنْ شُهَيْرِ بْنِ خَوْشَبٍ قَالَ قَالَ أَبُو خَبَّاسٍ: نَفْسِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ أَصْنَافُ النِّسَاءِ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُعْجَزَاتِ فَهَلْ لَا يُحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا إِذَا تَبَدَّلَ بَيْنَهُمَا مِنْ أَزْوَاجٍ وَمَا أَخْبَأَتْ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ فَاحْلُ الْفُلَّ فَيَبْأُكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمَرْءُ مُؤْمِنَةٌ إِنْ وَفَّقَتْ نَفْسَهَا لِلنِّسَاءِ وَحَرَّمَ كُلُّ ذَاتٍ دِينٍ غَيْرَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ يُكْفَرْ بِالْإِسْلَامِ فَقَدْ خَبَأَ عَمَلَهُ وَهُوَ فِي الْأَعْرَافِ مِنَ الْخَمِيرِ بَيْنَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّهُ أَخْبَأْتُ لَكَ أَزْوَاجَ الْأَنْثَى أَنْتَ أَجْوَدُ هُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِنْ أَفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ خَالِصَةٌ لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَحَرَّمَ مَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ نَفْسِ النِّسَاءِ هَذَا حَدَّثَنِي خُزَيْمٌ أَنَّ نَعْرُودَ بْنَ خَبَّابٍ عَنْ عَبْدِ الْخَمِيدِ بْنِ يَهْرَامٍ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْخَسَنِ يَذْكُرُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِخَبَابِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ شُهَيْرِ بْنِ خَوْشَبٍ (مسند ۱۰۰، ص ۱۰۱)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کرنے والی اور مومن عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے "لَا يُحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ" (الآیہ ۳۳) (حلال نہیں تھو کو میری عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ ان سے بدلے اور عورتیں۔ اگرچہ خوش سے تھو تو ان کی صورت

مگر جو مال، دھیرے دھیرے ہاتھ داتا اور بت اللہ تعالیٰ پر ترجیح نہ لکھتا۔ الازاب ۵۲ اور مؤمن جوان عورتیں حلال نہیں اور وہ ایمان والی عورت جس نے خود کو آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ پھر اسلام کے عادیہ کسی بھی دین سے تعلق رکھنے والی عورت کو حرام کیا اور پھر فرمایا کہ جو شخص (ایمان لائے)۔ سے انکار کرے گا اس کا عمل برابر ہو گیا۔ اور آخرت میں وہ خود رہ جائے والوں میں سے ہے۔ نیز فرمایا "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَعْلَلْنَا... الآية" (الاحزاب آیت ۵۰) یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالحمید بن بھرام کی روایت سے جانتے ہیں۔ احمد بن حسن، احمد بن منیل کا قول نقل کرتے ہیں کہ عبدالحمید بن بھرام کی شہرین حوشب سے منقول حدیث میر کوئی سرج نہیں۔

۳۲۵۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَفْرَةَ عَنْ عَطِيَّةِ قَالَ قَالَتْ غَابِطَةُ خَاصِمَاتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَجَبْتُ لَهُ الْبَيْتَةَ هَذَا خَبِيرٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ. (مس ۱۵۲، ص ۳۲۵۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے لئے قرآن مجید میں حلال ہو گئی تھیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۳۵۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ جَدِّ بْنِ مَخَالِبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَنْ يَحْيَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ فَدَخَلَ مَدِينَةَ قَوْمًا إِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا أَكَلُوا وَخَرَجُوا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْبِلًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ خَائِفَةً فَرَأَى دَخْلِي خَالِئِي فَلَمَّا تَصَرَّفَ رَاجِعًا قَامَ الرُّجُلَانِ فَخَرَجَا قَاتِلَيْنِ اللَّهُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ امْنُوا لَا تَدْخُلُوا بَيْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ دَاخِرِينَ لَهُ وَبِی الْخَبَرِیْتُ فَصَدَّ هَذَا خَبَرٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى وَرَوَى نَائِبَتُهُ عَنْ أَنَسِ هَذَا الْخَبَرِیْتُ بِهَذَا. (مس ۱۵۲، ص ۳۳۵۵)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ سہرگ رات گزار دی اور مجھے آٹھ لوگوں کو کھانے کی دعوت دی۔ میں نے بھجوا دیا۔ کھا چکے اور جانے کے لئے نکلے تو نبی اکرم ﷺ نے آٹھ مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چل دیے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ آدی بیٹھ ہوئے ہیں۔ لہذا واپس تھریٹھ لے گئے۔ اس پر وہ دونوں اٹھ کر چل گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا... الآية" (نساء ۵۹) کہ گھر میں سے باہر جانے میں مکر جو ہم کو حکم ہو جائے کے، سنے، نہ دلو، دیکھنے والے اس کے کچے کچے لیکن جب تم کو دے تب جانو (احزاب ۵۲) یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس میں ایک قصہ ہے۔ غایت و حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث طویل نقل کرتے ہیں۔

۳۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَافِلُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ عَفْرَةَ عَنْ عَطِيَّةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَنَسِ

یہ مابلیک قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانی باب امرأۃ غری من بہ فاداعی عنہا فوہم فاطلق
فنفسی حاجۃ فاحسب ثم رجع و عنده فوہم فاطلق فنفسی حاجۃ فرجع و فذہر حوا قال فدخل
و ارحی ابیہ و بیئہ بصرہ قال فذکر فیہ لابی طبعۃ قال لابی کذا کما تقول یترک فی عداشی قال
فلما لہ لہ انجذاب ہذا حدیث حصن غریب من ہذا الوجه و غمروہ بنی سبیبہ فقال لہ الاصلح

(ص ۳۵۷)

قرآن مجید "حضرت انس بن مالک ہر فرست ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھ۔ آپ صریحاً فرمایا کہ میں
کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ نبی کے ساتھ شادی کی تھی۔ آپ صریحاً فرماتے تھے کہ میں ایک مرد کو بویہ تو میں
تشریف لے گئے۔ یہ کوئی کام نہ تھا۔ پھر ماہی تشریف لے گئے تو دیکھا کہ لوہا بھی تک موجود ہیں ہذا پھر چلے گئے اور اپنا
کوئی کام نہ کر کے وہ دروازے پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس مرتبہ لوگ جا چکے تھے۔ حضرت انس صریحاً فرماتے ہیں کہ یہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور میرے اور اپنے دو بیان الیہ پر وہ اس دیا۔ حضرت انس صریحاً کہتے ہیں کہ میں نے اس کا
و نہر پھر دیکھا کہ یہ تو وہ فرماتے تھے کہ اگر میرا ہی ہے تو پھر میں بارے میں تمہارا ہوں۔ حضرت انس صریحاً فرماتے
ہیں کہ پھر یہاں کے تعلق آیت میں ہوتی۔ یہ حدیث میں سند سے سن غریب ہے اور عمر بن سعید کو اصل کہتے
ہیں۔

۳۵۷ - حدثنا قتیبۃ بن سعید نا خضر بن سلمان الصبی عن الجعد بن عثمت عن انس بن مالک
قال لویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل باحبہ فصعدت ابی ثم ملیہ خوفاً فجعلت وی نذر
فقلت ہا نس اذهب بهذا الی ابی صلی اللہ علیہ وسلم فقل لہ تعث بهذا البک ابی و ہن تعثت
السلام و تقول ان هذا لك صافئ یا رسول اللہ قال فذخبت بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقلت ان ابی تعثت السلام و تقول ان هذا لك صافئ فقلت فقال صفعہ ثم قال اذهب فاذع فی فلاحا
و فلاحا و فلاحا و من بیئت فسمی رجلاً قال فذخرت من سمی و من لیئت قال قلت لانس غدا نکم
فاحوا من اہل ثلاث جائتہ قال و قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس مت بہ ثوبو فقل
فدخلوا حتی اصاب الصقع و الحیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شامہ برأی عشرۃ عسرا
و لاکل کل انسان مہا بللیہ قال فاکلوا حتی شبعوا قال فخرحت طبعۃ و دخلت طبعۃ شری اکلوا
فکھم قال فقل لی یا انس لرفع قال ارفعک قد ادری حین و صعدت کذا اکلوا ام حین رفعت قال
و حسن صوابہ منہم فدخلوا فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّدَةٌ وَجَهَّزَتْهُمَا إِلَى الْحَائِطِ وَتَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَمَلَأَا زَوْجَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ رَجَعَ صَوَّاهُمُ قَدْ تَعَمَّأَ عَلَيْهِ فَابْتَدَرُوا لِيَابَ فَعَرَجُوا كَأَنَّهُمْ وَخَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَرَاخِي السِّتْرَ وَدَخَلُ وَتَأْجَالِسُ بَيْنَ الْحَجَرَةِ فَمَنْ بَالَيْتِ لَا تَبْصُرُ حَتَّى تَخْرُجَ عَلَى
وَأَزَلْتُ هَذِهِ الْآيَاتِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ نِسَاءٍ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظِيرِ مَنْ بِنَاهُ وَلَكِنْ ذَا بُيُوتِهِمْ فَادْخُلُوا قَادُوا
طَعَامَهُمْ فَانْتَشَرُوا، وَلَا مُسْتَأْذِنِينَ لَكُمْ فِيهَا فَإِنْ كُنْتُمْ فِي دَارٍ فَأُودِيَ النَّبِيُّ إِلَى أَجْرِ الْآيَاتِ قَدْ تَعَمَّأَ قَدْ
نَاسٍ إِنَّا أَخَذْنَا النَّاسَ عَهْدًا بِهَذِهِ الْآيَةِ وَحُجِّبَتْ بِنَاهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَبِيرٌ حَسَنٌ
صَبِيحٌ وَالْبَغْفُ هُوَ الْمَرْءُ مُعْتَمِدٌ وَكَذَلِكَ هُوَ ابْنُ دِهْلَاجٍ وَكَانَ ابْنُ غُلْمَانَ مُصْبِقٌ وَهُوَ بَقْعَةٌ عِنْدَ أَهْلِ
الْحَبَشَةِ وَرَوَى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُثَيْبٍ وَشُعْبَةُ وَصَفَاءُ بْنُ زَيْدٍ. (ص ۳۵۸-۳۵۹)

ترجمہ: "حضرت انسؓ کا مالک حبشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک عورت سے ٹکرا کر کیا اور اس کے
پانچ تشریف لے گئے تو میری والدہ نے مجھے بتایا (تجسوس اور ستوا کھانا) اور اس کی بچہ کے ہالہ میں ڈال کر بیٹھے
دیار ہا کہ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس سے چاہا اور کو کہ میری ماں نے بھیجے ہے۔ وہ آپ ﷺ کو سلام کہتی ہیں اور
عرض کرتی ہیں کہ وہاں طرف سے یہ آپ ﷺ کے لئے بہت تحویلات یا رسول اللہ ﷺ نے حضرت انسؓ کو بجز فرستے
تھا کہ میں اسے کہہ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور والدہ کا سلام پہنچایا اور وہ بہت مگر عرض کر دی جو انہوں
نے بھیجی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسے رکھ دو۔ پھر مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور فلاں فلاں کو نور جو ملے اس کو بھیج دو اگر ادا کی
گئی اور جن میں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا انہیں بھی اور جو مجھے مل گئے انہیں بھی بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے
ہیں کہ میں نے انسؓ سے پوچھا کہ کتنے آدمی ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا تین سو کے قریب ہوں گے۔ حضرت
انسؓ کو بجز فرستے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ وہ بڑی روئے اسے میں وہ سب لوگ داخل ہو گئے۔ یہاں تک
کہ چہرہ اور چہرہ مبارک بھر گیا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس کا طلق نہ لیں اور ہر شخص نے
ساتھ سے کھائے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان سب نے کھایا اور میرے ہاتھ سے کھائے۔ پھر ایک جماعت نکل گئی اور
دوسری آگئی یہیں تک کہ سب نے کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ انسؓ (رحمہم اللہ) نے کھایا تو میں
نہیں جانا کہ جس وقت لپا تھا اس وقت زیادہ دقت و اذیت زیادہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ چھڑکی لوگ وہیں بیٹھے
باقی کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اور آپ ﷺ کی زد پر نہ تھے بھی وہ ان کی طرف رخ کر کے

دوئے نفعی تھیں۔ آپ ﷺ پر ان کا اس طرح بیٹھ رہنا گراں گزرا چند آپ ﷺ اٹھے اور تمام ازواج مطہرات کے چروں پر گئے اور سلام کر کے واپس تشریف لے آئے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو واپس آتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہ آپ ﷺ پر ان کا بیٹھنا گراں گزرا ہے۔ لہذا جدی سے سب (نواب) دروازے سے باہر چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور پردہ ڈال کر اندر داخل ہو گئے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں بھی نبرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ ﷺ واپس میرے پاس آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے باہر جا کر لوگوں کو یہ آیات سنائیں "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا" (الآیۃ) "اے ایمان والو! نبی کے گھر میں اس وقت تک مت جلا کرو۔ جب تک تمہیں کھانے کی دعوت نہ دی جائے (دوہجی) اس طرح کہ اس کی تیاری کے ختم نہ ہو لیکن جب تم کو بلا دیا جائے تب جاؤ اور کھانے کے بعد اٹھ کر چلے جاؤ۔ اور باتوں میں دل کا کر بیٹھے نہ رہا کرو کیونکہ نبی (ﷺ) کو ناگوار گزرتا ہے وہ تمہارا ملنا کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے ناگوار نہیں کرتا اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز چھو تو پرے کے پیچھے سے اٹھ کر آو۔ تمہارے دران کے دامن نو پاک رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ پھر تمہارے لئے چادر نہیں کہ نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ۔ اور نہ ہی یہ جو تڑپے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے کبھی ملنا نہ کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ ان نواب آیت (۵۳) بعد کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیات سب سے پہلے مجھے پہنچیں اور ازواج مطہرات ان دنوں سے پردہ کرتی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بعد عثمان کے بیٹے ہیں۔ انھیں ایسا دیکھا نہ گئی کہتے ہیں۔ ان کی نسبت ابوحنیفہ بھری ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ یونس بن عیینہ شعبہ اور مزین زہد ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔"

۳۵۸ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَامِلَةَ بِنْتُ أَنَسٍ عَنْ نَعْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَرِيَّ الْبُذْءَ بِالْمُصَوِّفَةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ سَمِعْنَا مِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ يُبَيِّرُ بِنْتُ سَعْدٍ أَمْرًا فَلَهُ أَنْ يُحِبَّنِي عَبْدًا فَكَذَبْتُ فَحَبَلْتُ عَائِشَةَ فَلَمْ تَسْكُ رِسْوَالُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهَا أَلَيْسَ حَسْبَ عَلِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَدَ بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ خَيْرٌ مِنْ جِبْرِيلَ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ وَفِي كِتَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ حُمَيْدٍ وَكُتُبِ بَنِي عُقْبَةَ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَابْنِ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِجَةَ وَهَمَّالَ بْنَ جَارِيَةَ وَبُزَيْدَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

جہ میں کوئی عیب ہے۔ یا تو برس سے یا ان کے خیمے بڑے ہیں یا بھر کوئی اور عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان عیب سے بری کریں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ غسل کرنے گئے اور اپنے پیڑے ایک پتھر پر رکھ دیے۔ جب غسل کر کے فارغ ہوئے تو پیڑے لینے کے لئے پتھری طرف سے لیکن پتھران کے پیڑے سے کر بھٹا کھڑا ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ہر اور اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے کہنے لگے اے پتھر میرے پیڑے سے عیب تک کہ وہ بی اسرائیل کے ایک مرد کے پاس کھینچ گیا اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نکالا۔ کچھ لپکا کر وہ صوبت و شغل میں سب سے زیادہ خوب صورت ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی کر دیا اور پتھر بھی رک گیا۔ پھر انہیں نے اپنے پیڑے لئے اور پیڑے کو عصا سے اتار مارنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم ان کی مارتے پتھر پر ٹپکا یا پارستان پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَكَبَّرُوا كَالَّذِينَ" (۱) لایہ (۱) ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے "وہی غلظہ" کو تکلیف پہنچا دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بری کر دیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے "عزیز" تھے۔ (الحزاب ۲۶) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سند اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے سے منقول ہے۔"

تَفْصِیْلُ

ابو تیمہ۔ اس سورت میں چونکہ نژاد احزاب (قوم غنق) کا ذکر ہے اس لیے اسے سورت احزاب کہتے ہیں۔ یہ سورت احزاب مدنی ہے۔

حافظ بخاری فرماتے ہیں یہ سورت آل عمران کے بعد اور سورت الممتحنہ سے پہلے تلاز ہوئی ہے اور اس میں ۳۷ آیت اور دو رکعت ہیں۔

اس سورت میں کلمت کی تعداد ۱۵۸ جب کہ حروف کی تعداد ۵۰۵ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَكَبَّرُوا كَالَّذِينَ" (۱) لایہ (۱) ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے "وہی غلظہ" کو تکلیف پہنچا دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بری کر دیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے "عزیز" تھے۔ (الحزاب ۲۶) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سند اس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے سے منقول ہے۔"

ان آیات کا مادہ قرعہ پہنچنے کے بعد "امراشان" میں بھی ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں جیل میں "میرزا" میرزا محمد علی شاہ کا ایک آدمی قاضی کی ذکاوت اور "میرزا" میرزا محمد علی قریش بھی کہتے تھے اور وہ خود بھی یہ کہتے تھے کہ میرے بیٹے میں "دل" میں قرآن مجید نے میری ترویج فرمائی۔ کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جس کے وہ دلی ہوں جب جگہ بد میں گذر تو شکست ہوئی تو اوسمیان نے اس شخص سے پوچھا کہ اداں کا کیا حال ہے کہنے لگا وہ تو شکست کھ گئے اوسمیان نے کہا کہ یہ تو بات ہے میری ایک مثال میرے ایلے ہاتھ میں اور دوسری مثال تو ہے یہ پاؤں میں ہے کہنے لگا اچھا یہ بات ہے میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ یہ دونوں

تاکیں میرے پاس ہیں، میں آپ کو لوگوں پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ دوالی کا دعویٰ اس کے بارے میں جھوٹا ہے۔^(۱)
 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ (ص ۱۵۵، ص ۱۴) سُبُحْتَ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ بَلْكَرَاعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ (ص ۱۵۵، ص ۱۴)

أَنَّ بَنِي النَّضْرِ: يَرْفَعُونَ أَحَدَ مِشْجَدِ بَوْمَكَيْ تَحْتَ يَدِ مَعْرِتِ أَمْسِ، إِنَّ الْكَلْبَ يُدْعَى كَيْ جَلَا تَحْتِ.

حضرت انس بن نضر کے مختصر حالات: ان کا نام انس۔ خاندان بخاری سے تعلق رکھتے تھے یہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک کے چچا تھے انس بن نضر کھڑا اپنے خاندان کے سردار تھے عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہو گئے غزوہ بدر میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے جس کا ان کو بہت زیادہ افسوس بھی تھا آپ سرخسیت سے معذرت بھی کی تو انہیں غزوہ احد جب ہوا اور اس میں جب بڑے چاہنازوں کے قدم اکھڑ گئے تو یہ ثابت قدم رہے اور بڑی بہادری سے لڑے اور پھر شہید ہو گئے اسی سے زائد زخمی بن پڑے تھے ان کی بہن رقیہ فریختا بہت نضر نے ان کو انگلی سے بیچنا تھا۔

وَسَمِعْتُ مَنْ يَنْطَلِقُ وَمَا تَدْرُوْنَ غَيْبًا (ص ۱۵۵، ص ۱۱۸) (انظر رشتہ) وہ اور انہوں نے کچھ بھی جہد لی نہیں کی۔ (یعنی کچھ لوگ تو شہید ہو گئے اور جو حضرات زندہ ہیں وہ بھی شہادت کی انتہا میں ہیں وہ اپنے عہد پر قائم ہیں اپنے عزم کو انہوں نے ذرا بھی نہیں بدلا۔^(۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۵۵، ص ۱۰۸)

وَقَدْ أَصْحَبْنَاهُ نَزْلَهُ (ص ۱۵۵، ص ۲۲) حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان اصحاب کے اسامہ ثرائی مفسرین نے یہ کچھ ہیں ① سید اشبدہ ② حضرت عمر و بن الخطاب ③ حضرت معصب بن عمیر ④ حضرت طلحہ بن عبیدہ ⑤ حضرت زید بن حارثہ۔^(۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۵۵، ص ۲۲) فَقَالَ لَا أَتَمَّ بَنِي قَلْبٍ سَمِعْتُ (ص ۱۵۵، ص ۱۲۲)

حضرت حمزہ بن عبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں انس بن نضر کی طرح شہید نہیں ہوئے تھے مگر آپ ﷺ نے یمنین قضی نَجْدَہ کا مصداق ان کو بھی فرمایا۔

میں کی وجہ یہ تھی کہ غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ کو دشمنوں کے حیران سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ بچاؤ تھا یمنین نہیں نے ذوالا لجا جہ لپٹے ہاتھوں سے کام لیا تھا ان کی وجہ سے ان کا ہاتھ شیش بھی ہو گیا تھا ان کے نمبر پر بھی اس دن ۷۰ سے زائد زخمی تھے شہید ہونے میں کسی کو نہیں دیکھی تھی مر یہ اسری بات ہے کہ نہ تعالیٰ نے ان کی زکوٰۃ میں برکت دی تھی اور پھر، جب حمل و حمل میں شہید ہوئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۵۵، ص ۲۲) بَنِي خَيْبَرَ أَوْ وَجْهَ بَدَائِلٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ (ص ۱۵۵، ص ۱۰۸)

ان واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ اذانِ حضرات نے آپ ﷺ سے کچھ زیادہ غریب بننے کی درخواست کی آپ ﷺ نے اس

”قَالَ الْفُسْطَاطِيُّ هَذَا قَدَامٌ عَظِيمٌ مِنْ قَابِلِهِمْ وَفَلَّةٌ مُعْرِفَةٌ بِحَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِفَضْلِهِ...“^(۷۹)

فَلَمَّا قَضَى رُبَّهَا عَامِدًا أَدَّى نِسْجَ فَرَمَاتِهِ جِزْءًا وَجِزْءًا بِهِيَ كُنْزًا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت زہیر بن جابرؓ کا حضرت زینبؓ کی طرف سے باطل ہی دل چڑھایا اور ان کو اپنے نکاح میں رکھنے کی باطن خواہش زہری تو بار خزانہوں نے اس کو طلاق دے دی۔^(۸۰)

زواج نکاحا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے اور جب کہ حضرت زینبؓ اپنی حیات کے ایسا گندار چکل تھیں اس بات پر حضرت زینبؓ بہت حش و خج کیا کرتی تھیں کہ دوسرے ازواجِ مطہرات کا نکاح تو اس کے ذریعہ نہ ہو کر میرے نکاح تو خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔^(۸۱)

لیکن لَا يَكُونُ یہ تعالیٰ پر ہم فخر کرنا چاہیے تھے۔ نہ بولے بیٹوں کی مطہرہ بیویوں سے نکاح ناجائز ہوتا ہے کہ یہ بات آپؐ کا بڑے کُٹس سے ظاہر کر رہی۔

وَقَدْ كَانَ لَمْ يَلْقَهُ مَغْغُولًا (دور دور سے) (اور اللہ کا حکم ہو کر رہے گا)۔ مَدَن حُثَانِ نے عمومی طور پر یہ صحیح فرمایا تھا کہ حضرت زینبؓ کو نبی اکرمؐ کو نکاح کے تہاج میں ضرور آنا ہے اور اس میں یہ تو عمومی حکم بھی تھا کہ اپنے نبیؐ کے کُٹس سے اس کے ہرگز کا فیصلہ آ رہا۔^(۸۲)

لَمَّا رَوَّحْنَا فَنُفِخَ الْبُزُوقُ خَلِيلَةُ الْيَتِيمِ (دور دور سے) (جب رسولؐ نے زہیرؓ کی بیوی سے ان کی طلاق کے بعد نکاح کیا تو ملک کہنے لگے کہ دیکھا اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔) عرب کا یہ دستور تھا کہ لے چک و بچا بیٹا بیچے تو اس کی بیوی سے نکاح کرے (جب کہ دوسرے نے یہ طلاق دے رہے) (دور دور سمجھتے تھے میرے کہ تحقیق بیٹے کی بیوی سے ساتھ نکاح کرے تو دوسرے سے تھے چھ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَانَكُمْ أُفٍّ لَكُمْ“ نہ بولے بیٹے اصلی بیٹے کے ضمیر میں نہیں ہوتے ہیں آپؐ کو فخر کا باجوں کے اعتراف اور ان کے معنی واقفیت سے ڈرنا آپؐ کو فخر کے مقام نبوت کے نشان کے خلاف ہے۔

فَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ آلِ أَحَدٍ (۷۹) (نہیں وہ) (اللہ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمدؐ میری نہیں ہیں۔ اس آیت کریمہ میں یہ بتایا کہ وہاں کہ آپؐ میری کسی مرد کے والد نہیں ہیں آپ کے چند ساجھڑا سے تھے اور وہ بھی زہیرؓ کی حالت میں اسی انتقال کر گئے تھے حضرت زہیرؓ بھی آپؐ کے نبیؐ بیٹے نہیں ہیں۔

أَدْعُوهُمْ لِأَنَّهُمْ هُمُ الْفَسَطُ عَبْدُ اللَّهِ (دور دور سے) (۸۰) نے چک بیٹوں کو بھی ان کے باپ کی طرف منسوب کرنا یہ ہے کیونکہ نہ نہ جاہلیت میں لے چک بیٹے واقعی بیٹے کی طرف سمجھا جاتا تھا جس نے بیٹا بنایا اس کو کسی کی طرف منسوب کر کے پکارا جاتا تھا اسی وجہ سے حضرت عبداللہؐ بن عمرؓ فرماتے تھے میں کہ ہم اپنے حضرت زہیرؓ بن عاصؓ کو زہیر بن محمدؓ فرماتے تھے

مِنْ قَوْلِهِ اس میں 'قوله' ہیں۔

پہلا قول: حضرت انس اور بعض صحابہ اور تفسیر کا یہ کہ یہ نوافل طہرات جو آپ ﷺ کے مکان میں ہیں ان کے بعد کسی اور سے آپ ﷺ کو نکلنا کرنا حلال نہیں ہے۔

دوسرا قول: ابو صاحب ترمذی میں کر رہے ہیں حضرت سمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک قوس اور ایک بات حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی مروی ہے کہ 'مِنْ اَعْلَى الْاَضْطِحَ اِلَى اَسْفَلِ' یعنی شروع آیت میں جتنی اقسام غورتوں کی حلال کی گئی ہیں اس کے بعد یعنی ان کے سوا کسی اور قسم کی غورتوں سے آپ ﷺ کا نکل حلال نہیں ہے مثلاً خاندان کی موجودات غورتوں سے نکل کرنا حلال کیا گیا تھا اسی طرح نسبت کی قید لگا کر آپ ﷺ کے لیے اس کتاب کی غورتوں سے نکل کر کے کوہامہ نزع کر دیا گیا تھا۔

اس تفسیر کے مطابق نوافل طہرات سے بعد دوسری غورتوں سے نکل کرنا حرام نہیں ہوگا۔^(۱۶)

﴿وَلَا أَنْ يَبْدُلَ يَهْنُ مِنْ اَنْزِلَ﴾^(۱۷) (ص ۵۵۷، ص ۲۰) (اور نہ ہی کے بدلے اور غورتوں سے (نکل کر کے) اگر آیت مذکورہ کی جگہ تفسیر مراد لی جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ آیت مذکورہ نوافل طہرات پر آپ کی غورت کا اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کو حلال دے کر اس کے بدلے میں دوسری سے نکل کر سکتے ہیں۔

اگر آیت کی دوسری تفسیر مراد لی جائے تو مطلب واضح ہے کہ مذکورہ نوافل طہرات کے علاوہ دوسری غورتوں سے نکل کر نوافل طہرات کے ساتھ جائز ہے مگر یہ بات جائز نہیں کو ان میں سے کسی کو حلال دے کر اس کی جگہ دوسری کو بدل کر لینی یہ بھی تبدیلی کی نسبت سے نکل جائز نہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ (ص ۵۵۷، ص ۲۰) خَتَّى جَلَّ لَيْسَاءُ (ص ۵۵۷، ص ۲۰)

ترمذی کی اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اتفاق سے پہلے حدیث کی طرف سے دیگر غورتوں سے آپ ﷺ کو نکل کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی اگر یہی تفسیر مراد لی جاتی ہے تو یہ حدیث اس کے لیے ناسخ کا حکم رکھتی ہے مگر اس اجازت کے باوجود آپ نے ان نوافل طہرات پر کسی اور سے نکل نہیں فرمایا تھا۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِبْنِ اَبِي (ص ۵۵۷، ص ۲۰) بِمَنْ يَسْلُبُ قَوْلَ سَلْبٍ فَلَغَوْتُ قَوْلًا: (ص ۵۵۷، ص ۲۰) اگر اکر م ﷺ نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ سہاگہ رات گزاری اور مجھے کچھ لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا۔

شان نزول: ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی مسجور تھیں (مگر چنانچہ اس وقت پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) کچھ لوگ آپ ﷺ کے گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تب بھی وہ اصحاب وہاں نہ بیٹھے رہے اس کے بعد ان کو احساس ہوا تو وہ پہلے گئے

اس کے بعد آپ ﷺ پر آیات نازل ہوئی۔

بُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ مِنْ نَسَائِهِ: (ص ۱۵۷، س ۱) یہاں نسب بنت نیش کا اثر دیا گیا ہے۔

وَأَنَّ النَّحْبِيَّةَ قَبِيلَةٌ (ص ۱۵۷، س ۲) یہ قصہ مسم شریف کتاب الکناح میں باب ذواق نسب بنت نیش و نزول العجائب میں موجود ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: (ص ۱۵۷، س ۳)

أَمَّ سُلَيْمٌ خَبْطَةً: (ص ۱۵۷، س ۹) (میری والدہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جس تیار کیا۔ "حسین" پہلے بھی ادب اب بھی عربوں کا کھانا ہے جو غیر ملکی اور سمجھ سے طائر بناتے ہیں اور کبھی غیر کے نہ ہونے پر آئے کے ساتھ بھی بنا لیتے ہیں یہ پسندیدہ کھانا ہوتا ہے۔

سُئِلَ: حضرت نسب بنت نیش رضی اللہ عنہا کے والد میں آپ ﷺ نے گوشت اور روٹی سے نہایت فروغی تھی عمر حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ام سلمہ بنی بناتے مگر بھیجا تھا اس سے ویرہہ ہوا تھا۔

جواب: والدہ میں گوشت اور روٹی بھی تھا اور حضرت ام سلمہ کا بھیجا ہوا مہس بھی تھا۔ دونوں ہی کھائے تھے۔

فَالْأَنْفُسُ إِذَا أَحْدَثَ النَّاسُ غَيْظًا يَهْدِيهِ الْآفِيَّةُ: (ص ۱۵۷، س ۱۰) (یہ آیات سب سے پہلے مجھے پیش ہیں۔) ملہ فرماتے ہیں جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر اسی سال تھی اور حضرت نسب کا کان فہم میں تھا اس صاب سے حضرت نسب کے کان کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال ہوئی۔ یہ قلاب کے ذل ہونے کے بعد جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ساتھ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو صبر میں داخل ہونے سے روک دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ شراعت و اقد سے آخر تک موجود تھے اسی وجہ سے وہ آیت قلاب کو صبر سے زیادہ جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو: (ص ۱۵۷، س ۱۱) كَانَ أَبُو الْيَمْنِ الْبَيْتَاءُ بِالْعَلْوَةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ:

(ص ۱۵۷، س ۱۲)

آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم آج بھی آیا ہے بعض حضرات نے لایہ بیان کیا ہے مگر حضرت انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں یہ کوئی نئی بات ہے۔

أَنْ تَضْمِنَ عَلَيْكَ فَخَيْتُكَ نَضْمِي: (ص ۱۵۷، س ۱۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ ﷺ پر درود اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے سلام تو اتھات میں "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" سے پڑھتے ہیں مگر درود ہم آپ پر کس طرح بھیجیں اس پر آپ ﷺ نے صحابہ کو درود پڑھانی سکھایا

وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ (ص ۱۵۷، ص ۱۶۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اس لئے لیا کہ شریعت محمدی رسول دین میں شریعت ابراہیمی کے آئین ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آپ ﷺ کے جد امجد ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر کر دیا گیا۔^(۱۰۰)
 ﴿مُحَمَّدًا صَلَّيْتَ عَلَیْہِ﴾ (ص ۱۵۷، ص ۱۶۰) جب رسول شریف میں صلاۃ ملی: نبی شہید اور صلاۃ ملی ابراہیم و مشہد یا علیاً یہ ہے اور کافران یہ ہے کہ مشہد پر مشہد سے افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے اسی اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور فضیلت آپ ﷺ پر معلوم ہوتی ہے۔ اس کے منکر بزرگ نے متعدد جرحیات دیئے ہیں مثلاً:

جواب: (۱) ان کو جیسے فرماتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ کو اپنی فضیلت کا غرور نہیں سواتھا۔^(۱۰۱)
 جواب: (۲) امام پر ہر ایک پر مشہد ہے۔ تمام لوگ ہوتے یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ جہاں اکثری ہے جہاں پر مقصود نفس صلاۃ میں تشبیہ دینا ہے۔

جواب: (۳) کہ سعادت میں کاف تعلیل کا ہے تشبیہ و تمثیل ہے مطلب یہ ہے کہ اس لئے کہ اہل حق آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صلاۃ نازل فرمائی اس لئے آپ ﷺ پر بھی صلاۃ نازل فرمادیجئے۔^(۱۰۲)

جواب: (۴) غیر مشہد کو مشہد کے ساتھ تشبیہ و تمثیل سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ دو اھل ذن ہیں بلکہ کہ انہوں نے قریش جی جوتے تھے آپ ﷺ کو اس وقت تک اتنی شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی۔^(۱۰۳)

جواب: (۵) یہی پر تشبیہ و تمثیل ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آپ ﷺ کی فضیلت میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دو کا نزول ہوا تو آپ ﷺ اس کے زیادہ اعلیٰ درجہ میں کہ آپ پر دو کا نزول ہوا۔^(۱۰۴)

صلاۃ و نماز دونوں ہی ایک ساتھ پڑھنے چاہئیں اگر ایک پر اعتقاد نہ کیا جائے تب بھی جائز ہے۔^(۱۰۵)

رسول شریف کے پڑھنے میں حکمتیں۔

علامہ نے رسول شریف کی مشروعیت کی حکمتیں متعدد لکھی ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

- ① آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے محبوب ہیں اور محبوب کے لئے محبت سے کسی چیز کی درخواست کرنا اس درخواست کرنے والے کو اس محبت کو محبوب کا دینا ہے تو اس پر پڑھنے سے کوئی کو خدا کا قرب حاصل کی کرنا میسر ہو جاتی ہے۔
- ② آپ ﷺ کے امت سرور ہر شے انسانیت میں آپ ﷺ سے مست مبرا ہونے کی وجہ سے بے شمار معصیتیں رواست کی تو آپ ﷺ ایک طرف محسن ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے احسانات کا واسطہ بھی ہیں تو یہ امت آپ کے احسانات کا بدلہ دینے سے قاصر اور عاجز ہے تو کم از کم ان محسن اور وسیلہ حسن سے اپنے رشتے سے صفا کی وہ کوئی شے نہیں جس وجہ سے شریعت ظہور نہ کئے اور جو انہیں احباب رسول شریف پڑھنے کا حکم فرما رہا ہے۔
- ③ آپ کے لیے رسول شریف پڑھنا (دعا کے رحمت کرنا) اس بات کی علامت ہے کہ آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں۔

۷۰ تب غوثیہ کے حق تعظیم و اطاعت کو پورا پورا داکر کیا کسی کے اس کی بات نہیں من لیے سب پر لازم ہے کہ وہ دعا کے رحمت (درود شریف) ۱۴: ۱۴ کرے۔^(۱۵۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ . (ص ۵۷، ص ۵۸)

ابن ابی غلیب پہنچا دیو ائمہ کرام صل: (ص ۵۷، ص ۵۸) (ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا تو برس کے ہیں) ائمہ و فرماتے ہیں کہ انہیں بیچم کو نہ تو ان ایسے جسمانی عیب سے دور رکھتے ہیں جو انہوں نے لیے ہو جب غرت وہ ان اسی وجہ سے جب تمام مہدی علیہ السلام نے حضرت مہدی علیہ السلام پر عیب لایا تو اللہ تعالیٰ نے ائمہ ہدیہ کو فرمایا کہ پھر سے مجھ کو دکھاؤ کہ وہ کیڑے لگے کہ بھگا اور حضرت مہدی علیہ السلام غلطی کی عذرت میں وہوں کے سامنے ہر چند آ کے اسی وجہ سے کوئی نہیں لگی، چنانچہ ہر ایک کو دکھایا کہ پاؤں سے عذر نہیں آیا۔

پہلی تک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد کا تعلق ہے کہ وہ حکمت خداوندی چند دلوں کے لیے امتحان میں رکھے گئے تھے جو بعد میں ختم کر دی گئی تھی۔

قصہ بہارِ پیمنا، ص ۵۷، ص ۵۸ (عسا ہے اسے اسے کہے) حضرت کنواری نبیؑ فرماتے ہیں پھر میں چاہی آئی کہ وہ وہاں کی طرح کیڑے سے کہ بھگا کہ ان کو حضرت مہدی علیہ السلام نے باری کی طرح جو جانور کو تکلیف دے اس کو مارا جاسکتا ہے۔^(۱۵۱)

اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام پر ہندوؤں کے پاس بیچم لگے یہ سب جھوٹا استغظاری ہیں ہوا کیونکہ دوسرا ولی کچھ اسی طرح جس کا اراشہ برائی حالت نہ ہو تو یہ بد حالت میں لوگوں کے سامنے آ کر رہتا ہے۔^(۱۵۲)

تخریج جریب:

۲۳۳۰ - أخرجه أحمد (۲۳۳۰) وصحیحہ (۲۳۳۰) حدیث (۱۵۲) من طریق ابی طیب عن انس بن مالک .
۲۳۳۱ - أخرجه أحمد (۲۳۳۱) وصحیحہ (۲۳۳۱) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق سہیل بن المغيرة عن عبد الله بن أبي عمير عن علفه .

۲۳۳۲ - أخرجه أحمد (۲۳۳۲) وصحیحہ (۲۳۳۲) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق موسى بن طلحة عن علفه عن أبي عمير عن علفه .
۲۳۳۳ - أخرجه أحمد (۲۳۳۳) وصحیحہ (۲۳۳۳) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق موسى بن طلحة عن علفه عن أبي عمير عن علفه .

۲۳۳۴ - أخرجه أحمد (۲۳۳۴) وصحیحہ (۲۳۳۴) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق موسى بن طلحة عن علفه عن أبي عمير عن علفه .
۲۳۳۵ - أخرجه أحمد (۲۳۳۵) وصحیحہ (۲۳۳۵) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق موسى بن طلحة عن علفه عن أبي عمير عن علفه .

۲۳۳۶ - أخرجه أحمد (۲۳۳۶) وصحیحہ (۲۳۳۶) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق موسى بن طلحة عن علفه عن أبي عمير عن علفه .
۲۳۳۷ - أخرجه أحمد (۲۳۳۷) وصحیحہ (۲۳۳۷) کتاب الزمان باب موت ائمتہ للشیخ الحدیث (۱۵۲) - ۱۵۳ من طریق موسى بن طلحة عن علفه عن أبي عمير عن علفه .

- ٣٣٤١ - أخرجه أحمد (٢٨٩، ٣٥٩، ٣) ورواه بن حميد (٣٦٨، ٣٦٧) حديث (١٢٢٣) من طريق علي بن زيد عن أنس بن مالك به
- ٣٣٤٢ - أخرجه أحمد (٢٧١، ٢٥١، ٦) من طريق داود بن أبي هند عن الشعبي عن عائشة به
- ٣٣٤٣ - أخرجه الشريفي من أصحاب الكتب الستة بطريق نسخة الأعراف (٢١٥، ٩)
- ٣٣٤٧ - أخرجه البخاري (١٠٠، ١٠١، ١٠٢)، الترمذي (١٠٠، ١٠١، ١٠٢)، عروم لابنهم هر الأسط عند الله) - حديث (١٧٩٢)، ومسلم كتاب فضائل الصحابة
- رضي الله عنهم - باب فضل زيد بن حنينة وأسماء بن زيد رضي الله عنهما، حديث (٦٢ - ١٢٣٥)، وأخرجه أحمد (١٧٩، ١٧٩) من طريق موسى بن حميد عن سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر به
- ٣٣٤٨ - أخرجه الترمذي ويطر (الدار العشر) (٣٨٥، ٥)
- ٣٣٤٩ - أخرجه الترمذي من أصحاب الكتب الستة بطريق نسخة الأشراف (٩٢، ١٣)
- ٣٣٥٠ - أخرجه الترمذي من أصحاب الكتب الستة ويطر. نسخة الأشراف (١٧٥، ١)
- ٣٣٥١ - أخرجه الترمذي من أصحاب الكتب الستة، بطريق نسخة الأشراف (١٢٠، ١٢٠)
- ٣٣٥٢ - أخرجه البخاري كتاب التفسير، باب قوله في منك ما الله سيدي ونبيي الناس، والله أعلم في نفسه، حديث (١٧٩٧) من طريق ثابت عن أنس بن مالك به
- ٣٣٥٣ - أخرجه الترمذي من أصحاب الكتب الستة بطريق نسخة الأشراف (١٧٩، ١٧٩)
- ٣٣٥٤ - أخرجه أحمد (١٠١، ١٠١، ١٠٢) والبيهقي (١٠١، ١٠١) حديث (١٢٥) والشافعي كتاب الكناح، باب ما يخرجه الله من جرح على
- رسوله  وحرره على خلقه ليزله إن شاء الله قريب به، حديث (٣٢٠، ١) من طريق حماد عن عطاء عن عائشة به
- ٣٣٥٥ - أخرجه البخاري كتاب الكناح، باب قوله من يشاء، حديث (١٢٧، ١) ومسلم كتاب الكناح، باب: رواج ذهب بنت جحش رقم (١٢٨، ٩٤) وأحمد (٣٨٣، ٣)
- ٣٣٥٦ - أخرجه الترمذي من أصحاب الكتب الستة، بطريق نسخة الأشراف (١٩٤، ١)
- ٣٣٥٧ - أخرجه مسلم كتاب الكناح، باب رواج ذهب بنت جحش ومنزل العجايب وإثبات ربيعة العرس، حديث (١٢٨، ٩٤) والشافعي كتاب الكناح، باب التوبة من عرس، حديث (٣٣٨٧، ١) وأحمد (١٢٢، ٢) من طريق أبي عثمان عن أنس به
- ٣٣٥٨ - أخرجه مالك (١٠٠، ١٠٠، ١٠١) كتاب نصر الصلاة من السير، باب: ما جاء من الصلاة على النبي  حديث (٦٧) ومسلم
- كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي  بعد النكاح، حديث (١٠٠، ١٠٠) وأبو داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي  بعد
- الشفقة، حديث (٩٨، ٩٨) حديث (٩٨، ٩٨) والشافعي كتاب النكاح، باب: الأمر بالصلاة على النبي  حديث (١٢٨، ٩٤) وأحمد (١٢٨، ٩٤)
- (١٠٩، ١٠٩) وأبو داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي  حديث (١٠٩، ١٠٩) وأبو داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي  حديث (١٠٩، ١٠٩) وأبو داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي  حديث (١٠٩، ١٠٩)
- ٣٣٥٩ - أخرجه البخاري كتاب أحاديث الأنبياء، باب (٢٨) حديث (٣٤٠، ٤) وطريقه في حديث (١٧٩٩)، وأحمد (٣٩٢، ٣) (٣٤٠، ٤)
- (١) تفسير لوطي جرد (١٠٠، ١٠٠) أو ربهان (١٠٠، ١٠٠) (٢) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٣) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٤) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٥) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٦) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٧) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٨) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٩) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١١) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٢) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٣) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٤) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٥) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٦) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٧) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٨) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (١٩) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)
- (٢٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠) بخاري (١٠٠، ١٠٠) مسلم (١٠٠، ١٠٠) معالم التنزيل (١٠٠، ١٠٠)

یہاں تک کہ میں دوسرا کھم دوں راوی کہتے ہیں کہ سب کی کیفیت میں وقت ڈال بوجھتی تھی۔ ایک شخص نے پوچھا کہ رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ کوئی عورت ہے یا زمین ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہ زمین نہ عورت بلکہ یہ حب کا ایک آدی ہے جس کے دل میں ختمے جن میں سے چھ بکریں لیں گئے اور پھر دھام چلے گئے، دھام میں بسے وہ یہ ہیں۔ کھم۔ جرم، فرمان اور مال اور جو کچھ میں بسے وہ یہ ہیں۔ ازہ اشعر، حبیب، کدو، لہجہ اور فہرہ، ایک شخص نے پوچھا کہ اور وہ؟ مرقیہ ہے آپ نے فرمایا کہ کھم اور کھم ہیں۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔

۳۳۶۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ عُمرٍ نَا سُهَيْبَانَ عَنْ عُمرُو عَنْ عُنُقُمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُضِيَ اللَّهُ فِي السَّمَاءِ أَمْرًا صَرَّيْتَ التَّلَافِيحَ بِأَجْعِيئِهَا خُصَّاعًا يَقُولُهُ كَأَنَّهَُا بِلِسَةِ عَلَى صَفْوَانَ فَإِذَا فُجِعَ قُرُوبُهُمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكَ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ وَاشْيَابِئُنْ بَعْضُهُمْ فَبَوَّيْ بَعْضُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۳۶-۳۳۷)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی نعمت مقرر فرمائے تو سحاب کی ریت اچھے پر بارے میں جس سے ایک زنجیر پھر پھر کھڑکالنے کی سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: حق بات کا حکم فرمایا اور وہ رب سے یہ اور حال تھان ہے یہ شیعہ ان کو یہ یکتا ہو جاتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی سبکیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۳۶۲ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عُبَيْدٍ لِحَبِشَةَ نَا عُبَيْدُ الْأَعْلَى نَا مَعْمَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي مَقَرٍّ مِنْ اصْحَابِهِ إِذْ رَأَى بِحُجْمٍ فَاسْتَأْذَنَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَتَيْتُمْ أَهْلَ لَيْلٍ لَيْلٍ هَذَا فِي النَّجْوَى إِذَا رَأَيْتُمْ قَالُوا كُنَّا يَقُولُ لَمَوَاتٍ عَظِيمَةٍ أَوْ يَوْمَ عَظِيمَةٍ فَقَدْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَا يَرَى بِهِ لَمَوَاتٍ أَحَدٍ وَلَا لَحْيَانِهِ وَلَكِنْ رَأَى تَارَكَ سَمِعَهُ وَتَعَالَى إِذَا قُضِيَ أَمْرٌ اسْتَبَحَ خَشَعَتِ الْعُكُوفُ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُوحُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوحُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ النَّسِيمَ ثُمَّ هَذِهِ السَّمَاءُ ثُمَّ سَأَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ مَاذَا كَانَ رُكْبَةُ قَالَ فَيُخْشَرُونَ لَهُمْ ثُمَّ يَنْجَبُهُ أَهْلُ كَثِي سَمَاءٍ ثُمَّ يَبْلُغُ الْخَيْرُ أَهْلُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَنُصُفُ الشَّيَاطِينِ اسْتَبَحَ فَيَرْمُونَ فَيَقُولُونَ لَيْ أُولَئِكَ هُمْ فَمَا حَادَّ وَ بِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَوْمٌ خَرَّ وَ لَكِنَّهُمْ يَخْرُفُونَ وَ يَرْمُونَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ دَوَّى هَذَا الْمَدِينَةُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ثُمَّ رَجَا مِنْ الْأَنْصَارِ قَالُوا كُنَّا بَعْدَ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۳۳۷-۳۳۸)

تکویناً۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے رہے تھے کہ اچانک ایک ستارہ نونا جس سے روشنی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ زمانہ جاہلیت میں اگر ایسا ہوتا تھا تو کیا کہتے تھے؟ عرض کیا گینا۔ ہم کہتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں نونا بلکہ ہمارا رب اگر کوئی حکم دیتا ہے تو عالمین عرش (یعنی فرشتے) تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے فرشتے جو اس کے قریب ہیں۔ پھر جو اس کے قریب ہیں۔ یہاں تک کہ تسبیح کا شور اس آسمان تک پہنچتا ہے۔ پھر مچھے آسمان والے فرشتے ساتوں آسمانوں والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں بتاتے ہیں اور پھر ہر نیچے والے اوپر دلوں سے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ وہ قمر آسمان دنیا والوں تک پہنچتی ہے اور شیطان کان لگا کر سنتے ہیں تو اس ستارے سے انہوں کو مارا جاتا ہے پھر یہ اپنے دوستوں (یعنی فیلپ کی خبروں کے دعویداروں) کو آکر بتاتے ہیں۔ پھر وہ جو بات اسی طرح بتاتے ہیں تو وہ صحیح ہوتی ہے لیکن وہ تحریف بھی کرتے ہیں اور اس میں اضافہ بھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نہری سے بھی منقول ہے وہ علی بن حسین سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ کئی انصاری حضرات سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔“

تفسیر

چونکہ تسمیہ اس سورت میں قوم سباء کا ذکر ہے۔

سورت سما کی ہے مگر زبوری الیڈین اؤتو النعیم مدنی ہے۔

اور اس سورت میں ۵۵، ۵۴ آیات اور چھ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۳۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۵۲ ہے۔

خُذْ نَاقَةَ ابْنِ مَرْيَمَ (ص ۱۵۷، ص ۳۳)

مَنْ أَدْبَرَ: (ص ۱۵۷، ص ۳۵) جو اسلام سے ہٹ کر چلیں۔^(۱)

مِنْ أَقْصَىٰ إِلَيْهِمْ: (ص ۱۵۷، ص ۳۵) جو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔

حَسْبِيَ أَخْبَرْتُ الْإِنَّا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ کرنے میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں ان کے بارے میں کوئی دوسرا حکم بھیجوں گا۔

وَلَا إِسْرَافَ وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَكِنَّهُ خَسِرَ مِنَ الْغُيُوبِ (ص ۱۵۸، ص ۳۶) (نہ زمین ہے نہ عورت بلکہ یہ عرب کا آدمی ہے جس کے دل میں تھوڑے سا غم ہے۔) عامر قرصی ربیعہ نے بحوالہ قشیری ربیعہ نقل کیا ہے قوم سبا کا کہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت سے پیسے کا ہے۔^(۲)

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نَضِيبٍ مِّنَ النَّفْسِ (۱۵۱) افس ۱۵۱، سر ۱۵۱

انصافاً میں بنایا (سر ۱۵۱، س ۱۵۱) مصداقاً کثرتاً کیا، تکرار سے لیے ہوا ہوتا ہے۔ ضمیر "الَّذِي" انصافاً میں الخلیقہ زکاء ومن الناس الذیہ درستی آیت میں ہے "الَّذِي" انصافاً کثرتاً و نوحاً و آل عمران علی العلیین و نور و یس میں تھا کذا اطلاق اسے تم پر ہے یا کیا ہے جس سے اسے تم پر کی فضیلت اور نعمت کی طرف اشارہ ہے۔

۱۵۱: ۱۵۱ سے ۱۵۱: ۱۵۱ پھر بعض تو ان میں اپنی باتوں پر غور کرنے والے ہیں اور بعض ان میں حیران (اس آیت کی تفسیر میں شامل نہیں کیے گئے) قرار دیتے ہیں۔

مذاہبن میں اس آیت پر تفسیر فرماتے ہیں۔ سابق بالحدیث سے مراد وہ ہے جس میں ان کی نیکیاں ان کی برائیوں پر غالب رہتی ہیں۔

مفصلہ اس سے مراد وہ ہے جس میں ان کی نیکیاں اور برائیاں برابر رہیں۔

ظاہر بنفیسہ ان سے مراد وہ ہے جس میں ان کی نیکیاں ان کی برائیوں پر غالب رہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس آیت کو صبر پر پڑھ کر لوگوں کو بتائی کہ اس آیت کا یہ رشتہ سابقہ و لاحقہ کا ہے۔ مفصلہ سابقہ و لاحقہ کا ہے۔ ظاہر بنفیسہ سابقہ و لاحقہ کا ہے۔ ظاہر بنفیسہ سابقہ و لاحقہ کا ہے۔ ظاہر بنفیسہ سابقہ و لاحقہ کا ہے۔

حضرت والد اور فرزند کہتے ہیں کہ یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا جو سابق بالخیرات ہو گا وہ تو بلا حساب کتاب جنت میں دوس ہو گا اور جو لاحقہ بد کے طور سے ان سے بلا حساب کیا جائے گا اور جو عام میں نہیں حساب میں دوس لیا جائے گا وہ دنیا میں جتنا ہو جائیگا گے پھر ان کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا جس کے بعد و قالو الحمد لله الذی اذهب عنا الشح ان تلاوت فرمائی۔^(۱)

و قالہم فی الجنة۔ فاروقؓ نے اس آیت کے تلاوت کے لیے یہی کریمہ مقرر کیا کہ ان کے لیے یہ سب ہوتی ہیں یہ ایک بات ہے کہ ان تینوں کے جنت میں ملنے کے اعتبار سے وہ بہت مختلف ہوں گے۔^(۲)

حضرت عباسؓ نے "سورہ بقرہ" کی آیت میں ارشاد فرمایا کہ "وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" میں جہنم لفظ نے حضرت محمدؐ ان حنیہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں مراد امت موجود ہے اس کے ظاہر کی بھی "ماتت" ہے اور قصہ جنت میں ہو گا اور ساری کھیرات اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجات حنیہ میں ہو گا۔

تفسیر القرآن (جلد سوم):

۱۵۱: ۱۵۱ احزابہ احمد ۱۵۱: ۱۵۱

(۱) سورہ بقرہ ۱۵۱: ۱۵۱، من کثیرہ حنفیہ کتب العربیہ ۱۵۱: ۱۵۱، تصنیف الصحیح ۱۵۱: ۱۵۱، الامم ۱۵۱: ۱۵۱

— ﴿تَسْمِعُكَ رَبِّكَ ذَا ذَرْبٍ﴾ —

سُورَةُ يُونُسَ

یہ باب ہے سورۃ یونس کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ نَا إِسْحَاقَ بْنَ يُونُسَ الْأَذْرَقِيَّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَتْ بَنُو سَبْعَةَ فِي تَاجِيَةِ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا النُّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَارَكُمْ كُنْتُمْ فَلَا تَتَّبِعُوا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ وَأَمْرٌ سُفْيَانٌ عَنْ طَرِيفِ السَّعْدِيِّ. (ص ۱۵۹، س ۱۶)

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو سبعمہ کے کنارے آ رہے تھے ان کی چاہت تھی کہ مسجد کے قریب نقل ہو جائیں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی "إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى... الآية" (بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اس کو لکھتے ہیں۔ یسین آیت ۱۴) اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ تمہارے اعلان کئے جاتے ہیں اس لئے منتقل نہ ہو۔ یہ حدیث ثوری کی روایت سے حسن و غریب ہے اور الوضوین سے مراد طریف سعدی ہیں۔"

۳۳۶۹ - حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ مُطَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَبَا ذَرٍّ أُنْذِرِي أَبِينَ قَدْغَبَ هَذِهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَوَاتِنَا قَدْغَبَ فَتَسْتَاوُونَ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهُا قَدْ بَيَّلَ لَهَا اِطْلُبِي مِنْ حَيْثُ حَبِطَ فَتَطْلُعِ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ لَمْ قَوِّ وَأَذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا قَالَ وَذَلِكَ فِي إِزَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مُسْتَجِجٌ. (ص ۱۵۸، س ۱۸)

ترجمہ: "حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ غروب آفتاب کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جا کر بعد کی اجازت مانگا ہے جو اسے دے دی جاتی ہے۔ اور گویا کہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں سے طلوع ہو۔ اسی طرح وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر یہ آیت پڑھی "وَذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا..." (اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر۔

لیکن یاد رہے عبدالقدیر کی قراءت میں ہے۔ یہ حدیث مسنح ہے۔

تفسیر

وجہ تسمیہ ابتدائی لکھی جہ سے اس کا نام سورت چھین ہے۔

سورت میں کی ہے۔

اس میں ۸۳ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۷۲۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۰۰۰ ہے۔

خَلَقْنَا مُنْجِلًا نَبِيًّا وَرَسُولًا (ص ۸۸، ص ۶۶)

كَانَتْ بَنُو مُنْجِلَةٍ مِنْ نَجْبَةِ الْيَمِينِ (ص ۸۸، ص ۶۶) جو سورت احمد مدینہ کے لوگ مسجد نبوی ﷺ سے کچھ فاصلے پر رہتے تھے جب ان لوگوں کو اطلاع ملی کہ مسجد نبوی کے قریب کچھ مکانات خالی ہیں تو ان لوگوں نے ان مکانات میں مشعل بنے کا ارادہ کیا اس بات کی جب آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ نے پتھر لے کر شاہد بالا ارشاد فرمایا کہ نماز کے لیے جتنے زیادہ قدم اٹھائے جائیں اتنی ہی زیادہ نیکیاں ملتی ہیں۔^(۱)

خَلَقْنَا مُنْجِلًا بِأَنَّهُ ذُو الْقُرْبَىٰ الْأَيْمَنِ فَتَلَحُّبُ هَذِهِ (ص ۸۸، ص ۶۶) مسطر کو اگر صرف مکان مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا سورج کا مسطر یعنی تھکان جس کا مطلب بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک سال سے دوسرے سال کے فترت تک اس کا جو دور ہے اسی حد متعین کا یہ مسطر ہے۔

بعض نے کہا کہ یہ تعلیل ہے مطلب یہ ہے کہ سورج کو اپنے مقرروں مثلاً رقی اور مغارب پر پہنچتا ہوتا ہے اس لیے چلا رہتا ہے اس کی ایک حد مقرر ہے وہاں تک پہنچنے اور پھر آگے بڑھنے کو مسطر فرمایا ہے۔

بعض نے کہا کہ باور رجوں میں مخصوص انداز سے ٹھہرنا اور پھر آگے بڑھنا یہ مسطر میں مانچا ہے۔ اور اگر مسطر طرف زمان ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کے مسلسل چلتے رہنے کا جو ایک وقت مقرر ہے اس وقت تک چلا رہے گا اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس کی رفتار ختم ہو جائے گی۔

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج چلتا ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے دوسری بات یہ کہ زمین بھی چلتی ہے یا نہیں اس بارے میں قرآن مجید فائش ہے قرآن کی آیت فَأَمَّا مَنْ جَعَلَ الْقَرْنَ قَرَارًا^(۲) اس سے قطعی طور پر زمین کی حرکت نہ ہونے پر استدلال ملتا ہے کیونکہ آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ زمین اس طرح حرکت نہیں کرتی کہ انسانوں کا اس میں رہنا مشکل ہو جائے اس مطلب کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت فَلَوْ أَلْفَىٰ فِي الْقُرْآنِ رَفْعًا لَّيْسَ بِشَيْءٍ^(۳) سے بھی ہوتی ہے۔

تفسیر مجتہدین

بْنِ خَدِيجٍ سَعِيدٌ بَنِي تَيْمِظَ، (ص ۵۸، ۵۹)

تَوَجَّهَ: ”حضرت سرہندہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ”وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ...“ (اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی کر دیا۔ والفظ: ۷۷) کی تفسیر میں نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے تین بیٹے عام، سام اور یافث تھے۔ اہم ایٹمی ترمذی بیحد فرماتے ہیں کہ یافث بھی کہا جاتا ہے۔ یافث بھی اور یافث بھی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سعید بن مسریٰ کی روایت سے جوتے ہیں۔“

۳۳۶۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْغَفَلِيُّ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوفَةَ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَامُ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامُ أَبُو الْغَنِيِّ وَيَافَثُ أَبُو الْوَرُومِ
تَوَجَّهَ: ”حضرت سرہندہ اللہ تعالیٰ اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ سام عرب کا باپ، حام حبشیوں کا باپ اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔“

تَفْسِيرُ

چند تفسیر: فرشتوں کی صفت عادت کی وجہ سے اس کا نام سرہندہ صافات ہے۔

سورت الصافات مکی ہے۔

اور اس میں ۱۸۲ آیات اور پانچ رُوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۹۰ ہے جبکہ کوفی کی تعداد ۳۹۲۶ ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ (ص ۵۵، ۵۶)

وَقَفُّهُمْ إِنَّهُمْ مُسْتَوُونَ: (ص ۵۵، ۵۶) (سورت صافات آیت ۱۲۳) دنیا میں ایک دوسرے سے دوئی تھی ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے مگر کی رحمت دیتے تھے اور یہ کہتے تھے ﴿وَأَنزَلْنَا سَيْلَانًا وَكَانَ جَحِيمًا﴾ (کافروں نے ایمانداروں سے کہا تم ہماری راہ کی تابعداری کرو تمہارے گناہ ہم انہیں گے۔) کہ تم ہماری اتباع کرو تمہاری خطاؤں کو ہم انہیں گے مگر قیامت کے دن سب کو یقین ہو جائے گا کہ ہم ظلمی نہیں اور ہم متقی عذاب ہیں۔^(۱۱)

لَا تَالِكُ لَكُمْ لَا تَنْصَحُونَ: ﴿۱۲﴾ (ص ۵۸، ۵۹) غلط عقائد والے ایک دوسرے کی قیامت کے دن مدد تو کیا کریں گے بلکہ ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے دنیا میں تو تم ہم پر زور ڈال کر کفر و شرک کی راہ دکھاتے تھے آج جب یہ نصیحت میں پہنچے ہوئے ہیں تو تمہاری طرف سے یکسوئی نہ نہیں ہو رہی ہے۔^(۱۲)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خُنْجَرٍ ... (ص ۵۸، ۵۹)

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي رُبِّيَتْ بِهِ قُلُوبُ الْعَرَبِ﴾ (ص ۵۸، ۵۹) (اور ہم نے قرآن آپ ﷺ کو لاکھ بلکہ لاکھوں آدمیوں کی طرف بھیجا۔) حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کے بعد ان کو دوبارہ اس قوم کی طرف مبعوث

تھے۔ (واللہ اعلم)

قَالَ عَامٌ وَسَامٌ وَبَابُهَا بِالْقَاءِ: (ص ۱۵۸، س ۱۸) یہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین مشہور بیٹوں کے نام ہیں۔ (۱) سام سے افریقی ممالک کی آبادیاں دیکھیں۔ خطبات نے ہندوستان پر کستان کے باشندوں کو بھی اسی میں شامل کیا ہے۔

سَام: (ص ۱۵۸، س ۱۸) ان کی اولاد سے اہل عرب اور اہل فارس کی نسل چلی۔

وَبَابُهَا: (ص ۱۵۸، س ۱۸) اس سے ترک سکول اور بیوقوف ماہرین کی خطیں چلی ہیں۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَرِيبٌ: (ص ۱۵۸، س ۱۸) امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲)

تَحْقِيقُ حَدِيثِ

۳۳۶۰۔ أخرجه القاسمي باب من سنة حسنة أو سيئة

۳۳۶۷۔ نردبه الزمدي نظم النعمة (۱۳/۱۳) حذب (۱۵)

۳۳۶۸۔ نردبه الزمدي نظم النعمة (۱۳/۱۳) حذب (۱۶-۱۷)

۳۳۶۹۔ بآني تعريخ

(۱) سورۃ النکوٰۃ آیت ۱۶-۱۷: اُولَ الْبِلَآءِ (۳) سورۃ الصافات آیت ۲۶ (۲) روح المعانی (۵) سورۃ الصافات آیت ۱۷

(۱) تفسیر مطہری تفسیر قرطبی ۱۵/۲۲: حاسب کواکب انوری ۶/۳۱۷ (۷) بیان القرآن (۸) حاسب کواکب قمری ۱۷/۱۱ (۹)

معارج القرآن ۱۷/۱۵-۱۶: سورۃ الصافات آیت ۲۷ (۱۰) قرطبی (۱۱) روح المعانی ۱۵/۲۶ (۱۲) روح المعانی ۱۵/۲۶

سُورَةُ ص

یہ باب ہے سورہ ص کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِلْيَانٍ وَحَدَّثَنَا حَفِيدُ الْمَعْنَى وَاجِدٌ قَالَ نَا أَبُو أُخَيْدٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ

الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى قَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ هُوَ أَبُو طَالِبٍ

فَجَاءَهُ فَرِيضٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ أَبِي طَالِبٍ مَجْلِسٌ وَخَلِي فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ حَتَّى

بَغْتَهُ قَالَ وَشَكَوَهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا ابْنَ أُمِّی مَا تُرِيدُ مِنْ قَوْمِكَ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً تَبَيِّنُ

لَهُمْ بَيْنَا الْعَرَبِ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَقَبَ الْجَزِيَّةَ قَالَ كَلِمَةً وَاجِدَةٌ قَالَ خِيَمَةٌ وَاجِدَةٌ فَقَالَ يَا هَجْمُ قَوْلُكَ لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ فَقَالُوا اللَّهُ وَاجِدٌ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْعِلْمَةِ الْأَجْرَةِ إِنَّ هَذَا الْأَحْبَلَانِي قَالَ فَتَزَلَّ فِيهِمُ الْقُرْآنُ ص

وَالْقُرْآنُ ذِي الذِّكْرِ نَالِي الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَتَضَاقُّ إِلَى قَوْلِهِ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْعِلْمَةِ الْأَجْرَةِ إِنَّ هَذَا

إِلَّا أَحْبَلَانِي هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۵۸، س ۱۹)

— [تَفْسِیْرُ الْقُرْآنِ] —

فَوَاصِلٌ رُبَّمَا قُلْتُ لَمْ يَكُنْ لِي فِيهِمْ يَخْتَفِعُونَ إِلَّا غُلِي (ص: ۵۹، ۶۰)

تفسیر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب میرے پاس نہایت اٹکی سمیرت میں آیا اور فرمایا: اے محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا: یا رب حاضر ہوں اور میری فرمائشوں کے لئے مستعد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر میں فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے رب مجھے علم نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنا، محمد میرے دشمنوں کے درمیان رکھا جس کی بھڑک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور مشرق و مغرب کے درمیان جو تھو ہے سب قوم جان مایا، پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا: اے محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا اے رب حاضر ہوا یا ہمارا حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مغرب فرشتے کس چیز کے متعلق جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہر بات اور کائنات میں اسلحہ کی طرف (ہاتھ ملت لڑنے کے لئے) بیٹوں چلے میں، تکلیف کے باوجود انہی طرف منسوب کرتے ہیں اور ایک قوم کے بعد دوسری کا انکار کرتے ہیں۔ جو ان چیزوں کی حفاظت کرے گا بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور فریب پڑے گی اس کو موت آئے گی اور اپنے دشمنوں سے اس صحن پاک رہے گا دیکھا: حق ہی اس کی بات نے اسے جانا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن فریب ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ اس کی مانند طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو گیا اور میری غفلت میں وہ اب تک تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: مغرب فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں۔

تفسیر

مکہ تیسرا حصہ: یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے صورت میں ذکر کیا ہے۔

سورت میں کی ہے اور میں ۸۶، ۸۸ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۱۱ ہے، اب کوئی حرف کی تعداد ۳۶۶ ہے۔

مُحَمَّدٌ مِّنْ مَّحْمُودٍ ۚ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْهُ فَرَارًا وَّجَاهًا ۚ اِنَّ يَّسِيْرَ الَّذِيْنَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۰ ص: ۱۰۱

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس راایت کو کچھ وضاحت سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اب آپ ﷺ کے چچا ابوبہب نامی ایک شخص تھا جو نے تو قریش کے بڑے بڑے مرادوں نے ایک مجلس متاعہات، امتدادی جس میں انجیل، میں میں وہاں، اسوہ میں مطلب، اسوہ میں عہد نبوت اور کچھ دوسرے رہا۔ شریک ہوئے ان میں نے مشورہ کیا کہ اگر ابوطالب کا انتقال ہو جاتا ہے انجیل کے بعد ہم محمد (ﷺ) کے نزاکت خلیفہ کلام کریں گے تو عرب کے وہ طعنہ دہوں گے کہ ابوبہب کی زندگی

میں تو کچھ نہیں کہ آپ محمد (ﷺ) کو جگہ مناسب ہے۔ اس لیے وہ ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا بھتیجا جس کی چاہے
 بہانہ کہتے مگر ہمارے پیروں کو کچھ نہ کہے ابو طالب نے آپ سے فرمایا کہ اسی مجلس میں بلایا اور کہا۔ "مجھے یہ لوگ تمہاری
 شکایت کر رہے ہیں میں نے ان کے معبودوں کو براست کیا کہ تم اپنے خدا کی عبادت کرتے ہو اس پر قریش کے لوگوں نے کچھ اور
 باتیں بھی کہیں تو ان میں آپ سے ملنے والے اورشرفدار پیاوٹے یا میں ان کو اپنی چیز کی محبت سے دوسرے جس میں ان کی بھرتی ہے؟" ابو
 طالب نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا میں ان سے ایک ایسے کچھ کہوں گا جتنا ہوں جس کے ذریعہ ملاح عرب ان کے
 سامنے جھک جائے اور پورے خیم کے یہ مالک بن جائیں گے۔ یہ اور جمل نے کہا ان کو تو اس مال کے ساتھ دوسرے بچ کی قسم ہم
 یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمہیں اس کے اس پر آپ سے ملنے والے فرمایا "لا الہ الا اللہ" کہہ لو یہ میں تو دوسرے اپنے پیڑے حجاز کر
 کر رہے ہو گئے اور ہمارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کو اختیار کر لیں یہ تو عجیب بات ہے۔" (۱)

کئی تفسیر (ص ۵۵، ص ۵۶) ایک اور روایت میں مزید وضاحت آتی ہے "وَنِيْلَهُمْ وَبَيْنَ اَبْنِ طَالِبٍ قُلُوْبُ
 مَخْلِبِ رَاحِلٍ قُلُوبُ فَخَبَسُوا اَوْ خَفَلُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ اِنْ جَلَسَ اَبُو طَالِبٍ اَنْ يَّجُكُنْ اَوْ لَوْ لَهْ غَلِيْبٌ فَوَلَّيْتُ
 فُجَلَسَ مِنْ ذَلِكِ الْمَخْلِبِ اَتَمَّ نَجْدًا رَمَوْا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مَخْلَبٌ قَرِيبٌ عَلَيْهِ فُجَلَسَ بِنَدَةِ اَلْاَبِ" (۲)
 حَقَّقْنَا بَلَدًا (ص ۵۵، ص ۵۶)

اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُ رَبُّنَا اَنْزَلْنَا مِنْ اَلْعَالِي اَبْنِ اَلْاَخْنَسِ ضَوْفًا (ص ۵۵، ص ۵۶)

میں کہ ہم نے جو اللہ تعالیٰ کو کہاں دیکھا؟

اس میں واضح ہیں

پہلا احتمال: خوب میں دیکھ جیتے کہ آگے دانی نے میں کو تذکرہ یہ تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہوگا کیونکہ انسان
 خوب میں شکل والے بڑے کو بھی نہیں دیکھا ہے اور بھی اس کے کس بھی غیر شکل والی شکل اور صورت میں دیکھا ہے۔
 دوسرا احتمال: جام پیدائش میں دیکھ تو اس صورت کی اور میں حسن صفت کے ساتھ کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے صفت ہمارے
 نے ساتھ نقل فرمایا اور ہمارے میں بھی یہ نہ بات ہے کہ صورت حال یہ ہے یا اس مسئلہ کی صورت یہ ہے یا ہمارے صورت
 کے شکل ہمارے نہیں ہوتی بلکہ اس کی کیفیت اور حقیقت مراد ہوتی ہے۔

بیتہ تفسیر (ص ۵۵، ص ۵۶) اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُ اَلْعَالِي اَبْنِ اَلْاَخْنَسِ ضَوْفًا (ص ۵۵، ص ۵۶) کو طلب یہ ہے کہ قرین فرشتے کون سے کیفیت والے عالم
 کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کا تہذیب اس فعل کو مقام قبولیت تک پہنچانے میں ہے کہ
 ہر ایک فرشتے کی تمنا یہ ہے کہ میں پہلے اس کو دیکھوں۔ (۳)

فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ (ص ۵۵، ص ۵۶) ملاحظہ فرمائیے کہ وہ یہاں کہ اس سے حقیقی معنی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ
 تعالیٰ اس سے پاک و پیرا ہوں پر یہ کوئی ہے جو آپ سے ملنے والے پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی زیادتی مراد ہے جسے ہم دیکھتے ہیں کہ

۱۱۔ جب کوئی آدمی سے خوش ہو، اس کو بیٹھ کر، نہ بھیرتا۔

حاجی و خاندان بزرگ، اہل خانہ، اہل کسب و کار، اہل علم و ادب، اہل فنی سے یہ سب کچھ بھرا ہوا تھا۔ اس پر اس سے آئے کا جملہ شیر ہے اس کی برکت سے آپ سب کو شہر سے زبردستی دھکیل دیا گیا تھا۔ انھوں نے اور تمام چیزیں جوں کا توں آپ کو سونپ دیں۔ ان کے یہ سب کچھ بھی مل کر آپ کو کچھ اضافی کچھ دے رہے تھے۔ کئی عمارتیں کے ٹکڑے دے رہے تھے۔ جیسے کہ

عَدْنَا مُعَمَّدًا بِنِشْرٍ (اسراء: ١٢٥) اَلَّذِي رَمَى فِي الْحَسَنِ صَبْرًا فَفَعَلَتْ بِآءِ عَمْدًا.

[illegible]

تَجْوِذُ خَمْسِيَّةٍ :

[illegible][illegible]

— 10 —

279

سَمْعُ الْقُلُوبِ

یہ باب ہے سورۃ زمر کی تفسیر کے بیان میں

٢٢٧٦ - حدثنا أبو الهيثم عن حماد بن عمار عن أنس بن مالك عن عبد الرحمن بن حاطب عن عبد الله بن الزبير عن أبيه قال سألت ثم إنكم يوم القيامة جند زكمت لعنينة قال الزبير يا رسول الله أنكرت علينا الأحمق منه بعد النبي كان يفت في الدنيا قال نعم فقال يا الأسير ابن أسيرة هذا حديث حسن صحيح من رواه

(تجملہ) "حضرت محمدؐ میں جو یہ واقعہ روایت کرتے ہیں وہ سب "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی تائید کرتے ہیں۔

تقریباً ۱۰۰ سال پہلے یہ حدیث مکتبی سے دو فضیل بن عیاض سے (روانسنوار سے) اور انہوں نے (مکتبی سے) ام خلیفہ و۔ سے اور دو عبد اللہ
 سے (تسلیہ کے میں) مکتبی نے ام خلیفہ و۔ سے (روانسنوار سے) اور انہوں نے (مکتبی سے) ام خلیفہ و۔ سے اور دو عبد اللہ

رب اللہ تعالیٰ پر حق توکل کرتے ہیں) کبھی اگر کبھی سفیان (راوی) نے یہ بھی فرمایا ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۳۷۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبرَاهِيمَ نَا سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ الْعُمَرِيُّ عَنْ بَنِي شُعَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَارْثُومٍ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ مِنَ الصُّوَرِ قَالَ قَرَأْتُ يُفْعِلُ فِيهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّهُ لَعَرُوفٌ مِنْ شُرَاطِيقِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ (ص ۱۸، ص ۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ! صورت یہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سیٹک ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلیمان نجفی کی روایت سے جانتے ہیں۔“

۳۳۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمَانَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو نَا أَبُو سَلْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ يَهُودِيٌّ بِي سُوْفٍ التَّيْمِيَّةِ لَا وَاللَّهِ لِي أَصْلَفِي مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَدَهُ فَمَسَّتْ بِهَا وَجْهَهَا قَالَ تَقُولُ هَذَا وَفِيهِ لَبِئْسَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُضَعُّ فِي الصُّوَرِ فَصَيِّقُ مَنْ فِي الْأَسْمَانِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُضَعُّ فِيهِ أُخْرَى فَلَمَّا مَدَّ يَدَاهُ يَنْظُرُونَ فَذَكَرُوا مَنْ رَفَعَ يَدَهُ فَلَمَّا مَدَّ يَدَهُ مُوسَى أَجَدَ بَنَاتِيهِ مِنْ قَوْمِهِ النَّعْرِي قَالَ لَرَأَيْتُ أَرْقَعَ رَأْسَةً قَبْلِي أَمْ كَانَ بَعْضُ الْمُسْتَنِيِّ اللَّهُ وَمَنْ قَالَ إِنَّا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَكَذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۶، ص ۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے بازار میں ایک یہودی نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے موسیٰؑ کی طرح انہوں میں پسند کر لیا۔ اس پر یہ انصاری نے ہاتھ اٹھ کر اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا اور کہا کہ تم نبی اکرم ﷺ کی سبوتی میں یہ بات کہتے ہو۔ (پھر وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ بات چھیڑ دی ”وَضَعُ فِي الصُّوَرِ ...“ (اور صورت پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائے گا جو کچھ سمجھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے ہے۔ پھر وہ دوسری بات پھونکا جائے گا تو کھائے گا اور کھائے گا کچھ رہے ہوں گے۔ (ترمذی ص ۶۸) اس موقع پر سب سے پہلے سر اٹھانے والے میں: وہ کہہ رہے تھے کہ وہی چٹکا کرش کا یہ یہ پکڑے ہوئے ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ انہوں نے مجھ سے پہلے سر اٹھایا اور ان میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستحق کر دیا وہ جس نے یہ کہا کہ میں نے نبی بن تہی سے فضل: وہ دو جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۳۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَلْفَانَ وَنُفَيْرٌ وَاجِدٌ قَالُوا نَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمَانَ نَا الشَّرَفِيُّ نَا أَبُو اسْتَحْبَلٍ نَا الْأَعْمَشُ

خَذَلْتُمْ عَنْ أَبِي سَبِيحٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُبَادِي مُبَادِيًا لَكُمْ أَنْ تُخَيَّبُوا فَلَا تَمُوتُوا بَلَدًا وَأَنْ تَصُكُّوا فَلَا تَسْقُطُوا أَبَدًا وَلَكُمْ أَنْ تَيْبَسُوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنْ أَكَلْتُمْ أَنْ تَمُوتُوا فَلَا تَأْكُلُوا أَبَدًا فَلْيَبِكْ قَوْلُهُ تَعَالَى وَبِذَلِكَ الْبَيْتِ أُنْزِلَ أَوْ قُضِيَ مَا بَيْنَهُمْ تَعْمَلُونَ وَزَوَى مِنَ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ هَذَا الْخَبَرُ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَلَمْ يَرَفَعُوهُ.

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ (جنت میں) ایک اعلان کرے گا کہ تمہارے لئے زندگی ہے تم بھی نہیں مرے گے تمہارے لئے تمدن ہے تم بھی چہر نہیں ہو گے اور تمہارے لئے نعمتیں ہیں تم بھی تکلیف نہ ہو گے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے ”وَبِذَلِكَ الْبَيْتِ“۔۔۔۔۔ (الآیہ) (ابریکین و دجست ہے جس کے تمہارے اعمال کے بدلے اور اس لئے کہ اس مبارک و نصیب یہ حدیث ثوری سے روایت کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے۔“

۳۳۸۲ - حَدَّثَنَا شُوَيْبُ بْنُ نَصْرٍ نَا غَدَالِقَةَ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ خَبِيبِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنْذَرِي مَا سَعَتْ جَهَنَّمُ قُلْتُ لَا قَالَ أَجَلُ اللَّهِ مَا تَعْدَرِي خَذَلْتَنِي عَابَسَتْ أَنْهَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ حَبِيبَةً قَبَضَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالشُّمُورُ مَطْلَبَاتٌ بِحَبِيبِهِ قَالَتْ قُلْتُ فَلَمَنِ الدَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَلَى خَيْرِ جَهَنَّمَ وَبِذَلِكَ الْخَبَرُ وَبِذَلِكَ الْخَبَرُ وَهَذَا الْخَبَرُ حَسَنٌ صَحِيحٌ عَمْرٍو بْنِ هَذَا التَّوَجِّهِ.

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد سے پوچھا کہ جتنے جہنم تھی وہی ہے! مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ”نہیں“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ”وَالْأَرْضُ حَبِيبَةً“ کے بارے میں پوچھا کہ ”وَالشُّمُورُ مَطْلَبَاتٌ“ اس دن لوگ کہیں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے بل پر ہوں گے۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے اور یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔“

تفسیر

پہلے تسمیہ: زمر کے معنی ہوتے ہیں گروہ کے چونکہ اس سورت میں بھی قیامت کے روز انسانوں کے دو گروہ ہوں گے ایک جنت ہائے الاثر اور دوسرے جہنم والے گروہ اس لیے ان کے تذکرے کی وجہ سے اس کا نام سورت زمر ہوا۔

سورت زمر کی ہے مگر اس میں ”فَأَقْصِرْ بَيْنَهُمَا ذِئْبَانِ اتَّعَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ“ (۱۲) مدنی ہے۔

اس میں آیت اور آٹھ رکوع ہیں۔

اللہ تعالیٰ چاہے۔) کی تفسیر بیان کی ہے۔

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (ص ۱۶، س ۱۷) اس کا پڑھنا یہی بڑی آیت و مصائب سے آدمی کو نجات دلاتا ہے اور ناصیت اور ملامتیں دھواۓ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگ کھوکھلے میں جب ڈالا جا رہا تھا تو ان کی زبان مبارک پر بھی یہی لکھ تھا اسی طرح جب آپ کو اطلاع ملی کہ کفار جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ لکھ نکلا کہ ”حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ (۱۶) حَسْبُنَا اللَّهُ... (ص ۱۶، س ۱۷) قَالَ قَوْلٌ مُنْتَقِضٌ مِنْهُ (ص ۱۶، س ۱۷)

اس حدیث کو امام ترمذی (رحمہ اللہ) نے فی الصَّوَرِ فَصَحَّحَ مَنْ فِي التَّحْقِيقِ (۱۶) کی تفسیر میں نقل فرما رہے ہیں۔
الصَّوَرُ قَوْلُهُ (ص ۱۶، س ۱۷) جس میں اسرائیل صود بھونکے گئے اس کی شکل سیگ کی طرح ہے بعض علماء نے یہاں کیا ہے کہ اس کا سراپا حضرت اسرائیل علیہ السلام کے سر میں ہے اس کی گولائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے (واللہ اعلم)۔ (۱۷)
حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (ص ۱۶، س ۱۷)

وَالَّذِي اصْطَفَىٰ مُوسَىٰ عَلَىٰ الْكَاهِنِ (ص ۱۶، س ۱۷) ایک دوسری روایت میں ہے اِسْتَبَدَّ وَجُلَّ مِنَ الْفٰسِقِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ قَالَا الْفٰسِقُ وَالَّذِي اصْطَفَىٰ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفٰسِقِيْنَ فِيْ قَوْمِ بَنِي إِسْرٰءِيْلَ (۱۷)

قرآن مجید میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے لڑایا گیا ہے ﴿وَالَّذِي اصْطَفَىٰ﴾ عَلٰی الْاَنبِيَاۡیِیْنَ اور شاد ہوا کہ (اے موسیٰ!) میں نے پیغمبری اور اچھی سمجھائی سے اور لوگوں پر غلبہ کو اختیار کیا۔ یعنی اے موسیٰ میں نے آپ کو تمام لوگوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل قرار دیا گیا تھا مگر آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے بعد آپ ﷺ ہی سب سے افضل و اعلیٰ ہوں گے۔

اسی وجہ سے اس صحابی کو بعد آپ ﷺ آپ اور اس نے بخش میں ذکر اس یہودی کو ایک شہانہ رسید کر دیا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعِيجُ (ص ۱۶، س ۱۷) ایک دوسری روایت میں آتا ہے ”قُلْنَا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّكَ تَقُولُ قَوْلًا لَا يَكُونُ إِلَّا لِرَسُولٍ“ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ أَتَيْتُمْ وَنَعِيجُ (۱۷)

فَلَا أَذْهَبُ أَرْفَعُ وَأَسْفَلُ قِيلَ أَمْ كَانَ جِئْتُ (ص ۱۶، س ۱۷) قرآن مجید کے لفظ ”لَا مِنْ شَأْنِ اللَّهِ“ سے بھی اشارہ ملتا ہے مگر اس میں وضاحت نہیں ہے کہ استثناء کن لوگوں کا، مگر اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی طاعت نہ ہوئی ہو کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر دیدار الہی کی خواہش میں دنیا میں بے وقوف ہو چکے

تھے اُن کے دوسرے اہمال کو مان لیا جائے تو اس صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت آپ پر ضروری ہوگی مگر کئی فضیلت تو آپ پر بھیج کر مکتوب حاصل ہے۔^(۱۳۲)

وَمَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ نَسِ نَسِي فَهُوَ كَذِبٌ: حضرت یونس علیہ السلام کی مٹی، ”مٹی“ حضرت یونس علیہ السلام کے والد! ولد وہ کا نام ہے۔

سوال: یہاں پر حضرت یونس علیہ السلام کی مثال کیوں دی گئی؟
جواب: حضرت یونس علیہ السلام کی ایذا کی وجہ سے قوم کو چھوڑ کر نکل گئے تھے اس کے مقابلہ میں بعض دوسرے انبیاء نے بہت زیادہ اولوالعالی کا مظاہرہ کیا تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ مجھ کو یونس بن حتی سے بھی افضل مت کہو یہ آپ کی مگر قسم کی وجہ سے تھا یہ اس وقت کی بات تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اتنی یمن آئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔^(۱۳۳)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ (ص ۱۸، س ۱۲)
وَأَنَّ لَكُمْ أَلِيَّ تَنْبِيْءًا: (ص ۱۸، س ۱۲) جنت کی تمام چیزوں میں کسی قسم کا کوئی ردہ بدل نہیں ہوگا اور وہاں کی تمام چیزوں کو جتنا ہے اتنا نہیں ہے اس لیے ہر چیز ہمیشہ باقی رہے گی۔

وَأَنَّكَ أَجْمَعُ الْبَشَرِ أَوْ تَصْطَوْنَهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (ص ۱۷، س ۱۱) یہ سورت زخرف کی آیت ہے اور یہاں پر تفسیر سورت زمر کی چل رہی ہے امام ترمذی نے اس آیت کو یہاں کیوں ذکر فرمایا شریعت کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔
حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ ... (ص ۱۶، س ۱۵)

فَالْيَوْمِ النَّاسُ (ص ۱۶، س ۱۸) اس سے پہلے ترمذی میں اس قسم کی حدیث ”يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَكْزَبُ“ کے حتم میں بیان کی گئی ہے وہی اس کی تشریح بیان ہو چکی ہے۔ ایک روایت میں غلغلی جیسے کی جگہ پر ”يَوْمَ الظُّلُمَةِ“ کا لفظ بھی ذکر کیا گیا ہے۔

وَمَنْ أَخْبَرْتُ بِقِصَّةٍ: (ص ۱۶، س ۱۸) یہاں امام ترمذی کون سا قصہ بیان کرتا ہو چکے ہیں شاربیعین نے اس کے بیان کرنے سے اپنے ججز کا ظہار کیا ہے۔ کہ یہاں پر امام ترمذی ان سے واقف کی طرف اشارہ کرنا چاہ رہے ہیں۔

تَفْہِیْمُ الرَّحْمَنِ:

- ۱۳۲- أخرجه أحمد (۱۸۹/۱) و ابن ماجہ (۱۶۷/۱) و الترمذی (۲۶۰۰۳/۱) حدیث (۱۰۶۰۷۰۰)
- ۱۳۳- أخرجه أحمد (۱۸۹/۱) و ابن ماجہ (۱۶۷/۱) و الترمذی (۲۶۰۰۳/۱) و عبد بن حمید (۱۵۶۱۰) حدیث (۱۵۶۷۷)
- ۱۳۴- أخرجه الشارح (۱۸۹/۱) کتاب التفسیر: باب فَوَہَا فَعَرَوَا اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِ: حدیث (۱۶۲۰۰) و الطحاوی (۷۹۱۰۰) و الطحاوی (۷۹۱۰۰)
- ۱۳۵- و مسلم (۲۱۵۷/۱) کتاب صفات الصفی و أحکامہم: باب صفۃ النبۃ و صفۃ النبی: حدیث (۲۷۸۶۰) و أحمد (۱۶۹۰۰)

۱۔ المؤمنین: ۴۰) یہ حدیث حسن ہے۔

ہوا تھا کہ تین تہائی آئے تھیں کے پیٹ زیادہ چربی والے اور بال کم بکھڑالے تھے۔ ایک قریشی مرد اس کے والدہ تھے۔ یہ ایک شعلی اور وہ اس کے والد قریشی تھے۔ ان لوگوں نے آپس میں کچھ بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا۔ پھر ایک شخص لگا کیا خیال ہے یا اللہ تعالیٰ ہماری یہ بات سن رہا ہے؟ دوسرے کہنے کا اثر ہم اپنی آواز بلند کریں تو سنتے ہے اور اگر پرت کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرے کہنے لگا کہ اگر وہ تو اس سناتا ہے تو پورا ہی سنا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی "وَمَا كُنْتُمْ خَشِيعَةً لِّرَبِّكُمْ" الخ، سیرین۔
تیس۔ یہ حدیث حسن ہے کہ حدیث گوشوارہ میں لکھا ہے کہ کعب سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے اعش سے انہوں نے احماد و ابن عمیر سے انہوں نے ازب بنی ربیعہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

٣٨٦ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاحُ ثنا أَبُو قَتَيْبَةَ سَلَمُ بْنُ قَتَيْبَةَ زُ سُهَيْلُ بْنُ أَبِي خَزِيمٍ الْفُلْفُلِيُّ ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ بْنِ دَاوُدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْوَلِيدُ فَأَلْوَا رَأْسَهُ إِنَّهُ لَمْ يَسْتَظْهِمُوا قَالَ فَمَا قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرُوا أَكْثَرَهُمْ فَمِنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهِيَ بِمَعْنَى السَّقَامِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ سَمِعْتُ أَبَا إِزْعَةَ يُنَوِّلُ رَوَى عَنْهُ عَنْ عُمَرَوِّ بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا.

تقریباً کہ ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا...“ (اے کفار جنہوں نے کہا تھا کہ تمناؤں کا رب، اللہ تعالیٰ ہے بھرا اس پر کائنات رب، ان پر فرشتے ہمارے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم۔ ہم مسجد آیت ۳۰ اور فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے یہ بات کہی اور پھر مکر ہو گئے پھر پھر شخص اس پر راہ کا نذر رہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی روایت سے چننے ہیں۔ ابوذر کہتے ہیں کہ عثمان نے عمرو بن لُحی سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔“

— تفسیر —

ہر قسم کی آیت مجیدہ کے سبب میں کا نام سحر و جادو ہے۔

سورۃ سجدہ کو سورۃ فصاحت کہیں گے یا نہیں۔

یہ سورت بھی سے لگوار ہس میں ۵۳ آیات اور چور کوئی ہیں۔ جس سورت میں طہات کی تعداد ۹۰۹ سے جب کہ ۱۰۰ کی تعداد

 $\frac{1}{2} \pi = 4$

حَدَّثَنَا أَبُو أُمٍرٍ ثُمَامُ بْنُ حَسَمٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ دَخَلَ بَيْتَهُ فَدَخَلَ بَيْتَهُ فَدَخَلَ بَيْتَهُ»

وَمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنْ يَنْزِلَ فِي سَبْعِ سُوَرٍ (سورہ قمر ۱۷-۱۸) (اور تم انہیں جاننا کہ جس وجہ سے پڑھیں گے ان میں

تَرْجَمًا" قبیلہ بنو مروہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں کوڑا لیا تو بچہ بلال بن ابو بردہ کے حال کے متعلق بتایا گیا میں نے کہا کہ اس میں عبرت ہے میں ان کے پاس گیا وہ اپنے کسی گھر میں قید تھے جو انہوں نے بنوایا تھا۔ انہیں پہچانتے اور مار پیٹنے کی وجہ سے ان کی شکل و صورت بدل گئی تھی اور ان کے بدن پر ایک پرانا چھتڑا (کپڑا) تھا۔ میں نے کہا "اللہ تعالیٰ سے بلال میں نے تمہیں دیکھا کہ تم ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے غبار نہ ہونے ہوئے بھی ناگ چکر کر گزرا کرتے تھے، اور آج اس حال میں ہو۔ کہنے لگے تم کون ہو؟ میں نے کہا: ابن عباد ہوں اور بنو مروہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ بلال نے فرمایا یہ میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں شاید اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں نفع پہنچائیں۔ میں نے کہا: سہیچے۔ انہوں نے فرمایا: اور بردہ اپنے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کو کوئی تکلیف یا چوٹ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہی پہنچتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ اور جو (گنہ) "لہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں وہ اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ" (اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ انشوری آیت ۳۸) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم یہی کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔"

تفسیر

یہ سورت کی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں مسلمانوں کو مشورہ کر کے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس صورت کو تم پسند بھی کیا جاتا ہے۔

اور اس میں ۵۴ آیات اور پانچ رکعات ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۸۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۵۸۸ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص: ۸۰، ص: ۳۰)

عَلَّامِ الْغُيُوبِ غِنِ غَالِبِ الْإِلَهِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْوَجْدَ (ص: ۸۰، ص: ۳۱)

جہود مضمین کے نزدیک اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے آپ ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ فرما دیجیے کہ میری اطاعت کرو اگر تم میری نبوت کو تسلیم نہیں کرتے تو نہ کسی تحریر ایک خاندانی حق بھی تم پر ہے جس کا تم انکار نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ رشتہ داری کی وجہ سے عداوت اور دشمنی نہ کرو "فَقُولُوا إِنَّمَا أَصَابَنَا مِنَ اللَّهِ وَمِمَّنْ رَحِمَهُ الْفِتْنَةُ أَفَلَا تُفْقَهُونَ" علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ نام شعی بیسہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے ہم سے اس آیت کی تفسیر معلوم کی تو ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ فرمایا۔

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ وَسَطَ النَّسَبِ فِي فَرْعَيْنِ نَسَبٍ بَطْنٌ مِنْ بَطْنِ نَجْمٍ أَلَا وَقَدْ رَأَيْتُكَ قَالَ

اللّٰهُ نَعَالِيْ قُلٍّ لَا تَسْلُكُكُمْ اَجْرًا عَلٰی مَا اَدْعَوْكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا الصَّوَدَۃَ فِی الْقَعْرِ یٰۤی قُوْۤرَیْۤہِیْ لَقَدْ اَنۡبِیَۡتُ
مُنۡکُمْ وَ نَحۡضُوۡنِیْ بِہَا۔^(۱۱)

(آپ ﷺ قریش کے ایسے سب سے تعلق رکھتے تھے جس کے برہنہ ہونا آپ ﷺ کا دعوئے ولادت قائم ہو
اس لیے عائد قاتی نے یہ فرمایا کہ آپ ﷺ میں سے یہ بڑا جس کی کو اپنی دعوت میں قمرے کوئی معاوضہ بجز اس کے
نہیں مانگا کرتا مجھ سے آیت داری کی مراد کا معاملہ کر کے بغیر تکلیف دیئے گئے نہ بیان رہے وہ وہ میری
دعوت کرو۔)

آیت میں مطلب بنی ہاشم اور مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے فی کتبہم و منہم میں نے
تضاریر کیا ہے کہ انہما، بیچم، اپنی دعوت کا معاوضہ کسی سے طلب نہیں کرتے چاہے کہ آپ ﷺ کی شان تو سب سے اعلیٰ و ارفع
ہے۔^(۱۲)

قَالَ سُبْحٰنَہٗ ذِی الْجَلَالِ وَ الْاِکۡرَامِ۔ (مس: ۱۰۰، ص: ۲۰) میں لوگوں نے آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آپ
ﷺ اپنی دعوت کا معاوضہ یہ دیتے ہیں کہ تم آل محمد سے محبت کرو ایک دوسری روایت میں علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کا
بھی ذکر کیا جاتا ہے اس روایت کو سیوطی نے (در مشور) میں اور دفعہ الی بحر نے (تخریج احادیث متشابه) میں ضعیف کہا
ہے۔

سید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول کہ آل محمد نے تمہاری تعظیم کی ہے یہ بھی حضرت ابن عباس سے منسوب ہے چاہے جب ابن عباس
میرے مرنے پر روایات مروی ہیں جو پہلے ذکر کی تھیں تو اب یہ ضعیف روایت صحیح روایت کے مقابل ہونے کی وجہ سے خود
ماخذ ہوئی۔^(۱۳)

اس کے ضعیف کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک راوی حسین الاشتر ہے جو باقی ضعیف ہے اور اس بات یہ ہے کہ آیت
میں ہے اس وقت تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اہل بیٹھ نہیں ہوئی تھیں کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی سے نکاح
میں ہوا ہے۔

تَبٰیۤہِیۡہِیۡ عَلٰی مَا فَرَّیۡتَہِیۡنَ فِیۡنَ کُلِّ مَحَدٍّ اُوۡرَاقِہِیۡۃٌ وَّ شِدۡہِہِہٖۡ زُرۡۃٌ یٰۤہَا سَہۡلٌ مِّنۡ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا اُتِیَ بِہَا۔ (مس: ۱۰۰، ص: ۲۰)

خَذَلْنَا عِزَّہٗ مِنْ حَبِیۡبِہٖ۔ (مس: ۱۰۰، ص: ۲۰) فَطَسَّتْ اِیۡنِیۡ فِیۡہِہِ لَمۡ یَغۡتَبِرْ اَمَّا یَکۡفِہُ وَ هُوَ مَحۡبُوۡمٌ فِیۡ ذَاہِہٖ۔ (مس: ۱۰۰، ص: ۲۰)

اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ یہ ﷺ سے کسی مال کو بیان
کیا اور اس کی تائید کی مراد ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت سے فرمائی۔

عَلٰی وَاٰۤیٰتِکَ عَصٰۤیۡکُمۡ فِیۡ مِصۡبَیۡکُمۡ وَ مِمَّا کَسَبَتۡ کَاۡۤیۡۤیۡۤہِیۡ (تمہیں جو تہہ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے
بھروسے کے ثبوت کا بدلہ ہے۔)

وَمَا أَصَابَكُمْ (ص ۱۲-۱۳) اس میں خطاب عام مسلمانوں کو ہے۔

علامہ رضادلی نوید فرماتے ہیں اس آیت میں خطاب ان لوگوں کو ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں انبیاء و پیغمبر اور نابالغ بچے اور مجنون وغیرہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ گناہوں سے معصوم ہیں ایک دوسری روایت میں آتا ہے ممکن مرد اور مومن عورت کو جان اور مال اور اولاد میں تکلیف پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ ہنرِ خدائی سے ملاقات کرے گا تو ان کا کوئی گناہ بھی باقی نہ ہوگا۔ (۶)

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ

۳۳۸۷۔ اخرجہ النحوی کتاب المداد باب من قال تعزوا یا ایہا الذین یزینون خلقکم فی ذکرکم وأمرکم - (۱) المعجمات ۱۳۰ حدیث (۲) ۱۹۹/۱ وطرہ من (۳) ۱۸۸/۱ وأحمد (۴) ۱۱۹/۱ (۵) ۲۰۶/۱ (۶) ۳۳۸۸۔ تفرہ بہ النعمانی نظم السجدة (۱۱۷/۲) حدیث (۲) ۹۰۷/۱۔

(۱) سورۃ شوریٰ آیت ۲۱۳ (۲) روح البیان (۳) رکذا امر حلیۃ للکوکب القوی ۲: ۱۸۸ (۴) تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۲۹ - ۸۳۲ تفسیر ابن کثیر (۵) سورۃ شوریٰ آیت ۲۰۶ (۶) ترمذی

سُورَةُ الزُّحُرْفِ

یہ باب ہے سورۃ زحرف کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَبِيبٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسْرٍ الْعَيْدِيُّ وَنَعْلَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حُجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أَنَسَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ نَعْدَ هَذِي كَانُوا عَلَى الْإِلَهِ لَوْ أَنَا أَخَذْتُ قَبْلَ تِلْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ مَا خَسِرْتُكَ إِلَّا جَذَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ هَذِهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَرِيحٌ أَنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حُجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَحُجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ لِقَةِ مُقَابِرِ الْعَيْدِيِّ وَأَبُو غَالِبٍ أَسْمَةُ حَزْزَرٌ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ "مفہمت ابولہام عیسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں بھگڑا نہیں شروع ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "مَا ضَلَّ قَوْمٌ نَعْدَ هَذِي كَانُوا عَلَى الْإِلَهِ لَوْ أَنَا أَخَذْتُ قَبْلَ تِلْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ مَا خَسِرْتُكَ إِلَّا جَذَلًا" (۱) اور کہا کیا ہمارے مہربان بھڑے یا وہ؟ یہ اگر صرف آپ ﷺ سے جھگڑنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ وہ تو جھگڑا نہیں ہیں۔ (الترغیب آیت ۸۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ احمد اس حدیث کو صرف حجاج بن دینار کی روایت سے جانتے ہیں اور حجاج ثقہ اور مقارب اللہ ربہ ہیں۔ نیز ابوغالب کا نام کرار رہے۔"

تفسیر

اورت زخرف کی ہے۔

وہ تیسرے زخرف (طبع سازی) کی جگہ سے اس کا نام اورت زخرف پڑا۔

اس میں ۸۹ آیات اور سات رکوع ہیں۔

اس سورت میں گھٹ کی تعداد ۸۳۳ ہے جب کہ زخرف کی تعداد ۳۲۰۰ ہے۔

خُذْ مَا غِذُوا مِنْ عَيْنِهِ ... (ص ۱۶۶ ص ۱۶۷)

مَا طَعْنُ قَوْمٌ يَنْتَدِلُهُ (ص ۱۶۶ ص ۱۶۷)

شان نزول: مفسرین نے اس کے تین شان نزول بیان فرمائے ہیں۔

① آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا يَا مَنْظُرُ قُرَيْشٍ لَا خَيْرَ لِيْ اَحَدٍ يَغِيْظُ مِنْ ذَوْنِ النَّبِيِّ "میں پر مشرکین نے کہا خدا کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیبت کرتے ہیں کہ ان میں بھی خیر نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور رسول تھے اس پر آیت وَإِنَّمَا حُذِرُوكُمُ لَكُمْ لِأَلَّا تَجِدُوا لَهَا (۱۶۶) (خجے ان کا یہ کہنا گھٹ بھڑائے کی غرض سے ہے۔ بلکہ یہ لوگ ہیں ہی بھڑالو) کا اس پر پتہ پڑتا ہے۔" (۱)

② مشرکین نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا جس طرح نصاریٰ نے اپنے نبی و معبود باری کی طرح مودہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے اس پر آیت وَالَا تَزُولُ (۱۶۷) (۲)

③ جب قرآن مجید کی آیت وَإِنَّمَا تَسْكُنُ وَمَا تَكْبُدُونَ کے من دوہے لَا تَحْصِبُ جَهَنَّمَ (۱۶۸) (تم اور اللہ تعالیٰ کے مواجس جن کی تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔)

اس پر بعد از من الزہری (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) نے کہا اس کا جواب میرے پاس موجود ہے حضرت یحییٰ بن خالد اور حضرت عزیز کی بھی عیبتی اور یہودی عبادت کرتے ہیں کیا یہ دونوں بھی جہنم کا ایندھن نہیں گئے آپ پر إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ "اور آیت وَإِنَّمَا حُذِرُوكُمُ لَكُمْ لِأَلَّا تَجِدُوا لَهَا (۱۶۶) میں لائن ہوئی۔" (۳)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھڑالو ہیں جن باتوں میں ہمیشہ ٹھنڈے رہتے ہیں۔

تفسیر مجازینشا:

۱۶۸۹ء تفسیر ابن ماجہ (۶۹۹) کتاب النکاح: باب احتساب النکاح و الجدل: حدیث (۱۸۸)۔ واحد (۲۰۱/۲۰۲)۔

(۱) سورہ وعرہ آیت ۵۷ (۲) طبری (۳) طبری (۴) سورۃ الانبیاء آیت (۵) ابن کثیر۔ فتح طبان

سُورَةُ الدُّخَانِ

یہ باب ہے سورۃ دخان کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۹۔ خَلَقْنَا مَخضُوفٍ ذَرٍّ عَیْلَانِ نَا عِبَادَ لِلَّهِ الَّذِیْ اِزْجَا مِنْهُ الْاَنْفُسَ وَتَمَضَّوْا
سِیَآءَا الصُّخْرِ یُخِیْطُ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالِ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنْ قَاسَا یَغْضُ یَقُوْلُ اِنَّهُ یُخْرِجُ
مِنْ الْاَرْضِ الدُّخَانَ فَاَخَذَ مِنْهُمْ اَنْفُکَافًا وَاِذَا خُذَ الْمُلُکَ مِنْ کَهْنَتِهِ الْاُکَامِ قَالِ فَمَعِیْبٌ وَتَحَانَ مَتَّکُنٌ
فَجَسَّ ثُمَّ قَالِ اِنْ سَبِیْلُ اَخَذَکُمْ عَمَّا یُعْلَمُ فَلَا یُعْلَمُ بِہِ قَالِ مَضَّوْرٌ فَلَمْ یَخْبِرْ بِہِ وَفَا سَبِیْلُ عَمَّا لَا یَعْلَمُ فَلَمْ یَعْلَمِ
اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاَنْ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ اِنْ سَبِیْلُ عَمَّا لَا یَعْلَمُ اَنْ یَقُوْلُ نَعْلَمُ اَعْلَمُ فَوْنِ اللّٰهِ قَالِ لَیْسَ بِہِ قُلْ مَا اَسْأَلُکُمْ
عَلِیْہِ مِنْ اَخْرِیْ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ اِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَآیْ قُرَیْشًا اِسْتَفْعَوْا
عَلِیْہِ قُلْ اللّٰهُ اَعْبٰی غَیْہِمْ یَسْبِیْحُ کَمَنْعِ یُؤَسِّتُ فَاَخَذَتْہُمْ سَنَةٌ فَاَخَصَّتْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی تَکُوْلُوا الْجُودَ
وَالْمِیْنَةَ وَقَالِ اَخَذَہُمَا الْعِظَامُ قَالِ وَجَعَلَ یُخْرِجُ مِنَ الْاَرْضِ تَحْبِیْقَ الدُّخَانِ قَالِ فَاَتَاہُ اَبْرٰہِیْمَانِ فَقَالَ اِنْ
قَوْمُکَ قَدْ خَنَکُمَا فَادْعُ اللّٰهُ لَہُمْ قَالِ لَہُذَا یَقُوْلُہُ یَوْمَ نَأْتِی السَّعَاةَ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ یَغْشٰی السَّمٰوٰتِ هٰذَا عَذَابٌ
اَلِیْمٌ قَالِ مَنْصُوْرٌ مَّذَا یَقُوْلُہِ وَہِذَا اَنْجِیْتَ عَمَّا الْعَذَابِ اِنْ مَوٰیئَتُوْنَ لَہَلَّ یُکْثِفُ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ قَالِ مَنْصٰی
الْبَہِیْمَةُ وَالْبَرَامُ وَالْاُخَانِ وَقَالَ اَخَذَہُمَا الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخِرُ الرُّوْمُ قَالِ اَبْرٰہِیْمٰنِ الْیَوْمَ یَذَرُ ہٰذَا
خَلِیْقَتُکَ خَسِرَ صَبِیْحَتُہُ (ص: ۳۳۹)

ترجمہ: ”سُورَةُ الدُّخَانِ“ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہؐ کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ آپ دعا
بیاں کرو باتھ کہ قیامت کے قریب زمین میں سے ایسا دھواں نکلے گا کہ اس سے کافروں کے کان بند ہو جائیں گے اور
مومنوں کو زکام سا ہو جائے گا۔ سُورَةُ الدُّخَانِ کہتے ہیں کہ اس پر عبداللہؐ فرمادے گئے ہو گئے اور اتھ کر بیٹھ گئے (پہلے حکیم لکھنے
بیٹھے تھے) اور رہا یہ اگر کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جس کا اس سے پاس علم ہو تو بیان کرے یا فرما یا تادے اور اگر
نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ بھی اللہ ان کا علم ہے کہ جو چیز نہیں جانتا اس کے بارے میں کہے کہ ”اللہ
تعالیٰ اعم“ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خدایا کہہ دیجئے میں تم لوگوں سے اجرت نہیں مانگتا اور میں
اپنے پاس سے بات بتانے والا نہیں ہوں۔ اس دھوکے کی حقیقت یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ قریش
ازمانی پر میل چکے ہیں تو وہ کسی سے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح سات سال کا قحط نازل فرما۔
چنانچہ قحط آیا اور سب چیزیں ختم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ لوگ کھالیں اور مردار کھانے لگے۔ اعمش یا منصور کہتے ہیں کہ

ہدایاں بھی لکھائے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ پھر انہیں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ ان کی درخواست کی کہ آپ سورۃ کو قوم ہلاک ہوئی ہے۔ ”يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ دُخَانًا مُبِينًا“ (الاحقہ) (سو اس دن کا رکھ رکھاؤ کیچھ کہ آسمان دھواں ظاہر لائے۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے۔ یہی دردناک عذاب ہے۔ لدن ان آیت (۱۱۰) منصور کہتے ہیں یہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ دعا کریں گے ”وَبِنَا اُخْلِفَ سَنَا الْعَذَابِ“ (۱۱۰) یہ (اسے) ہمارے رب ہم سے یہ عذاب (اور درد) اے تک ہم ایمان لانے والے ہیں۔ لدن ان آیت (۱۱) کیونکہ قیامت کا عذاب تو اور بھی بڑھ جائے گا۔ (یعنی یہ وقت بھی عذاب کے جزو کے قوں کی تائید کرتی ہے) عبداللہ بن مسعود فرماتے کہ یہ طوفان اور دھواں کے عذاب کو کہتے ہیں۔ اٹھیں یہ منصور کہتے ہیں کہ یہ نہ کا پھٹنا بھی ضرر کیا۔ اور پھر ان دونوں میں سے ایک یہ بھی کہتے ہیں کہ روم کا مذہب ہونا بھی گزر گیا۔ ارم: ہمیں ترمذی میں فرماتے ہیں کہ لزام سے مرد جنگ بدر کے موقع پر جو لوگ قتل ہوئے ہیں ۱۰۰ ہیں۔ یہ حدیث مسنح ہے۔“

۳۲۹۸ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ مَا وَجَّعَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُثَيْدٍ عَنْ تَرْبِلَةَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ فِي مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَهُوَ يَأْمَانُ بِلَا يُضْعَفُ مِنْهُ عَقْلُهُ وَتَابَ يُنْزَلُ لَهُ رِزْقُهُ إِذَا مَاتَ يُكَبَّرُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ قَوْلُهُ لَمَّا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا تَخَالَوُا مُنْطَبِرِينَ هَذَا حَدِيثٌ شَرِيفٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْمَوْحِدِ وَمُوسَى بْنُ عُثَيْدٍ وَتَرْبِلَةُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ الرَّقَاقِيُّ يُضَعِّفَانِ فِيهِ الْخَبِيرُ (ص ۱۱۰ ص ۱۱۱)

تفسیر ”مفسر“ اس میں ایک شاعر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مومن کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کے نیک عمل اور پرچہ ہوتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مرجا رہے تو دونوں اس کی موت پر روتے ہیں۔ چنانچہ آخر کے متعلق خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“ (ن آسمان و زمین اور نہ ان کو سہلے دی گئی اور ہم نے بنی اسرائیل کو اسی ذلت کے عذاب سے نجات دی۔ لدن ان آیت ۲۵) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے مرفوعاً جانتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عبیدہ اور یحییٰ بن ابی رقاہی حدیث میں ضعیف ہیں۔“

تفسیر

جہ قسیر: اس میں دھواں (دھواں) کا ذکر ہے۔

سورۃ دخان کی ہے اور اس میں مرقوم ”إِنَّ تَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ“ مدنی ہے۔

اس میں ۵۶، ۵۷، ۵۹ آیات ہے اور چار رکوع ہے۔

اس جرت میں کلمات کی تعداد ۳۳۶ ہیں جب کہ حرف کی تعداد ۱۴۳۱ ہیں۔

عَلَّمْنَا نَحْمَدُكَ نُنِيبُكَ نَعْلَمُ . فَقَالَ إِنِّي فَاهٍ نَقُصِّرُ . اَصْحَابُ السَّعْدِ

میدان پر امام ترمذی کا یوم مآقی اُنَسَمَا وَبُحَاثِي مُبِيحَا (۱) (آپ اس دن کے غنیمت ہیں جب کہ آسمان ظاہر و باطن لائے گا۔) کی تفسیر بیان کر رہے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے تین قول مشہور ہیں۔

پہلا قول: حضرت علی، بن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، زید بن علی، زید بن حسن، احمد بن حنبلہ وغیرہ کا ہے یہ سب فرماتے ہیں کہ وہاں قیامت میں سے ہے قیامت کے قریب اس کا وقوع ہوگا۔

دوسرا قول: علامہ ابن کثیر اور قرطبی جیسے بزرگ عالم نے ترجیح دی ہے اس پر ابن کثیر جیسے بزرگ عالم نے کئی روایت نقل کی ہیں اور ابن کثیر نے حسن صحیح قرار دیا ہے اس سے آخر میں وہ فرماتے ہیں۔

هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ لِي (ابن عباس بنحو جبر الأمل و نوحهم القرآن و هكذا قَوْلٌ مِنْ وَاقِعَةٍ مِنَ الصَّخَابَةِ وَالتَّابِعِينَ مَعَ الْأَخَادِيثِ الْمَرْفُوعَةِ مِنَ الصَّخَابَةِ وَالْجَسَّاعِ وَغَيْرِ هَذَا الثَّانِي وَرَدَّاهُ بِمَا يَلُوهُ مَقْصُوعٌ وَذَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَنِ أَنَّ السَّخَابَةَ مِنَ الْأَهَابِ الْمُنْطَرِقَةِ مَعَ أَنَّ ظَاهِرُ الْقُرْآنِ .

حضرت ابن کثیر نے سمرقند اور ترمذی قرآن تک اندھنچے ہے اور یہی قول دوسرے حضرات صحابہ و تابعین کا بھی ہے۔
میں نے حضرت ابن عباس، قرطبی کی موافقت فرمائی ہے اس کے ساتھ ان احادیث مرثوعہ ان میں بعض صحیح بعض حسن ہیں۔
بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہاں قیامت کی علامت میں سے ہے جس کا قطعہ ہے اور ظاہر مقام قرآن بھی ایسی پرشہر ہیں۔

دوسرا قول: عبد الرحمن المرحوم فرماتے ہیں اس سے مراد فتح مکہ کے دن کا گرد و غبار ہے جو آسمان پر چھا گیا تھا (۱) ابن کثیر فرماتے ہیں "هَذَا قَوْلٌ غَرِيبٌ جَفَا بَلِي مُشْكُو"۔

تیسرا قول: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو بدعت فرمائی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ ان پر ایسا فتنہ آئے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آتا تھا ایسا حال کہ واول پر آیا اور اہل مکہ کو بھوک کی وجہ سے سہان پر دھواں نظر آتا تھا یہ پیش گوئی پوری ہوئی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو علامہ آنکری وغیرہ نے ترجیح دی ہے اگرچہ علامہ ابن کثیر جیسے بزرگ عالم نے اس پر اعتراض بھی کیا ہے اس تفسیر کو امام ترمذی نے بھی یہاں نقل کر کے ہے اس روایت کو امام بخاری، مسلم، ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے۔ آخر میں علامہ سیوطی نے علامہ بخاری کے حوالے سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

کہ وہ انہوں میں سے ایک کافر چکا جو ان کے پروردگار کی صورت میں آویختہ ہو رہا تھا ہے جو آسمان اور زمین کی دو میں لی
لغوا ہو محمد وکے موکل کو کلام کی کیفیت پیدا ہونے کی اور کافر کے تمام منافق کو چھڑا دینے کا مؤمن کی برائی قبضہ ہو جائے
کی اور صرف کفار شرار ان میں پائی رہ جائیں گے۔^{۱۶۱}

مَنْصِي الْبَلْعَةِ وَالْإِبْرَامَ وَالْذُّخَانَ وَقَالَ أَتَلْعَمُنَا الْقُمْرُ وَقَالَ لَا تَحَرُّ الرُّؤُومُ (ص ۱۶۱) س ۱۵ بخاری شریف میں
ہے "قُلْ عِنْدَ اللَّهِ عَذَابُكَ لَمْ يَصْلُحْ الذُّخَانُ وَالْقُمْرُ وَالرُّؤُومُ وَالْبَلْعَةُ وَالْإِبْرَامُ" حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے
ہیں یہ وہی چیزیں کفر تھیں۔

الْبَلْعَةُ (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس سے اہل کفر پر غرور و ہر میں جو کچھ ہوئی دوسرا ہے۔
وَالْبَلْعَةُ (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس سے قرآن کی "بیت فسوف یخون" کرامت کی طرف اشارہ ہے بعض کہتے ہیں میں سے
مراد قحہ ہے یا غرور و ہر میں کافروں کا قتل ہونا مراد ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اہل بن کعب بنہذا مجاہد قحہ و خفاک بے بیخ سے بھی
فرمودہ میں مشرکین کا قتل ہونا مقول ہے۔ علامہ قرصی فرماتے ہیں "الْبَلْعَةُ" اور "وَالْبَلْعَةُ" دونوں ایک ہی معنی میں
ہیں۔^{۱۶۲}

وَالْذُّخَانُ (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس سے اہل کفر کا قحہ مراد ہے جس کا قرص مجید کی اس آیت "لَا يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُّبِينٍ" (آپ ص ۱۶۱) کے منظر میں ابھرا آسمان خایہ و خفاک کا۔ (ص ۱۶۱) س ۱۵
الْقُمْرُ (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس سے مراد قحہ ہے یہ بھی کفر چکا ہے جس کا قرآن مجید کی آیت "لَا تَقْرَبُ السَّمَكَةَ
وَأَتَقَرُّ الْقُمْرُ" (آپ ص ۱۶۱) سے قیامت قریب آنکلی ہو چکا ہے۔ (ص ۱۶۱) س ۱۵
الرُّؤُومُ (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس میں کلمہ روم کے فتح کی قریش کوئی ہے جس کا قرآن مجید کی آیت "وَعَسَى مِنْ تَفَعُّ
عَلَيْهِمْ سَاطِعُ يَوْمٍ" (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس سے مراد ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (ص ۱۶۱) س ۱۵ اس سے مراد ہے "وَلَقَدْ بَرَأَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ" (ص ۱۶۱) س ۱۵
یہ آئی پر آدمی اور زمین حقیقتاً روتے ہیں جیسے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس جبر سے بھی اسی قسم کی روایات مروی ہیں۔^{۱۶۳}
ایک روایت میں جس کے راوی حضرت شریک بن عبد ضرری ہیں وہ آپ ﷺ کا توں نقل کرتے ہیں کہ جو موکل کو
قریب الوفی میں ہوتا ہے کہ اس پر کوئی دوسرا نہیں ہوتا تو اس پر آسمان اور زمین دوتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا
بکثرت علیہم السمت والارض کی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ "سمان و زمین کافر کے مرنے پر نہیں دوتے۔"^{۱۶۴}
جس مفسرین کہتے ہیں یہاں دوتے سے بچاؤ اور استعاذہ دنا مراد ہے مگر مجاہد مفسرین نے "تفکر و تامل" فرمایا ہے تاکہ
ہر روایات صحیح سے ثابت ہے۔

سُئِلَ: اِن دُورِےں میں اتنے شعور کہاں ہے کہ وہ دُورِےں؟

جواباً: کانٹے کی ہر چیز میں پھونکنا ضرور ہوتا ہے جیسے کہ درخت یا چھری کی اس آیت سے بھی مراد ہے: "یہ اولیٰ بنو ہنّٰی"۔

ایسے تارکیبیں ہے کہ آسمان و زمین کا رونا انساؤں کی طرح ہو گا جس کی راسخے کی کیفیت یہ ہے کہ اسے جس کی حقیقت ہو، نہیں معلوم کر سکتا وہ بھی ہے۔

تغذیه مجیدیت :

[illegible]

٢٧٩- فيقول: اعظم الذهب! ثم: إنني جيتني انا (٢٨٠)

۱) سورت دجا، آیت ۱۰ تا ۱۴ طبرانی معجم ص ۳۲۷ ج ۱۵
۲) سورت النور، آیت ۲۶ طبرانی معجم ص ۳۸۹ ج ۱۵

سُورَةُ الْأَحْقَافِ

یہ باب ہے سورۃ احقاف کی تفسیر کے بیان میں

٢٣٦٢ - حَاتِمًا عَلَىٰ نَبِيِّ سَبِيحٍ الْكَافِرِي نَا الْوُحَاةُ عَنِ عَدَا الْعِدَّةِ بَيْنَ عَدُوٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي شَابَةَ أَنَّهُ لَمْ يَلَمْ
سَلَامٌ قَالَ لَمَّا أُرِيدَ غَضَاؤُهُ بِجَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ غَضَاؤِي مَا جَاءَكَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِي بُصْرَتِكَ فَلَمْ
أَخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَطَرَدْتُهُمْ عَنْ فُؤَادِكَ خَارِجٌ حَبْرٌ لِي مِنْكَ فَلَمْ يَلْعَنُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ إِلَى
النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كَذَا أَسْمِعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا تَنْفُسْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَدَايَهُ وَتَزُولُ بِهِ أَدَاةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ نَزَلَتْ لِي وَشَهِدْتُ شَاهِدًا مِنْ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ عَلَى مَثَلِهِ فَأَمْسَى
وَالسَّكِينَةُ مِنَ اللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ وَنَزَلَتْ فِي قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمِنْ عِدَّةِ
عِلْمِ الْكِتَابِ إِنَّ لِي سَيْفًا مَعْمُورًا عَنْكُمْ وَمِنْ أَمَلَانِي أَنَّهُ قَدْ جَاوَزْتُمْ بَيْنَ بَلَدِكُمْ هَذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ
نَبِيُّكُمْ قَالَهُ اللَّهُ فِي هَذَا الرَّحْمَنِ أَنْ تَنْتَهَوْا قَوْلَهُ إِنْ فَتَنْتُمُوهُ يَطْرُدَنَّ جِبْرِائِيلُ النَّارَ وَالْمَلَائِكَةَ وَتَسْمِيَتُ
اللَّهُ لَمَعْمُودَ عَمَّكَ فَلَا يُعَمُّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَنَاقَلُوا أَقْبَلُوا الْيَهُودِي وَاقْتُلُوا عُمَانَ هَذَا خَبَرٌ
مُفْرَبٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَفْسَرٍ عَنْ ابْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ

جَبَّ غِلْبًا لِّلْوَلَدِ نَبِيٍّ سَلَامٍ (ص: ۱۶، ص: ۱۷)

تَرْجُمَةُ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا براہہ کیا تو عبداللہ بن مسعود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ عبداللہ کہنے لگے آپ کی مدد کے لئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آپ جائیں اور لوگوں کو مجھ سے دور رکھیں کیونکہ آپ کا باہر رہنا میرے لئے نادر رہے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ عبداللہ بن مسعود باہر نکلے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ لوگوں کو ہدایت میں میرا یہ نام تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا اور میرے بارے میں کئی آیات نازل ہوئیں چنانچہ "وَسَيُجَنَّبُ عَنْهُ مِنَ النَّسَبِ (اسرائیلی)۔" (اور نبی اسرائیل کا ایک گواہ ایک ایسی کتاب پر گواہی دے کہ ایمان بھی لے آیا اور تم کو اس سے بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ الاحقاف آیت ۱۰) اور "كُنْ بِالنَّبِيِّ شَهِيدًا لِّنَبِيِّهِ وَلِيِّهِ فِي مَا تَكُنُ فِيهِ مِنَ الْآيَةِ" (یہ دونوں آیتیں میرے بارے میں ہی نازل ہوئیں۔ (اور جان لو) کہ تم سے اللہ تعالیٰ کی ایک توار بھی ہوئی ہے اور فرشتے تمہارے اس شہر میں جس میں تمہارے نبی رہے پڑتی ہیں۔ لہذا تم لوگ اس شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم لوگوں نے اسے قتل کر دیا تو فرشتے تمہارا پڑوسں چھوڑ دیں گے، اور تم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی وہ توار نکل آئے گی جو بھیجی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد قیامت تک میان میں نہیں ڈالی جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر لوگ کہنے لگے کہ اس یہودی (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اور عثمان دونوں کو قتل کر دو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کو شعب بن حنفی، عبدالملک بن عمیر سے وہ ابن عمر بن عبداللہ بن مسعود سے روایت فرماتے ہیں۔"

۳۳۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ وَبَيْتَةَ عَنْ ابْنِ خُرَيْجٍ عَنْ غَطَّابٍ عَنْ عَابِسَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَجْبَلَةً أَتَبَلَّ وَأَذْبَرُ فَلَمَّا مَطَرَتْ سَرَى غَلَّةً قَالَتْ فَكُنْتُ لَهُ فَقَالَ وَمَا أَذْبَرِي لَمَلَّةٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَلَمَّا رَأَوْهُ غَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا غَارِضٌ مُنْظَرٌ نَا هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ. (ص: ۱۶، ص: ۱۷)

تَرْجُمَةُ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب بادل دیکھتے تو اندر سے اور باہر جاتے پھر جب بارش ہونے لگتی تو خوش ہوتے۔ فرمائی ہیں میں نے آپ ﷺ سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا معلوم نہیں شاید یہ اسی غرت ہو جسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "فَلَمَّا رَأَوْهُ غَارِضًا مُسْتَقْبِلَ" (پھر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک درجے پر رہے گا۔ (نہیں) بلکہ یہ وہی ہے جسے تم جدی چاہتے تھے یعنی آمدنی جس میں مردانہ جذبہ ہے۔ الاحقاف آیت ۲۴) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

اس سورت میں ۳۵، ۳۶ آیات اور چار رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۴۳ ہے جب کہ حرف کی تعداد ۳۳۰۰ ہے۔

خَلَقْنَا نَفْسًا مِنْ سُلْبٍ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

یٰۤاَيُّهَا الْمَلَأَیْہِ الْاَلْقَامَ تِلْکَ جَارِیَّتٌ مِّنْ مَّحَبَّتِ مہر اللہ بن سلام نوذہ کا نام جہین تھا جس کو جلی کر آپ ﷺ نے عہدت کر دیا تھا۔ (۱)

تَوَوَّضَعُوا لِحَاجَّتِہِمْ اَشْرَکَہِ بَلْ عَلٰی سُلْبِہِمْ (۱) (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲) (اور بنی اسرائیل کو ایک گولہ اس جہی کی گواہی دے چکا ہے۔) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں قرآن مجید نے ان الفاظ میں بنی اسرائیل کے کسی عالم کا ہم متعین نہیں فرمایا بلکہ شرط یہ ہے کہ چلی فکر و غراب سے بچو جو حضرات یہود اور نصاریٰ میں سے دین اسلام میں داخل ہوئے ان سب کا مہدائی اس کو قرار دیا جائے گا اس میں حضرت عہد بن سلام بھی ہیں وہ بھی اس میں داخل ہوں گے مگر چہ یہ آیت با اتفاق قرآن ہے اور عہد اللہ بن سلام کے سر ۱۱ لٹے کا واقعہ مرید مذکور ہے۔

یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہی بات کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی کہ یہ آیت تو اس آیت کے آگے برے کے یہ بات سنائی نہیں کہ کنگہ پر پھر پیش دلیا ہے۔ (۲)

خَلَقْنَا عَبْدًا لِّرَحْمَتِہِ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

مُحِبَّۃً (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲) یہ بادل جس سے بارش کی امید کی جاتی ہے۔

اَتَبٰی وَ اَذٰہِرَ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲) ایک دوسری روایت میں ذحل و حرج و تغیر و خفہ (تغیر و خفہ) کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

سُورَةُ اَلْاٰنِ: آپ ﷺ بادل کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تھے آپ ﷺ کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کو بعد ہے کہ جب تک آپ ﷺ ان میں مہر ہو جس ان پر عذاب نہیں آئے گا بلکہ وہاں کے لوگ اَللّٰہُ یُعَلِّمُہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِم مِّنْہُمْ (۱) (اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے۔)

خُزُوۡنٌ ① مہر مذہب کا وعدہ بعد میں کیا گیا ہے یہ س۔ یہ پہلا واقعہ ہے۔

خُزُوۡنٌ ② خوف الہی کے غلبہ کی وجہ سے آپ کا یہ حال ہوتا تھا۔

خَلَقْنَا عَلٰی بَنِیْ حٰجِرٍ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

کُلُّ عَظِیْمٍ لَّمْ یَذْکُرْ اِسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یَقَعُ فِیْ اَیْدِیْہِمْ اَوْفَرُ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲) ایک دوسری روایت میں ان کے ہاتھ لکھ کر مضمون نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں لَکُمْ کُلُّ عَظِیْمٍ لَّمْ یَذْکُرْ اِسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یَقَعُ فِیْ اَیْدِیْہِمْ اَوْفَرُ مَا کَانَ لِحَمٰہِ (۱)

ترجمہ: محمدؐ میں نے دونوں حدیثوں کا مکمل الگ الگ تار سے جس میں آتا ہے اَلَمْ يَذْكُرْ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ کا تعلق کھانے کے وقت کے ساتھ ہے کھانے کے وقت اِسْمَ اللّٰهِ پر بھی زکاء اور ذِکْرُ اِسْمِ اللّٰهِ عَلَيْهِ کمال ذرا کرنے کا ہے ذرا کے وقت میں اِسْمَ اللّٰهِ پڑھے۔^(۱)

فَلَا تَسْتَجِزُوا بِهَا قُلُوبُكُمْ: شریعت محمدی کے قاصد یہی ہے انسان میں وہاں پر جنات بھی میرا جس طرح آپ ﷺ نے انسانوں کی دینی و دنیوی فرمائی وہیں پر جنات کی بھی دنیوی و دنیوی سواری رہنائی فرمائی ہے جس جبر سے حدیث بالا میں فرمایا جا رہا ہے کہ جنات کی خوراک ہوتی ہے اور جنات کے جانوروں کی خوراک گور ہے۔^(۲)

تخریج محمد بن حنفیہ:

۳۳۹۳ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الآداب، باب في تغيير الأسماء - حديث [۲۶۳۶] وأحمد [۱۵۱/۵]، وعبد بن حميد [۱۵۰]، حليق [۲۹۸].

۳۳۹۴ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الحلق، باب ما جاء من قوله لا تفرقوا قلوبكم فترسلوا قلوبكم بغير ما بينكم وبينكم، وفي الأعراف [۵۷]، حديث [۲۴۰۵]، وطبرقي [۱۸۶۹]، ومسلم: كتاب صلاة الأسماء - باب في الدعاء عند رؤية الريح والغيث وغيره - في المطر حديث [۱۱/۱۵۶۹]، وابن ماجه: كتاب الدعاء، باب ما يدعو به لرحل إمارأ الصحاب والمطر - حديث [۳۸۹۱]، وأحمد [۲۲۰/۲].

۳۳۹۵ - أخرجه مسلم: كتاب القبلة، باب العهد ما فرأى من السجود والقراءة، على الصلوة حديث [۱۵۰/۱۵۰]، وأبو داود: كتاب الطهارة، باب في الوضوء، حديث [۱۵۰]، وأحمد [۳۶۹/۲]، وابن حزم [۴۱۱/۲]، حديث [۸۲].

(۱) سورة احقاف آیت ۲۶۱۰ - سورة احقاف آیت ۲۶۰۵ - سورة احقاف آیت ۲۶۰۵ (۲) حاشیہ کرکب القدوسی [۵۶۲۲۷/۱] - سورة احقاف آیت ۱۰ - (۳) تفسیر ابن کثیر (۴) سورت انفال آیت ۳۳ (۵) مسلم شریعت [۹] کرکب انسوی [۲۶۸/۱] - نسخة الاحوذی [۱۱/۱۵۶۹] - مطابع حنفیہ.

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

یہ باب ہے سورۃ محمدؐ کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۹۵ - خَلَقْنَا عَبْدَ بْنَ مُعْمِدٍ نَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ نَا مُعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَاسْتَفْعَرَ إِلَيْكَ وَيُلْمُؤُمِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً هَذَا حَبْلِي خَسِرْتُ صَبِيحٌ وَبَرَزْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَوَأَهْ مُحَمَّدٌ بْنُ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. (ص: ۱۵۱)

ہوں؟ راوی کہتے ہیں کہ سہانہ بیٹا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہانہ بیٹے کی رن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ اور اس کے ساتھ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ قدرت میں میری جان ہے، اگر ایسا بیٹا (بندہ ستارہ) میں بھی نکلا ہوتا تو اہل غار میں اسے چند لوگ اسے آتے۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی حمزہ علی بن ابی حمزہ کے بعد ہیں، عبداللہ بن جعفر بہت کچھ روایت کرتے ہیں۔ پھر علی بن حدیث، جعفر بن ابی حمزہ، جعفر بن ابی حمزہ سے نقل کرتے ہیں۔

تَفْصِيْلُ الْفَرْقِ

سورت حمد و سورت قلہ میں کہا جو تابع یہ سورت مدنی ہے۔

چند تسمیہ اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکور ہے یا قول کا تذکرہ ہے اس لیے یہ وہ نام ہوئے۔

اور اس میں ۳۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۵۸ ہے جب کہ اس میں آیتوں کی تعداد ۵۰۷ ہے۔

حَقُّنَا غُلًّا ذِي حُلَيْبٍ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کے مابقی نہیں ہے کہ کوئی استغفار صرف گنہگار کے بعد ہی نہیں کیا جاتا بلکہ اعانت کرنے کے بعد بھی کرنا مستحسن ہے اور بیخبر اور بے ذمہ سبب ہے۔ نیز آپ کا استغفار نامت کی تسمیہ کے لیے تھا جب نبی مسموم تھا اور وہ استغفار کرتے ہیں تو اس کے قاصد و گناہوں کے ساتھ گنہگار گناہ بھی دیتا تو بدنامی اور استغفار کرنا چاہیے۔ یا غافل ہو کر اسے بعد انبیاء علیہم السلام بھی استغفار کیا کرتے تھے۔

عَلَمَ بَنُو نِیْلٍ اَنِّیْ اَفْرَءُ اَوْ اَسْتَغْفِرُ لَعْنَةُ لِبْنِیْ بِہِ اَفْرَءُ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کا نظم)

اس کے بعد تو اس امت آپ کی توجہ کرے۔^(۱۱)

اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ اِنَّهُ مُرَدٌّ کَذِبُو حدیث میں اس سے زائد فرمایا کہ اب زائد کی حد بیان کی جا رہی ہے کہ اس کی تعداد چھیالیس حدیث میں اس سے مراد کثیر ہے یا کچھ کسی دن ستر کی تعداد اور کچھ کسی دن اس کی تعداد سو ہے۔^(۱۲)

حَقُّنَا غُلًّا ذِي حُلَيْبٍ

لَوْ اَنَّیْ اَفْرَءُ لَوْ اَنَّیْ اَفْرَءُ اَوْ اَسْتَغْفِرُ لَعْنَةُ لِبْنِیْ بِہِ اَفْرَءُ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کا نظم)

مصر میں اس کی پابندی تک بھی پہنچا ہے تو وہ اس کو وہاں پر کبھی ماسل کر کے نہیں گئے۔^(۱۳)

اس میں تمام نبی و اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مشا صرف غاروں کا ذکر فرمایا ہے۔

حدیث حسن بکری میں بھی فرماتے ہیں اس آیت سے کئی لوگ مراد ہیں۔

یہ کوسہ لڑنے کی یہ پیش گوئی چرائی ہوئی ایک دھوکے بازیوں کی مشینیں ہیں۔ مسٹرین علی گڑھ میں پیدا ہوئے چاند زادوں
معدنیوں نے اسامانواؤں حسب ازہرہ میں مسٹرین، نقباء اور بڑے قاضی صدریٹ کی خدمت کرنے والوں کی قاعدہ وار طریقے سے
(پڑھے۔)

- ۱۔ اعظم و حنیفہ کوستا
- ۲۔ کنی، کنی اور انکم، وہ حنیفہ نے شکر اور
- ۳۔ یومہ کا نام، ان عام ہونے لگے
- ۴۔ مانا، پانچ کنی کنی
- ۵۔ ام ایڈو، انی کنی
- ۶۔ ام ایڈو، کنی کنی
- ۷۔ حنیفہ، کنی کنی
- ۸۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۹۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۰۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۱۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۲۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۳۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۴۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۵۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۶۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۷۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۸۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۱۹۔ کنی کنی، کنی کنی
- ۲۰۔ کنی کنی، کنی کنی

تقریباً ۱۰۰۰

[illegible]

۳۳۹۳ - بطور مہتمم مدنی نظر رکھئے۔ (۱۳۰/۱) حدیث (۱۶۰۳۱) میں صاحب الکتاب لکھتے ہیں: وأخرجہ العاکم فی المستدرک (۱۶۰/۱) وقال: بعد حدیث صحیح علی شرطہ وسلم یلم بمرءہ وواقعه الدہلی ۳۳۹۴ - انظر السابق

(۱) معالم التنزیل: ۱/۱۸۳ (۲) مرقات: ۵/۱۳۳، وكذا حاشیة تركیب الدرر: ۱/۳۷۰ (۳) تركیب الدرر: ۱/۱۷۰ (۴) بطالع: حق: ۱/۱۳۶ (۵) تذکرہ الحفاظ: تقدیمی - تكملة معط الا لحاظ: حلال الدین میر علی

سُورَةُ الْفَتْحِ

یہ باب ہے سورۃ فتح کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَسْرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَالِدٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَوْمٍ بَعْضِ الْأَمْثَلِ، فَكَلَّمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ أَنَّهُ كَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كُنْتُ كُنْزُهُ فَسَمِعْتُ فَخَرُّكَ رَجُلَيْنِ فَتَنَحَّيْتُ فَقُلْتُ تَكِلُكَ أُمَّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا أَحَلَّكَ بِأَنْ يَرْوِيَ فِيكَ قُرْآنٌ قَالَ فَمَا تَجِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ ضَارِحًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ نَزَلَ عَلَيَّ مَلَكٌ الْمَلَكَةُ سُورَةُ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ أُنَبِّئَ بِهَا مَا طَلَعْتَ عَلَيْهِ الشَّمْسُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتَحًا مُبِينًا هَذَا خَلِيفَتُ خَيْرٍ غَرِيبٌ صَبِيحٌ. (ص: ۱۶۲، ص: ۱۶۱)

ترجمہ: ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ کہا۔ آپ ﷺ چپ رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو ان سر تہ بھی تپ نہ بیٹھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے اپنے اذنت کو چلایا اور ایک کلمہ بول کر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) پہنچے آپ سے کہنے لگے اے ابن خطاب تیری ماں تجھ پر دے تو نے نبی اکرم (ﷺ) کو تین مرتبہ سوال کر کے تک کیا اور کسی مرتبہ بھی آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ تو اسی لائق ہے کہ تیرے بارے میں قرآن نازل ہو۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ابھی ٹھہرا بھی نہیں تھا کہ کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے بلا رہا تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ سے پاس گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب مجھ پر آج کی رات جو سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان سب چیزوں سے پیروی ہے جن پر سورج لکھا ہے اور وہ یہ ہے ”إِنَّا فَتَحْنَا...“ (آیہ) ”(بے شک ہم نے آپ کو حکم کھلا دی۔

آیت ۱) یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

۳۲۹۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ نَا بَعْدَ الرَّوَّانِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ ثَعْلَبٍ قَالَ أَمَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْفِرُ لَكَ اللَّهُ مَا قَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ مَرَّجَعَهُ مِنَ الْخُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَذْتُ لَكَ عَلَى آيَةِ أَحَبِّ إِلَيَّ مِنْ عَفْوِي الْأَرْضَ ثُمَّ فَرَّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هَيْهَاتَ مِنْ يَأَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ بَيَّنَّ لَكَ اللَّهُ مَا دَا يُعْمَرُ بِهِ فَمَاذَا يُفَعَّلُ بِهَا فَقُلْتُ عَلَيْهِ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ حَتَّى يُلَاقُوا عُرْوَةً هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ مُجْلِعٍ بَنِي حَارِثَةَ (اص ۶۶، ص ۲)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: "يُعْفِرُ لَكَ اللَّهُ..." الآية" سورة فتح آیت ۲) (ہم کہہ سکتے ہیں آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے۔" فتح آیت ۲) آپ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ آپ مدینہ کے لوگوں نے فرمایا: تم پر کئی آیت نازل ہوئی ہے کہ مجھے زمین پر موجوں پر چڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر آپ مدینہ کے یہ آیت پڑھی تو میں نے عرض کیا یہ دو شمار بات سہراں ہو یا رسول اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو بتا دیا لیکن معلوم نہیں کہ وہ۔۔۔ مانتا کیا معاملہ کیا مے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "يُدْخِلُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ حَتَّى يُلَاقُوا عُرْوَةً هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" سورة فتح آیت ۵) ائمہ (ہم کہہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان پر سے ان کے شراب اور کدے کا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑی کامیابی ہے۔" سورة فتح آیت ۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں مجمع مان جاریہ سے بھی روایت ہے۔

۳۲۰۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ ثَعْلَبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ خُوَازِمٍ نَا حَمَّادٌ عَنْ سُلَاحَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رُسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ الشَّعْبِ عِنْدَ صَلَوةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يَرِيدُونَ أَنْ يَغْطِلُوا أَحَدًا فَاغْتَضَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اللَّهُ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ" الآية هذا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (اص ۶۶، ص ۷۷)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (۸۰) کا فر لگے۔ صبح کی نماز وقت تھا وہ وقت چاہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں لیکن سب کے سب کھڑے ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ" الآية" سورة فتح آیت ۲۴) (میں وہ ایسا ہے کہ اس نے ان کے تم سے اور تمہارے ان سے

باتحد رک دیے) یہ حدیث ”سن صحیح ہے۔“

۳۹۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ فَرْغَةَ الْبَصْرِيُّ نَا سُبَّانَ بْنَ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ فُؤَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الطَّيَالِ
بْنِ أَبِي نُرٍّ قُتِبَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَلَزَمَهُمْ كَلِمَةُ النَّفْوَى قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ ثُمَّ قَرَعَهُ وَسَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ
فَلَمْ يَغْرِغْهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوُجْهِ. (ص ۱۶۶، ص ۱۶۹)

ترجمہ: ”حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ابی ارم مرثدہ سے نقل کرتے ہیں کہ ”وَأَلَزَمَهُمْ كَلِمَةُ النَّفْوَى الْإِلَهَةُ“
(اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے لائق اور قائل بھی تھے۔ اس آیت (۲۶) كَلِمَةُ النَّفْوَى سے
مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف مسن بن خزيمة کی روایت سے مرفوع جانتے
ہیں۔ (امام ترمذی فرماتے ہیں) کہ میں نے ابو ذر سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اس حدیث
کو اسی سند سے مرفوع جانا۔“

تَفْصِيلُ

سورت فتح مدنی ہے اور اس میں ۲۹ آیات اور چار رُکوع ہیں۔

بجہ تسمیہ: فتح مبین کی خوشخبری کی وجہ سے اس کا نام سورۃ الفتح ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۶۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۳۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مُعْتَذِرُ بْنُ يَسَّارٍ

بَعْضُ أَتْبَاعِهِمْ عَلَيْهِ تَرْغَمٌ بَيِّنَةٌ فَرَمَاتے ہیں اس میں کسی کے بھی اختلاف کا مجھ و علم نہیں کہ یہ مرفوعیت کی طرف ایسی
کا تھا۔

فَسَكَنَتْ عَمَّارِي شَرِيفَ كِي روایت میں ”فَلَمْ يُجِبْهُ“ کا غلط آیا ہے اس پر حافظ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے ”موصوم
ہوا کہ جبریت کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔“^(۱)

ثُمَّ كَلِمَاتُ فَسَكَنَتْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات کا اعتراف کیا وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ آپ ﷺ نے بات نہیں سنی اور نہیں
ہے کہ آپ ﷺ جواب دہ چوتھے ہوں گے مگر نزول وحی کی وجہ سے آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔^(۲)

فَقُلْتُ وَكَلِمَاتُ أَفْكَتُ یہ جملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور بدعا کے کہیں کہا بلکہ انہوں کی عادت تھی کہ عصر کی حالت میں
غیر اذان کے یہ جملہ کہہ دیتے تھے۔

لَعَبْتُ نَأْيَ بَهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ إِنَّ فَخَا لَكَ فَخَا مُبْجَا یہ سورت اس لیے پسند تھی کہ اس میں فتح

میں کی دراصل حدیثیں اللہ تعالیٰ کی بات ہے اور اللہ کی حدیثیں صدیقہ ہیں۔ اس لئے وہ نہیں پرنازل ہوا جب کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف دیکھا ہوا ہے جسے حضرت خواب کے نبیوں میں اس بات کا بہت زہاں روز تھا کہ ہم عمرہ کیے بغیر ان کے ساتھ رہیں۔^(۳۱)

خَلَدْتُ عَبْدًا مِنْ خَتْمِيذٍ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

اے پیغمبر! تھو نے اپنے خدا کے لئے اس نام کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبر جناب رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا گیا ہے اور وہ ہے قرآن مجید کی معانی۔

مَا تَقْدُمُ دُونَ خَتْمِيذٍ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

وَمَا تَقْدُمُ دُونَ خَتْمِيذٍ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

سُؤَال: انبیاء و پیغمبر تو معصوم ہوتے ہیں تو ان کے گناہ کی مغفرت کا کیا مطلب؟

جواب: (۱) یہاں پر کلام علی تکمیل غرض واقعہ یہ ہے کہ ان پر مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ ان پر بغیر کسی عیب و کمزوری کے نہ ہو بھی جو ان کی تہا میں تھے ان سب کو معاف کرنے کا معنی کر رہا ہے۔

جواب: (۲) خلاف دینی اور خداوندانہ ہونے کا مطلب یہ بھی معافی کا اعلان کر دیا گیا۔

یَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ کے لیے سبب یہ ہے کہ قرآن مجید کا اس مغفرت کے لیے سبب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس قرآن مجید سے بہت سے لوگ بھول کر جو حق سام میں دیکھیں ان کے ان سب کا اثر و ثواب آپ کو ملے گا اور وہ آپ کی زیادتی سبب ہوتی ہے کہ ان کے لیے۔^(۳۲)

ہمارا دلی بھوکہ فرماتے ہیں یہ قرآن مجید اس قرآن کے لیے سبب بنا اور حج سبب ہے اور اس کی معافی کے لیے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے "إِنَّمَا فَخَفْنَا لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ" کے بعد "يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ" ذکر فرمایا۔^(۳۳)

ظاہر الذیل انصوریین والفقہاء کے یہ احادیث اصحاب حاضرین حدیث اور نبوت و صراحت ان کے لیے ہیں پر تکرار یہ احادیث ایمان یافتہ و انصاریت رسول کے لیے سبب بنتے ہیں اس وجہ سے تمام مسلمان اس میں داخل ہیں اور بھی ایمان اور اطاعت میں کائنات کو کائنات ان احادیث کا بھی مستحق ہوگا۔^(۳۴)

خَلَدْتُ عَبْدًا مِنْ خَتْمِيذٍ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

خَلَدْتُ عَبْدًا مِنْ خَتْمِيذٍ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

اُن تَعَالِيَتْ فَخَطُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

اُن تَعَالِيَتْ فَخَطُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَخَفُ لَكَ إِلَهًا مَا تَقْدُمُ مِنْ دِينِكَ

منازل میں کثیر کیسے فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر احسان چٹایا ہے کہ اس نے مشرکین کے ہاتھوں سے جنہیں مخلوق رکھان کی طرف سے کوئی تفریق نہیں پہنچے تھے اور مومنین کے ہاتھوں کو بھی مشرکین تک نہ پہنچنے دیا۔^(۱۷۱)

خَذُّوا الْخُفَّ مِنْ تَحْتِهِ

فَرَأَوْهُمُ كَجِلْمَةِ الْتَقْوَىٰ^(۱۷۲)

جِلْمَةُ التَّقْوَىٰ سے مراد کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔ اس کلمہ کے متعدد نام ہیں ان میں سے ایک نام کَلِمَةُ التَّقْوَىٰ بھی ہے یہ نام، تھنہ کی زبان پر ہے کہ شرک اور کفر سے اور کتابوں سے پر کمر بچاتا ہے۔^(۱۷۳)
نیز یہ کلمہ ہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔^(۱۷۴)

بعض لوگوں نے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے ساتھ "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ" کو بھی مزایا ہے۔ اور بعض لوگوں نے "وَحْدَهُ لَا شُؤْكَ لَهُ" کو بھی ملا ہے۔

امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کَلِمَةُ التَّقْوَىٰ سے مراد "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" ہے یہ کلمہ مشرکین نہیں سمجھتے تھے اور وہ سے سزا دینے میں انہوں نے اس کو کلمے سے متعلق کیا تھا۔^(۱۷۵)

تَفْصِيْلُ حُجَّاتِ الْإِسْلَامِ:

۲۳۹۸۔ أخرجه مالك في كتاب القرآن بطريقه من كتابه من القرآن، حديثه ۱۰۹، والبخاري كتاب التفسير باب: (إن فطعتك فمعا صيدك) حديثه (۲۵۳۳) وأحمد (۳۷۱۷).

۲۳۹۹۔ أخرجه مسلم كتاب الجهاد والسير باب: ما يصح للجهاديين من الحديث، حديثه (۱۷۵۰-۱۷۵۱) وأخرجه إمام أحمد (۱۷۲۷۲-۱۷۲۷۳-۱۷۲۷۴-۱۷۲۷۵) وعبد بن حنبل من (۲۳۲-۲۳۳) حديثه (۱۵۸۹).

۲۴۰۰۔ أخرجه مسلم كتاب الجهاد والسير باب: قول الله تعالى (وغير الذي كف يديه) ۱۵۹، حديثه (۱۸۸۸) وأبو داود كتاب الجهاد باب: ما على المؤمن على (أما من كفر فلا) ۱۵۰، حديثه (۲۶۸۸) وأحمد (۱۷۲۷۲-۱۷۲۷۳-۱۷۲۷۴) وعبد بن حنبل من (۲۳۲-۲۳۳) حديثه (۱۷۲۷۵).

۲۴۰۱۔ أخرجه عبد الله بن أحمد في الزوائد (۲۷۸/۵).

(۱) فتح الباری، ومذاہبی حاشیہ توفیق الداری (۲/ ۲۷۷/۲) حاشیہ توفیق الداری، (۲/ ۱۷۲/۲) معاصی التفسیر، ج ۱، ۸۸۸/۱، بحاری الاحمد، ج ۱۰، ۳۰۰، (۲) ۳۰۶، (۳) سورۃ نوح آیہ ۹، (۴) مطہری (۱۶) مطہری (۱۶) بیان القرآن (۱۸) تفسیر کبیر، ۷۸۶/۸، (۵) سورۃ فتح باب ۵، (۶) مدارک القاری (۷/ ۷۰-۷۱) حیدر محمد (۱۶) تفسیر ابن کثیر (۱۳) سورۃ فتح آیہ ۱۶ (۱۵) ابوالقاسم (۱۶/ ۱۶۲-۱۶۲) مدبر العزائم (۸۰-۸۱) (۱۷) نصف الاحوذی ۱۲/۹

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

یہ باب ہے سورہ حجرات کی تفسیر کے بیان میں

۳۱۰۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصُّفِيِّ نَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَبِيبٍ الْمُنْجَمِيُّ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ نَسِىَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْأَفْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْهُ عَلَى قَوْمِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَغْفِرْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَتَكَلَّمَا جُنْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ الْأَجْلَافِيُّ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ بِلَاغِكَ قَالَ فَتَرَأَيْتَ هَذِهِ الْأَيَّةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ قَالَ وَكَانَ عُمَرُ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا تَكَلَّمَ عَبْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْمَعْ كَلَامَهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ قَالَ وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جُمْلَةً بَعْضِي أَنَا بِهَكَذَا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ افرع بن حابسؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہیں ان کی قوم پر حال مقرر کر دیجئے اور حضرت عمرؓ نے کہا انہیں عاقل نہ بنائیے۔ چنانچہ دونوں میں تکرار ہوئی یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہنے لگے کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میرا مقصد آپ کی مخالفت نہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا ... الْآيَةُ“ (اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ جنت والا سے رسول اللہ ﷺ سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کی کرتے ہو۔ حجرات آیت ۲) راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ کا یہ حال تھا کہ نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات کرتے تو ان کی آواز اس وقت تک مٹا لی نہ رہتی جب تک سمجھا کہ بات نہ کرتے۔ امام ابویہنیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے اپنے دادا ابوبکرؓ کا اس حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔ بعض راوی اس حدیث کو ابن ابی حنیہ سے مرسل نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کرتے۔“

۳۱۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حَرْبٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى عَنِ الْحُسَيْنِيِّ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَارِبٍ بْنِ قُرَيْبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَمَّا دَخَلَ مَنْزِلَهُ قَالَ قَالَ فَمِنْ رَجُلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ خَدِيذِي زَيْنٌ وَإِنَّ دَوِيْنِي شَيْبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذَا حَدِيثٌ

اور ابوبکر بن لوہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھے کہ انہی پر اگر سزا ہو تو بہت سی چیزوں میں تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم لوگ مشکل میں پڑ جاؤ گے تو آج تم لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ یہ حدیث غریب نہیں صحیح ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سمرقند کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ائمہ ہیں۔

۳۱۰۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَازِمٍ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْفَلَةَ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُصْفَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عِقَابَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَغَاطَفَهَا بِأَمْنِهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ أَتَقَاتُوا اللَّهَ مَا تَخَافُونَ مِنْ رَجُلٍ يَرُؤُكُمْ تَرَوْنَهُ عَلَى اللَّهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَبِئْتُ عَلَى اللَّهِ وَالنَّاسِ يَوْمَ آدَمَ وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنَ التُّرَابِ قَالَ اللَّهُ يَا آدَمُ إِنَّا خَلَقْنَاكَ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَخَلَقْنَاكَ مِنْ نَحْوِنَا وَكَبَلْ بِسَمْعِكَ عَنِ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاهُ إِنَّ اللَّهَ غَلِيظُ الْعِقَابِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُصْفَرٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْفَلَةَ يَصْغَفُ صُغْفَةً يَنْسِي مِنْ عَيْبِهِمْ وَغَيْرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُصْفَرٍ وَغَيْرُهُ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ بْنِ عُصْفَرٍ (مسند ابن عمر)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے وہ نہ جاہلیت کا فخر اور اپنے آباء اجداد کی ورثہ سے ٹکیر کرنا دور کر دیا ہے۔ اب لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی اور کریم ہے۔ دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدکار، بد بخت اور ذلیل ہے۔ تم لوگ آدمؑ کی اولاد میں اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو عاقبتی سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ... الْآيَةُ" (۱) تو وہم نے جہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو ذاتی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کو جوہر بننے والا خیر ہے۔ اجمرت۔ آیت (۱۳) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو عبداللہ بن دینار کی ابن عمرؓ سے روایت کے متعلق صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ صحیح بن ماری کے والد ہیں اور ابن ابی شیبہ سے روایت ہے۔

۳۱۰۹ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْبَغْدَادِيُّ الْأَنْصَارِيُّ وَخَيْرٌ وَاحِدٌ قَالُوا مَا يُؤْتِيَنَّ مِنْ مُعَمِّدٍ عَنْ سَلَامٍ بْنِ أَبِي مُصَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ صَالِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَسْبُ الْمَالُ وَالْكُفْرُ النَّفْسُ هَذَا حَدِيثٌ خَسِيسٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَمُرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَامٍ بْنِ أَبِي

مطبع (ص ۱۶۲، ص ۱۶۱)

تقریباً "حضرت سرہ جیڑا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسب اہل ہے اور عزت تقویٰ ہے۔ یعنی حسب اہل سے ہے اور عزت تقویٰ سے ہے۔ یہ حدیث عمر کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلام بن ابی طلحہ کی روایت سے جانتے ہیں۔"

== تفسیر ==

سورت حجرات مدنی ہے اور اس میں ۸۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

مجاہد تسمیہ: حجرات کے مکان کی وجہ سے اس کا نام سورت حجرات ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۴۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۷۵۶ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ... اسْتَنْصِفْ عَلٰی قَوْلِهِ فَقَالَ خُمُرٌ:

امام بخاری نے اس واقعہ کو کچھ وضاحت سے قصہ کیا ہے فرماتے ہیں بنی حنیم کا ایک حاملہ آپ ﷺ کی خدمت میں آیا آپ ﷺ اس وقت تھرمس تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی شخص کو یہ مامیر بتادیا جائے تو حضرت ابو بکر جیڑا نے فقہان میں مسجد کو امیر بنانے کا مشورہ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے افریق میں جس کو امیر بنانے کا مشورہ دیا۔

حضرت ابو بکر جیڑا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ما مقصد میری مخالفت کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا جواب دیا کہ میں نے آپ ﷺ کی مخالفت کے طور پر رائے نہیں دی اسی میں آوازیں بلند ہوئیں تو آیت بَارِئُ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا كُفْرًا (اے ایمان والو! اپنی آوازیں نہ کی کی آواز سے اہپر نہ کرو) نازل ہوئی۔^(۱۲)

اس آیت کے نزول کے بعد چند صحابہ کرام کا حال:

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت کا نزول اگرچہ غاصر واقعہ میں ہوا ہے مگر اس کا قلم عام ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر جیڑا نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم اب مرتے دم تک اس طرف آپ ﷺ سے بولیں گا جیسے کوئی کسی سے مرگوا کرتا ہو۔^(۱۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر بہت بولنے کو بغض اوقات دوبارہ پوچھا پڑتا تھا۔^(۱۴)

حضرت ثابت بن قیس جیڑا کی آواز بھی کھد سے بلند تھی وہ بہت ڈرتے اور روئے کھرا اپنی آواز کو گھٹایا۔^(۱۵)

علاء فرماتے ہیں: کیا اب قریش کے سامنے کا ہے یا خداوند سے سلام کرنا اور درود پڑھنا یہ بھی خلاف ادب ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ أُنْصَبِيٌّ:

عَنْ أَبِي أَلِيٍّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (يَرْكَبُكُمْ) (جو لوگ آپ کو حجروں کے چھپے سے پکارتے ہیں۔)

شبان نزول: اس آیت کے متعدد شان نزول بیان کیے گئے ہیں۔^(۱۶)

جملہ ان میں سے ہر بھی ہے کہ قبیلہ بنی مغیر یا قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ وہ پہرے کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں آئے آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے انہوں نے دروازے پر آکر زور زور سے آواز دینا شروع کر دی "يَا مُعْتَدُ الْخُرُجِ الْيَتَا" اس کے جواب میں قرآن کریم نے یہ کہا "وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ" (۱) اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آجائے تو یہی ان کے لیے بہتر ہوتا۔

آیت بالا میں تمام ہی لوگوں کو ادب سکھایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کو بلند آواز سے پکارنا برا بھی ہے اور قتل دلوں کے یہ کام نہیں ہے۔

جِن وَزَوَالِ الْمُحْجِرَاتِ: حجرات حجر کی طرح ہیں حجرے ہر دو باری کے مگرے ہوئے مکان کو کہتے ہیں جس میں کچھ کھن ہو اور کچھ چھت بھی ہو آپ ﷺ نے اپنے نواز واج مطہرات کے لیے حجرے بنوائے ہوئے تھے آپ ﷺ باری باری ہر ایک کے حجرے میں تشریف لے جاتے تھے۔

علامہ عطاء خرمائی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حجرے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے ان کے دروازوں پر سونے سے بنا دنیا کے پردے پڑے ہوئے تھے، ہم بخاری میں دیکھتے فرماتے ہیں کہ حجرے کے دروازوں سے کمرے کی دیوار تک چھ سات ہاتھ ہو گا کہ وہاں کچھ اور چھت کی اونچائی سات آٹھ ہاتھ ہوگی (۲) یہ حجرات ولید بن عبدالملک کے دور میں مسجد نبوی میں شامل کر دیے گئے اسی دن عید میں لوگوں میں گریہ دیکھا تھا

"إِنَّ خُطْبَتِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذُنْبِي شَيْنٌ" اپنی تحریف کرنا مقصود ہے کہ جس کی میں تعریف کروں تو کاٹل تعریف ہو جاتا ہے اور جس کی میں مذمت کروں تو دبر ہو جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کام تو اللہ تعالیٰ کرتے ہیں بعض روایات میں اس کے بعد آتا ہے "يُحْيِي قَوْلِي فَعَلْتُ إِنَّ فَلَانٌ يَتَذَكَّرُكَ مِنْ زَوَالِ الْمُحْجِرَاتِ" ایک دوسری روایت میں وضاحت آتی ہے بعض لوگوں نے آکر زور زور سے کہا یا محمد یا محمد آپ ﷺ نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا انہوں نے پھر یہ کہا "يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ خُطْبَتِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذُنْبِي شَيْنٌ" (۳)

خُذْنَا غِيَاثًا لِّبْنِ اِبْنِ حَتَّافٍ

"وَلَوْ لَا تَنَارُنَا يَا لَيْلَةَ لَقَبٍ" (۴) (اور نہ کسی کو بڑے لقب دو۔)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا دوسرا نشان نزول یہ بھی نقل کیا ہے کہ کوئی شخص عشاء کرنے کے بعد توبہ کرے مگر پھر بعد میں لوگ اس کو اسی عشاء کی طرف منسوب کر دیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ایسے عشاء پر عار دلائے جس سے اس نے توبہ کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ اس کو اسی عشاء میں جہنم کے ذیہ و آخرت میں رسوا کریں گے۔ (۵)

لوگوں کو اچھے القاب سے یاد کرنا چاہیے:

یہ روایت میں آتا ہے کہ ذون کا حق یہ ہے کہ اس کو اچھے نام اور اچھے لقب سے یاد کرے جس کو وہ پسند نہ کرتا ہو آپ

میں قدم رکھیں گے وہ ہے کسی حیرتی عزت کی قسم میں، بس اور پھر ایک دوسرے میں ٹھس جائے گی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

تفسیر

سورت کی یہ عمر "وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ" مدنی ہے۔

بجہ تسمیہ: اس کا نام ابتدائی سورت سے نکلا ہے۔

اور اس سورت میں ۴۵ آیات، دو تہیں رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۹۵ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۹۰ ہے۔

خَلَقْنَا غَبَدًا بَرًّا خَسِيبًا (دوسرا رکوع: ۱۶)

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقْوَنَ (دوسرا رکوع: ۱۷) ایک دوسری روایت میں آتا ہے لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَنْفُسُ فِيْهَا

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ جِئِمَ اپنے اندر بلائے کے لیے مسلسل دہوں کو طلب کرتی رہے گی اللہ تعالیٰ ہے گناہ لوگوں کو اس کے

پیر دکھانے کے بجائے اپنا قدم مبارک اس پر رکھ دین گے اس کے بعد گنہگاروں کو گلب کرنا چھوڑ دے گی۔

فَلَمَّا أَتَتْهُ لَوْحِي كَيْ يَأْتِيَنَّهَا لَيْسَتْ تَكْذِبَاتٌ ۚ ۱۷ میں سے ہے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو

معلوم ہے۔ (۱۷)

ایک دوسری روایت میں "خَسِيْبًا لِّمَا أَوْعَدُوا فِيْهَا وَخَسِيْبًا لِّمَا وَعَدْنِ فَلَمَّا أَتَتْهُ لَوْحِي كَيْ يَأْتِيَنَّهَا لَيْسَتْ تَكْذِبَاتٌ ۚ ۱۷" بھی الفاظ بھی آتے ہیں۔ (۱۷)

تخریج صحیحین:

۳۹:۱ - آسمانہ السدرۃ: (۲۹۹/۱۷۱) کتاب الأيمان والحدود باب الحلف بغير الله وصعاقه وكلمته، حديث (۲۶۵۵) ومسلم

(۱/۱۵۸)، کتاب الجنۃ وصفہ علیہا وأسمہا، حديث (۲۸۸۸-۲۷۱) وأحمد (۳/۵۲۵-۵۱۵، ۵۲۶-۵۲۷) وميدانيہ بن أحمد (۳/۲۷۸)

ومسلم بن حاتم، ص ۳۹۶ - باب (۱۶۵۲)

(۱) دوسری وحید (۲۱) فتوحی کہ حدیث تورات کی تفصیل کتاب الاموال (۱۱۰۵۸-۱۱۰۵۹) میں مذکور نہیں (۲۱) کو کہ۔ الدری: ۴۳۹۹، مطاوع

حق: (۱/۵۵۶) (۱) ترمذی: باب حللوا دھار اللہ

سُورَةُ الدَّارِ يَاَتِ

یہ باب ہے سورۃ ذاریات کی تفسیر کے بیان میں

۴۰:۹ - خَلَقْنَا نَارًا لِّبْنِ عَصَا نَارًا مُّغَيَّيًّا عَنْ صَلَافِهِمْ عَنْ عَصَاهُمْ لَنْ يَأْتِيَنَّ الشُّجُوْدُ عَنْ يَدَيْهِ وَابْيَاسَ رُجُلَيْهِ مِنْ

وَبَيْنَهُ قُلُوبٌ مَدِينَةٌ فَخَلَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرَتْ بِنَدْوٍ وَابِدٍ عَدُوٍّ
فَقَالَتْ أَعْدُوٌّ بِاللَّهِ إِنْ أَكُونُ جَلِيلًا وَابِدٌ عَدُوٌّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَابِدٌ عَدُوٌّ قُلُوبٌ
فَقَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَفَعْتُ إِنْ عَدُوٌّ لَنَا فَجِئْتُ بِهَا مِنْ بَنِي مُعَاوِيَةَ فَخَلَّتْ بَيْنَهُمَا
وَأَمَّا الْخَبِيرُ فَتَمَّ حَرْجُ بَرِيذَ جَبَالٍ مَهْمَرَةً فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَتِدَّ لِمُعَاوِيَةَ فَادَّوِيهِ وَلَا لِأَسِيرِ
فَادَّوِيهِ فَأَمَّا عَبْدُكَ مَا كُنْتُ تُسْقِيهِ وَمَنْ مَعَهُ يُكْرِمُ بَنِي مُعَاوِيَةَ بِشُكْرٍ لَكَ الْحَمْرُ الَّذِي سَقَاهُ فَرَفَعَ لَهُ
سَحَابَاتٍ فَفَعِلَ لَهُ فَتَوَّأَ أَخْذَهُمْ فَاحْتَلَزَ السُّودَاءَ مِنْهُمْ فَوَقَّعِلَ لَهُ خُذْهَا وَمَاذَا رَابِعًا لَا نَدُوَّ مِنْ عَدُوِّ أَخِي
وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ غَنَمُهُ مِنَ الرِّيحِ إِلَّا قَدَرًا هَذِهِ لَخَلْفَةُ بَعْضِ خَلْفِهِ لَخَلْفَتِهِمْ كُنْ قَرَأُوا أَوْ سَلَّطْنَا عَلَيْهِمْ
الرِّيحَ الْعَقِيبَةَ مَا تَدْرِي مِنْ شَيْءٍ آتَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْخَلْدِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ عَبْدِ جَبْرِ بْنِ أَبِي النَّخْوَةِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي الْخَارِثِ بْنِ خُلَّانٍ وَبِإِسْنَادٍ الْخَارِثِ بْنِ بَرِيذَ. (ص ۱۶۳) ۱۰۰
تَرْجُمَةُ حضرت ابو وائل قیسہ ریوی کر یہ شخص سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں نے فرمایا میں حدیث یا تو نبی اکرم
نبویؐ کی خدمت میں حاضر ہوں یا قوم عاد کے قاصد یاد کر آیا تو میں نے کہا کہ میں نے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ وائے
بول کہ میں بھی اس کی طرف جا رہا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے قوم عادہ قاصد کیسا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ انہیں
واقف کار سے آپنا واسطہ پڑا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب قوم عاد پر قلعہ چڑھا تو قتل (ایک آدمی کا نام) کو بھیجا گیا
وہ قبرین مودہ کے پاس تھمرا۔ اس نے اسے شراب پوئی اور وہ خوش آواز لگا۔ لہذا وہ بنے۔ اسے کان خلیا پھر وہ ہر
کے پہلوں کا دائرہ کر کے نکلا اور چلی آیا۔ پھر عاقی کو یا اللہ تعالیٰ میں کمی ہمارے علاج یہ کسی قیدی کو چھڑانے کے
لئے نکال آیا کہ میں نے وہاں۔ لہذا تو اپنے بندے کو جو پانا ہو پانا۔ ساتھ ہی بحرین معاویہ کو بھی چلا۔ اس طرح وہ بحر
بن معاویہ کے شراب پلانے کا شکر یہ ادا کرنا تھا۔ پھر اس کے لئے کئی بدایاں آئیں اور اسے اختیار دیا گیا کہ کوئی ایک
پینہ کرادیں میں سے اس نے کافی بدی پینہ کی پھر کہا تھا کہ جی ہاں تو انکو لے لو جو قوم عاد کے کسی فرد کو نہ چھوڑے گی۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم عاد پر صرف انکو بھی کہ حق کے برابر ہوا چھوڑی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی
”إِذَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ“ (اور قوم عاد میں بھی (مہربت ہے) جب ہم نے ان پر سخت آمدنی بھیجی جو
کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی تھی اسے اسیدہ پڑیوں کی طرح پڑ دیتی۔ لہذا یہ آیت ۲۴/۴۱) یہ حدیث
نبی راولی سلام اللہ مندر سے وہ صاحب بن ابی وائل سے اور وہ عمارت بن حسان سے نقل کرتے ہیں۔ انہیں
حدیث میں مزید بھی کہا جاتا ہے۔

۱۰۱. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُصَيْنٍ مَوْلَى ابْنِ حَبَابٍ نَسَبَهُمْ ابْنُ شَلِيمَانَ السُّعُوفِيُّ أَبُو الشَّيْبَانِ عَابَسَهُمْ بَيْنَ أَبِي

سُورَةُ النِّجْمِ

یہ باب ہے سورہ نجم کی تفسیر کے بیان میں

۳۵۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَرَ نَا سُفْيَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعْمُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرَّبٍ عَنْ مَرْثَدَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا تَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللَّهِ الْمُتَنَهَّى قَالَ انْقَهَرَتْ رِئَتُهُمَا مَا يُفْرَجُ مِنَ الْأَرَامِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ قُوَى فَاتَّخَذَهُ اللَّهُ عِنْدَهَا ذَلَالًا ثُمَّ يُعْبِقُهُنَّ يَبًّا كَانَ قَدَامَهُ فَرَضْتُ عَلَيْهِ الْفَضْلَةَ حُمَاً وَأَعْطَيْتُ خَزَائِمَهُمْ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَغَيْرَ الْأَنْبِيَاءِ الْمُتَعَجِّمَاتِ مِنْهُ يَطْلُ كُلُّ بِأَلَلَةٍ خَبْتُ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذَا بَغَضَ السَّيِّدَةُ مَا يَغْضَى قَالَ السَّيِّدَةُ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ سُفْيَانُ أَمْرًا مِنْ دَهَبٍ وَفُتَاهُ سُمَيْكَةُ يَبْدُو فَارْعَدُهَا وَقَالَ غَيْرُ مَالِكٍ نَحْنُ مَعْمُورٌ إِلَيْنَا يَنْتَهِي جَنَمُ الْخَلْقِ لَا يَنْلِمُ لَهُمْ بِمَا فُوتَى ذَلِكَ هَذَا خَبَيْثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (مسند، ص ۶۳)

ترجمہ: ”حضرت عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سورۃ الفاتحہ (یعنی شب معراج میں) اور شبی سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف زمین سے چڑھ کر اور اس سے زمین کی طرف اتر جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی اور نبی و پیغمبر میں نہ تھیں۔ پہلی کہ آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ سورہ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ ﷺ کی امت کے سارے نبی و مرسلین کو یہ آیت پڑھنی چاہیے۔ اِذَا بَغَضَ السَّيِّدَةُ مَا يَغْضَى“ (جب کہ اس سورۃ پڑھا جا رہا ہو چھارہ تھا۔ انجم آیت ۱۶) اور فرمایا کہ سورہ پھر آسمان پر ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ وہ اپنے دلی چیز سوسنے کے پڑنے سے اور پھر ہاتھ ہلا کر بتایا کہ اس طرح ڈر رہے تھے۔ مالک بن معمر نے کہا کہ وہ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ مخلوق کے طرف سے انتہا ہے اس کے بعد کوئی کسی چیز کے متعلق نہیں جانتا۔“

۳۵۱۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا عُبَادَةُ بْنُ الْعَوَّامِ نَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ وَرْدَانَ خَبِيشَ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَقَدْ أَتَيْنَاهُ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جَبْرِائِيلَ وَلَهُ بِشَابَعٍ صَاحِبُ هَذَا خَبَرِيَّتٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (مسند، ص ۶۳)

ترجمہ: ”شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے ورد بن حبیش پیغمبر سے اللہ تعالیٰ کے ”قَالَ“ کے قول ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى“ (پھر دو سالگانہ کے برابر یا تھ اس سے بھی کم) انجم آیت ۹ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے چہرہ پر تھے۔ یہ حدیث

حسن صحیح غریب ہے۔

۴۴۱: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَاصِبَانُ عَنْ مُجَالِيدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَبِىَّ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَا بِمَرْفُوعَةٍ نَسَاهُ عَنْ سَبْرٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَزَتْهُ الْجَبَلُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا نَبُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللَّهَ فَسَمَ دُرُوبَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى فَكَلَّمَهُ مُوسَى مَرْثِيًّا وَرَأَى مُحَمَّدًا مَرْثِيًّا فَقَالَ مَسْرُوقٌ فَدْخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدًا رُبَّمَا فَقَالَتْ لَقَدْ دَخَلْتُ بِسَمْعِهِ قَفْتُ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ رَوَيْتَاهُ فَقَرَأْتُ فَقَدْ رَأَى مِنْ أَبَابِ رُبِّي الْكُتُبَى فَقَالَتْ ابْنُ يَذْهَبُ بِكَ إِنَّمَا هُوَ جَبْرَيْلُ عَنْ أَخْبَرِكَ أَنْ مُحَمَّدًا رَأَى رُبَّهُ أَوْ كُنْتُمْ شُبُهًا مِمَّا أُبْرِيهِ أَوْ يَتَلَمَّزُ الْخُفَّاسَ النَّبِيُّ قَالَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ أَنْعَمَ الْفَرِيزَةُ وَلَكِنَّهُ رَأَى جَبْرَيْلَ لَمْ يَرَهُ فَمِنْ صُورَةٍ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ مِدْرَةِ الْمُتَنَهَى وَمَرَّةً فِي جَبَابٍ نَهْ سَبْتُ مِائَةً جَنَاحٍ فَدَسْتُ الْأَنْفَ وَقَدْ رَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي وَهْبٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ مَنَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْخَبِيرِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَقْصَرُ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِيدٍ (ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ: "شعبی سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عرقات میں کعب بن جحش سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کعب بن جحش سے کوئی بات چھیٹی تو وہ خمیر کہنے لگے یہاں تک کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بتو ہاں ہم ہیں۔ کعب بن جحش فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور دیر اور کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور موسیٰ علیہ السلام پر اتھیر کیا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیر کیا۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوں اور پوچھا کہ کیا نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کا دیر کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے ان کی بات کی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے عرض کیا خیر بے جدی نہ کیجئے اور پھر یہ آیت پڑھی "لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّي الْكُبْرَى الآية" (بے شک میں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ الحجہ آیت ۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہاری عقل کہاں جی کی ہے وہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ تمہیں کس نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو دیر کیا ہے۔ یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کوئی ایسی چیز (امت سے) چھپائی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے یا یہ کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد لگتا ہے: "إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الآية" (یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بدتر برسرہ اور وہی جانتا ہے کہ رحم (ماں کے بیٹ) میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کماے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس چیز پر مرے گا)۔ جس نے یہ کہہ تو میں نے بہت بڑا بہتان باغواہا۔ اس الہامی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور انہیں بھی ان کی امانی

تَرْجَمَةً "حضرت عبداللہ بن شعیب جرجس سے روایت ہے کہ میں نے ابوذر جرجس سے عرض کیا کہ اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ سو سال پہلے سے ایک سوال پوچھتا۔ حضرت ابوذر جرجس نے پوچھا کہ کیا پوچھتے؟ فرماتے تھے: میں پوچھتا کہ کیا امر (توکل) نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ وہ دور ہے جس سے اسے کیسے دیکھ سکتے ہوں۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

۳۹۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَذَبَ الْفُرَادَ ... الآية" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کورن جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا اعانہ کر لیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۹۲۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَذَبَ الْفُرَادَ ... الآية" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کورن جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا اعانہ کر لیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تَرْجَمَةً "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کورن جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا اعانہ کر لیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

سورت نمبر ۱۱ ہے اور اس میں ۲۹ آیات اور تین رکعات ہیں۔
جب تیسرے اس میں ۱۱ رکعات کی قسم کھائی گئی ہے اس لیے اس کو سورت نمبر ۱۱ کہتے ہیں۔
اس سورت میں ۱۱ رکعات کی تعداد ۳۰۰ ہے جب کہ حرف کی تعداد ۱۴۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَذَبَ الْفُرَادَ ... الآية" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کورن جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا اعانہ کر لیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تَرْجَمَةً "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کورن جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا اعانہ کر لیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

شمارہ عطاء کی ٹیکہ جیسا پرانے میں میزوں کا بیان آیا جا رہا ہے جو امت کے متعلق ہیں اور ان میں چیزوں کی خاص اہمیت ہے۔^(۱۱)

إِن يَغْفِرَ الْبَشِيرَةُ مَا يَغْفِرُ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "مَا يَغْفِرُ" کے ذکر کی ذمہ داری سے آیت کریمہ کی حدیث کی اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو کبھی نہ تو اس کو واپس لے کر بھی نہیں دیکھا چاہیے یہ ہمہ گیر نہیں ہے بلکہ اس کی عظمت اور بڑائی کی طرف مشیر ہے۔

الْبَشِيرَةُ فِي السَّعَاءِ السَّادِسَةِ (ص ۱۶۳، ص ۱۶۲) حضرت انس کی روایت میں اس توں آمان پر "الْبَشِيرَةُ" کو کہا ہے۔

وَعَفَرَ لَأَمْرِهِ مَا مَقْبُحٌ مَّا لَمْ يَغْفِرْ لَكُمْ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۱) ایک دوسری روایت میں "وَعَفَرَ لَأَمْرِهِ لَمْ يَغْفِرْ لَكُمْ بِاللَّهِ مِنْ أَمْرِهِ شَيْئًا لَعَلَّكُمْ" ہے جو ترجمہ نہ کرے اگرچہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو کہ جب بھی اللہ تعالیٰ چاہے اس کی مغفرت فرمادیں گے جیسے کہ در شمار خداوندی ہے۔ "إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ لِمَنْ يَغْفِرُ لَكَ يَوْمَئِذٍ ذَلِيلٌ لِمَنْ يَنْشَأُ"۔

یہ ترجمہ فرماتے ہیں کبیرہ گناہ والوں کی مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے طور پر جہنم میں نہیں رہیں گے بلکہ وہی فرماتے ہیں کبیرہ گناہ کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ دوسری باتوں کے مقابل میں۔ کٹر لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے ساتھ مغفرت فرمادی جائے گی امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی سرافرازی دوسری باتوں سے زیادہ ہے۔

سُئِلَ: "الْبَشِيرَةُ" کون سے آمان پر ہے؟
جواب: "تَغْفِرُ" کی بات یہ ہے "الْبَشِيرَةُ" جو ساتویں آمان پر ہے یہی بات قاضی بیضاوی علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے حدیث و اس میں جو چھ آمان کا ذکر ہے اس میں تخلیق پر ہی گئی ہے کہ اس کی جڑ پھیلے آسان میں ہے اور اس کی شاخیں پھیلنے والی دوسریں آمان پر ہیں۔^(۱۲)

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ساتویں آسان وہاں روایت نہ وہاں صحت ہے۔^(۱۳)
قَالَ سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَغْفِرُ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۱) نے "کے پختے (پروانے) میں پتھروں کے ساتھ تعبیر کرنا اس کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ محض ایک تشبیہ کے طور پر ہے مطلب یہ ہے کہ بے شمار فرشتے جو "الْبَشِيرَةُ" پر متحمم ہیں ان کی ہر ایک ایسی معلوم ہوئی ہے جیسے سونے کے پتھر۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں "بَشِيرَةُ مِنْ دُخْبٍ" سونے کی بڑی بڑی تشبیہ دی گئی ہے اس حدیث میں تشبیہ اس کی بات کی ہوئی کہ جب ٹڈیاں کسی جگہ آجاتی ہیں تو اس کو احاطہ کرتی ہیں جیسا کہ حشر فرشتوں نے اس کو لپیٹ لیا ہے۔ بعض علماء نے ان دونوں باتوں میں تطبیق کی صورت یہ بیان کی ہے کہ وہ ٹڈیاں سونے کی ہوں گی۔^(۱۴)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ قَبِيلٍ ... (حص ۱۶۳، ص ۲۰)

فَخَلَانِ قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَمْنِي: قوس اکٹوں کی دو ٹکڑی جہاں سے دستہ کو بکڑا جاتا ہے اس کے مقابل میں کمان کی ڈور جس کو تار کہتے ہیں وہ ہوتی ہے اس دونوں کے درمیانی فاصلہ کو قاب کہتے ہیں جو تقریباً ایک ہاتھ کا ہوتا ہے۔

فجاء قوسین دو کمانوں کی قباب عرب میں جب دو قوس کی آہٹ میں صلح اور دوستی کرتے تو دونوں اپنی اپنی کمرلوں کی ٹنگڑی اپنی طرف کرتے اور کمان کی ڈھور دھرتے کی طرف دونوں کمانوں کی ڈھوریں آجمن میں ملاتے اس سے کچی دستی بھی جاتی تھی۔ قباب سے یہی پرترب سے کہ ہے اور پھر مزید "انو اذنی" کہہ کر اس قباب کو اور بھی زیادہ ہونے کو بتایا گیا ہے۔

ذی جبرئیل: (ص ۱۱۳، ص ۱۱۴) اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں یہ اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے بہت زیادہ قریب تھے، اور وہی جو انہوں نے پہچانی اس کے سننے میں آپ کو کسی قسم کا کوئی شائبہ نہ تھا۔^(۶۱)

وَلَمْ يَسْتَبَالِہٖ جَنَاحُ (ص ۶۴، ص ۶۷) حضرت جبریلؑ کے چوسو پر میں وہ اپنے دو پردوں سے مشرق اور مغرب کو
فصیر لیے ہیں چوسو پردوں کی رحمت پھر کہاں تک ہوگا۔

حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عُمَرَ: (ص ١٦٢، ص ٢٧)

فَوَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَذَا رَأْيُ مُحَمَّدٍ رَّبِّهِ: (مس ۱۶۲، ص ۲۹)

لَقَدْ رَأَى مِنْ آفَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى: (ص ۱۶۳، ص ۱۶۴) اس میں مفسرین کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: بہت سے صحابہ اور تابعین جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابو ذر غفاری حضرت ابو بکر صدیق وغیرہ جیسا ان کے نزدیک یہاں مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہنا ہے اسی قول کو غلام ابن کثیر، ابن جریر، ترمذی، امام راوی وغیرہ نے ترجیح دی ہے۔^(۷)

دُوسرا قول: دوسرے بعض صحابہ اور تابعین میں حضرت انس حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا رکھنا ہے اس قول کو حضرت کاظمیؒ کا ماخذ ثانی جی صاحب تفسیر مظہری نے راجح قرار دیا ہے۔

پہلے قول کو ترجیح دیتے ہوئے علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں سورت محمدی آیات جن میں رویت اور قرب کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں آپ ﷺ نے جلی مرتبہ کہ میں امامِ غزالی میں حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا تھا اور دوسری مرتبہ مشہ معراج میں "السلوة" کے قریب دیکھا ایں مرتبہ بخمار کے کٹے میدان میں حضرت جبرئیل اصلی سورت میں ظاہر ہوئے ان وقت ان کے سوزہ زدہ تھے اور انہوں نے سورے اُنسی کو پھر ادا کیا۔^(۱۸)

دوسرے قول کے بارے میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے مسکات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے

مذاری سے لفظ زکیٰ میں ایہ وہی الذکر ہی تھا ہے اس میں وہ اسرار و معانی کا بیان ہے اس میں جو کچھ ایمان کا صورتِ اسلامیہ میں دیکھنا ہو ہے مگر دوسری آیت کبریٰ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی رویت کو ہر سہ کا احتمال موجود ہے اس میں کونکر اور کس کیا جاسکا۔^(۱۱)

ثانیہ: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے رویت ہادی حوالی کے معاد میں کوئی ایضاً نہ کریں بلکہ توقف اور سکوت اختیار کریں۔^(۱۲)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُسْوٍ (ص ۱۳۲، ۱۳۳)

لَا تَذَرُكُمْ إِلَّا بِنَارٍ هَذِهِ (ص ۱۳۲، ۱۳۳) اس بارے میں تمام علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اس عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اور زیارت نہیں ہو سکتی آخرت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کا ہونا تقریباً دو صحیح احادیث متواتر سے ثابت ہے اور قرآن کی آیت سے بھی یہ مسلک ثابت ہوتا ہے۔

پہلے صحیحہ کو جو زیارت بروئی و شبِ معراج میں ہوئی جس کا مفہوم صحیحہ و تابعین انکار کرتے ہیں اور حقیقت عالم آخرت ہی کی زیارت ہے جیسا کہ شیخ محمد الدین بن عربی فرماتے ہیں، یا صرف اس جہان کا نام ہے جو آسمانوں کے نیچے تصور ہے آسمانوں سے اوپر آخرت کا مقام ہے۔

لَا تَذَرُكُمْ إِلَّا بِنَارٍ (ص ۱۳۴، ۱۳۵)

تیسرا: جب اسماں واللہ تعالیٰ کی رویت ہوئی تو کس محقق و قیاس میں کیسے ہوئی۔

چوتھیں: اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت و زیارت ناممکن ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسانی فکر واللہ تعالیٰ کی ذات قدس کا احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے قیامت میں بھی انسانی نگاہ و ادراک نہیں کر سکے گی صرف زیارت ہی کر سکے گی۔^(۱۳)

وَهُوَ بِذِكْرِ الْأَنْبَاءِ (ص ۱۳۶، ۱۳۷) اللہ تعالیٰ کی نظر ساری کائنات کو محیط ہے دنیا کا کوئی ذرہ اس کی نگاہ سے چھپا ہوا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی غصہ صیت ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔^(۱۴)

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَىٰ (ص ۱۳۸، ۱۳۹)

وَلَقَدْ رَأَوْهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ (ص ۱۳۹، ۱۴۰) اس آیت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو معراج میں دیکھا ہے اجمال حضرت جبریل رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کا بھی ہے اسی طرح دوسری آیات میں بھی دونوں اصحاب فرماتے ہیں۔^(۱۵)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ (ص ۱۴۱، ۱۴۲)

إِنَّمَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (ص ۱۴۲، ۱۴۳)

مطلب اس آیت کا یہ ہے اُنھ نے جو کچھ دیکھا ہے دل نے بھی اس کے ادراک میں کوئی غلطی نہیں کی اس غلطی کو آیت میں لفظ کذب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مآرائی: اس سے کون مراد ہے بعض مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو دیکھنا مراد ہے اور دوسرے بعض مفسرین حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا مراد لیتے ہیں۔

میسوال: اس آیت کریمہ میں ادراک کی نسبت قلب کی طرف کی گئی حالانکہ ادراک کا تعلق عقل سے ہوتا ہے؟
 جہانگیر: قرآن مجید کی ایک نہیں متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ادراک و فہم کا اصل مرکز قلب ہے اس لیے عقل کو بھی قرآن مجید میں قلب سے تعبیر کر دیا جاتا ہے مثلاً عَلَّمَنَّا لَكُمُ الْقُرْآنَ ﴿۱۵۸﴾ (ہر صاحب دل کے لیے ہدایت ہے اور اس کے لیے جہد سے مستحب ہوا) یہاں پر قلب سے مراد عقل ہے۔ اسی طرح ﴿فَلَمَّا فَطَمَتُ الْعُيُوتَ أَذَبَهُنَّ وَذَقَّتْ لِقَاءَ رَبِّهِنَّ الْمَاءَ﴾ (انہن کے دل ایسے تھے جن سے نہیں سمجھتے۔)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (ص ۱۶۸، ص ۱۶۹)

نُورًا، یعنی ازلہ ایک دوسری روایت میں ہے "وَابْتَ نُورًا" (۱۶۹)

نُورًا: اسی ازلہ (ص ۱۶۸، ص ۱۶۹) خام نوٹ: نبیؐ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کیف نوہ کا جواب تو میں کیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں: ازلہ میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو نور ہے جو اس کی رویت سے مانع ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۶۸، ص ۱۶۹)

مَا كَذَبَ نُورًا مآرائی: یعنی دل نے جو کچھ دیکھا اس دیکھنے میں غلطی نہیں کی اس دیکھنے میں کسی قسم کا کذب و شہ نہیں ہے کہ کیا دیکھا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی مراد ہوسکتے ہیں جیسے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت بھی مراد ہوسکتی ہے۔ پہلے اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدْنَانَ ... (ص ۱۶۸، ص ۱۶۹) ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ كُفْرًا﴾ (ص ۱۶۸، ص ۱۶۹)

اس میں ایک لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ وہ لوگ کفر و کفر میں ہیں۔ اور جے ہیں۔

بِأَلَا اللَّهُمَّ (ص ۱۶۸، ص ۱۶۹) اس کی تفسیر میں وقول میں:

پہلا قول: حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، عاصمؓ، ابن جریہؓ، ابن کثیر وغیرہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ خود سے مانع ہونے والا ہے نہ کہ اس میں جس کے بعد آدمی قہر کر لیتا ہے۔

دوسرا قول: حضرت ابن عباسؓ، عاصمؓ، ابن جریہؓ، ابن کثیر وغیرہ فرماتے ہیں اس سے مراد کبریا مکن ہے کہ کئی آدمی سے کبر و مکن، اور وہ ہو جاتا ہے اور وہ قہر کر لیتا ہے تو یہ شخص بھی مکن کی نہرست سے خارج نہیں ہوا۔

خَدِیثُ حَسَنِ صَاحِبِیْ، (ص ۶۶، ۶۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ (آپ ﷺ کے معجزے سے) چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا چاند کے اس پار دو اور اس پار۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ گولہ رہا لیکن ”اقْرَبَیْبِ السَّاعَةِ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ“۔ (آیت: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔) قرآنیات (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۲۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ فَتَاةٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَاانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَزَوَّيْتُ بِاقْرَبَیْبِ السَّاعَةِ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ إِلَيَّ قَوْلُهُ بِسَخَرٍ مُسْتَعِيرٍ يَقُولُ ذَاهِبْ هَذَا حَدِیْثُ حَسَنِ صَاحِبِیْ، (ص ۶۶، ۶۷)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مجروح طلب کیا تو چاند مکہ میں دو مرتبہ پھٹا (دو ٹکڑے ہو)۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں ”اقْرَبَیْبِ السَّاعَةِ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ إِلَيَّ قَوْلُهُ بِسَخَرٍ مُسْتَعِيرٍ“ (قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا اور گردہ کوئی مجروح نہ کیا لیکن تو اس سے نہ مہر لیں اور کہیں یہ تو نبی سے چلے آتا ہو رہے۔) قرآنیات: (۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۲۲۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ مَا سُبَّانَ عَنْ أَبِي نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَنَسٍ مَخْرُجٍ عَنْ أَنَسٍ مَسْمُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَهْذُرَا هَذَا حَدِیْثُ حَسَنِ صَاحِبِیْ، (ص ۶۶، ۶۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا گولہ ہو جو وہ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۲۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ نَا أَبُو فَاوَزٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَنَسٍ عَمْرٍو قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِسْهَدُوا هَذَا حَدِیْثُ حَسَنِ صَاحِبِیْ، (ص ۶۶، ۶۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹا تو آپ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ گولہ رہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۲۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حَصْبِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ نَا مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ فَاانْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلَى

هَذَا لُغْلُجٌ وَعَلَى هَذَا الْجَبَلِ هَذَا السَّخْرُ نَامُحَمَّدٌ فَلَمَّا بَعْضُهُ لَوْنٌ كَانَ سَخْرُهُ فَمَا يَسْتَفِيدُ أَنْ يَسْخِرَ
الْأَسْرَ كُلَّهُمْ وَقَدْ رَوَى نَعَضُهُمْ هَذَا الْخَبْرُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُخَمَّلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ حَبِيبِ بْنِ مُطْعِمٍ نَحْوَهُ (ص: ۱۶۷، ص: ۱۶۸)

تَرْجُمَہ: "حضرت حبیب بن مطلق بن زفر ماتے ہیں کہ عبد بنوی (ع) کی چاند پست کر دو گئے: وہاں ایک کھراس پہاڑ پر
اور دوسرا اس پہاڑ پر۔ اس پہاڑ کے کہہ کر محمد بن ابی بکر نے امیر جادو کر دیا ہے۔ بعض کہنے لگے کہ اگر ہم پر جادو کر دیا ہے
تو وہ سب لوگوں پر تو ہرگز نہیں کر سکتے۔ یہ حدیث بعض حضرات نے حصین سے روایت کر کے وہ اپنے والد سے وہ اپنے
دادا حبیب بن مطلق سے وہی کیا۔ سند نقل کرتے ہیں۔"

۳۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا وَجَّعَ عَنْ سَعْيَانِ عَنْ زَيْدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
غِيَاثِ بْنِ جَعْفَرٍ السَّخْرُ وَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مِنْهُ كَوْفَرِيٌّ يُحَاوِلُ دَسْوَلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدْرِ فَزَلَّتْ يَوْمَئِذٍ بَسْخُورٌ فِي أَسَارٍ عَلَى وَجْهِهِمْ دُفَعُوا نَسْ سَخْرًا كُلَّ شَيْءٍ خَلْقًا
بِقَدْرِ هَذَا خَبْرٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص: ۱۶۸، ص: ۱۶۹)

تَرْجُمَہ: "حضرت ابوسریجہ سے روایت ہے کہ مشرکین قدر کے متعلق جھگڑتے: دوئے رس نہ ملے گی کہ پاس
حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی: "يَوْمَئِذٍ يَسْخُورُونَ الْآيَةُ" (جس دن قبیضے جائیں گے آگہ میں اللہ سے من،
بخصوص آگہ۔ انہوں نے ہرجیز بنی پہلے غم اُترے۔ آخرت آیت ۳۹، ۴۸)
یہ حدیث سن گئے۔"

تَفْصِيلُ

بجہ تسمیہ: سحرہ شیخ اتمر کے کہہ کر دی ہے اس کا نام سورت اتمر ہے۔

سورت ترک کی ہے مگر تَبْهَرُهُمْ أَنْفَعُ "مدنی ہے اس سورت میں ۵۵ آیت اور تین لوگ ہیں۔

اس سورت میں گہمت کی تعداد ۳۳۲ ہے جب کہ حرف کی تعداد ۱۲۰۳ ہے۔

خَلَقَ عَلَى نَسْ خَنْجَرٍ . . . (ص: ۱۶۷، ص: ۱۶۸) فَافْتَشُوا الْقَهْرُ فَلَنْتَسِيَنَّ . . . (ص: ۱۶۸، ص: ۱۶۹)

مُتَانِ مَزُول: چند مشرکین نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جن میں: ولید بن مغیرہ، ابو جہل، عامر بن ابی امل اور خضر بن الحارث
وغیرہ بھی تھے کہنے لگے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے۔ سچا رس ہیں تو چاند۔ کہہ دو گئے کہ: کہہ دکھائیں اس پر آپ ﷺ نے ان
فرمان اور چاند کے دو گئے ہو گئے۔ "۱"

ابن حجر نے اپنے استاد علامہ عراقی سے اس واقعہ پر پتلا نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

من (۳۸۶۹، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱) وسلم کتاب صفات المنافقین وأحوالہم باب اشتقاق النفر۔ حدیث (۳۸۰۰/۱) وأحمد (۳۷۶/۱، ۳۷۶/۲) عن طریق أبي معمر عن عبد الله بن

۳۷۷۔ أخرجه البخاري: كتاب المناقب باب سؤال المشركين أن يدخلوا بني ثعلبة آية بأرضهم المختلف النفر۔ حدیث (۳۷۳۲/۱) وأطراجه من (۳۸۰۸، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸) وسلم کتاب صفات المنافقین وأحوالہم باب اشتقاق النفر۔ حدیث (۳۸۰۸/۱) وأحمد (۳۷۶/۱، ۳۷۶/۲، ۳۷۶/۳) عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس

۳۷۶۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس

۳۷۷۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس

۳۷۸۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس

۳۷۹۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس

۳۷۹۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۰۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۱۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۲۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۳۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۴۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۵۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۶۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۷۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۸۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۸۹۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس
۳۹۰۔ عن طريق أبي معمر عن عبد الله بن أحمد بن حنبل (۳۷۶/۳) عن عبد بن حميد (۳۷۶/۳) حدیث (۳۸۸۱) کلہم عن قتادة عن أنس

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

یہ باب ہے سورہ رحمن کی تفسیر کے بیان میں

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ أَبُو مُسْلِمٍ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ
الرَّحْمَنِ، بَوَّأَهُمْ إِلَى آخِرِهَا فَسَكَنُوا، فَقَالَ لَمَّا قَرَأَهَا عَلَى الْجَنِّ لَبَّيْ فَكُنُوا أَحْسَنَ مَزْدُودًا
يَنْحَدِرُ كُنْتُ فُلَعًا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ فَبَاقِيَ الْآيَةِ رَبُّكُمْ تُكَذِّبَانِ قَالَ لَا يَسْمَعُ مِنْ يَغِيثٍ رُبَّمَا نَكْذِبُ فَلَمَّا
الْحَمْدُ هَذَا خَيْرٌ غَرِيبٌ لَا مَعْرِفَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ
حَنْبَلٍ كَانَ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الَّذِي وَفَّقَ بِالشَّامِ لَيْسَ عَمَّا الَّذِي يَرَوِي عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَأَنَّهُ وَجَلَّ أَخْرَجَ قُلُوبُ
أَسْمَاءُ بَنِي إِسْمَاعِيلَ يَزُورُونَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَافِقِينَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ أَهْلُ الشَّامِ يَزُورُونَ عَنْهُ
أَحَدِيكَ مُفَارِقَةً (ص ۳۷۸، ص ۳۷۹)

قرآن مجید ”حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف آئے اور سورہ رحمن

الصدوق أبي الشيخ في العظمة والحلاوة وصححه ولا من مردويه وما يفي (اللائل) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه

(۱) تفسير قرطبي (۳) سورة الرحمن آیت ۱۳ (۲) اموال البیان ۲۶۶/۵، مشکوٰۃ ۱۸۹

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

یہ باب ہے سورۃ واقعہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَغَدَّ الرَّجِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ أَفَلَدَنَتْ يُعْبِدُ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَبْرِ نَبِيٍّ فَافْرَةٌ وَإِنْ شِئْتُمْ فَلَا نَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أَخْفَى لَهُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَعْيَى جَزَاءَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّايِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَفْطَمُهَا وَافْرَةٌ وَإِنْ شِئْتُمْ وَظِلُّ مَمْدُودٍ وَمَوْضِعٌ سَرِيطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا بَيْنَهَا وَافْرَةٌ وَإِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ رُحِخَ عَنِ النَّارِ وَادْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ قَارَ وَمَا الْحَيَوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَنَاعُ الْفُرُودِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ

(ص: ۱۱۱، س: ۲۹)

تورجھد کہ "صحرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز (جنت) تیار کی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے۔ نہ کسی کان نے (اس کے متعلق) سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا ہے۔ اگر کسی چہ ہے تو یہ آیت پر مبنی "فَلَا نَعْلَمُ نَفْسٌ... الْآیۃ" (یعنی کون جیس جانت کہ ان کے لئے کیا چیز تیار کی گئی ہے جو آنکھوں کی محضرت ہے اور یہ سن کے اعمال کا بدلہ ہے)۔ اور جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی سواریں کے سائے میں چلے گا تو سو سال تک چلے گا اور جو بھی اسے ملے گا کرے گا اگر چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "وِظِلِّ مَمْدُودٍ" (اور لیا سارے) (والواقعہ آیت ۳۰) اور جنت میں ایک گنڈار کھنے کی جگہ ہے اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے لہذا چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "فَمَنْ رُحِخَ عَنِ النَّارِ... الْآیۃ" (یعنی جو شخص دوزخ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا وہ زیادہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سارا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّايِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَفْطَمُهَا وَافْرَةٌ وَإِنْ شِئْتُمْ وَظِلُّ مَمْدُودٍ وَافْرَةٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ وَفِي أَهَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ (ص: ۱۱۵، س: ۱)

تَرْجَمَهُ "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سامنے اس سوار تک بھی چلا رہے تو اسے نہ ٹکے نہ چاؤ تو یہ آیت پڑھو "وَأُظِلِّيْ مَقْلُوْبًا" (اور مہاسایہ اور پانی بہتا ہوا۔ الواقعہ آیت ۳۱، ۳۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث منقول ہے۔"

۳۵۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو حَرِيْبٍ نَا رَشِيْدِيْنُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْخَارِثِ عَنْ قُرَاحٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَفُرُشٌ مَّرْفُوعَةٌ قَالَ إِنْ رَفَعْنَا عَنْهَا كَمَا تَبِيْنُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمُقَبَّرَةٌ مَا بَيْنَهُمَا خُمُسٌ يَأْتِيهِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رَشِيْدِيْنٍ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ وَالرَّفْعُ غَيْرُهُ كَمَا تَبَيَّنَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ قَالَ إِنْ رَفَعْنَا الْفُرُشَ الْمَرْفُوعَةَ فِي لَذَرِجَاتٍ وَالذَّرِجَاتُ مَا بَيْنَ كُلِّ ذَرِيْعَتَيْنِ كَمَا تَبَيَّنَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ (ص ۱۶۷، ص ۲)

تَرْجَمَهُ "حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی اکرم ﷺ سے "وَفُرُشٌ مَّرْفُوعَةٌ" (اور بچھوئے ہوئے)۔ الواقعہ آیت ۳۳) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ان کی ہندویں بھی جیسے زمین سے آسمان اور دونوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم اس ہندو کے حتمیٰ کہتے ہیں کہ اس سے مراد درجات ہیں۔ یعنی ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جتنے زمین و آسمان کے درمیان ہے۔"

۳۵۳۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَنِ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَجْعَلُونَ رِافِقَكُمْ أَنْكُمْ تُكَذِّبُونَ قَالَ مُكْرَمُكُمْ تَقُولُونَ مُطْلِقًا بَرًّا كَذَا وَكَذَا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَزَوَى شُعْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى هَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَهُ بَرَفَعُهُ (ص ۱۶۵، ص ۶)

تَرْجَمَهُ "حضرت علی بن موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "وَنَجْعَلُونَ رِافِقَكُمْ" (الآیہ) (اور اپنے حصہ تم بنی، لیجئے تاکہ اس کو چھلائے ہو۔ الواقعہ آیت ۸۲) بچھو فرمایا کہ تم اپنے رزق کا شکر یوں ادا کرتے ہو کہ تم کہتے ہو فلاں فلاں سارا ہے مگر اسے ہم پر بارش ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شعبان یہ حدیث مہدی علی سے اسی سند سے غیر مرفوعہ روایت کرتے ہیں۔"

۳۵۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو عَمَرَ الْحُسَيْنُ بْنُ حَرْبٍ الْحِزْبِيُّ الْمُرَوِّزِيُّ نَا وَبَعْثُ عَنْ مُوسَى بْنِ سَبِيَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ عَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ إِنَّا أَنشَأْنَا هُنَّ إِنشَاءً قَالَ أَوْ

مِنْ الشَّكَاكِ الْمُبِينِ كُنْ فِي الْقَدْرِ عَمَّا يُزُكُّ شَكًّا وَمَنْعًا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُثَيْبَةَ وَمُوسَى بْنُ عُثَيْبَةَ وَبُزْجَانُ بْنُ أَكْبَانَ الرَّقَاشِيُّ يُضَعِّفَانِ فِي الْحَدِيثِ (ص ۱۶۵، ص ۸) تَرْجَمَةً: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "إِنَّا أَتَيْنَاهُ هُنَّ الْآجَةَ" (اور ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھی اٹھان پر۔) واقعہ امت (۳۵) کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ خاص طور پر بتائی جانے والی عورتیں وہ ہیں جو دنیا میں براہمی تھیں ان کی آنکھیں کزور تھیں اور ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف موسیٰ بن عمیدہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ موسیٰ بن عمیدہ اور یزید بن لیان قدوسی دونوں محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔"

۳۵۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا مُعَاوِيَةَ بْنَ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عُمَرَ مَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَيَّنْتُ قَالَ شَيْبَانِي هُوَ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُوسَلَّاتُ وَعَمَّ يَسْأَلُ لَوْ أَنَّ الْفُسْكَ كَوْرَتْ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا التَّوَجُّهِ وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ نَحْوُ هَذَا قَدْ رَوَى عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي مُسْرَةَ عَنْ يَمِينٍ هَذَا مَرْسَلًا (ص ۱۶۵، ص ۱۰)

تَرْجَمَةً: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ بوزھے ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے "سورۃ ہود، واقعہ مرسلات، ہم پشیمان اور اذا الفسوس کورت" نے بوزھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ یحییٰ بن صالح رحمہ اللہ بھی یہ حدیث ابواحنی سے زور دہ ابو حنبلہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ پھر کوئی راوی ابواحنی سے ابوسمرہ کے حوالے سے بھی کچھ مرسلات نقل کرتے ہیں۔"

تَفْصِيلِي

وجہ تفسیر: اس میں توجہ قیامت، ذکر ہے اور واقعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

سورۃ النحل کی ہے مگر اس میں ﴿فَإِنِّي أَخَذْتُ النَّفْسَ بِأُظْفَارِي﴾ (۱۰) آیات مدنی ہیں۔

اس میں ۹۶، ۹۷، ۹۸ آیات اور تین روایں ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۷۸ ہے جب کہ حرف کی تعداد ۱۹۰۳ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَا عُثَيْبَةَ (ص ۱۶۵، ص ۱۰)

أَعْلَفْتُ لِبِعَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَقْلٌ (ص: ۱۰۱، س: ۴۰)۔ لیکن انکی نعمتیں تیار کر رہی ہیں جس دہائی میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔^(۱۰۰)

وَفِي النَّبِيِّ شَجَرَةٌ يَسْتُرُ الشُّرَاكِبَ (ص: ۱۰۲، س: ۴۱)۔ بعض روایت ہست میں ایسے ہیں کہ سو سال تک غول ان کے سر پر ہوگا۔^(۱۰۱) یہ بھی اس کا سر پر خورشید ہوگا اور بعض روایتوں کا سر پر کم بھی ہے اور بعض کا اس سے زائد بھی ہے۔
وَمَنْ جُعِدَ سَوَاطِئُ النَّبِيِّ (ص: ۱۰۳، س: ۴۲)۔ عرب میں قاصد یا تھا کہ جب آؤں غرض نہیں ٹھہرنا تھا تو اس کی پر پناہ کو حاصل دیتا تھا کہ وہی "سورت ٹھہرے" اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ ان کی جگہ بہت شریفی جگہ پر مسافر دیتا تھا۔
ٹھہرا ہے چوری اپنا۔^(۱۰۲) سے زیادہ قیمتی سے کیوں کہ بہت کی چیزیں ہمیشہ ہمیش کے لیے سے جب کہ دنیا کی ہر شے کی چیز بھی ختم ہو جائے گی۔^(۱۰۳)

خَذَلْنَا أَوَّلَ كُرْسِيِّ (ص: ۱۰۴، س: ۴۳)

فِي قَوْلِهِ وَكُرْسِيُّ مَرْفُوعَةٌ قَالَ لَوْ أَنَّ عَهْدَ (ص: ۱۰۵، س: ۴۴)

فَرَشِ: (ص: ۱۰۶، س: ۴۵)۔ فرش کی جمع ہے مٹی یا فرش۔

مَرْفُوعَةٌ (ص: ۱۰۷، س: ۴۶)۔ بلند مطلب یہ ہے کہ ان کے مقام بلند ہوں گے یا یہ فرش زمین پر نہیں بلکہ جہنم اور پناہیں کے اوپر ہونے کی وجہ سے بلند ہوں گے۔^(۱۰۴)
بعض مفسرین نے فرق اس سے مراد عورت لیا ہے کیونکہ عورت کو بھی فرش نے تعمیر کیا جاتا ہے اسی وجہ سے حدیث میں "الولد يكفر انش" فرمایا گیا ہے۔^(۱۰۵)

خَذَلْنَا أَعْلَفْتُ مَبْنِي (ص: ۱۰۸، س: ۴۷)

لَا وَتَعْلُونَ بِرِزْقِكُمْ أَنْتُمْ تَكْذِبُونَ (ص: ۱۰۹، س: ۴۸)

مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ تم پر بارش اتار فرماتا ہے تو تمہارے لیے رزق کا سبب بنتی ہے اس کا ضرر نہ کرنے کے بجائے تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہو۔^(۱۰۶)

ایک دوسرے معنی عام کوئی نے یہ بھی بیان فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی نعمت عطا فرمائی اس پر شکر کرنے کے بجائے تم بھلائے ہو تمہارا نصیب ہی روٹ گیا ہے کہ تم تکذب کی گردان سورت میں "رِزْقَكُمْ بَعْضُ شُكْرِكُمْ بَا بَعْضُ حَقِّكُمْ" ہوگا۔

"مَعْنَى لَا يَ وَ تَعْلُونَ شُكْرُكُمْ لِحِمَّةِ الْقُرْآنِ أَنْتُمْ تَكْذِبُونَ بِهِ وَ يَشْتَرِ الْوَلَدُ مَا رَوَاهُ

عَلَاهُ عَنِ الْحَسَنِ لَيْسَ مَا اخَذَ الْعَوَامُ لَا تَنْفُسُهُمْ ثُمَّ يَرِزُقُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى لَا

تَكْذِبُ"۔^(۱۰۷)

تکذیب کی تفسیر کے بارے میں علامہ آدمی فرماتے ہیں قرآن مجید کی نعمت کا حق یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ دیکھا

جاتا۔ گرم کنڈریب اور انکار کرتے ہو اسی ناشکری میں یہ بھی پست ہے کہ بارش ہوتی ہے تو ہم اس کو ستروں کی طرف منسوب کرتے ہو حالانکہ قرآن کریم میں بار بار بتایا گیا ہے کہ تمہارا یہ عقیدہ غلط بارش برسانے والا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔^(۹۱)

حَدَّثَنَا أَبُو عَدْنٍ الْحُسَيْنِيُّ: (ص ۵۵، ص ۵۶)

إِنَّا أَتَيْنَا هُنَّ إِنْشَاءً: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶) اثنان ہمیں پیدا کرنا من کی خبر جنت کی عورتوں کی طرف راجع ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں چند آیات پہلے سابقوں کے ضمن میں موجود ہے یا بعض مفسرین جن کے نزدیک فرض سے مراد جنت کی عورتیں ہیں تو ضمیر اس کی طرف راجع ہے اگر مطلب جنت کی عورتیں ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنت کی عورتوں کی پیدائش نہ اس امتاز میں کی گئی ہے کیونکہ وہ بھی ولادت کے پیدا کی گئی ہیں۔

اگر اس سے دنیا کی عورتیں مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ دنیا میں جو عورتیں بد شکل سیاہ رنگ یا بڑی عمر کی ہوں گی وہ سب کی سب جنت میں حسین خوب صورت اور نوجوان ہو جائیں گی۔^(۹۲)

عَجَبًا لَّزَعْنَةً رَمَضًا: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶)

عَجَبًا لَّزَعْنَةً: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶) بڑی عمر کی عورتیں یعنی بوڑھی عورتیں۔

عُشَّةً: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶) یعنی چندگی والی عورت یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں پوری طرح نہ کھلیں۔

رَمَضًا: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶) جس آنکھ میں میں وغیرہ بھر رہے ہوتے ہو۔

حَدَّثَنَا أَبُو حُرَيْبٍ: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶)

فَلَا شَيْءَ قَالَ شَيْئِينَ هُوَ وَفُلَا يَقْتَضِي: (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶) بعض روایت میں کچھ اور سورتوں کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں کیونکہ ان سورتوں میں قیامت کے عذاب کا ذکر ہے^(۹۳) بڑھاپے سے مراد ضعف ہے مگر آپ ﷺ کے تو چند ہی باتیں بنیہ ہوئے تھے علامہ ذہبی نے تصحیح میں فرماتے ہیں آپ ﷺ کے بڑھاپے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ان سورتوں کے مضمون دیکھ کر اپنی امت کی طرف سے یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ نہ معلوم میری امت کے لوگوں کا کیا حشر ہوگا اسی غم نے آپ کو بڑھا کر دیا تھا۔^(۹۴)

تَحْرِيجُ بَعْضِ الشَّيْءِ:

۳۱۸ - تقدم ذكره، وانظر الحديث: (۳۰۳) مختصراً.

۳۱۹ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب ما جاء من صفات الجنة وأهلها مخلوقة، حديث (۳۲۱)، وأحمد (۴/۱۴۰، ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۶).

۳۲۰ - وعبد بن حميد ص (۳۰۶)، حديث (۱۱۸۳).

۳۲۱ - تقدم انظر الحديث: (۳۰۴).

۳۲۲ - أخرجه أحمد (۵/۱۰۸، ۱۰۹)، وعبد الله بن أحمد (۲/۲۰۶).

فَالَّذِينَ يَتَّبِعُ الْحَسَنَ مِنْهُمْ مُهَيَّزَةٌ فَهُمْ بَعْضُ الْخَلِيقِ هَذَا الْحَدِيثُ فَقُلُوا إِنَّمَا هُنَا عُلُوٌّ بِلَهُمِ
الدُّنْيَا وَفَقْدَانُهُمْ وَسُلْطَانُهُمْ وَعِلْمُهُمُ الدُّنْيَا وَفَقْدَانُهُمْ وَسُلْطَانُهُمْ بَيْنَ كُلِّ مَذْهَبٍ رَفَعُوا عَلَى الْغَرَضِ كَمَا وَصَفَ بَيْنَ
كَبِيْرِهِ (ص ۱۲۳)

تو ترجمہ کرتے ہیں کہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ ہوئے تھے کہ ہلال
آگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو کیا ہے؟ صحابہ کرام ہر جہ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول نبی صلی اللہ علیہ وسلم
حضر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہلال زمین کو سر ہب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہیں ان لوگوں کی
حرف بات کرتے ہیں جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اسے پکارتے نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو تمہارے اوپر کیا
ت۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رفیع معنی اور اچھی جھٹ ہے جس
سے حفاظت کی گئی۔ اور یہ صانع کی صفت ہے جو بغیر ستون کے ہے۔ پھر پوچھا کیا بات ہے جو کہ تمہارے وہ اس کے
درمیان فرقہ وصل ہے۔ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تمہارا۔ اور اس کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے جو کہ تمہارے وہ اس کے اوپر
کیا ہے؟ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے
اور دو آسمانوں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلے کے برابر فاصلہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا
جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے اوپر عرش ہے اور دو آسمان سے اتنا دور ہے جتنا زمین سے آسمان۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ
کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے
ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ زمین ہے۔ پھر پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے
عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے نیچے دوسری زمین ہے پہلی زمین
اور دوسری زمین کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات زمینیں بنوائیں اور دنیا کہ ہر
رو کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
جان ہے اگر تم لوگ نیچے کی زمین کی طرف دیکھو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نیچے کی اور پھر یہ آیت پڑھی اَفَاِذَا الْاَوَّلٰى
وَالْاٰخِرَةُ وَالطَّاهِرَةُ . . . (الانبیاء: ۱۰۷) (وہی ہے سب سے پہلے اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب یکساں
ہے۔ اللہ کی آیت ۱۰۷) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور یاب۔ یابن بن عبید اور علی بن زید سے متعول ہے کہ حسن
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس کی کائنات

توئی کے عہد میں اس کی قدرت اور حکمت تک پہنچنا سے کہنہ قد توئی کا ہم، اس کی قدرت اور اس کی حکمت ہر جگہ ہے اور ۱۰۰ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے:

تَفْہِیْمُ

سورت صہ میں اشارہ ہے بعض اس کوئی کہتے ہیں جب کہ بعض یہ کوہی کہتے ہیں۔
جبہ سمیعہ اس سورت میں ۲۹ آیات ہیں اور چار رکعات ہیں۔

اس سورت میں قدرت کی تعداد ۲۳۲۷۰۰ ہے جب کہ کثوف کی تعداد ۱۲۷۳۱۰۰ ہیں۔

خَدَّائِیْنَ عَدَدًا مِّنْ خَلْقِیْنَ (صہ ۱۰۰، صہ ۱۱۰)

هَذِهِ رُكُوبُ الْأَرْضِ بِسُوءِ الْمَنْعِ بَصَرِ ۱۰۰ صہ ۱۱۰

روایت ۱۰۰ صہ ۱۱۰، ۱۰۰ روایت کی ہے، اور اس آیت کو کہتے ہیں جو کثوف سے پائی نکالی ہو زمین کو سیراب کرنے ہے
یہاں پر بادوں کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنی جس طرح اوبت سے زمین کو سیراب کیا جاتا ہے، اس طرح آسمان کے
بادوں سے بھی اللہ تعالیٰ پانی برسا کر زمین کو سیراب کرتے ہیں۔^(۱)

فَالْبَاقِيَ الرُّفُوحُ (صہ ۱۱۰، صہ ۱۱۰) رقیع پیچے آسمان کو کہتے ہیں اور آسمان دنیا بھی کہا جاتا ہے، مگر بعض علماء فرماتے ہیں کہ
یہ آسمان کو رقیع کہتے ہیں۔^(۲)

سُفُوفٌ مَّخْطُوطٌ رُفُوحٌ، اس میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو یہاں سے کہتے ہیں اس میں کسی قسم کے غلطی آنے
کا کوئی امکان نہیں جب تک قیامت نہ آئے۔

وَمُخَوِّجٌ مَّخْطُوطٌ اس میں اس کو اس طرح کے ساتھ تھیں دینے کی وجہ تھیں یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس طرح
موتی سے بھی مٹتی ہوتی ہے اس طرح آسمان بھی پانی کی ستون کے علاوہ بھی مٹتی ہے۔^(۳)

أَرْضُ الْخَرَىٰ بَيْنَهُمَا مَبْشَرَةٌ حَقٌّ بِالْقَوْلِ سُبْحَ اسراء ۱۰۰، صہ ۱۱۰ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمین کا
دوسری زمین کے درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے، آسمان کی طرف زمین بھی جاتی ہے۔

سُفُوفُ الْقُرْآنِ مجہد میں زمین کہ یہ سطر خطہ جس میں سطر کیوں استغنی ہوتا ہے اس کو بھی موت کی طرح نکلے کہ جہد
کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

جَوَابُ اس میں جو ہم کو نکراتی ہے جس پر ہم چلتے ہیں متعدد زمین ہے یہی میں تمام مخلوقات کو ہے پانی زمینوں میں و غیر
نہیں ہے جب کہ زمین کے لیے صفحہ ۱۱۰، یہ کہہ نہ کہ آسمان اللہ تعالیٰ کی مطلق آباد ہیں۔

هَاطَ عَلَى عَلِيٍّ، لَيْلَ وَقَدْ يَبُوءُ لَطَائِمَ اسراء ۱۰۰، صہ ۱۱۰ اس وضاحت کو یہ آیت کریمہ "وَهُوَ الْكَلْبُ شَيْ عَذَمٌ"
میں کہ اللہ جل شانہ کا علم ہر ایک چیز پر ہے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْلَةٌ يَتَنَبَّأُ عَلَيْنَا مَا رَأَى وَلَكِنَّ إِيَّاهُ أَنْتَ مُضِلٌّ مَا بِإِلَهِكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَأَتَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ خَبْرِي فَقَالَ أَنْتَ بِذَلِكَ قُلْتَ أَنَا بِذَلِكَ قَالَ أَنْتَ بِذَلِكَ قُلْتَ
أَنْ بِذَلِكَ قَالَ أَنْتَ بِذَلِكَ قُلْتَ أَنَا بِذَلِكَ وَمَا أَنَا ذَا قَامَ بِي يَوْمَ حُكْمِ اللَّهِ فَأَتَيْتُ صَاحِبَ ذَلِكَ فَقَالَ أَغْنَى رَقَبَةً
فَأَنْ تَعْرِضَ صَفْعَةً عُنْفَى يَنْدَى قُلْتَ لَا وَالَّذِي بَيْنَكَ بِالْخَبَرِ مَا أَصْحَبْتُكَ أَمْلِكَ غَيْرَهُ قَالَ فَصَمَّ
سُحْرَيْنَ قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي إِلَّا بِنِ الْوَيْبِ قَالَ فَطَلَعْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ مَسْكِينًا قُلْتَ
وَالَّذِي بَيْنَكَ بِالْخَبَرِ لَقَدْ بَدَأَ لِبَلَّتْنَا هَلِيمٌ وَعَلَى مَا لَنَا عَشَاءٌ قَالَ أَفْعَبَ إِلَى صَاحِبِ صَفْعَةٍ يَوْمَ
قُلْتَ لَهُ فَيَذَعُهَا إِلَيْكَ فَاطْلَعْتُ عَنْكَ مِنْهَا وَشَعَا بَيْنَ يَدَيْهِ مَسْكِينًا ثُمَّ اسْتَجَبَ بِسَاطِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ
قَالَ فَخَرَجْتُ إِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمْ الطَّبِيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
السَّعَةَ وَالْبَرَكَاتِ أَمْرًا لِي بِصَفْعَتَيْكُمْ فَادْفَعُوهُمَا إِلَيَّ فَدَفَعُوهُمَا إِلَيَّ هَذَا عِنْدِي خَسَنٌ قَالَ مُحَمَّدُ
سُلَيْمَانُ بْنُ بَشَّارٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِي مِنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ وَبَعَثَ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ وَبَعَثَ سُلَيْمَانُ بْنُ
صَخْرٍ وَبِى الْبَابُ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ (ص ۱۶۵، ص ۱۶۶)

تقریباً "حضرت سلمہ بن صحاحی" فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا مردوں جسے کورنوں سے بھرا کی (دھرت) عطا کی گئی ہے جو کہ اس کو کورنوں کی گئی۔ چنانچہ جب رمضان آیا تو میں نے اپنی بیوی سے تمہارے کرنا تاکہ رمضان ٹھیک سے گزر جائے اور ایسا نہ ہو کہ اس سے رات کو بھرا شروع کروں اور دن ہو جائے اور میں اسے چھوڑ بھی نہ سکوں۔ ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کی کوئی چیز منکشف ہوئی۔ پھر میں نے اس کے ساتھ جملہ کر اور صبح ہوئی تو اپنی قوم کے پاس آیا اور انہیں بتا کر کہا کہ میرے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلو تاکہ میں آپ ﷺ کو اپنے اس فعل کے متعلق بتاؤں۔ وہ کہنے لگے "ہمیں" اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اڑتے ہیں کہ ہمارے متعلق قرآن نازل ہو، یا نبی اکرم ﷺ ہمیں کوئی ایسی بات کہہ دیں جو ہم نے لئے باعث نجات و رسولی ہو۔ لہذا تم خود جا کر جو مناسب اور عرض کرو۔ فرماتے ہیں کہ میں نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے (قصہ سننے کے بعد) فرمایا: کیا تم نے ایہ کیا؟ میں نے عرض کیا "جی ہاں"۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح پوچھا تو میں نے عرض کیا "جی ہاں" اور میں حاضر ہوں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کیجئے۔ میں اس پر صبر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک خادم آزاد کرو۔ میں نے اپنی رُوند پر ہاتھ ڈرا۔ اور عرض کیا کہ اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا سو اسے اپنی اس رُوند کے میں کسی اور کا مالک نہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر دو مہینے متواتر روزے رکھو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ معصیت بھی تو روزوں کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر

ساتھ مسکینوں کو کھانا کھاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خود آج رات بھوکے رہے، انارے پاس رات کا کھانا نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے انھیں دیا کہ ہوزریق سے زکوٰۃ وصول کرنے دے مائ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ دو تمہیں (خند) دے اور پھر اس میں سے کچھ مسکینوں کو کھانا کھاؤ۔ پھر جو کچھ جانے اسے درعیال پر خرچ کر لو، معزرت سلہ میں فرماتے ہیں کہ پھر میں اپنی قوم کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں نے تم لوگوں کے پاس شکی اور بری تجویز پائی جبکہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کشادگی اور برکت۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم لوگ اپنی زکوٰۃ بچھو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ وہ بخاری میں ہے کے نزدیک سیماں بن یہ دے سمہ بن صخر سے کوئی حدیث نہیں تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ محمد بن صخر کو مسلمان بن صخر بھی کہتے ہیں اور یہ باب میں خواہ بن ثعلبہ سے بھی منقول ہے۔

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُفَیظٍ نَحْنُ ثَوْرُسُ بْنُ نَسِیَانَ عَنْ فَادَاةَ فَاتَسْرَیْ مَابِلَکَ اَنْ یُّهَوِّیَ اَنْسَیَ عَلَیْهِ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہِ فَقَالِی اَلْاَسَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْہَا فَقَرَأَ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلْ تَذَرُوْنَ مَا فَانَ هَذَا فَانُوا اَللّٰهُ زَرْسُوْنَا اَعْلَیْ سَمَیْ نَبِیِّ اللّٰهِ قَالَ وَلَیْکُمْ فَاَلْ کَذَا وَکَذَا اَوْفُوْہُ غَلُوْ فَرَدُّوْہُ فَقَالَی اَلْاَسَامُ عَلَیْکُمْ قَالَ لَمْ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتَّیْ ذَلَّکَ اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَخَذَ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ فَقَرَأَ عَلَیْکُمْ مَا قَرَأْتُ فَاَلْ وَاِذَا جَاؤُہُ وَکَ حَیْوَکَ بَعَا لَمْ یُحِیْکَ بِہِ اللّٰهُ هَذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ (ص ۶۶، ص ۶۷)

ترجمہ: ”معزرت انس بن پاک مجھ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہودی نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور کہا اَلْاَسَامُ عَلَیْکُمْ“ (یعنی تم پر موت آئے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، یا رسول اللہ! میں نے سمجھ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے ایسی ایسی بات کہی ہے اسے میرے پاس لائے۔ یہ بات اسے آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے ”اَلْاَسَامُ عَلَیْکُمْ“ کہا۔ اس نے کہا کہ ہاں اَلْاَسَامُ عَلَیْکُمْ ”کہا تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں سے حکم دیا کہ اہل کتاب میں سے جو بھی دعاء کرے اسے یہ جواب دیا کہ ”اَلْاَسَامُ عَلَیْکُمْ“ (اور جب وہ ”اَلْاَسَامُ“ (خون جو تم نے کہا میں نے یہ آیت پڑھی ”وَ اِذَا جَاؤُہُ وَکَ حَیْوَکَ“ ”اَلْاَسَامُ“ (اور جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں تو آپ ﷺ کو ایسے لفظوں سے سلام کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سلام نہیں دیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اس پر کیوں عذاب نہیں دیتا جو ہم کر رہے ہیں۔ الجملہ۔ آیت ۸) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ زَيْلَعٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْفُفَيْرَةِ لِقَعْبِي بْنِ سَالِبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ الْجَعْدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ غُلْفَةَ الْأَسَدِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بِأَنَّهَا لِيَبْنِ امْتُوا إِذَا مَا جِئْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَحْوَانِمْ صَدَقَةٌ قَالَ لِي سُبْحَى خَسَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَمِعَ مَا سَرَى دَانَاؤُ قُلْتُ مَا يَطْفَعُونَهُ قَالَ يَصْطَفِ وَيَدَارِ قُلْتُ لَا يَطْفَعُونَهُ قَالَ فَانْكُمْ قُلْتُ ضَعِيفَةٌ قَالَ إِنَّكَ لَرَبِيبَةٌ قَالَ فَنَزَلَتْ أَلَسْتُمْ أَنْ تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَحْوَانِمْ صَدَقَاتٍ أَلَمْ تَكُنْ تَخْشَى اللَّهَ عَنِ هَذِهِ الْأَمَةِ هَذَا حَدِيثٌ خَسٍ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا التَّوَجُّهِ وَمَعْنَى قَوْلِهِ ضَعِيفَةٌ بِعَنَى ذَوْنِ ضَعِيفَةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

(ص ۱۶۶ س ۱۶۷)

تفسیر: ”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا مَا جِئْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَحْوَانِمْ صَدَقَةٌ“ (اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکوش کرو تو اپنی سرکوشی سے پہلے صدقہ دے دینا کرو) یہ تمہارے لئے نازل ہوا دیکھا کہ وہ آیت (۱۲) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دستور دیا کہ صدقہ کی اتنی مقدار مقرر کی جائے، ایک دینار۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ ایک دینار نہیں دے سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا نصف دینار بھی نہیں دے سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اتنی مقدار مقرر کی جائے۔ میں نے عرض کیا ایک درہم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بہت کم کرنے والے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”أَلَسْتُمْ أَنْ تَقْدِمُوا“ (کیا تم اپنی سرکوشی سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے۔ پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف بھی کر دیا تو (میں) تمہارا ذکر کروں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ الخالد آیت (۱۳) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اس سند سے جانتے ہیں اور ایک جوت حدیث کے برابر سونا ہے۔“

تفسیر

حدیث مبارکہ مدنی ہے۔

یہ شیعہ اہل اہل میں ۲۰ یا ۲۳ آیات ہیں اور میں دیکھا ہے۔

اس حدیث میں کلمات کی تعداد ۱۳۷ ہے۔ جب کہ جوف کی تعداد ۱۹۹۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۶۶ س ۱۶۷)

نظارہ صرف میں بغیر ابی: (ص ۱۶۶ س ۱۶۷) اس حدیث شریف میں کلمہ کا حکم یوں کیا جاوے کہ یہ تفسیر ہے جس کو ابی زوی نوہی نے جات دی مثلاً مال میں، پھر بھی وغیرہ کے کسی ایسے حصہ سے تفسیر دے جس کی حرف و کلمہ طاعت نہ ہو مثلاً وہ

اپنی بیوی سے یہ کہے تو مجھ پر پھری داس کی چٹیکہ کی طرح تھام ہو یا تمہارا سر تھامی داس پھری جان کے سر یا ران کی حرکت سے
 وغیرہ اور اگر تجھ پر نہ تو ٹھکان نہیں دے گا اس طرح کہنے سے اب بیوی اس پر رازم نہ دیتی ہے۔ اب تک کہ قاضی و ظہار ادا نہ کیا
 جائے ظہار صرف بیوی کے حق میں ثابت ہوتا ہے، بیوی کے ساتھ ظہار نہیں ہوتا مگر ام مالک مٹیاں اور بیوی اور بیوی کے
 نزدیک و غرض سے بھی ظہار ہو جاتا ہے اسی بنا پر شععی کے نزدیک ظہار صرف ماں اور بیوی کے ساتھ فقیر دینے سے ہوتا ہے
 بیوی سے نہیں ان کے ام و اکل و نسب و قریہ و اقوال سے ہے کہ ظہار صرف ماں کے ساتھ فقیر دینے سے ہوتا ہے۔^(۱)

فَوَيْلٌ لِّلْعَالِيَيْنَا (ص ۶۵) اس ۱۲۷ھ وادی کی روایت میں "قلوب البعث ان مروت علیہا" کے الفاظ وارد ہوتے ہیں۔
 عَفِیْنِ رُكْنًا (ص ۶۵) سب سے پہلے نخباء کے کفارہ میں غلام یا غنی کو آزاد کرنا ہے آخر غلام میسر نہ ہو تو چکر وار
 میسر کے مستحق روزہ رکھنا ہے۔ روزہ اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو چکر رُكْنًا کو کھانا کھلانا ہے ترقیب جو بین ہوئی اسی ترقیب سے
 کرنا ضروری ہے غلام کے آزاد کرنے میں اصناف کے نزدیک عدم ہجرت یا حق صلیر ہو یا کبیر مسلمان ہو یا کافر جو بھی آزاد
 کرے کفارہ ادا ہو جائے کافر امام شافعی روایت کہ لحد نصیب ہے نزدیک کافر آزاد کرنے سے کفارہ ٹھیکہ نہیں دیکھا۔ (۶۷)
 فَاطَمَةُ حَبِیْبَتِیْنِ (ص ۶۶) اس ۱۲۷ھ میں مدونہ دو صورت بیان کی ہے پہلی صورت مراٹھ مسکینوں کو دانوں
 وحت بیت بکر رکھنا کھانا۔

دوسری صورت ہر ایک مسکین کو صدقہ فخریہ کے بقدر اسے چاہیے یا اس کی قیمت اور اگر اسے (سازے تین پیر)۔^(۲۱)
یعنی ایک: ایک ساج (سازے تین پیر) حضور و غیرہ کا یہ کشش اور محمد و غیرہ کا تحفہ ساج، ہر امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ہر مسکین کو ایک: ایک ہ (یعنی دو پیر) دیا جائے گا۔

[illegible]

فَاِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ لَمْ يَقُوْا عَلَيْكُمْ ۚ اُولَٰئِكَ مَن يُسْأَلُ ۚ وَرَبُّكَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۱۸) افسوس! یہ سچے منافقین نے آپ کو ایذا پہنچانے کی نیت سے آپ سے سنا۔ یہ سزاؤں کا وقت، نکلنے والا کسی وجہ سے ان مجسموں کو طویل کر رہے۔ چھوٹا، اٹھ مسلمانوں سے بھی یہ بات صادر ہو گئی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ سرگٹھی کرنے سے پہلے کچھ صبر دیا کریں صبر کی کوئی مقدار قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے جتنا بھی جائزے صبر دے دیں۔

حضرت علی کی خصوصیت

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ اس اہمیت پر کسی اور نے غفل نہیں کیا کیونکہ۔

آیت کے قلم بہت جلد ہی منسوخ ہو گیا۔^(۱۶)

تخریج حدیث:

٧٤٣٠ . نظر الحديث (١٩٩٠) تقديم نقير ووجه

٣٤٣. أخرجه من حديث من (١)، حديث (٢).

١٤٧- أخرجه طبراني في الأذنب المفقود (٢٠٦) حديثه (١٧١) في إسناده صحيحه (١١٩/٢) كتاب الأدب، باب: رد السلام على أهل

الذئبة، حطيت (P:47)، وأحمد (P:1، 2، 3)، 1999، 1999.

١٥١) عميدو البناي ٥٩/٣، فتح القدير ٣٣٩/٣، بيان المحمود: ١٠٠، خطابه ٣٩١/١ (٤) عبد القوي ٥٩/١، خطابه ٣٩٢/١

^١ مناهج حق، ٧/٢؛ (١) سورۃ مجادلہ آیت: ٦؛ انحراف عظیم الشریعہ فلا، ٩/٩، مطلق حق، ٣١/١؛ (٢) سورۃ مجادلہ آیت: ١.

(۷) **مجلس** : ۱۰۰

سُورَةُ الْحَشْرِ

یہ باب ہے سورہ حشر کی تفسیر کے بیان میں [ص 367، ص 368]

٣٤٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْلَ

يُؤَيِّسُ النَّصِيْرَ وَقَطَعَ وَحَى الْبَرِيْرَةَ فَانْزَلَ اللهُ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْلَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا غَائِبَةً عَلَى اَصْوَابِكُمْ فَيَاذَنْ

اللَّهُ وَلِيُّ خَزَى الثَّغَافِينَ هَذَا خَلِيفَتُ خَسَنٌ صَحْبِي (ص ١٦٠ م ١٠)

مَنْ جَمَعَهُ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو نضیر کے گھوڑے درختوں کو کاٹ کر جلا

دینہ اس مقام کا نام ہے یہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْلَةٍ اَوْ نَوْمٍ اَوْ تَرْكُمُوها“

الآية: (مسلم بن الحجاج نے جو کعبہ کا چھ کونے اٹالائے اس کو اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ سے نعمت

ہوا اور تمہارے دو ناموں کو پیش کرے۔ (افشر آیت: ۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٤٢٦ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّعْمَرَانِيُّ نَا عَفَّانَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ نَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي صَمْرَةَ عَنْ

سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْنِهِ أَوْ تَرَكَتُمْوهَا قَائِمَةً عَلَى

أَصُولُهُ قَالَ الْبَلْبَنَةُ السَّخْلَةُ وَبَنِيهَا الْغَالِيَةُ قَالَ أَمْتَرُ لَوْ هُمْ مِنْ حَصْبِهِمْ قَالُوا وَابْرَأُوا بِطَعْنِ النَّحْلِ

فَحُكِّبَ فِي صَدْرِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ نَطَعْنَا بَعْضًا وَنَرَكُنَا بَعْضًا فَتَسَالَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَىٰ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي يَوْمِ الْيَوْمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَبِيبٍ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ يَذْكُرُ فِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا
بَدَلْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَارُونَ عَنْ مَعْلُومَةٍ عَنْ خُصْفِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عِيسَى سَمِعْتُ مِنْ مُحَمَّدٍ لَوْ اِسْمَعِيلُ هَذَا
الْمُحَدِّثُ (ص ۳۶۶، ص ۳۶۷)

تَرْجُمَةٌ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول ”مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهُ...“ لایہ کی تفسیر کرتے
ہوئے فرماتے ہیں کہ لیسہ، کھجور کا درخت ہے اور ”وَلَا تُخْرِي الْقَابِضِينَ“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان
(یہودیوں) کو ان کے حقوق سے اتار دیا پھر جب ان کے درختوں کے کاٹنے کا حکم دیا تو ان کے دلوں میں خیر آیا کہ
انہوں نے کچھ درخت کاٹے ہیں اور کچھ چھوڑ دیے ہیں۔ لہذا مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ درخت ہم
نے کاٹے ہیں۔ ان کا کہنا: عث ثوب ورجل چھوڑ دیئے ہیں۔ ان پر عذاب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی ”مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهُ...“ (الآیہ) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض اس حدیث کو خفص بن
غیاث سے اور وہ سعید بن جبیر سے مرسل نقل کرتے ہیں۔ لیکن بن مہزی کی روایت کا ذکر نہیں کرتے۔ ہم سے اس حدیث کو
عبد اللہ بن عبد الرحمن نے ہارون بن، ہارون بن، ہارون بن کے حوالے سے انہوں نے خفص سے انہوں نے حبیب بن ابی عمر سے
انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابی اکرم بن یونس سے مرسل نقل کیا ہے۔ امام ابو یوسف کی ترمذی سند فرماتے ہیں کہ
امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث بخاری سے نقل کی ہے۔“

۳۶۷: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مَا وَجَّعَ عَنْ فَضْلِ بْنِ غُرَّانٍ عَنْ حَارِثِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ
الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهَ حَتَّى قَامَ بِحُكْمٍ عَشَاءً بِأَنَّ مَوْتَهُ وَتَوَاتُ حَتَّى بَه فَقَالَ لَا مَرَأِيَهُ يَوْمِي الصَّبِيَّةُ وَالْغُبَرُ
الْبَرَاخِ وَفَرِيءَ لِلصَّبِيَّةِ مَا جَدَّدَكَ فَلَيْلَتِ هَذِهِ الْآيَةُ وَالْمَوْتُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ عَصَاةُ هَذَا
خَبَرْتُ حَسَنًا صَحِيحًا. (ص ۳۶۶، ص ۳۶۷)

تَرْجُمَةٌ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص کے پاس ایک مہمان آیا تو اس کے پاس صرف تین
نئی لگانا تھا کہ خود کھانے کے ابر بچوں کو ملا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو کھانا دو اور چہرے گل کر کے جو کچھ ہے
مہمان کے آگے رکھ دو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ...“ (الآیہ) (اور مقدم رکھتے ہیں
ان کو اپنے جان سے اور سر پہ دھوپنے اور قاتل۔) (شعرب ۹) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

== تَفْسِيرُ ==

حدیث مشربہ فی ہے۔

وجہ تسمیہ اور اس میں ۴۴ آیات ہیں اور تین رکعتیں۔

اس سورت میں احکامات کی تعداد ۴۵ ہے، جب کہ حروف کی تعداد ۷۷۷ ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ (ص ۱۰۳) عن ابي خريز، رسول الله صلى الله عليه وسلم نحل نيس التفسير وفتح وفتح
التوراة والقرآن الله ما فطعتم من لسانه وشرافنا هذا (۱) (ص ۱۰۳)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورہ قرآن کے لئے نوحہ یہ سورہ میں یہ سورہ کے لئے تین تم کمال سے
واضح ہے (۱) ابو نعیم (۲) قتیبہ (۳) خریزہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کے ساتھ ساتھ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ نہایت
نرم و یہاں پر، یا پھر چندی دنوں میں اس سورہ کے ساتھ اس کے خلاف روزی شروع کر دی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید
کرنے کا بھی منصوبہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سازش پر مطلق فرمایا تو آپ نے اس یہودیوں کو حدیث تخریج کی طرف توجہ
دینے کا حکم فرمایا اور ان کے پیروکاروں کے ہاتھوں کو بھی کھینچ دیا۔

اس عمل پر اہل یہود نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں خدا کو کہنے سے منع فرماتے تھے اور خود ہی ہمارے کھجوروں کے
درختوں، کھجوریں اور پھل دیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید و الہی اور نہایت کی سب سے تمہاری سے ہی ہوا ہے۔ (۴)

ان دونوں کے جاننے سے میں بدین یہودیوں کا دل میں لرز مسموم ہے۔ بے ہمت کو جلا ہوا دیکھ کر ان کے دل بھی
تپس تے اور ان کی ہمت بھی نہ تھی، جس کی وجہ سے وہ قلعے چھوڑ کر ہار گئے یا صلوات اللہ علیہ پر جس سے جو میں گئے یہ ان کے ہوا کہ وہ
یہودیوں سے خیر کی طرف جلا وطن ہو گئے۔ (۵)

حَدَّثَنَا أَبُو خَرِيزَةَ (ص ۱۰۳) عن ابي خريز، رسول الله صلى الله عليه وسلم نحل نيس التفسير وفتح وفتح
التوراة والقرآن الله ما فطعتم من لسانه وشرافنا هذا (۱) (ص ۱۰۳)۔
انسانی کے کھجوریں، یا پھر اس سے میں مفسرین نے کی وجہ سے ان کے سب کو طرہ تخریج تفسیر و فتح و فتح فرماتے ہیں
اور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ایک آیت میں سو گئی ہے اگر ہی عرب کا کوئی اور اور اللہ بھی پیش آ جاتا ہے تو یہ کہہ دو جاتا
ہے کہ یہ آیت اس واقعہ پر ازل ہی ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان قسم کے ساتوں واقعات نزول آیت کا جب یا بعد ان
ہو جاتے ہیں۔ (۲)

بِذَلِكَ انما عاودا من نور، یا صاف ذکر، یا سر کی وضاحت ہے۔ آدمی اپنی ضرورت کے بقدر اپنے پر بھی دیکھ۔
جھوٹی باتوں، کہہ دیتے تھے، کہ میں چاہوں، حال میں میرے والے ہوتے ہیں ان کے لیے یہ وضاحت نہیں بت
جیسے صحابہ کرام میں حضرت ابوہریرہؓ کہ انہوں نے خود انہوں کے وقت پر ملائی مال پیش کرنا۔ یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول
بھی فرمایا، حال میں انہوں میں میری کچھ باتوں ہے ان میں سے لے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اپنا مال خرچ نہ کریں کہ اس
پر اگر غارتگی کی جوت آ جاتے تو وہ میری نہ کر سکتے تھے۔ (۳)

تفسیر جبریل

۲۴۶ - تصدیر جبریل بطور الحدیث (۱۵۶۱)

۳۱۳ - احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (۱۵۶۱) سے اصحاب نقشب سنیہ و دیگر السیوطی فہمہ (۱۵۶۱)

(۱۵۶۱) - احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (۱۵۶۱) سے اصحاب نقشب سنیہ و دیگر السیوطی فہمہ (۱۵۶۱)

۳۱۴ - احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (۱۵۶۱) سے اصحاب نقشب سنیہ و دیگر السیوطی فہمہ (۱۵۶۱)

۳۱۵ - احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (۱۵۶۱) سے اصحاب نقشب سنیہ و دیگر السیوطی فہمہ (۱۵۶۱)

و فصل ثانیہ جلد (۱۵۶۱)

(۱۵۶۱) - احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (۱۵۶۱) سے اصحاب نقشب سنیہ و دیگر السیوطی فہمہ (۱۵۶۱)

(۱۵۶۱) - احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (۱۵۶۱) سے اصحاب نقشب سنیہ و دیگر السیوطی فہمہ (۱۵۶۱)

سُورَةُ الْمُتَجَنِّبَةِ

یہ باب ہے سورۃ المتجنبہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۱۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَابِتُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ حَنَفِيَّةٍ عَنْ

عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

الْبُرَيْثِ وَالْحَفْلَاذِلِ الْأَسَدِ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَسَى تَأْوِيلَ رَوْحَةِ أَخِي فَإِنَّ بِهَا طَلْعِيَّةَ مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ

بِهَا فَإِنَّ فِيهِ بِه فَخَرَجْنَا نَعَادِي بِهَا خُذْنَا مَعَنَا أَسْنَا الرُّوحَةَ فَإِذَا نَحَلْنَا بِالطَّلْعِيَّةِ فَقَسَا أَمْرُ جِي الْكِتَابِ

فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ قَسَا شَخْرَجِي الْكِتَابِ أَوْ لَيْتَنِي الْكِتَابِ قَالَ فَأَخْرَجْتُهُ مِنْ عَدَاجِهَا قَالَ فَأَتَيْتُ

بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مِنْ خَاطِبِ أَبِي بَلْعَنَةَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَخُصُّهُ بِسُكَّةٍ

يُخْبِرُهُمْ بِخُصِّ أَمْرِ أَبِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا يَا خَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ

اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ بَرًّا مُلَاحِظًا بَيْنَ قَوْمَيْنِ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أُمَّةٍ وَكَانَتْ مِنْ أُمَّةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ أَرْبَابٌ

يُدْعَوْنَ بِهَا أَفِيئَتُهُمْ وَأَمْرُهُمْ بِعَقْدَةٍ فَأَخْبَرْتُكَ إِذْ قُلْتِ مِنْ ذَلِكَ مِنْ سَبِّهِمْ أَنْ أَلْبَسْتُ فِيهِمْ يَدًا يَحْمِلُونَ بِهَا

فَرَأَيْتُ رَمًا فَمَلَأْتُ ذَلِكَ كَلْمًا وَارْتَدَّادًا عَنْ دَيْسٍ وَلَا عَسَى بِالْكُفْرِ فَقَالَ لَبَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصْرَبَ عَقْدَ هَذَا الْمُتَدَفِّقِ فَقَالَ لَبَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ خَبَرَهُ الْمُرَّةَ أَنَّهُ يَأْتِيكَ لَقُلُّ اللَّهِ لَطْلَعٌ عَلَى أَهْلِ مَدِينَةٍ فَقَالَ اغْمِزُوا مَا يَدْعَوْنَ فَقَدْ عَقَرْتُ نَكْمَ

قَالَ وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ بِأَنَّهَا أُنْزِلَتْ أَسْمَا لَا تُخْجَعُونَ سُدُوكِي وَخُذُوا كُمْ أُولَئِكَ تَلْفُظُونَ إِلَيْهِ بِالْمُؤَدَّةِ

وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ بِأَنَّهَا أُنْزِلَتْ أَسْمَا لَا تُخْجَعُونَ سُدُوكِي وَخُذُوا كُمْ أُولَئِكَ تَلْفُظُونَ إِلَيْهِ بِالْمُؤَدَّةِ

وَفِيهِ أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ بِأَنَّهَا أُنْزِلَتْ أَسْمَا لَا تُخْجَعُونَ سُدُوكِي وَخُذُوا كُمْ أُولَئِكَ تَلْفُظُونَ إِلَيْهِ بِالْمُؤَدَّةِ

السُّورَةُ قَالَ غَمْرٌ وَقَدْ رَأَيْتُ بَنِي أَبِي رَافِعٍ كَانُوا كَالْبُعِيبِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ غَمْرٍ وَجَاهِلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَرُوِيَ عَنْهُ وَاجِدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثُ نَحْوُ هَذَا وَذَكَرُوا هَذَا الْحَرْفَ فَقَالُوا لَنْ تَحْرَجَ الْكِتَابَاتُ أَوْ تَقْلِبَنَّ نِيَابَاتٌ قَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّائِمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَالِبٍ نَحْوُ هَذَا لِلْحَدِيثِ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيهِ لَنْ تَحْرَجَ الْكِتَابَاتُ أَوْ تَقْلِبَنَّ نِيَابَاتٌ (ص ۱۷۲-۱۷۱)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زہر میٹھا اور مقدار ۱۰ اسیروں کو کھلوا دیا کہ دماغہ خارش کے مقام پر چاؤ۔ وہیں ایک عورت ہے جو اونٹ پر سوار ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر میرے پاس لاؤ۔ ہم لوگ نکلے گا اے محمود اے دوز لگاتے ہوئے دماغہ خارش کے مقام پر پہنچے تو ہمیں وہ عورت ملی گئی ہم نے اس سے کہا کہ خط دو۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا تم خط نکالو ورنہ کپڑے سے دو۔ اس پر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا اور ہم نے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ (خط) حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کو کھینچا گیا تھا۔ جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کے کسی رزاکار ذکر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا حاطب یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے حقائق جلدی نہ کریں، میں یہ شخص ہوں کہ قریش سے ملا ہوا ہوں اور میں میں نہیں ہوں۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے رشتہ دار کہ میں ہیں۔ جو ان کے اہل مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ چونکہ میرا ان سے کوئی نسب کا تعلق نہیں لہذا میں نے سوچا کہ ان پر احسان کروں تاکہ وہ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں۔ اور یہ کام میں نے خیر و اہل اللہ کی وجہ سے نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے کفر سے راضی ہو کر کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنگ بدر میں شریک ہوئے والوں میں سے ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا: کہ تم جو چاہو کر رہیں گے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا ثَمُودَ إِذْ وَصَّيُوا وَعَدَوكُمْ... الآية" (اور اے ایمان والو! میرے دشمنوں کو نہ پنے دشمنوں کو دوست نہ بنانا کہ ان کے پاس وہی کے پیغام پہنچے ہو مالاں کہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے ان کے یہ منکر ہو چکے ہیں۔ استغفر اللہ!) راوی ہر دیکھتے ہیں کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ جو بر بن عبد اللہ سے حدیث منقول ہیں۔ کئی حضرات یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ بخاری سے بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کے منکر منقول ہے۔ بعض حضرات یہ الفاظ بیان کرتے ہیں۔ کہ نہ دود سے کہا کہ خط نکال دو ورنہ ہم تجھے نکال دیں گے۔

۳۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ مَخْلَبٍ، وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَفِيُّ عَنْ مَخْلَبٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ إِلَّا سَلَاةَ الْبَيْتِ قَالَتْ إِنَّهُ إِذَا جَاءَهُ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعُهُنَّ الْأَيُّمَ قَالَتْ مَعَهُ فَأَحْسَرَنِي أَنْ يَطْلُبَنِي عَنْ أَبِيهِ قَالَتْ مَا مَنَعَكَ يَذْهَبُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ لَا يَأْتِيهِ إِلَّا بِمَعِيهَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

تَرْجُمَہ: "موت کے وقت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے بیعت کرتے تھے "اذا جاءہ المؤمنات یبایعنہ" (۱) اے نبی! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے والی ہوتی ہیں کہ شریک و غیم میں اللہ تعالیٰ کا کسی کو امر چھوڑی نہ کریں اور نہ کفر کی نہ کریں اور اپنی اور ان کے درمیان میں شریک و غیم کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور حیوان و فرائی نہ کریں کسی شخص کا جس کی بیعت کر کے درمیان میں لگے ان کے وقت اللہ تعالیٰ سے ہے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اختصار آیت ۱۲) مقرر کرتے ہیں کہ ان طاہرات نے مجھے اپنے دام کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے ان عورتوں کے ماہ و ہجر و تپ کی نسبت میں تھیں کبھی کبھار کے ہاتھ و پائیں چھو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ، وَأَبُو نَعِيمٍ، وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَفِيُّ، وَأَبُو سَمْعَانَ تَهْمِيٌّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ نَهْرَ بْنَ حَوْسِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخَلَفِيُّ قَالَتْ إِسْرَءُءُ مِنَ الْبُشَيْرِ مَا هَذَا اللَّهُ مُزَوِّفٌ الْبُشَيْرِ لَا يُبْشِرُ إِلَّا أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ قَالَتْ لَا تَبْشِرُ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا نَسَّ قُلُوبَ فَتُشْعَلُونَهَا عَلَى عَجَى وَلَا تَقْبَلُ مِنْ فَتْةٍ بَعَثَ فَابْنُ عَلِيٍّ فَمَا تَقْبَلُ مَرَارُؤَ فَاذِنْ بِي فَصَابِيهِمْ فَمَنْ أَمْعَ بَعْدَ فَصَابِيهِمْ وَلَا غَيْرَهُ حَتَّى سَاعَةً وَتَمَّ بَعْدَ مِنَ الْبُشَيْرِ امْرَأَةً إِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِي هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَفِيهِ عَرُوفٌ أَمَّ غُفَيْرَةَ قَالَتْ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَمَّ سَلَمَةَ الْخَلَفِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ (ص ۱۰۱، ص ۱۰۲)

تَرْجُمَہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ عورت کی چیز ہے جس میں ہمارے سے آپ بڑھ کر کی یا فرمائی کرنا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ میری ہے کہ تم کو دست کر دے۔ میں نے عرض کیا یہ رسول اللہ انصاف قیلم کی عورتیں میرے چھائی والی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ میرے شریک تھیں لہذا ان دہرہ میں نہ رہی۔ آپ نے فرمایا: اے اپنا دست دینے سے انکار کر دے۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہینت دے دی کہ ان کے حسان کا بدلہ دے دوں۔ ان کے بعد میں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہینت کی اور عورتوں میں سے میرے سوا وہ کسی کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے بیعت کی۔ وہاں پر خود بھی کیا؟ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس وجہ سے اس میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ عبداللہ بن حمید کہتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیان کی ہے۔"

— تَفْصِيلُ (جِلْد سَوِم) —

تَفْسِیْرُ

سورت محمد مدنی ہے

مجموعہ تفسیر اور اس میں ۱۳ آیات ہیں اور دو کوٹ ہیں۔

اس سورت میں کلمات کے اعداد ۳۳۹ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۵۱۰ ہیں۔

حَقُّنَا اِسْمَ اِبْنِ عَمْرٍ ۱۸۰ اس ۱۸۰ پہنچنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالْغُلَامَةُ
الْأَنْثَىٰ اص ۲۶ اس ۱۳۰

علامہ قرطبی فرماتے ہیں حضرت عاصب رضی اللہ عنہ اس الی جملہ اصلا ملحق تھے۔^(۱)

علمہ فرماتے ہیں حضرت عاصب رضی اللہ عنہ نے جو عمل کیا وہ اس پر مذکور روایں سوج اور ترمذی دوسرے طبعی کر مئے لیکن آپ
میں جو مئے بن کوئی راہ نہیں دے کہ وہ بدی صحابی نہایت تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش ایوانی میں اس بات کا اصرار نہیں کیا
کہ آپ عاصب سے جو کچھ فرمایا وہ صحیح فرما اس کے بعد ان کو منافق کہلا کر ان کے مارنے کی بات کرتے تھے لیکن اس کے بعد پھر
آپ فرماتے ان کے بدی مئے فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے ایوانی لکھنے لکے اس وقت کہ تمہیں
سے بیان کیا ہے اور حضرت عاصب رضی اللہ عنہ اس الی جملہ کا اھ کی مہارت جو تفسیر ہے۔^(۲)

فَاِنْ هَا مُلْبِسَةٌ طمیر اس صورت کو کہتے ہیں کہ وہاں میں وہ بعد میں مطلقاً صورت کو مضمی کہتے ہیں بعض روایت میں کہ
ہے وہ ایک خفیہ صورت تھی جس کا نام ساد تھا کہ وہ وہاں نمودار کی آپ نے پوچھا اسی تم کہتے کہ آئی ہو اس نے کہا
نہیں پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا منہ منہ ہوا آئی ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ فرماتے کہ وہ پوچھ کر اس مقدمہ کے لیے آئی ہو اس
نے اپنی اپنی ستان پہنچے کہ وہ وہاں تھے یہ ان کے ان خوب مزے میں ہوتا تھا کہ وہ اس سے اور بعد میں اس سے اسے اب کچھ
کوئی ترقی دینے والی نہیں آپ فرماتے کہ یہ اس کے لیے کہ وہاں ان کی مہارت انہیں نے اس کے لیے مہارت دی۔

حَقُّنَا اِسْمَ اِبْنِ عَمْرٍ ۱۸۰ اس ۱۳۰

فَاِنْ هَا مُلْبِسَةٌ طمیر اس صورت کو کہتے ہیں کہ وہاں میں وہ بعد میں مطلقاً صورت کو مضمی کہتے ہیں بعض روایت میں کہ

ہے وہ ایک خفیہ صورت تھی جس کا نام ساد تھا کہ وہ وہاں نمودار کی آپ نے پوچھا اسی تم کہتے کہ آئی ہو اس نے کہا

نہیں پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا منہ منہ ہوا آئی ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ فرماتے کہ وہ پوچھ کر اس مقدمہ کے لیے آئی ہو اس

نے اپنی اپنی ستان پہنچے کہ وہ وہاں تھے یہ ان کے ان خوب مزے میں ہوتا تھا کہ وہ اس سے اور بعد میں اس سے اسے اب کچھ

کوئی ترقی دینے والی نہیں آپ فرماتے کہ یہ اس کے لیے کہ وہاں ان کی مہارت انہیں نے اس کے لیے مہارت دی۔

فَاِنْ هَا مُلْبِسَةٌ طمیر اس صورت کو کہتے ہیں کہ وہاں میں وہ بعد میں مطلقاً صورت کو مضمی کہتے ہیں بعض روایت میں کہ

ہے وہ ایک خفیہ صورت تھی جس کا نام ساد تھا کہ وہ وہاں نمودار کی آپ نے پوچھا اسی تم کہتے کہ آئی ہو اس نے کہا

نہیں پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا منہ منہ ہوا آئی ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ فرماتے کہ وہ پوچھ کر اس مقدمہ کے لیے آئی ہو اس

نے اپنی اپنی ستان پہنچے کہ وہ وہاں تھے یہ ان کے ان خوب مزے میں ہوتا تھا کہ وہ اس سے اور بعد میں اس سے اسے اب کچھ

کوئی ترقی دینے والی نہیں آپ فرماتے کہ یہ اس کے لیے کہ وہاں ان کی مہارت انہیں نے اس کے لیے مہارت دی۔

۵ کسی پر بیعت نہ لگے۔

۱ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانی کرنے سے۔

یہاں پر بھی کرامتِ حق کی اور بیعتِ باکوب ملنے لگے۔ موروثی سے لی اس کا تہہ یہ ہے جس میں نو مسلم مہاجرین اور قریبات خود نہیں شریک تھیں جسے کہ بھی یہی شریف کی ام عطیہؓ بیعت کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس نے چند روز کی عورتوں کے ساتھ یہ بیعت کی اس بیعت میں آپؐ نے "عبد المسلمین واحضن" کے لفظ کو کھوایے تھے کہ جہاں نہ تہہ نہ ہی انتظامت اور فائستہ اور اس عہد کو پورا کریں کی عزت اس پر فرض کتنی ہیں کہ آپ ﷺ کی دست و شفقت ہم پر بارگاہِ نبوت سے بھی زیادہ تھی ہم نے تو باکوبی قید کہ میرا چاہا تھا مگر آپ ﷺ نے یہ شریک اضافہ کر دیا تاکہ کسی سے انصرام کی حالت میں خلافِ ارادی نہ دیا جائے تو مجھ کو بھی میں نکل رہا ہوں۔^{۱۱}

ما ضکت بذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک لعلہ: ص ۱۶۶، ص ۱۶۷ مردوں سے آپؐ کو باکوب میں باکوب وال کیا بیعت کیا کرتے تھے کہ عورتوں سے صرف زانی بیعت لیا کرتے تھے کسی غیر عزم عورت کو باکوب کا شریعت میں حرام ہے۔ جب میں نے یہ لفظ کہے سے حرم ہے تو پھر کسی اور سے کہے سے پتہ چلتا ہو سکتا ہے؟^{۱۲}

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ بھی لفظ فرماتے ہیں کہ یہاں پر حضرت عائشہؓ حضرت ام حبیبہؓ کی بات کو نہ کرنا پاتقی ہیں نہ یہ کہتی ہیں کہ "محمد بنہ من عروج الیہ مددنا ہدیہ من دحل الیہ شہ قال الیہم انشدہ من ہر حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی غیر عزم بیعت کے باکوب کو نہیں پھویا جہاں تک ام عطیہؓ کی روایت میں مددنا ایسا لفظ ہے اس سے مقصد بیعت کے قول کی طرف اشارہ ہے مسئلہ مراد نہیں ہے۔^{۱۳}

خلفائنا حبیبنا بن حبیبہ (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷)

قلنا ہذا من لیسوا محمد بن فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت ام عطیہؓ ہیں نہ غدا فرماتے ہیں نوادہ کرنا یہ تو حرام ہے حدیث بالا میں آپ ﷺ نے حضرت ام عطیہؓ کو ان کی اجازت سے کس طرح مرحمت فرمائی۔

خوبیہ: نوادہ کرنا بدنامی کرنا نیز بنی تھا بعد میں حرام ہوا ہے یہ سببتا نے یہ اجازت سے جب وہ بھی جب کہ نوادہ کرنا کرنا صحیح ہی تھا، اس امر پر حیرت اور یہ دلیل بھی تھی اس نے اس کو بکھینچا فرمایا۔

خوبیہ: (۱) امام ابو نعیمؒ فرماتے ہیں یہ حضرت ام عطیہؓ کی خصوصیت تھی ان کو نوادہ کرنے کی اجازت تھی مگر وہ بھی بکھینچنے سے اس کو بکھینچ کر پند نہیں فرمادہ فرماتے ہیں یہ حرام چیز کسی کے لیے کسے حلال کی جاسکتی ہے۔^{۱۴}

تبعیہ میں بیعت:

۱۰۰۱: أخرجه البخاری کتاب الجہاد والتبیین باب المسلمین ومن اللہ مددہم (۱) لا تصحوا عدوہم وعدوہم (۲) حدیث (۱) وأخرہ فی (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے مبراۃ بنی سہم بنیو نے یہ سورت پڑھی۔ انکی کہتے ہیں کہ پھر ابوسلم نے ہمارے سامنے تلاوت کی، اسکی کثیر کے سامنے اوزاعی نے اور مبراۃ کہتے کہ ہمارے سامنے ابن کثیر نے پڑھا کہ سہم بنیو نے محمد بن کثیر میں خداف کیا گیا ہے۔ ابن مبارک اور اوزاعی سے وہ یحییٰ بن کثیر سے وہ بلال بن ابی میمون سے وہ عطاء سے اور وہ مبراۃ بن عامر سے یا ابو سلمہ کے واسطے سے مبراۃ بن عامر سے روایت کرتے ہیں۔ ولید بن مسلم بھی یہ حدیث اوزاعی سے محمد بن کثیر کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔

تفسیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول یہ سورت مدنی ہے مگر جمہور مفسرین اس کو لکھتے ہیں۔
وجہ تسمیہ اس میں ۳۴ آیات ہیں اور دو سو نو کلمات ہیں۔

اسی سورت میں کلمات کی تعداد ۱۲۱ ہیں جب کہ حرف کی تعداد ۹۲۶ ہیں۔

مَدَنًا غَدًا لَّهِ مِنْ عِلْمِ الْوَحْيِ ... هَذَا كُنَّا نَقُولُ لَوْ نَعْلَمُ ... (سورہ ۱۱۰) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب یہ چند دعوات مبعوث ہو کر مذاکرہ و جدوجہد پر حدیث میں تیرن ہوا اور یہ بتایا کہ کوئی کراپہ متفقہ سے رسول کہہ لے انکی یہ اسی حالت میں تھے آپ ﷺ کو بذریعہ اسی اطلاع کوئی آپ متفقہ سے ان سب کے نام لے کر بلوایا اور سورت صف پڑھا کر سنائی۔^(۱)

بعض مفسرین نے اس کے علاوہ بھی کئی شان نزول ذکر کیے ہیں۔ (زالہ ظلم باصواب)

کبر مقبلاً عند اللہ یہ دعویٰ کرنا اور ایسا کرنا ہے یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اگرچہ یہاں پر صحابہ کرام کی نیت میں صرف دعویٰ نہ بھی تھا۔ یہاں صورت دعویٰ کی ان روی بھی جو نام و صورت کی طرف مشیر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح ہوئی اگر دعویٰ بھی کرنا ہو تو اللہ اللہ تعالیٰ وغیرہ تعالیٰ کرنا چاہیے جسے کہ آپ ﷺ کو بھی کہا گیا تھا وَلَوْ لَقَوْلُنَّ إِنَّا يَوْمَ فَايَعْلُ دَعَا عَدُوًّا ... لَا أَنْ يَنْتَازِعَ اللَّهُ^(۲) اور ہرگز ہرگز کسی کام پر چلا نہ آتا کہ اس سے کئی کروں گا۔ مگر ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا۔

اس سے یہ بات ہرگز معصوم نہیں ہوتی کہ سب آدمی ایک کام خود نہیں کرتے تو اس کو دوسرے کو نصحت اس کی دوسرے کو دعوت بھی نہ اسے بلکہ دوسرے کو اس کی طرف توجہ اور دعوت دینا ہے امید تو کی ہے اس سے اس کو فخر بھی عمل کی توفیق نہ دیا جائے گی جسے کہ کثرت توجہ مشاہدہ ہے۔^(۳)

نیز قرآن مجید نے بیان یہ نہیں فرمایا کہ نہ حق بات کیوں نہ مل کر بلکہ قرآن مجید کا لہجہ یہ ہے کہ حق بات کیوں بھی اور اس پر عمل بھی کرو۔

حق بات پر عمل کرنا مستقل قسم ہے اور اس پر لوگوں کو دعوت دینا بھی امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا مشتق قسم ہے ایک کو

وَسَلَامًا جِنًا قَالَ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَتَدْنِي نَفْسِي بِدَمٍ لَوْ
كَانَ الْإِيمَانُ بِأَمْرًا لَنَا وَلَهُ رَجَا مِنْ هَؤُلَاءِ هَذَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي
النَّبِيِّ طَمَعًا فَخَبَّرَنِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَأَبُو الْفَيْضِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِي طَالِبٍ عَنْ وَثْقَانَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ
بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ (ص ۱۶۷ ص ۱۸)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورہ حمد ازل ہوئی تو ہم نے اکریم منہ اللہ کے پاس تھے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی۔ جب اس آیت پہنچے "وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَا يَلْخُصِبُ بِهِمْ" (الآیہ) (اور اچھے ان
رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے وسط میں رکھی میں سے جو انہی لوگوں سے ان میں اور وہی ہے زبردست عسکت ۱۸۔
الجمہ آیت ۳) تو ایک شخص نے اچھا یہ رسول خدا دونوں لوگوں میں جو اب تک ہم میں شامل نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ
نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہی کہتے ہیں کہ حضرت سہمان فارسی عیسیٰ بھی اس شخص میں موجود تھے۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اہدوت مبارک سلمان پر رکھا اور فرمایا ان اہل نبی قسم میں کے بقدر قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان
شر (سند) میں بھی تو ان میں سے چند لوگ سے حاصل کریتے۔ یہ حدیث فریب ہے اور عبد اللہ بن جعفر علی
بن عدنی کے والد ہیں۔ یزید بن مہزیار میں ضعیف کہتے ہیں۔ یہ حدیث اور سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
ابو یوسف کا پاس لم ہے وہ عبد اللہ بن علی کے سنی ہیں۔ قرآن زید مدنی اور ثور بن یزید کا تعلق شام سے ہے۔"

۳۴۹۶ - (ص ۱۶۷ ص ۱۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نا هُشَيْمٌ نا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَسَاءَلُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا بِدَقْدَقَتِ هَيْبَةِ الْقِدْبَةِ فَأَبْدَزَهُ أَسْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مِنْهُمْ أَبُو تَكْرٍ وَجَعْفَرٌ وَمَرْثَدٌ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا
رَأَوْا نَجْدًا أَوْ لَهْجًا بَقِصُوا إِلَيْهَا هَذَا حَدَّثَنَا حَسَنٌ صَحِيحٌ

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بعد از خطبہ دے رہے تھے کہ
ایک عینہ فائدہ آیا۔ صحابہ کرام نے اس کی طرف دھڑپ سے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے جن
میں ابو بکر و عمر و خالد بھی تھے اور یہ آیت ازل ہوئی "وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْجًا أَوْ لَهْجًا" (الآیہ) (اور جب دیکھیں سودا
کے یا کچھ ترش و حترق ہو جائیں اس کی طرف اور کھو لو چھوڑ جائیں کھرا۔ تو کہہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے سو بہتر ہے
تمہارے۔ اور سودا کر کے سے اور اللہ تعالیٰ بہتر روزی دینے والا ہے۔ بعد آیت اما یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۴۹۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نا هُشَيْمٌ نا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى

لَعْنَةُ عَلِيٍّ وَسَلَّمُ بَنُوهُ، هَذَا خَلِيفَتٌ حَسَنٌ صَاحِبُهُ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸)
 ترجمہ: ”ہم سے روایت کی اندر میں منہج نے انہوں نے انہوں سے وہ مسلمان بن ابی ہاشم سے وہ جاری ہے اور
 وہ بنی ہاشم سے اسی کی مانند تفسیر کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔“

تفسیر منہج

سورت بعد مدلی ہے۔

وجہ تسمیہ: وہ اس میں آیات ہیں اور لا رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۸۰، باب کے حروف کی تعداد ۶۹ ہے۔

حَدَّثَنَا غُثَيْبُ بْنُ حَنْبَلٍ جَلِيلُ الْأَنْزَلَتِ سُورَةُ الْقُصُفَةِ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸)

لَوْ كُنَّا إِلَّا بَعْدَ الْبَشَرِ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸) علامہ اور شاہ کثری کہتے ہیں اس سے محکم دین کے کام کرنے
 والے مراد ہیں اس میں محکم کا ضمن تھا اور نہ ہی پتی فرماتے ہیں فقیر، محدثین اور منہج صحابہ سے مصنفین داخل ہیں۔^(۱۱)
 اس حدیث میں اس قسم کے لیے بڑی نصیحت ہے۔^(۱۲)

علامہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس سے مراد امام ابو حنیفہ ہیں^(۱۳) کیونکہ آپ فرائض کے رہنے والے تھے۔
 یہ سوال: بعض حضرات کہتے ہیں ابو حنیفہ کیونکہ کمال کے رہنے والے تھے کمال تو بعد امتحان کا عائد ہے نہ کہ فرائض کا اور
 حدیث میں فرائض کا لفظ آیا ہے۔

جواب: (۱) آپ کیسے فرائض کے رہنے والے تھے کمال کے نہیں۔

جواب: (۲) کمال کے بعض اوقات فرائض کے ساتھ ملے ہوئے ہیں جیسے ہرات وغیرہ اس وجہ سے کہ ابو حنیفہ کیونکہ کمال
 کا رہنے والا کہتے ہیں۔^(۱۴)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ تَخَطَّبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَابْنًا إِذْ قَدِمَتْ عَلَيْهِ الْمَدِينَةُ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸)

وہ اب ان کی کثرت فرماتے ہیں یہ واقعہ اس دن ہوا ہے جب کہ آپ مسجد کو خطبہ جمعہ کی نماز کے بعد دیا کرتے
 تھے (جیسے کہ اب بھی عید میں سوتا ہے)۔^(۱۵)

قَدِمَتْ بَنُو الْمَدِينَةِ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸) یہ تھارتی قافلہ درجہ بن خلف کھلی کا تھا جو مکہ شرم سے آیا تھا یہ اکثر ضرورت
 کا سامان لے کر آیا کرتا تھا جب مدینہ منورہ کے لوگوں اس کی اطلاع ملتی تھی تو سب مرد و عورت اس سے اپنی ضرورت کا
 سامان خریدتے تھے اس واقعہ کے وقت درجہ بن خلف مسلمان نہیں سوتے تھے بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

فَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَّبِعُونَ الْوَعْدَ لَآتَيْنَهُمُ الْغُلَامَ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸) اور جب کوئی سودا گار یا کوئی قریب نظر آجائے۔ ”حضرت حسن بصری اور
 ابو نضر ثمالی فرماتے ہیں یہ درجہ تھا جب کہ مدینہ منورہ میں مسلمان کی خدمت گرا بیٹھا تھا۔“^(۱۶)

تکڑھکا "حضرت زید بن ارقم بخیر فرماتے ہیں کہ میں اپنے بچا کے ساتھ تھا کہ عبد اللہ بن ابی سلول کو یہ کہتے ہوئے تھا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر فخر ہے مت کرو۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے پاس سے بہت جاویں۔ اور انرا ہم مدینہ واپس آئے تو عزت دار لوگ ذلیل لوگوں (یعنی صحابہ و مہاجرین) کو کال دیں گے۔ میں نے اس بات کا ذکر اپنے بچا سے کیا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچا دی۔ اس پر آپ ﷺ نے مجھے بلوا کر پوچھا۔ میں نے پوری بات بیان کی تو آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا۔ انہوں نے آکر حرم کھائی کہ ہم نے یہ بات نہیں کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھٹلایا اور ان کو سچا تسلیم کر لیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں مجھے اس کا اتنا دکھ ہوا کہ کبھی زندگی میں اتنا دکھ نہیں ہوا۔ میں گھر میں بیٹھا تو بچا کہنے لگے کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں جھٹلادیں اور تم سے کھا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی "إِذَا جَاءَكَ لُسْمَاءُ فَتَقْوَنَ ... الخ" (جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم کاش ہیں، تو رسول ہے اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ کو اسی دیتا ہے کہ یہ منافق جوڑے ہیں۔ انسا لقون آیت (۱) پھر آپ ﷺ نے مجھے بلوایا اور یہ سورت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تہمتیں کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۴۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُنَيْدٍ نَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السَّيِّدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَزْدِيِّ نَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعَنَا أَنَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَكُنَّا نَتَّبِعُهُ الْقَتْلَ وَكَانَ الْأَعْرَابُ يَسْتَفْتُونَا إِلَيْهِ فَنَسْأَلُ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَيَسْأَلُ الْأَعْرَابِيَّ فَيَبْلُغُ الْخَوْضَ وَيَجْعَلُ خَوْلَهُ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ الطَّعْمَ عَلَيْهِ حَتَّى يَجْمَعَ أَصْحَابُهُ قَالَ قَاتِي وَجَلَّ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْرَابِيٌّ فَأَرَضَى وَمَا فَعَلْتُهُ بِشَرْبٍ قَاتِي أَنْ يَدْعُو فَانْتَرَعَ فَبَاصَرَ الْعَمَاءَ فَرَفَعَ الْأَعْرَابِيُّ حَتْمَةً فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الْأَنْصَارِيِّ فَضَجَّ قَاتِي عِنْدَ اللَّهِ بَنِي أَبِي رَأْسَ الْمُسَافِقِينَ فَأَخْبَرَهُ كَانَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَغَضِبَ عَبْدُ اللَّهِ بَنِي أَبِي ثُمَّ قَالَ لَا تَفْعَلُوا عَلَى مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَفْعَلُوا مِنْ خَوْلِهِ يَغْنَى الْأَعْرَابُ وَكَانُوا يَخْصِرُونَ رَسُولَ اللَّهِ إِذَا تَفَعَّلُوا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ قَاتُوا مُحَمَّدًا بِالطَّعْمِ فَلْيَاكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لِيَنْ رُجْعُوا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَ مِنَ الْأَعْرَابِ مِنْكُمْ الْأَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ وَأَنَا رَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بَنِي أَبِي فَأَخْبَرْتُ عَمِي فَأَطْلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَفَ وَجَعَدَ قَالَ فَضَدَدْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبْتَنِي قَالَ فَجَاءَ عَمِي إِلَيَّ فَقَالَ مَا أَزِدْتُكَ إِلَّا أَنْ مَقَصْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبْتُكَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ فَوَفَّقَ عَلِيٌّ مِنْ أَنَّهُمْ مَا لَمْ يَقَعْ عَلَى أَحَدٍ قَالَ فَيَتَمَّا أَنَا أَبَيَّرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَعْرٍ لَمَّا خَفَعْتُ بَرَأْسِي مِنَ الْمَنَامِ إِذْ أَنَا بِنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَكْتُ أُذُنِي وَضَجْتُ بِي وَخِجْتُ لَمَّا كَانَ يَسْتُرُنِي أَنَّ بِي بِهَا الْخُذُّ فِي الذَّنْبِ ثُمَّ إِنِّي أَنَا بَنَكْرٍ لَجُفْنِي فَقَالَ مَا قَالَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا قَالَ بِي فِينَا بِأَنَّ عَرَكْتُ أُذُنِي وَضَجْتُ بِي وَخِجْتُ فَقَالَ أَتَبَرُّنَا لَجُفْنِي عَشْرَ فَنَلْتُ لَهُ مَثَلٌ قَوْلِي لَا بِي بَنَكْرٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا فَرَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُورَةَ الشَّافِيَيْنِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۱۷، ص ۱۱۸)

تقریباً: حضرت زید بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے گئے، ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی بھی تھے۔ ہم دُک خیزی سے پانی کی طرف دوڑے۔ دیہاتی ہم سے پہلے وہاں پہنچ گئے اور ایک دیہاتی نے پہنچ کر حوض بھرا اور اس کے گرد پھر لگا کر اس پر پھوڑا ڈال دیا۔ (تاکہ اور کوئی پانی نہ لے سکے) صرف اس کے ساتھی ہی وہاں تھے۔ ایک انصاری اس کے پاس گیا اور اپنی اونٹنی کی مبارک وحشی کر دی تاکہ وہ پانی پی لے۔ لیکن دیہاتی نے انکار کر دیا۔ اس پر انصاری نے پانی کی روک بنائی (تاکہ پانی بہہ جائے) اس دیہاتی نے ایک ٹکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر مار دی جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کے پاس آیا۔ یہ تصدیق کر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں لوگوں پر خرچ نہ کرو جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے پاس سے چلے جائیں۔ یعنی دیہاتی لوگ۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس کمانے کے وقت حاضر ہوا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارا اس وقت سے کر جانا کہ جب یہ لوگ جا چکیں تاکہ صرف وہ اور ان کے ساتھی ہی کھائیں۔ پھر کہنے لگا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں کے عزت دار لوگوں کو چاہئے کہ ذلیل لوگوں (یعنی اعراب) کو وہاں سے نکال دیں حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ہوا تھا۔ میں نے عبداللہ کی بات سنی اور پھر اپنے پیچ کو بتادی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو بتادی اور آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلوایا تو اس نے آخر قسم کھائی اور اس بات کا انکار کر دیا کہ اس نے یہ نہیں کہا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے سچا سمجھ کر مجھے جھٹلا دیا۔ پھر میرے بچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تم سے ناراض ہوں اور آپ ﷺ سے ٹھنڈ اور مسلمان تمہیں جھٹلا دیں۔ حضرت زید فرماتے ہیں۔ مجھے اس کا اتنا دکھ ہوا کہ کسی اور کو نہ ہوا ہوگا۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سر جھکائے چل رہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان سمجھ کر میرے سامنے چنے لگے۔ مجھے اگر دنیا میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری بھی ملتی تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا جتنا اس وقت ہو۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے لے اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ یہ فرمایا تو کس اس میرا کان ملا اور چنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو۔ پھر حضرت مر

ہمنا مجھ سے ملے۔ انہوں نے اسی طرح پوچھا اور میں نے بھی ویسا جواب دیا۔ چنانچہ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ المنافقون پڑھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۴۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَّارَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا شُعْبَةَ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَثَبٍ الْقُرَظِيَّ سَمِعَ أَوْثَمَ بْنَ مَعْدُودٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَالٍ قَالَ فِي غَزْوَةِ ثُبُوكَ لَمَّا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجُنَا الْأَعْرَبُ مِنْهَا الْأَذَلُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَخَلَفَ مَا قَالَهُ فَلَا مَبْرَأَ فَوُضِيَ قَالُوا مَا أَرَدْتُ إِلَّا هِدْيَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ وَبَشْتُ كُتَيْبًا حَدِيثَ فَأَتَانِي النَّبِيُّ حَمْسَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ مَضَى فَذَكَرْتُ هَدْيَهُ الْآيَةَ هُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَقْبَلُوا عَلَى مِنْ بَيْنَدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْقَضُوا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۳۶۷)

(۲۴)

توضیح: ”حکم بن عسیر سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن کعب قرظی سے چالیس سال پہلے زید بن ارقم کے حوالے سے یہ حدیث سنی کہ عبداللہ بن ابی نے غزوہ ثبوک کے موقع پر جا کہ جب ہم مدینہ جا کر کے تو وہاں کے عزت دار لوگ ذیل لوگوں کو باہر کر رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات علیٰ قرعہ عبداللہ بن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ اس پر میری قوم کے لوگ مجھے مامت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس جماعت پر اسے سے سہارا کیا مقصد تھا؟ میں گھبرا آیا اور غمگین و حزیں ہو کر سو گیا۔ پھر آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری بات کی تصدیق کی ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ”هُم الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَقْبَلُوا“ (آیہ) (وہ ہیں جو کہتے ہیں مت فریق کرو ان پر، جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے یہاں تک کہ متفرق ہو جائیں۔ المنافقون آیت ۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۴۵۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ غَمْرٍو عَنْ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ هَزُونُ أَتَاهَا غَزْوَةٌ بَنِي مُضَظَلٍّ فَكُتِمَ وَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ بِأَلْأَنْصَارِ فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَدَلُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالُوا رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كُتِمَ وَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَرَهَا فَأَتَاهَا مُنْبِئَةٌ فَسَمِعَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ أَوْ قَدْ فَعَلُواهَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجُنَا الْأَعْرَبُ مِنْهَا الْأَذَلُ فَقَالَ غَمْرٌو بَارِسُؤُلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَا يَخْذَلُ النَّاسُ إِنْ مَضَى بِغُلِّ أَصْحَابِهِ وَقَالَ غَيْرُ غَمْرٍو فَقَالَ لَهُ ابْنَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ لَا تَقْبَلُ حَتَّى تَقْرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَفَعَلَ هَذَا خَدِيقَةً حَسَنَةً تَسْبِيحًا (سورہ صافات)

تو حضرت "حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ" نے یہی سلام یہ غزوہ میں کہے۔ مغان کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ بنی مسطلق کا واقعہ ہے۔ اس میں ایک مہاجر نے ایک نصاریٰ کو اٹھکڑ دیا۔ اس پر مہاجر کہنے لگے: اے میرا، اللہ کی قسم کہ پورے گئے۔ اسی کرم علیہ السلام نے جب یہ نہ تو فرمایا کیا بات ہے یہ جاہلیت کی پکار کی کیا بات؟ عرض کیا کیا کیا ایک مہاجر نے ایک نصاریٰ کو اٹھکڑ دیا ہے۔ آپ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نہ وہ جہلیت کی (اس حالت) نہ چھینڈو یہی چیز ہے۔ یہ بات عبد اللہ بن ابی بنی نے کی تو کہنے لگا کہ ان لوگوں نے اس ضرب کیا بات؟ جب ہم مدینہ جاؤں گے تو ان کے معززین، دانشمندان کو وہاں سے نکالیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول خدا! مجھے اہانت و سب سے بچنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جائے دو، اور لوگ کہیں گے کہ تم (مسیحی) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے والد (اور بے واسطہ کہتے ہیں) اس پر عبد اللہ بن ابی بنی کے بچے کو اپنے پاس لے گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں ہوجائیں گے جب تک تم اس بات کا اقرار نہ کرنا کہ تم ان کی اور بنی اکرم علیہ السلام معزز بنو۔ پھر انہوں نے قرار دیا۔ یہ حدیث صحت منگی ہے۔"

۲۵:۵۲ - مَا كَانَ عَبْدُ اللَّهِ سَاجِدًا لِّمَنْ دُونِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّهُ كَانَ مِنَ الْاَشْهَادِ اَمَّا الْاَنْفُسُ الْاَلْفُ فَاِنَّهَا بَسَالُ الْمَرْجُفَةِ الْاَكْثَرُ اَمَّا لَوْ سَاوُوْا غَايَاتِ اَمْرَانِ اَللّٰهُ اَمَّا اَنْفُسُ اَمْوَالُ لَا تَلْهٰكُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَنْفُسُهُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وَاصْبِرُوْا اِمْرًا وَّكُنَّا مِنْ اَمَلٍ اِنْ اَنْتُمْ حٰدِثُوْهُمْ لَعَنَ الَّذِيْ يَفْعَلُ رَبُّ لَوْلَا فَعَرَضُنِيْ اِلَيْهِ اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصْلَقُ اِنْ اِقْوَلُ وَاَلَلَّ حَبِيْبًا مَّا تَعْلَمُوْنَ قَالَ فَعَلَّا يُوْحٰبُ الْوَكُوْفُ قَالَ اِنْ يَدْعُمُ الْعَمَلُ مَا يَحْمِلُ فَاَصْبَحْنَا قَالَ فَعَلَّا يُوْحٰبُ الْخَلْعُ قَالَ اَلَا تَرٰوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَنْتُمْ حٰدِثُوْهُمْ لَعَنَ الَّذِيْ يَفْعَلُ رَبُّ لَوْلَا فَعَرَضُنِيْ اِلَيْهِ اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصْلَقُ اِنْ اِقْوَلُ وَاَلَلَّ حَبِيْبًا مَّا تَعْلَمُوْنَ قَالَ فَعَلَّا يُوْحٰبُ الْوَكُوْفُ قَالَ اِنْ يَدْعُمُ الْعَمَلُ مَا يَحْمِلُ فَاَصْبَحْنَا قَالَ فَعَلَّا يُوْحٰبُ الْخَلْعُ قَالَ اَلَا تَرٰوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَنْتُمْ حٰدِثُوْهُمْ لَعَنَ الَّذِيْ يَفْعَلُ رَبُّ لَوْلَا فَعَرَضُنِيْ اِلَيْهِ اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصْلَقُ اِنْ اِقْوَلُ وَاَلَلَّ حَبِيْبًا مَّا تَعْلَمُوْنَ (سورہ صافات)

تو حضرت "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما" سے روایت ہے کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ حج بیت اللہ تعالیٰ کے لئے جو کہ یا اس میں پانچ سو روپے واجب ہوتی ہو لیکن وہ نہ حج کرے اور نہ زکوٰۃ دے تو موت کے وقت اس کی تمنا ہوگی کہ مالش میں وہیں کیا میری پانچ سو روپے ایک شخص نے عرض کیا: میں نہیں جانتا اللہ تعالیٰ سے کہ وہ (یا میں) اس کی تمنا تو کفار کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اس کے متعلق تمہارے سامنے قرآن مجید ہوتا ہے یہ آیت اِیْحٰی مَا اَلٰهٰهَا الَّذِیْنَ اٰتٰوْا لَا تَلْهٰكُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَنْفُسُهُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور ماعقل نے کر دی تم کو تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ ہی پر سے ہمارے کوئی یہ ہم کو کہے تو میں لوگ جو اس کے ملے اور غریب کو دیکھ ہمارا اور ہمارا اس سے پہلے

کہ آپؐ نے تم میں کسی کو موت۔ جب کہ اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا ہوں جو جانا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ تعالیٰ کسی کی موت جب آپؐ کا وعدہ اور اللہ تعالیٰ کا خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ آیت: ۱۱۴۹) اس شخص نے پوچھا کہ زکوٰۃ کتنے مال پر واجب ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر دو سو درہم یا اس سے زیادہ ہو۔ پھر اس نے پوچھا کہ حج کب فرض ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا زاد رواد اور سواری ہونے پر۔

۳۵۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يُحْيَى بْنِ أَبِي حَبِطَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَوِي هَكَذَا رَوَى ابْنُ عُثَيْبَةَ وَغَيْرُ وَاجِبٌ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي حَبِطَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي حَبِطَةَ وَكَانَ هُوَ بِالْفَرَجِ فِي الْحَدِيثِ.

ترجمہ: "اسم سے روایت کی عبد بن حمید نے انہوں نے عبد الرزاق سے وہ ثوری سے وہ یحییٰ بن ابی حبیطہ سے وہ عبد اللہ بن الحباب سے اور وہ ابی اسلم بن حنظلہ سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں۔ ابن حبیطہ اور کئی راوی بھی یہ حدیث ابو حباب سے وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباس بنحو سے اسی طرح انہی کا قول نقل کرتے ہیں اور عبد الرزاق کی روایت سے یہ نہ آیا ہو سکتا ہے اور ابو حباب کا نام یحییٰ ہے وہ حدیث میں قوی نہیں۔"

تفسیر

سورت مائتین مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ اور اس میں ۱۰ آیات ہیں دو مکہ میں۔

اس سورت میں طہات کے قعدہ ۱۸۰ میں جب کہ حرف کی تعداد ۷۷۶ ہے۔

واقعہ کا پیش منظر:

یہ واقعہ حضرت قتادہ و عمرو بن ہشام کے بقول شعبان ۲۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق کے واقعہ پر پیش آیا اور محمد بن اسحاق کے بقول شعبان ۲۶ھ ہوا۔^(۱)

جب آپؐ کو اطلاع ہوئی کہ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضار مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو آپؐ نے بھی مسلمانوں کو تیاری کا حکم فرمایا اس جنگ میں منافقین کی ایک بڑی تعداد بھی آپؐ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہوئی اس طرح کے ساتھ کہ مال غنیمت سے حصہ لے گا جب آپؐ مسلمانوں کے ساتھ بنی المصطلق کے مقام پر پہنچے وہاں پر ایک کنواں یا چشمہ تھا جس کا نام "مربیع" تھا اس وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ ربیع بھی کہا جاتا ہے کفار

تہ اقبال ہوا آخر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور عمارت بنی ہمارا کی سامراجی حضرت نویدِ آپ بھیجئے کے بعد میں بھی
میں اور بعد میں عمارت بنی ہمارا خود بھی مسلمان ہو گئے۔

میں خود تھے آخر میں یہی مسلمانین عبداللہ بن ابی نے اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خبر کیا کہ یہ مسلمان لوگ تہابی
روایتوں پر چنے والے ہیں ان کو حدیث سے انکی نکال دے آئے ہیں مرتبہ میں تمام کو دیکھنے کے بعد صرف یہی وہی کہ تم جو
نے تہابی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر ان سلسلہ میں اس سورت کا نزول ہوا اس واقعہ کو ہم نے ان کے تہابی احادیث میں بیان کیا
ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَفْصٍ (ص ۱۰۳، ص ۱۰۴)

فَالْحَقُّ نَعَى عَنْهُ (ص ۱۰۳، ص ۱۰۴) ما نقل عن عمر بن الخطاب فرماتے ہیں یہاں ہم نے مراد حدیث بیان کی ہے یہ حضرت زید
بن ارقم کے تعلق پر نہیں تھے ان کے تعلق پر چکا ثابت بن قیس تھے حضرت محمد بن عبد الوہاب نے عمر بن الخطاب کے مراد تھے اس وجہ سے
یہ ایک تہابی تھا۔

فَحُكِّمَتْ فِيهِ الْبَيْتُ (ص ۱۰۶، ص ۱۰۷) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "حتیٰ حُكِّمَتْ فِيهِ الْبَيْتُ مخالفةً لِمَا رَأَى
أَبَا سَلَمَةَ أَنْ يَقُولُوا كَذِبًا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (ص ۱۰۷، ص ۱۰۸)

فَأَنَّ فِي غَزْوَةِ بَنِي لُؤْلُؤٍ (ص ۱۰۸، ص ۱۰۹) ابنِ شہیر کی روایت نے کہا یہ روایت میں مخالفت ہے دوسری بات یہ ہے کہ
تہابی میں طوں وغیرہ غزوہ یوں ہی توڑتے ہیں وہاں کسی کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ بنی
الخطیب جس کو غزوہ میں بھی کہتے ہیں اس لیے یہ واقعہ ہے۔

وَلَا غَيْرَ فِيمَا (ص ۱۰۸، ص ۱۰۹) ایک دوسری روایت میں نکلائی "الانصار" ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ (ص ۱۰۹، ص ۱۱۰)

فَحُكِّمَتْ رَحْلُ مِّنْ أُنْجَابِهِ (ص ۱۱۰، ص ۱۱۱) کہا یہ صحابی کا نام محمود بن قیس اور انہی کو بنی ہاشم کو بشارت دیا تھا ان
کو مسلمان بن دینے کی خبر دی تھی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَفْصٍ (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲)

فَرَأَيْنَاهُ الْكَلْبَ (ص ۱۱۲، ص ۱۱۳) مسلمانوں کے ہمارے ہاں دوسری اور دوسری روایتوں کے
ذکر سے ملے گا کہ میں نے یہاں یہ فلسفیانہ باتیں کو ذکر کیے کہ تم میں سے نہ ہو جائے کہ سائنس دانوں نے دیکھے تھے کہ میں اور ان کی
بہت سے روایتوں سے غائب ہوئے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اور وہ سے تعلق نہ رکھتا ہے نہ ہفت ایسے تعلق کی بات کہ
جس سے آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد سے غائب ہو جائے۔

عن زکریاؑ

ذکر اللہ تعالیٰ سے کیا مراد ہے:

بعض مفسرین نے فرمایا یہاں پر پہلا وقت کی تئاریں مروا ہیں بعض نے حج اور زکوۃ اور بعض نے قرآن مجید اور حضرت
اسیٰ بن مریمؑ کے یہاں ذکر سے مراد تمام ملاحت اور نیابت فرمایا ہے قرنی قول زیادہ جامع ہے۔^(۱۶)

وَالْأَقْبَرُ مَعًا رُفْعًا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَمْرُكُمْ الْغَوْثُ (اس ۶۸، ۶۹) موت سے مراد اور موت ہے مطلب یہ کہ
جب موت کے اثر ظاہر ہونے لگے ہیں تو پہلے اس کا پہلا ہی ہتھیار مہلت مل جائے تاکہ میں اپنا دل لے لوں کہ راستہ
میں فریج کر دیتا ہوں۔^(۱۷)

خَالِدٌ غُلَامٌ مِنْ أَهْلِ بَنِي إِسْرَءِيلَ (اس ۶۸، ۶۹)

خو بالقبوی فی الجہنم (اس ۶۸، ۶۹) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں حضرت شمس اور دینار نے کہتے ہیں
"ان عربی تفسیر سے یہ روایت بھی افطش بھی ہے۔"^(۱۸)

تفسیر مجتہدین:

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

۶۸- آخر جہنم کا ذکر ہے کہ اس میں لوگ جو اوجہ جہنم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں ان کے رسول اللہ ﷺ کے لئے جہنم کا
حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و مسلم کتاب صفات الجہنم و احوالہ حدیث (۱۹۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰) و اقلہ وہ من (۴۰۰)

وَمِنْ سُورَةِ التَّغَابُنِ

یہ باب ہے سورۃ التَّغَابُنِ کی تفسیر کے بیان میں (ص ۶۸، ۶۹)

۲۵۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ يَسَّالَ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ
أَبِي غَثَّاسٍ وَسَالَةَ رَجُلٍ عَنْ هِذْبِ الْأَيْبَةِ بِأَيْهَا الْمُرْبِئِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ وَأَرْوَاحِكُمْ غَدَاؤُكُمْ
لَاخِذٌ وَهُمْ قَالُ هَؤُلَاءِ بِحَالٍ ائْتَمَرُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْ
لَوْاحِجُهُمْ وَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهُمْ أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا تَوَارَّسُوا لِلَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَوْا النَّاسَ قَدْ فَتَهُوْا مِنَ الَّذِينَ هُمَا أَنْ يُعَذِّبُوهُمْ فَانْزَلَ اللَّهُ بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ مِنْ
أَرْوَاحِكُمْ وَأَرْوَاحِكُمْ غَدَاؤُكُمْ فَخَذَرُوا وَهِيَ الْآيَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَدْرِي (ص ۶۸، ۶۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے اس آیت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ" (الایہ)
(اے ایمان والو! تمہاری قبروں میں بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں سو ان سے بچو اور اگر تم
موقوف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بھی بخشے گا نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ: آیت ۱۴) کی تفسیر پوچھی تو
انہوں نے فرمایا کہ یہ دو لوگ ہیں جو کہ میں اسام نے سنے تھے اور چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوں
لیکن انہیں ان کی بیویوں اور اولاد کے رک۔ یہاں چنانچہ وہ لوگ یہ آئے تو ایک کھارنگ دین کا کافی کھینچ گئے ہیں تو
انہوں نے چاہا کہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ ان سے ہوشیار رہو۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تفسیر

سورۃ تغابن اکثر مفسرین کے نزدیک مدنی ہے مگر بعض مفسرین کے نزدیک یہ کسی ہے۔
وجہ تفسیر: مگر ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ وَأَرْوَاحِكُمْ﴾ سے ایمان والو! تمہاری قبروں
میں اور بعض کے تمہارے دشمن ہیں۔" سے تمہیں آیات کو مدنی سمجھتے ہیں۔

ان میں ۱۸ آیت ہیں اور درج ذیل ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۴۱ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۰۱۱ ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ - (ص ۶۸، ۶۹)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ وَأَرْوَاحِكُمْ﴾ (ص ۶۸، ۶۹)

شبان نزول: بعض مفسرین نے اس آیت کا نزول ان مسلمانوں کے بارے میں فرمایا ہے جب بھی وہ مکہ سے مدینہ منورہ کی

الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ مِنْ فَعَلْتِ ذَلِكَ مِنْهُنَّ وَخَبِرْتُ قَالَ وَكَانَ سِرًّا
بِالْحَوَالِي مِنْ نَيْيْ أُمِّيَّةَ وَكَانَ لِي جَدٌّ مِنْ لَأَصْدَقَ كَمَا فَتَاوَبَ لِرُؤُوسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فَبُرِّرْ يَوْمًا وَيَأْتِي بِخَيْرِ الْوَحْيِ وَخَيْرِهِ وَأَنْتَ يَوْمًا فَوَيْهِ بِفَعَلْتِ ذَلِكَ قَالَ فَكَمَا نُخْبِرُكَ أَنَّ
غَسَنَ نَبْعِ الْخَيْلِ لِنَعْمَ وَنَا قَالَ فَعَلْتُ يَوْمًا عِدَّةً فَصُرْتُ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ خَدَعْتَ أَمْرًا
عَظِيمًا قُلْتُ نَجَاءً تَ غَسَنَ قَالَ عَظُمَ مِنْ ذَلِكَ حَقُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَاءً قَالَ فَقُلْتُ
فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ حَقَصَةٌ وَخَبِرْتُ قَدْ كُنْتُ أَهْلًا هَذَا كَأَنَّكَ قَالَ فَمِنَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ فَخَدَعْتُ عَلَى
تَبَابِ ثُمَّ نَصَلْتُ حَتَّى وَخَلْتُ عَلَى حَقَصَةٍ فَلَمَّا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ خَلَّفَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَفَرُّ هُوَ دَا مَعْرُوفٌ فِي هَذِهِ الْعَشِيرَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَاتَيْتُ غَلَامًا سَوْدَ فَقُلْتُ بِتِ يَدِي
لِعَمْرٍ وَلِي فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِنِّي قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ قَبْلَ هَذَا شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَافَقْتُ
الْقِسْمَ نَعْمَ يَتَكُونُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ عَلَيْنِي مَا صَدَّ فَاتَيْتُ الْغَلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِعَمْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ
إِلَى قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ قَبْلَ هَذَا شَيْئًا فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَهْبَأَ فَجَلَسْتُ ثُمَّ عَلَيْنِي مَا أَجِدُ فَاتَيْتُ
الْغَلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِعَمْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ قَبْلَ هَذَا شَيْئًا قَالَ فَوَلَّيْتُ مُطْبِعًا غَادًا
الْغَلَامَ يَدْخُرُونِ فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ أَدْنَى لَكَ قَالَ فَدَخَلْتُ نَادَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبْكِي عَلَى رَمَاهِ
غَصْبِي فَوَافَقْتُ أَتَاهُ فِي حَبَابِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَّكَ بِنَاءً لَكَ قَالَ لَا قُلْتُ أَلَمْ أَكُنْ نَوَافِلًا يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَكَمَا مَعْرُوفٌ قُرَيْشِي نَغِيْبُ النَّسَاءِ مَعًا قَوْمًا الْمَدِينَةِ وَجَدْنَا قَوْمًا تَعْلِيهِمْ نَسَاءُ وَهُمْ فَطْفَرُ
بِنَاؤُنَا يَتَعَلَّمُونَ مِنْ بِنَاءِ هُمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي إِذَا هِيَ تَرُاجِعُنِي مَا ذَكَرْتُ ذِيكَ فَقَالَتْ مَا
تُكَبِّرُ هُوَ الْمَرْءُ إِنَّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُاجِعُهُ وَتَهْجُرُهُ أَحَدًا مِنْ لِيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ
فَقُلْتُ بِحَقَصَةٍ أَتَرُاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهُ أَحَدًا لِيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ
قَالَ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مِنْ فَعَلْتِ ذَلِكَ بِسُكُونٍ وَخَبِرْتُ أَنَا مِنْ إِحْدَاكُمُ أَنَّ تَغَضَّبَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِغَضَبٍ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هِيَ قَدْ هَكَتِ فَجَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقُلْتُ
بِحَقَصَةٍ لَا تَرُاجِعِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْبِيهِ شَيْئًا وَسَبِّحِي مَا بِهَذَا لَكَ وَلَا يَهْرُوكَ
أَنَّ كُنْتَ صَاحِبَتِكَ أَوْ سَمِ بِنِكَ وَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَبَيَّنَ أَحَدِي فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَفَّقْتُ رَأْسِي فَمَا رَأَيْتُ فِي السَّبِّ إِلَّا أَهْلَةً ثَلَاثَةً فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُرْسِعَ عَلَيَّ أَمْنِيكَ فَقَدْ وَشَعَ عَلَى فَارِسٍ بِالرُّومِ وَهُمْ لَا يَنْدَرُونَ فَاسْتَوَى جَانِبًا فَقَالَ

طلاق دے دی ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حصہ ﷺ ناکام اور محروم ہوگئی۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ یہ ہونے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز پڑھی اور کپڑے وغیرہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ جب حصہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ دروغی تھی۔ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ کہنے لگی مجھے نہیں معلوم۔ نبی اکرم ﷺ اس جھوٹے میں الگ تھلک ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ پھر میں ایک کالے لڑکے کے پاس گیا اور اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا اور واپس آکر بتایا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں مسجد گیا تو دیکھا کہ منبر کے گرد چند آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کے قریب بیٹھ گیا لیکن وہی سوچ غالب ہوئی تو وہ دوبارہ اس لڑکے کو اجازت لینے کے لئے بھیجا۔ اس نے واپس آکر وہی جواب دیا۔ میں دوبارہ مسجد کی طرف آگیا لیکن اس مرتبہ اور شدت سے اس فکر کا غلبہ ہوا اور میں پھر لڑکے کے پاس آیا اور اسے اجازت لینے کے لئے بھیجا۔ اس مرتبہ بھی اس نے واپس آکر وہی جواب دیا کہ نبی اکرم ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں جانے کے لئے مڑا تو دفعہ اس لڑکے نے مجھے پکار کر کہا کہ اندر چلے جائیں رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر بٹکے لگائے بیٹھے تھے۔ جس کے نشانات نبی اکرم ﷺ کے دونوں جانب واضح تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیکھیے ہم قریش والے عورتوں پر غالب رہتے تھے پھر جب ہم مدینہ آئے تو ہم انکی قوم سے ملے جن کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں۔ اور ان کی عادتیں ہماری عورتیں بھی سیکھ لیں۔ چنانچہ میں ایک مرتبہ اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو مجھے بہت برا لگا تو کہنے لگی کہ تمہیں کیوں برا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ ﷺ کا جہاں بھی آپ ﷺ کو جواب دیتی ہیں۔ اور انکی بھی ہیں جو پورا چاروں نبی اکرم ﷺ سے خوار رہتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر میں نے حصہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اور ہم میں سے انکی بھی ہیں۔ جو دن سے رات تک آپ ﷺ سے خوار رہتی ہیں۔ میں نے کہا بے شک تم میں سے جس نے ایسا کیا وہ برباد ہوگئی۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتی کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض نہ ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے حصہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم نبی اکرم ﷺ کے سامنے مست بولنا، ان سے کوئی چیز مست مانگنا۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کرو اور اس خیل میں مست رہو کہ تمہاری سبکدوشی سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ (یعنی اس کی برابری نہ کرنا) اس مرتبہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا

میں بیٹھا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سراپا کر دیکھا تو گھر میں تین کھانوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت پر کشادگی (سعادت رزق) کرے اس نے غلام اور دم کو اس کی عبادت نہ کرنے کے باوجود خوب مال دیا ہے۔ اس مرتبہ نبی اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ان کے خطاب کیا تم ابھی تک تنگ میں ہو، وہ لوگ تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب کیا اور آپ ﷺ کو قسم کا کفارہ دیا کرنے کا حکم دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے عروہ نے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے بتایا کہ جب انہیں دن گزرے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے اہتمام کی اور فرمایا: عائشہؓ جہنم میں تمہارے سر سے ایک بات کا ذکر کرتا ہوں تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ“ (یعنی اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی بھلا چاہتی ہو تو اس میں تمہیں کچھ متاع (مال) دے کر بخوبی رخصت کر دوں اور اگر اللہ اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تیب کروادوں کے لئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ ﷺ اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے مال باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیں گے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ اس میں والدین سے مشورہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ معمر کہتے ہیں کہ مجھے یوب نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! دوسری بیویاں کون بتا پئے گا کہ میں نے آپ ﷺ کو حبیبا کہا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے نہ کہ شفقت میں ڈالنے کے لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور کئی سندوں سے ابن عباسؓ سے منقول ہے۔“

تفسیر صحیح

سورت تحریم نامہ نبی ہے اور اس میں ۱۲ آیات ہیں اور دو کوسا ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۳۹ میں جب کہ ہرف کی تعداد ۱۰۶۰ ہیں۔

حَفْصَةُ ابْنُ غَزَلٍ بِحُسْنٍ... (ص ۱۸، ص ۱۹) يَقُولُ لَمْ أَزَلْ خَيْرُ نَفْسَةٍ (ص ۱۸، ص ۱۹)

شہن نزول: سورت تحریم کی ابتدا مکی آیات کا شان نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ صحر کی نماز کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے سب ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے ایک دن حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس جب تشریف لے

میں تسمیہ، اور اس میں آیت ہے: **وَرَدُّهُ لَوَاحٍ جَنَّتْ**۔

اس آیت میں کلمات کی تعداد ۳۰۴ باب کی حروف کی تعداد ۱۴۵۶ ہیں۔

خُذْ مَا خَلَقْتَ مِنَ الْقُحْمِ (ص ۶۹، سر ۱۱۵) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے قلم کو یہ فرمایا۔

يَسْأَلُ نفس دوسری روایت میں سب سے پہلی قلم کے نام دوسری شکل قلم کی یہ آیت ذکر ہے۔

خبریں سامی قدری نکلتے رہتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ علیہ السلام کی ذات یا نور محمدی کو پیدا فرمایا گیا یہاں الحق ہے الہی چیزوں کو جو الہی ہے کیا یہ وہ آیت اخلاص کے طور پر کہی جاتی ہے۔

كَأَنَّهُ الْيَوْمَ الْأَوَّلُ (ص ۶۹، سر ۱۱۵) بعد از ہم ہے غیر قلم کی، مکتوب تو محدود ہے، یہ غیر متناہی غیر محدود تو یہ قلم نے غیر متناہی کو کیے قلم۔

خبریں بعد از ہم غیر متناہی نہیں ہے بلکہ مدت طویلہ مراد ہے جیسے کہ دوسری روایت میں آتا ہے **"الْيَوْمَ الْقِيَامَةُ"** ایک اور روایت میں آتا ہے **قَبْلَهُ الْأَوَّلُ**۔

یہی بات عامہ اور شاہد تفسیر میں لکھا ہے۔ نئے ہیں کہ یہاں قلم کا کھانا یہ قیامت تک کے حالات مراد ہے جو کہ قلمی ہیں۔

وَلَيْسَ لَهَا بَابٌ فَصْلَةٌ (ص ۶۹، سر ۱۱۵) یہ قصہ نام نہادی نے اباب القلم میں ذکر کیا ہے۔

تَجَوُّجٌ بِحَبِّ الْبَابِ

(۲۱۵۶ - مقدم بحر جہ العطر العذبة (۲۱۵۶))

(۲۱۵۶ - مقدم بحر جہ العطر العذبة (۲۱۵۶) و بعض النسخ (۲۱۵۶))

وَمِنْ سُورَةِ الْحَقِّ

یہ وہ باب ہے سورہ حاقہ کی تفسیر کے بیان میں

۲۵۵۷ **خُلِدْنَا غَدًا بَنِي حُفَيْدَةَ نَاغِيْدًا لَمْ يَخْلُقْ بَنِي سَعْدِ بْنِ غَفَرٍ وَمِنْ أَهْلِ قَيْسٍ غَنِي بَنِي سَالِكِ بْنِ خَرْبِ عَنْ**
غَدِ اللَّهِ مِنْ شَمِيرَةِ الْأَخْطَابِ بَنِي قَيْسٍ عَنِ نَعْبَسِ بْنِ غَدِ اللَّهِ طَلَبَ وَغَدِ اللَّهِ كَنَانُ بَنِي الْأَخْطَابِ بَنِي
بَصِيْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنَسِ فِيهِمْ إِذْ مَرَّتْ غَنِيْمَةُ سَخَابَةَ فَعَصَرُوا بِئِهَا فَضَلَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى تَدْرُونَ مَا اسْمُ هَذِهِ فَالْتَمَسُوا مِنْ هَذَا السَّخَابِ فَضَلَّ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُفِذَ قَالُوا وَالْمَذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْعَاكَ قَالُوا
وَأَنْعَاكَ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالُوا
لَا وَاللَّهِ مَا نَدْرِي قَالَ فَأَمَّا مَا بَيْنَهُمَا إِنَّمَا وَاحِدَةٌ وَمَا أَشْكَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِي
فَوْقَهَا كَذَلِكَ حَتَّى عِلَالُهُنَّ سَبْعٌ مِائَاتٌ كَذَلِكَ ثُمَّ قَالَ قَوْلِي لِسَمَاءِ السَّابِغَةِ نَعْرُ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ
ثَمَانِي سَنَاءٌ إِلَى السَّمَاءِ وَفَوْقَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْ عِدَالٍ بَيْنَ أَطْلَافِهِنَّ وَزَكِيَّهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى
سَمَاءٍ ثُمَّ قَوْلِي لَهَا فَرَأَيْتِ الْفَرَاخَ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ وَاقْلَبِي قَوْلِي ذَلِكَ فَإِنَّ
عَبْدَ بَنِي حَمَلَةَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ عَمِيٍّ يَقُولُ الْأَبْدَانُ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عِنْدَ سَعْدِ بْنِ يَحْيَى حَتَّى يَسْمَعَ مِنْهُ
هَذَا الْخَبِيرُ هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ غَرِيبٌ وَزَوَى أَبُو ذَرٍّ عَنْ أَبِي ثَرْبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ خُوَازِمَةَ وَزَوَى
ذَرَّكَ عَنْ سَعْدِ بْنِ يَحْيَى هَذَا الْخَبِيرُ وَأَقْوَمُهُ وَلَمْ يَرَفَعَهُ وَغَيْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ
الرَّزَازِيِّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ الرَّزَازِيِّ أَنَّ أَبَا أَحْمَدَ قَالَ ذَاتَ
رَجُلٍ بِخَارِىَ خَلْفِ ثَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَقُولُ كَتَبَتْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(ص ۵۶۹، ص ۵۷۰)

شروع کیا۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ فرماتے ہیں کہ میں اور صحابہؓ کی ایک جماعت صحابہ کے مقام پر رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدلی گزری لوہ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا
تم بولتے ہو کہ میں فاجر یا پست؟ عرض کیا "کی ہاں" یہ بادل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور "مومن" بھی۔ عرض کیا جی
ہاں "مومن" بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور "مومن" بھی۔ عرض کیا جی ہاں "مومن" بھی پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں کو معصوم
ہے کہ ان وزمن کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ عرض کیا کہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نہیں جانتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان
دونوں میں اکابر، امیر (۶۲) یا ستر (۳۷) برس کا فرق ہے۔ پھر میں سے اوپر کا آسمان بھی اتنا ہی دور ہے اور اسی طرح
ساتھ آسمان گونے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ساتوں آسمان پر ایک سمندر ہے اس کے نیچے اور اوپر کے آسمان۔ کہ
درمیان میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ اس کے اوپر اٹھوڑھٹے ہیں جو پیر زنی بکروں
کی طرح ہیں۔ ان کے گھروں اور فکروں کا درمیانی فاصلہ بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے اور ان کی پیٹھ پر
عش ہے۔ ان کے چپکے اور اوپر کے کمرے کے درمیان بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے اور اس
کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ عبد بن حمید، یحییٰ بن یحییٰ کے قول سے مرمت ہے کہ عبد الرحمن بن سعد حج کے لئے کیوں نہیں
جائے تاکہ لوگ ان سے یہ حدیث سُن سکیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زبید بن ابی ثور بھی اس سے سن کی مانند

میں نے قتل ہونے سے متحہ۔

عِفَامَةُ سَوْدَاءُ: (ص ۱۶۹، ص ۱۷۵) ایک دوسری روایت میں "عِفَامَةُ" حَزَن سَوْدَاءُ کا غم بھرا آواز ہے۔^(۱۵)

سید خواجہ: اس حدیث کو امام زادہ علیؑ نے یہاں ہیوں ذکر کیا ہے۔ حسب اس حدیث کا اس باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
 جہاں پہلے سے پہلے حدیث میں مہر الحسن بن سعد وہی کا ذکر آیا تھا اس راوی کو بتا چاہیے کہ ان کی افضلیت یہ تھی۔
 باقی یہاں پر کوئی آیت کی تفسیر بیان نہیں کی جا رہی۔“

تخریج محمد حبیب:

١٩٨٦ - نشره أبو داود كتاب الف عام في الشهادة، ص ٢٠١، (١٩٧٤)، بن ماجه أممعة مات بعد انكزته

الشيخ محمد بن حبيب (193)، ومحمد بن أحمد (76، 77، 78)، من طبع في الأختاف بن ديس من النعاس بن عبد الحميد

أخرجه ألبان في (١٥) كتاب للناس باب من وجد في البحر حديثه (١٤)

نقد و به الترمذی آخر النسخة (ص ۳۳۰) حدیث (۱۰۸۱) من أوصى بـ الكتب الثلاثة وأخرجها أي خبره عن نصير، (۱۷۶/۱۱۱)

برقم (1671) هنرمند.

(۱) سرور، سلفہ آبن، ۱۱: ۱۷، لاہوری، ۱۹۹۸، حوالہ دیہ گو کیب: نقادی، ۲۰۰۹، ۲۱۱ حاشیہ کر کے خدای، ۱۹۷۹، ۱۱۱، سترابل

اس آیت کی تفسیر کے لئے علامہ (رحمہ اللہ) نے کتب میں ۳۸۰ تا ۳۸۵ میں اور کتاب الاشعاع والصدقات المہجورہ (مجموعہ فائز) ص ۲۵۰-۲۵۱ میں درج کیا ہے۔

(١٠) صفحة: (١٤٠) من ١٤١

وَمِنْ سُورَةٍ بَالِ سَائِلِ

یہ باب ہے سورۃ معارج کی تفسیر کے بیان میں

٢٤٥٨ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَادِي شَيْبَانِي بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَوَّارِ عَنْ دُرَّاجِ أَبِي الشَّيْخِ عَنْ أَبِي

أَنَّهُ يُدْعَى عَنْ أَبِي سَجِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ قَالَ كَعَكَرَ الزَّيْتُ فَلَا أَقْرَبَهُ إِلَى

وَجِهٍ سَقَطَتْ فَرَوُهُ وَجِهِي فِيهِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ: لَا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِيْنِ (ص ١٢٩، س ٢٢)

تَرْجَمَةُ: "حضرت ابوسعیدؓ نے اس آیت "كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ" (جس دن ہوگا آسمان جیسے ہوا پھیلے ہوا اور اثمار کی نسبت ۸) کی

تفسیر میں اگر یہ ملاحظہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ نقل سے مراد تہا کی تلخیص ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنے من

کے قریب کرے گا تو اس کے منہ کی کل اس میں نر جائے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف دشمنان

کی روایت سے پتہ چلتے ہیں۔^۱

== تفسیر ==

یہاں صورت و مہرت معارف کہتے ہیں۔

ابن عباسؓ قال: مَنْ الْجَنُّ يَضَعُونَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمْعُونَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوا فِيهَا بِسْمًا قَدِيمًا تَكُونُ - هَا وَأَمَّا مَا زَادَ فَيَكُونُ بَاطِلًا قَدِيمًا بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا مَعَايِدُهُمْ فَلَمْ تَزَلْ ذَلِكَ لِإِبْلِيسَ وَلَمْ تَكُنْ الْكَلِمَةُ يَرْمِي بِهَا فَعَلِ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُمْ إِبْلِيسُ مَا هَذَا إِلَّا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ حَذَرِي فِي الْأَرْضِ فَتَعَدَّ جَنُودَهُ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّي بَيْنَ خَيْطَيْنِ قَدِيمَيْنِ قَالَ بِسْمَةِ اللَّهِ فَخَبِرُوهُ فَقَالَ هَذَا لِمُحَمَّدٍ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْأَرْضِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ (ص ۱۰۰ سر ۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جن کو قرآن کی طرف چڑھا کرتے تھے کہ بنی کی باتیں سن لیں چنانچہ ایک کلمہ سن کر نہ بڑھا دیتے۔ لہذا جو بات سنی ہوئی وہ تو کج ہو جاتی اور جو زیادہ کرتے تو جو بھولی ہو جاتی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ صبحت ہونے قرآن کی پڑھنا چھٹی تھی۔ انہوں نے اٹھیں سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس سے پہلے انہیں تاروں سے بھی نہیں مارا جاتا تھا۔ اٹھیں کہنے لگا کہ یہ کسی نئے عادی نے کی وجہ۔ یہ ہوا ہے جو زمین پر واقع ہوا ہے پھر اس نے اپنے لشکر روانہ کئے۔ انہوں نے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کو شہید کر کے وہ پہاڑوں کے درمیان کھائے ہوئے قرآن پڑھتے ہوئے پایا۔ چنانچہ اٹھیں آئے اور اس سے ملاقات کر کے بتایا۔ وہ کہنے لگے یہ بنی نین واقعہ ہے جو زمین پر ہوا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

== تَفْسِیْرُ مَآج ==

علامہ قرطبی سے جب دو غرضین حضرت ابن عباسؓ و عائشہؓ بنی زبیرؓ وغیرہ سب نے حق ان کے کئی دعویٰ پر اتفاق نقل کیا ہے

اس میں ۲۸ آیات ہیں اور اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۸۵۵ جب کہ دفعہ کی تعداد ۷۰۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ (مر ۱۶۹، سر ۱۰۸)

فی طلبہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ (ص ۱۰۸، سر ۱۰۸) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے یہ دعا عطاء کا واقعہ ہے دوسرے مشرین نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ اوطالب کے نکاح کے بعد خانقاہ شریف لے گئے وہاں کے سرداروں کو سلام کی طرف دعوت دینے لگے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی طائف سے واپس جبرائی تھی تو قدم کھل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے قیام فرمایا اور آخر شب میں نماز تہجد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ قرآن پڑھ رہے تھے تو نصیبیؓ کے ہنست کا وفد وہاں پہنچا اس نے قرآن جاری ایمان سے لے کر اورانی قوم کو جانکر اللہ تعالیٰ اس پر سورت انسانؓ کی اللہ تعالیٰ آیت کا نزول ہوا تھا۔^(۱)

علامہ نقویؒ نے ہیں نکات کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی خدمت میں چہ بار حاضر ہوئے مگر اس سورت میں نہ جانے والا واقعہ

ہے وہ اس سے الگ ہے کیونکہ یہاں پر آپ کو ان کے آنے کی اطلاع قرآن مجید نے دی ہے باقی چھ باتوں اور خود حاضر شدت ہوئے تھے یا آپ ﷺ ان کے پاس خود تشریف لے گئے تھے۔ (۳)

وَلَا رَأْفَتُمْ (ص ۱۶۹، ص ۱۶۹) بخاری کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

بخاری: متعدد واقعات میں گھر بعض نے: بن عباسؓ نے بیان کیا اور دوسرے موقع پر حذف کر دیا۔

خَذَلْنَا مُحَمَّدَ بْنَ نَيْضِي: (ص ۱۶۹، ص ۱۶۹)

يَضْعُوْنَ إِلَى السَّعَاءِ يَسْتَمِعُوْنَ الْوَحْيَ: (ص ۱۷۰، ص ۱۷۰) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دنیا میں آمد سے پہلے شیاطین آسمانی فریریں کن کر کاسوں کو آ کر بدگئی رکاوٹ کے بناتے تھے مگر آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف آوری کے بعد وہی کی حالت کے لیے جن کا آسمانوں پر جو نازل کروایا گیا کوئی حزن اب اوپر جاتا بھی ہے تو شہاب ثاقب کا انکار ہو چکا کر ادا جاتا ہے۔ (۱)

وَلَمْ تَكُنِ السَّجُودُ يُزِيهِ: (ص ۱۷۰، ص ۱۷۰)

سُئِلَ: دنیا میں قدیم زمانے سے یہ ہوتا آیا ہے کہ شہاب ثاقب زمین پر گرا کرتے تھے مگر یہاں سے معلوم ہوا ہے یہ عہد نبوی سے گزرا شروع ہوئے ہیں؟

بخاری: پہلے بھی گرا کرتے تھے مگر عہد نبوی کے بعد سے اب اس سے شیاطین کو دلچ کرنے کا کام لینا جاتا ہے۔ (۵)

مُنْعُوْا مَقَابِلَهُمْ: (ص ۱۷۰، ص ۱۷۰) سند احمد کی روایت میں ہے "كَانَ احَدُهُمْ لَا يَأْتِيْ مَقْعَدَهُ الْاَيُّزُ مِنْ شَهَابٍ يَحْرَقُ مَا اَصَابَ".

بخاری صحیح بخاری:

۳۶۶۱ - أخرجه البخاري: كتاب الآذان: وفيه الجهر بقرآن: صلاة نحر: حديث (۶۷۳): وطرفه (۱۹۶۱): وسنن: كتاب الصلاة: باب الجهر بالقراءة من تصحيح والقرآن: علي الحسن: حديثه (۱۹۶): وأسنده (۵۲۲): ۳۶۶۰ - أخرجه أحمد: (۲۲۲، ۵۷۱/۱):

(۱) الحمد والثناء میں: الحمد والثناء کا عربی معنی ہے: تعریف و ثناء کی شہادت ہے۔ (۲) نصیر مطہری و حیرہ (۳) نصیر مطہری (۴) تحفة الامم دی: (۵) ۱۹۶۱ (۶) معارف القرآن: ۵۸/۱۸

وَمِنْ سُورَةِ الْمَدَّيْنِ

یہ باب ہے سورت المدثر کی تفسیر کے بیان میں

۳۶۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَرْثَدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

پیر کہ میں اس لائق ہوں۔ بندے مجھ سے ڈریں۔ پس جو مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اسے معاف کر دوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ تہذیب محدثین کے نزدیک قوی نہیں اور اسماعیل نے یہ حدیث ثابت سے نقل کی ہے۔“

== تَفْصِيْلُ ==

یہ بہت بڑا ثنائی کلمہ ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں ۵۵ آیات ہیں اور ۱۱ کو کلمہ ہیں۔

تکرات کی تعداد: ۴۵۵ میں جب کہ ۲۷۷ کی تعداد ۸۰۱۰ ہے۔

خُذْكَ عَبْدُ اللَّهِ حُصَيْدٌ (ص: ۱۷۷، س: ۱۱)

فَخَرَّ الْوَخِي (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) بقیہ وحی کی مدت ۱۱ سالہ تھی (۱۷) سے بھڑ ۱۱ فرماتے ہیں کہ بعض روایت سے تین سال معلوم ہوتا ہے (۱۷) بعض نے تین سال اور بعض نے چھ یا ساتھی کہے ہیں۔

فَإِذَا انْشَلَّتْ السُّبْحُ جَاءَ بَنِي بَجْدَةَ (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) اس سے باتفاق حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں۔ (۱۷)

فَقُلْتُ (مَلَكُوتِ) (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) یکہ (دوسری روایت میں "وَدُرُوْرٌ" وصیو اعلیٰ ماء ابروہ) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (۱۷)

فَذَاهِبَا السُّبْحُ (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) حضرت کے بعد یہ پائی جاتی تھی اس کے بعد پھر مسلسل وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ (۱۷)

مڑیا اہل میں متھڑے ہا کو حال سے دل سے بدل کر پھر آپس میں اندھ نہ رہ گیا معنی کپڑے اڑھنے یا کپڑے لپٹنے والے۔ بعض کہتے ہیں اس کے معنی دوست ہیں ذائد پڑھنے کو جو ہم خود سے ہاں کے اوپر ماری وغیرہ کی حفاظت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

فَمُ قَانْدَبَ (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) علامہ آلوسی فرماتے ہیں آپ مذکر کے ساتھ ضمیر تھی تھے مگر ابتدائے نبوت میں مذکر کی غیب تھا اس لیے صرف مذکر ہی فرمایا گیا یا اندھ نہ رہو۔ گویا تو اپنے دماغ میں خود راغب ہو گیا۔ انبیاء علیہ السلام کے ساتھ بشر بھی جاتے ہیں۔ (۱۷)

وَرَمَلَتْ فَكَبَّرَ (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) رب کی بڑائی بیان کیجیے و قول سے بھی اور عمل سے بھی رب کا ستاروں خود مشیر ہے کہ وہ تمام جہانوں کا پائنے والا ہے۔ بڑائی کی سختی وہی ذات ہے۔

وَنَبَاكَ اَعْلَمَ: کُنْہے کو صاف انھیں مفسرین فرماتے ہیں کہ اس میں نفس اور قہر کو: مثال: اے۔ اسے پاک صاف کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

وَالْمُحْزِزُ فَالْمُحْزِزُ: (ص: ۱۷۷، س: ۱۲) اعضا کی تطہیر کا حکم ہے کیونکہ "نہ علواً اعطاء سے ہی ہوتے ہیں بعض مفسرین

فرماتے ہیں یہاں پر امر و نہی سے مراد عبادۃ الامام (توں کی عبادت) ہے۔

یہ سوال: آپ سرحد پر گئے تو بھی توں کی عبادت نہیں کی؟

جواب: آپ سرحد کے واسطے سے شرمین کہہ کر مخاطب ہے۔

جناب (ع): علامہ آملی فرماتے ہیں مراد یہاں پر یہاں ہے جو سب سے زیادہ بت ہے کیونکہ توں کی عبادت بت فرمانے میں ہوئی ہے کہ وہ دنیا کی عبادت پر مجبور ہوئی ہے۔^(۱)

شارحین نے لکھا ہے کہ یہاں پر راوی نے اختصار کر لیا ہے: "وَلَا تَعْبُدُوهُمْ شَيْئًا مِنْكُمْ" اور "وَلَا تَعْبُدُوهُمْ شَيْئًا مِنْكُمْ"۔
بھی نازل ہوئی تھی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) نماز تو بعد میں فرض ہوئی آیات کے نازل کے وقت نماز فرض نہیں ہوئی تھی
پڑوں کو سال رکھنے کے طور میں اشارہ ہے کہ یہ عذر معصوم تھا: کہ یہ نہیں ہے بلکہ یہ مستقل عذر ہے۔^(۲)

خَذَلْنَا عِبَدَهُ مِنْ غُلَبَاءِ - قَالَ لِيُخَوِّدُوا جِبِلَّ مِنْ مَدْيَنَ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸)

اس حدیث کی وضاحت: یہ سب عذر جہنم میں گذر چکی ہے۔

خَذَلْنَا مِنْ اٰمِي غُلَبَاءِ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸)

هَكَذَا وَهَكَذَا فِي مَرْثَا غُلَبَاءِ وَفِي مَرْثَا بَشَرِ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) میں معلوم ہے قرآن مجید کی آیت فِي غُلَبَاءِ بَشَرِ
غُلَبَاءِ (ص ۱۷۷) (اس میں انہیں (فرشتے مقرر) ہیں۔) ہے۔

جس روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو قریش کا ایک کافر جس کا نام ابی ہاشم بن عمار کہنے
کا وہ قریش میں مشہور تھا کہ وہ انہیں فرشتوں کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہو گا وہ اپنے بازو سے دس اور بائیں بازو سے نو کا
خاتمہ آ رہا ہے۔^(۳)

ابو جہل نے قریش کو جواب کر کے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سر بھی تو صرف انہیں ہیں ان کا یہ قدر۔

یہاں فرماتے ہیں: یہ شریفہ میں انہیں سے مراد صرف انہیں نہیں ہیں یہ تو انہیں سرور ہوں گے ان کے وقت اور
فرشتے بھی ہوں گے یا مطلب یہ ہے کہ ایک فرشتہ بھی انہیں لوگوں کے لیے کافی ہے انہیں تو بہت زیادہ ہیں۔

خَذَلْنَا الْاَنْحُسَ مِنْ الصَّاحِ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸)

اَهْلُ التَّوَلَّى (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) اللہ تعالیٰ ہی اس کا حق رکھتے ہیں کہ ان سے ڈرا جائے۔

وَالْقُلُوبُ الْمُنْفَرِقَةُ (ص ۱۷۸، ص ۱۷۹) اللہ تعالیٰ ہی اس کا حق رکھتے ہیں کہ ان سے ڈرا جائے۔
پوچھنے والا نہیں ہے۔ "وَلَا يَسْئَلُ عَنْهَا يَفْعَلُ وَهُمْ يَسْئَلُونَ" (ص ۱۷۸، ص ۱۷۹) (وہ اپنے دلوں سے لیے (کس کے لئے)
جواب دو نہیں اور سب (اس کے لئے) جواب دو ہیں۔)

مسیبۃ قلب سفیہ واكثر منهم غلب اللہ غوزاغل من یظفر الی وجہہ علوۃ وغیبۃ ثم قرأ انزل الذی فی الی علیہ وسلم وجوزۃ یومئذ نادیناً الی ربہا بالغزۃ هذا حبیب غریب وقد روى غیر واحد عن ابن شریک بنی هذا من قولہ وروی حبیب المملک فی الغزۃ عن نوبخت عن ابن شریک قولہ ونتم یزفعہ وروی الانسجعی عن سفیان عن نوبخت عن مجاہد عن ابن شریک قولہ ونتم یزفعہ ولا نعلم اخذا ذکر حبیب عن مجاہد غیر الثوری (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

تذکرہ حضرت ابن عمرؓ کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دئی درجے کا صفیٰ بن اسبہ یا غس، یوں۔ خادوں اور تھنوں کو ایک ہال کی مسافت سے آئیے تاکہ ظاہر ان میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے اور وہ کاج مذہب اخلاص کا مہجہ در شرم دیدہ و نرس کا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں ”وجوزۃ یومئذ نادیناً الی ربہا“ (آیۃ) کہتے ہیں کہ ان تادمہ ہیں، اپنے رب کی طرف سے آئیے۔ التیام سے (۲۳، ۲۴) یہ حدیث غریب ہے۔ عبد الملک بن ابی نعیم نے اسے شریک کے حوالے سے ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے پھر اشجعی نے بھی اسے سفیان سے انہوں نے توری سے انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے انہی اقوال نقل کیے ہیں اور ان حدیث توری کے علاوہ کسی نے جو بہ کار نہیں لیا۔

تفسیر

وہ تسمیہ اس میں قیامت کا ذکر ہے۔

یہ حدیث بھی جہود فخرین کے نزدیک کی ہے۔

اس میں یہ لیس آیات اور دوسریں

اس حدیث میں کلمات کی تعداد ۹۹ ہے جب کہ عربی کی تعداد ۱۵۳۱ ہے

خلفاء الی الی علیہ السلام (ص ۱۰۲، ص ۱۰۳) بالذات ان علیہ السلام (ص ۱۰۲، ص ۱۰۳)

اس حدیث کو محدثین ”حدیث المائل بطلونہ الشفیعین“ کہتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں کئی حور یہاں ہونوں کو بہ کر دکھاتے تھے۔ ”تفسیر انہوں نے ہے۔ یہ تسلسل ہوا تھا۔ ہاں میں میں ٹوٹ گیا۔“ (۱) کان رسول اللہ ﷺ والی اللہ علیہ وسلم الا نزل علیہ خبر اللہ (ص ۱۰۲، ص ۱۰۳) جب قرآن نازل ہوا تو حضرت نبی کریم ﷺ ہوا تو کہتے آج تھے کہ وہی کو یہاں لیس ایسے نہ ہو کہ کچھ حدیث ہے جس سے تم میں تم سے پہلے اس کو بد کرنا اور غارتھا۔

نامی کہ جب کہ مانتے چھٹے وہاں فرشتہ سورہ فرشتہ توری کہوں ہے اس کے چھٹے میں غیری دئی کہ سب مہاجروں میں اسی تزیل جس قسمی اس لیے آپ ﷺ نہایت میں تھے۔

فَضَاءُ السَّمِ بِسْمِ قَبْلُ رُسُوْنِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بِمَدَشْ غَنَہْ وَتَقْبَلُ عَلَیْہِ الْاٰخِرُ وَتَقْرُوْ
اَنْتَی بِمَا اَقُوْلُ یَاْمَا یَقُوْلُوْنَ لَا فَعِلَیْ هٰذَا اَنْتَی هٰذَا خَبِیْثٌ حَسْبُ عَرِیْبٌ وَرَوٰی بَعْضُہُمْ هٰذَا الْخَبِیْثُ
عَنْ جَنَابِ نَبِیِّ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنْتَی غَیْبٌ وَتَوَقَّرْ مِنْ اَنْ اَمْ مَّکْتُوْمٌ وَلَمْ یَذْکُرْ فِیْہِ عَنْ عَائِشَہٗ رَضِیَ
س: ۱۶۸

تَرْجَمَہٗ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورہ جس میں اللہ بن مکتوم (تایما مہمانی) کے متعلق نازل ہوئی۔
ایک مرتبہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے دین کا راستہ بتائیے۔ آپ ﷺ
نے پاس اس وقت حاضرین کا ایک بلا آدھی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ اس سے باتیں کرتے رہے اور عبد اللہ بن مکتوم
بہتر سے: عرض کیا انہوں نے عرض کیا کہ میری بات میں کوئی مضائقہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس پر یہ
سورت نازل ہوئی۔ یہ حدیث غریب ہے بعض لوگوں نے اس حدیث کو بشر بن عرار سے اور وہ اپنے والد سے نقل
کرتے ہیں کہ سورہ جس میں عبد اللہ بن مکتوم کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر
نہیں۔

۳۶۶۸ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ یُوْنُسَ بْنَ یَزِیْدَ عَنْ جَلَالِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ جَنَابِ نَبِیِّ عَزَّوَجَلَّ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ تَخْضَعُونَ لِحَفَاءِ عَرَبٍ غَرَاةٍ فَقَالَتْ اِمْرَاةٌ اَبْصَرُ اَوْ
یَرٰی بَعْضُنَا حَوَارَہٗ تَغْضُی قَالَ یَا عَلَانِہٖ لِكُلِّ اِمْرِئٍ مِنْہُمْ یَوْمِئِذٍ شَأْنٌ یَغِیْبُہُ هٰذَا خَبِیْثٌ حَسْبُ صَحِیْحٌ
وَقَدْ رَوٰی مِنْ غَیْرِ وَحِیْہِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: (ص: ۱۱۳ سر ۱۷)

تَرْجَمَہٗ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم لوگ
نکھر مرنے والے ہو اور بغیر حشفہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ ایک ہمارے پوچھا کہ یہ سب ایک دوسرے کا سوا رکھیں گے۔
آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں عورت! لِكُلِّ اِمْرِئٍ مِنْہُمْ یَوْمِئِذٍ شَأْنٌ یَغِیْبُہُ الْاٰیۃ (ہر مرد کو ان میں سے اس
ان ایک فکر ہو گا جو ہے جو اس کے لئے کافی ہے۔ جس آیت ۳۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی مسندوں سے حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

تَفْصِیْلُ

وجہ تسمیہ: جس بھی قریشی روئے ہوگا آپ ﷺ نے ایک صحابی سے قریشی تشریف فرما نہیں میں تا کہ اس سورت میں ہے۔
سورت میں بلاغی کی ہے۔

اس میں یا نہیں آیات اور ایک رکوع ہے۔

ہے اور یہی وہ "زَان" ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے "كَلَّا بَلْ زَانٍ الْآيَةَ" (ہرگز نہیں بلکہ ان کے (رے) کاہل سے ان کے دنوں پر رنگ لگ گیا ہے۔ سورہ مطففین - آیت ۱۴) میں کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۱۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ الْبَصْرِيُّ مَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمرَ قَالَ حَدَّثَنَا هُوَ عَنْ ابْنِ مَرْثُومٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ يَقُومُونَ فِي الرُّشْحِ إِلَى انْصَابِ أَذْنَبِهِمْ (ص ۱۷۸ سر ۹) تَرْجُمَةً: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ "يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ " (جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ المطففین آیت ۶) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس روز لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے۔ وہ نصف کافلوں تک لیٹے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔"

۳۱۷۲ - حَدَّثَنَا هَذَا نَافِعُ بْنُ عِيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ عُمرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ يَقُومُ أَخَذَ لَهُمُ مِنَ الرُّشْحِ إِلَى انْصَابِ أَذْنَبِهِمْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ ابْنِ مَرْثُومٍ (ص ۱۷۸ سر ۱۰)

تَرْجُمَةً: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ الْآيَةَ" کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے ہر کوئی نصف کافلوں تک پیٹے میں ڈوبا کھڑا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔"

تَفْسِیْرُ

سورت مطففین بقول حضرت ابن مسعود ابن عباس، ابن زبیر، شحاک وحقائل بخبر کئی ہے جب کہ حضرت حسن بصری اور کمرہ رحمۃ اللہ علیہ اس سورت کو مدنی سمجھتے ہیں اور اول قول مانجے ہے۔
اس میں ۳۶ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۶۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۷۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ (ص ۱۷۸ سر ۷) قَالَ إِنَّ الْغَبْدَ إِذَا انْخَطَأَ خَطْبَتُهُ: (ص ۱۷۸ سر ۱۸)

حدیث باز کو "كَلَّا بَلْ زَانٍ عَلَى قُلُوبِهِمْ" کی تفسیر میں بیان کیا جا رہا ہے۔

کہ یہ حروف درجہ میں سے ہے دفع کرنے اور تہیہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

موردان ریحا سے مشتق ہے جس کے معنی رنگ اور میل کے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا رنگ لگ گیا ہے جس طرح رنگ لوبہ کو کھٹا کر مٹی بنا دیتا ہے اسی طرح ان کے گناہوں کے رنگ نے ان کے دل کی حق قبول کرنے کی مصاحبت کو ختم کر دیا ہے وہی کمرہ حد ۱۱۱ میں بیان سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔^(۱)

دل کے رنگ کا علاج:

اس کا علاج ایسا ہے جس میں قویہ اور مستفاد سے فرمایا گیا ہے دل کے صفائی کے لیے استغفار کرنا بھی کیا ہے ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا ہرے دل پر بھی نکل آ جائے اور بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔^(۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز ہونے کے قوی بعد استغفار سے اس کو صاف کر دینا چاہیے ورنہ گناہوں کی ٹھوس سے آہستہ آہستہ اس میں تنگی کا احساس قسم موب جاتا ہے۔^(۱۲)

حدیثنا انہی ترو ذرست (روایت ۱۱۱۱) میں: یَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ قُلْ يٰمُؤْمِنُونَ (ص ۱۶، ص ۱۷)
قیامت کے دن ان کے ہر جسم پر پسینہ پڑے گا اور ہر طرف جانے کا پسینہ پڑ رہا جا رہا ہے آدھے لوگوں کا پسینہ آدھے کا تو صرف پنج پے کا اور یہ پسینہ انجام کی صورت اختیار کر جائے گا۔

تخریج صحیح بخاری:

۱۱۱۱ - أخرجه من صحيحه كتاب (۱۱۱۱) باب (۱۱۱۱) أخرجه أحمد (۱۱۱۱) عن محمد بن حنبل
عن النعمان بن حنبل عن أبي صالح عن أبي هريرة
۱۱۱۱ - موطأ لمحمد
۱۱۱۱ - موطأ لمحمد
۱۱۱۱ - موطأ لمحمد

وَمِنْ سُورَةِ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ

یہ باب ہے سورہ اشقاق کی تفسیر کے بیان میں (ص ۱۷، ص ۱۸)

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَرْثُومٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي أُمِّرٍ مَنِبَكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُحْسِبَ هَذِهِ فَلْيَتَوَلَّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ تَزَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فَلَمَّا مَنَّ أُوْرِي كُنْهَانَهُ بَيْنَيْنِهِ إِلَى قَوْلِهِ بَيِّنًا ذَلِكِ ذَلِكَ الْغَرْضُ هَذَا حَدَّثَنَا حَسَنٌ صَبِيحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَنَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَهَبُ الشَّافِعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ (ص ۱۷، ص ۱۸)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے حساب کتاب میں پرچھ کچھ کر ل

مکی دو بار ہو گیا۔ وہ فرمائی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "فَلَمَّا مَنِ أُوْثِقَ كِتَابُهُ بِحَبِيبِهِ إِلَى قَوْلِهِ يَسْبِرُ"۔۔۔ الآية" (سو جس کو کلام اعمال نامہ اس کے دے گئے ہاتھ میں تو اس سے حساب نہیں کے آسان حساب۔ سورۃ الشقاق آیت ۸۱، ۸۲) آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو صرف نیکوں کا پیش ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیح صحیح ہے۔ محمد بن ابان اور کئی راوی بھی محمد ابوب ثقیف سے و ابوب سے و ابن ابی سلیک سے و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتی ہیں۔"

۳۹۷۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ هَمَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خُوبِبَ عَذِبُ هَذَا خُلِيبٌ غَرِيبٌ مِنْ خُوبِيبٍ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِهَذَا الْوَجْهِ (ص ۱۷۱، ص ۱۷۲)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کا حساب کیا گیا وہ عذاب میں پڑ گیا۔ یہ حدیث قتادہ کی روایت سے غریب ہے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے صرفاً جانتے ہیں۔"

تفسیر صحیح

یہ تفسیر: آجہن کے متن ہونے کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے۔

سورت الشقاق بالتحقیق کی ہے۔

اس میں ۲۵ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۰۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خُوبِيبٍ . (ص ۱۷۱، ص ۱۷۲) يَقُولُ مَنْ يُؤْفَسُ الْجَنَّةُ: (ص ۱۷۱، ص ۱۷۲)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے جب یہ فرمایا "مَنْ خُوبِبَ عَذِبُ هَذَا خُلِيبٌ غَرِيبٌ مِنْ خُوبِيبٍ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ" اس سے حساب کیا گیا وہ عذاب میں پڑ گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "خُوبِبَ يَدْرَأُ" (۱) (اس کا حساب تو جہنمی آسانی سے لیا جائے گا)۔ اس پر آپ ﷺ نے لے لیا "یَا دِرْءُ غَرِيبٌ غَرِيبٌ مِنْ خُوبِيبٍ" (۲) کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حساب ہو جائے اور درگزر کر دیا جائے اور جس کا حساب

اس پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کے اعمال نبی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جائیں گے مگر ایمان کی برکت سے سزا نہیں ہوگا اس کا نام جہاننا یسیرا ہے۔ (۳)

تَفْسِيرُ سُورَةِ النَّازِعَاتِ

۳۱۷ - ۸۵۰ مروجہ جہان علی

۳۱۷ - تفسیر یہ اللہ کے نام سے ہے۔ (۱) سورۃ النازعات: ۱-۸۵ سورۃ النازعات: ۱-۸۵

۳۱۷ - تفسیر یہ اللہ کے نام سے ہے۔ (۱) سورۃ النازعات: ۱-۸۵ سورۃ النازعات: ۱-۸۵

۳۱۷ - ۸۵۰ مروجہ جہان علی

وَمِنْ سُورَةِ النَّازِعَاتِ

یہ باب ہے سورۃ بروج کی تفسیر کے بیان میں (ص ۳۱۷)

۳۱۷ - ۸۵۰ مروجہ جہان علی

۳۱۷ - تفسیر یہ اللہ کے نام سے ہے۔ (۱) سورۃ النازعات: ۱-۸۵ سورۃ النازعات: ۱-۸۵

۳۱۷ - ۸۵۰ مروجہ جہان علی

۳۱۷ - تفسیر یہ اللہ کے نام سے ہے۔ (۱) سورۃ النازعات: ۱-۸۵ سورۃ النازعات: ۱-۸۵

۳۱۷ - ۸۵۰ مروجہ جہان علی

۳۱۷ - تفسیر یہ اللہ کے نام سے ہے۔ (۱) سورۃ النازعات: ۱-۸۵ سورۃ النازعات: ۱-۸۵

۳۱۷ - ۸۵۰ مروجہ جہان علی

الْعَلَامُ قَالَ لَمْ رَجِعْ فَأَمَرَ بِهِ الْعَلَفُ أَنْ يَصْلُقُوا بِهِ إِلَى الْخَرِ فَيَقُولُوا فِيهِ فَأَطَاعُوا بِهِ إِلَى الْبَيْتِ فَعَرَفُوا
 إِلَهُهُ الْمَلَكَيْنِ فَكَلَّمُوهُ مَعَهُ وَأَتَتْهُ فَقَالَ الْعَلَامُ لَمَلِكْتِ إِلَيْكَ لَا تَقُولِي حَتَّى تَصْلُبِي وَتَرِ مَبْنِي وَتَقُولِ إِذَا
 رَمَيْتُ بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ هَذَا الْعَلَامِ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَصَلَّتْ ثُمَّ رَمَتْ فَقَالَ بَسْمِ اللَّهِ رَبِّ هَذَا الْعَلَامِ قَالَ فَوَضَعَ
 الْمَلَكُ الْإِلَهَ عَلَى صُدُغِهِ حِينَ رَأَى ثُمَّ مَاتَ فَقَالَ الشَّيْخُ لَقَدْ عَلِمَ هَذَا الْعَلَامُ عَلَمًا مَا شِلْعَةُ أَحَدٍ فَإِنْ
 مَرَّ بِمَنْ يَرِي هَذَا الْعَلَامَ قَالَ فَيُصَلِّ لِمَلِكْتِ فَأَمَرَ أَنْ يُخَلِّصَتْ وَفَرَّغَتْ فَبَيَّضَ الْعَلَمُ فَكَلَّمَهُمْ قَدْ خَلَقْتُكُمْ فَإِنْ
 تَعَدَّ أَسَدُوا فَاسْمُ ثَقْلَى عَلَيْهَا الْحَصْبُ وَالْبَرَكَةُ سَمِعَ الشَّيْخُ فَقَالَ مَنْ رَاجِعٌ عَنْ دِينِهِ تَرْكُهُ رَمَى لَهُ بِرَجْعِ
 الْقَبِيلَةِ مِنْ هَذِهِ الشَّيْءِ فَخَلَّ بِبَيْتِهِمْ فَمِنْ يَمِينِ الْأَحْزَابِ قَالَ يَقُولُ لَكُمْ بَرَكَةٌ وَتَعَالَى فِيهِ فَتَلَّ أَصْحَابُ
 الْأَحْزَابِ الشَّيْءَ وَارْتَفَعُوا فَخَرَّ سَمِعَ الْعَلَمُ قَالَ فَدَمَ الْعَلَامُ فَأَمَرَ دُونِ قَالَ فَبَيَّضَ كَرَامَةً أُخْرَى مِنْ
 زَمَنِ عَمْرٍو الْخَطَّابِ وَاصْبَغَهُ عَلَى صُدُغِهِ كَمَا وَضَعَهَا حِينَ فُتِنَ هَذَا خَلِيفَتِ خُسَيْنٍ عَزَّ وَجَلَّ ۱۸۱.

من ۵۵

شرح مختصر: حضرت صہبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے فراغت کے بعد کعبہ اہستہ کعبہ پر احاطہ کرتے تھے۔ انہیں کے معنی بعض کے نزدیک اس طرح ہوتا ہے کہ انہیں معلوم ہو کہ کوئی بات کر رہے ہیں۔
 دیکھ کر کیا گیا، رسول اللہ آپ میرے عصر کی نماز پڑھ کر توفیق و نجات دیتے ہیں۔ آپ ستر گئے، فرمایا ایک نبی کو
 موت کی کثرت کا مجھ پر وہاںوں نے لی ہی دل میں کہ کہ ان کا کوئی مقابلہ نہ کرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی
 کہ انہیں اختیار دے، میں کہ یا تو خود پر کسی دشمن کا واسطہ ہو، اللہ تعالیٰ کہ میں یا پھر بلاست۔ انہوں نے بلاست اختیار لی
 اور ان میں سے ایک ہی ان میں ستر پڑھ کر توفیق مر گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ حدیث بیان کرتے تو
 یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ایک بادشاہ بڑا کرنا تھا جس کا ایک کاہن تھا وہ اسے غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا۔ اس کا کہنے نے
 کہا کہ میرے لئے ایک شخص کا تلاش کرو یا میرا کہ میں نہیں دیکھتا۔ اس کا تلاش کرو۔ انہوں نے یہ طریقہ سیکھا کہ اس کا کہنا
 ہو کہ اگر میں ہر جاؤں تو تم دونوں میں سے یہ علم انہو پاس ہے اور ان کا جاننے والا وہی نہ رہے۔ انہوں نے اس کے جانے
 ہوئے انسان کے مطابق تلاش کی اور اسے یہ کہہ دیا کہ اس کاہن کے پاس حاضر ہوا کرو اور اس کے پاس آتے
 چاہتے رہا کرو۔ اس نے کتاب کا شروع کر دیا۔ اس کے رستے میں ایک ہوا تھا جس میں ایک راجہ ہوا تھا۔
 معمر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں ان دنوں عبارت خانوں کے لوگ مسلمان ہوا کرتے تھے۔ پانچویں والا کہ جب بھی
 وہاں سے گزرتا تو اس راجہ سے دین نے ہرے میں کچھ باتیں سمجھتی تھیں۔ جہاں تک کہ اس راجہ نے اسے بتایا کہ میر
 اللہ تعالیٰ کی عبارت کہتا ہوں۔ اس کے پاس لکھے تھے راجہ نے پھر زیادہ معجزہ شروع کر دیا۔ کاہن کے پاس آئے۔

کا بیان ہے اس کے فرمانوں کو پورا سمجھا کہ اب وہ گمراہ نہ رہا ہے۔ لڑکے نے رعب کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ ایسا کرو کہ اگر تمہارے کمرے والے پوچھیں۔ کہاں تھے۔ تو تم کہو کہ کائنات کے پاس اور کائنات پر چھو تو ان کو کھڑکتا۔ وہ اسی طرح نہ رہا کہ ایک دن اس کا ایک ایک جماعت پر نازل ہوا انہیں کسی جاؤ نے۔ وہ رکنا تھا۔ بعض دخیال یہ کہ وہ چاروں شیر تھا۔ اس نے ایک پھر اٹھا اور کہا کہ یا اللہ تعالیٰ اگر اباب کی بات سچ ہے تو میں تجھ سے سواں نہ رہوں گا۔ میں سے قتل نہ کروں۔ پھر اس نے چھ مارا جس سے وہ چاروں مر گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس سے کس سے قتل کیا گئے۔ ان کے اس لڑکے نے۔ انہوں نے کہا کہ اس نے یہاں سے کھلو ہے جو کسی نے نہیں سیکھا۔ یہ بات ایک انداز سے سنی تو اسے کہنے لگا کہ تم میری بیٹی کا دانا تو تمہیں جس میں اتنا دل دلا۔ لڑکا کہنے لگا کہ میں تم سے اس کے علاوہ کونسی چاہتا کہ اگر تمہاری آنکھیں تمہیں مل جائیں تو تم اس پر ایمان لے آؤ۔ اس نے جواب دیا کہ وہاں بیٹی ہو۔ اس نے کہا نہیں ہے۔ اس لڑکے نے دعائیہ اس کی آنکھوں میں بیٹی آگئی اور وہ اس پر ایمان لے آیا۔ اب پھر بادشاہ تک پہنچ گیا تو اس نے اب کو بلوایا اور کہنے لگا کہ میں تم پر بظاہر طریقہ سے قتل کروں گا۔ چنانچہ اس نے اب اور اس سے بڑی بیٹی نکلی جس سے ایک کو مارے سے چڑھا (قتل کر دیا اور دوسرے کو کسی اور طریقے سے قتل کر دیا۔ پھر لڑکے کے متعلق علم دیا کہ اسے بیٹائی بیٹی پر سے جو کرنا دودھ دلوں سے پہلے پرست کئے اور جب اس تک پہنچے جہاں سے مرانا چاہتے تھے تو خود کرنے لگے یہاں تک کہ لڑکے کے علاوہ اب مر گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس واپس آگیا تو بادشاہ نے قسم دی کہ اسے سندھ میں ڈبو دیا جائے۔ وہ لوگ اسے لے کر سندھ کی طرف چلے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے سب کو غرق کر دیا اور اس لڑکے کو بچ گیا۔ پھر وہ نیک بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک مجھے ہاتھ نہ دے۔ وہ لڑکا اور تیر چلائے وقت یہ نہ پڑھو "بسم اللہ رب هذا الغلام" اور اللہ تعالیٰ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے کہ پڑھنا بادشاہ نے اسے ہاتھ کاٹ دیا اور تیر چلائے وقت اسی طرح کیا جس طرح لڑکے نے بتایا تھا۔ جب قبر پر گیا تو اس نے اپنی بیٹی پر ہاتھ رکھا اور مر گیا۔ وہ لڑکے نے اس لڑکے نے یہ علم حاصل کیا کہ کسی سے چاہیں نہیں۔ خدا ہذا ہم سب بھی اسی کے محبوب پر ایمان لاتے ہیں۔ تم تو میں آدمیوں کی مخالفت سے بچ رہے تھے۔ لو یہ سارا کہ تمہارے مخالف ہو گیا ہے۔ اس پر بادشاہ نے خندق کھدوائی اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی۔ پھر لوگوں کو حجت یہ اور کہنے لگا کہ جو اپنے لئے دین کو چھوڑے گا۔ ہم بھی اسے چھوڑ دیں گے اور جو نہ چھوڑے گا۔ ہم اسے آگ میں پھینک دیں گے۔ اس طرح وہ انہیں خندق میں ڈالنے لگا۔ (اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَإِنِّي أَخَذْتُ الذُّنُوبَ لَكُمْ وَأَخَذْتُ الذُّنُوبَ لَكُمْ"۔ ختمی۔ "بَلِّغِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحَقِّ"۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہوتے۔ جس میں ایک ہی بہت بدھن والی۔ جبکہ وہاں کے کفاروں۔

پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ اپنے غلاموں سے جو کچھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے اور ان سے اپنی ناقہ باندھ لے رہے تھے کہ وہ اللہ عز و جل کے دستِ خوبوں والے پر ایمان لائے تھے۔ (البیرونی - آیات ۸، ۲) راوی کہتے ہیں کہ زکاء تو ان کو دینا نہیں چاہتا، ہے کہ اس کی نفی حضرت عمرؓ کے زمانے میں اٹھی تھی، نہ اس کی نفی اس وقت بھی اسی طرح اس کی نفی پر رنجی ہوئی تھی جس طرح اس نے نفی ہوتے وقت رنجی تھی۔

تفسیر

وہ تسمیہ اس سورت میں اللہ پاک نے رواج والے سہن کی تسمیہ کی۔

سورت رواج بھی بالفاظِ نبی ہے۔

ان میں بائیس آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۴۹ ہے، سب کے سب کی تعداد ۳۳۸ ہے۔

مَنْ تَقَاتَا غُلَامٌ يَنْتَضِبْ (ص ۱۷۱، س ۱۶)

الْيَوْمَ الْقَوْمُونَ (ص ۱۷۱ - ۱۷۲) اس سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن سب سب ہو گا یہ دھماکا دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ پھر یہ کرنا کریں گے۔^(۱)

ترجمہ سے مراد جو کا دن ہے اللہ تعالیٰ کی ذات "وَا كَفَىٰ مَالَهُ ضَعْفًا" ہے، انبیاء علیہم السلام کو ٹال دیا گیا ہے لیکن قیامت کے دن وہ دوبارہ دیں گے۔ تسمیہ عرفہ کا دن سورت ہے۔

وَمَا طُنْتُ لِنَفْسٍ وَلَا عَرَبٍ (ص ۱۷۱، س ۱۷۲) عرفہ کے دن نوحہ، نے جس کے دن سے اظہارِ ہوا ہے عرفہ کے دن دھماکا کا دن ہے اور مغرب کا سورہ تعداد ان آیات میں درج ہوا ہے مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتے ہیں یہ میرے لئے کھڑے رہے بالوں والے میرے پاس آتے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں (ابن سعد) اگر تمہارے گناہ و گنہگاروں کے لئے میرے ہاں اور آسمان کے آسمان کے قلوبوں کے برابر ہوں اور تمہارے دین کے رفیقوں کے برابر ہوں یہ بھی میں خوشیوں میں ہوں گا آپ نبیؐ نے فرمایا: (۲)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَبْشَةَ (ص ۱۷۱، س ۱۷۲) وَأَوْفَدَ نَكَلَمَ فِيهِ بِخَيْرٍ مِنْ تَعْلِيلِهِ (ص ۱۷۲، س ۱۷۲)

یہ روایت بخاری میں موجود ہے مگر سند احمد میں تفصیل سے مذکور ہے۔

قَبْلَكَ مِنْ سَمَوَاتٍ وَبِحَضْرَاتٍ مِمَّنْ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَكَ مِنْ قَبْلِكَ شَيْءٌ (ص ۱۷۲، س ۱۷۲) اس کا نام عرفہ اور اس کا یہ تسمیہ مزید ان کی روایت سے ستر سال پہلے کا واقعہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (ص ۱۷۲، س ۱۷۲)

قَدَّالْ كَلَامُهُ (ص ۱۷۲، س ۱۷۲) بعض روایات میں سامعہ کا نام بھی آتا ہے۔

طریق الاعلام (ص ۷۷) میں اس کے کا نام بعض روایات میں یہ لکھا ہے کہ "مر" ہے۔

قَاعِدُ الْعِلَامِ حَجَرًا (ص ۷۶) س ۳۶) ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں "قَالَ الْيَوْمَ أَغْنَمَ الْمَجْرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّابِعُ أَفْضَلُ قَاعِدُ حَجَرًا" (۳۶)

فَسَمِعَ بِهِ أَصْحَابِي (ص ۷۷) س ۳۶) مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے "فَأَمَّا الرَّابِعُ فَحَجَرًا فَقَالَ لَهُ الرَّابِعُ أَيْ بَنِي آتَمَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنْ قَدْ بَنَعَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَزَى وَأَنْتَ سَبَقْتَهُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ عَلَيَّ وَكَانَ الْعِلَامُ يَمُرُّ بِالْأَكْمَةِ وَالْأَنْزَمُ وَيَذْأَبِي النَّاسُ مِنْ سَائِرِ الْأَذْوَءِ فَسَمِعَ جَلِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَأَنَاءَ بِهِمَا كَثِيرًا" (۱۵)

وَقَالَ الْأَخَرُ بِفَتْحِهِ أَخْرَى (ص ۷۶) س ۳۶) مسلم شریف کی روایت میں تفصیل آتی ہے "لَجِيءٌ بِالرَّابِعِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ عَنْ دِينِكَ فَأَمَّا فَلَمَّا بِالْإِسْطَارِ فَوَضَعَ الْإِسْطَارُ فِي عَمْرِقٍ رَأْسَهُ فَشَقَّ بِهِ عَمًى وَقَعَ شَقَاءً" (۱۵) وَيَعْرِضُونَ (ص ۷۶) س ۳۶) مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے "فَضَعُوا بِهِ الْخَيْلَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اكْثِبْهُمْ بِمَا شِئْتَ فَوَضِعَ بِهِمُ الْخَيْلَ فَسَقَطُوا" (۱۵)

كَانُوا مَعَهُ وَنَجَّاهُ (ص ۷۶) س ۳۶) ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت اس طرح آتی ہے "فَنَهَبُوا بِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اكْثِبْهُمْ بِمَا شِئْتَ فَانْكَفَتَ بِهِمُ السَّيْفِيَّةُ فَعَمَّرُوا وَجْهَهُ بِنَشِيٍّ وَأَمَّا الْعَبْدُ" (۱۵) جَمِينٌ زَيْمٌ ثُمَّ مَاتَ (ص ۷۶) س ۳۶) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السُّهْمُ فِي صَلْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صَلْبِهِ فِي مَوَاجِعِ السُّهْمِ فَمَلَّتْ" (۱۵)

أَخْرَجَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَصْبَحَ عَلَى صَلْبِهِ (ص ۷۶) س ۳۶) علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس پر لڑکا عبداللہ بن عامر جس کے والد نے یہ گئی تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں کسی ضرورت کی وجہ سے زمین سودی جاری تھی تو اس لڑکے کی لاش بالکل صحیح و سالم نمودار ہوئی اور اس کا ہاتھ اپنی کھنٹی پر رکھا ہوا تھا جس پر تیر لگا ہوا تھا اس کا ہاتھ جب اس مقام سے ہٹایا گیا تو وہ لڑکے سے خون جھونک ہوا تھا اس کے ہاتھ کو اس جگہ دوبارہ رکھ دیا گیا اس واقعہ کی اطلاع جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو کسی حالت میں ہلا دو۔ (۱۵)

حافہ ابن کثیر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ خندقوں کا واقعہ جس مقام میں پیش آیا ہے۔ (۱۵) مین (۲) ملک شرم (۳) دور میں۔

ملک شرم کا واقعہ حضرت عمر کے زمانہ میں پیش آیا اور مین کا واقعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا۔ یہاں اس صورت میں بھی تیسرا واقعہ مر ہے۔ (۱۵)

فِي أَصْحَابِ الْأَخْذُودِ النَّابِذَةِ الْوَقُودِ (ص ۷۶) س ۳۶) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے جب اس لڑکے کو اس کے سر میں

سے حیرے کر ”بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ هَذَا الْعَلَامِ“ جب کہ مار تو یہ حیر اس کی کھٹی پر گا اور وہ لگا مر گیا تو جب لوگوں نے یہ جرا دیکھ تو چاروں طرف سے آواز نا شروع ہوئی ”الْعَلَّامُ بِرَبِّ الْعَلَامِ“ کہ ہم سب کے کے رب پر ایمان سے آئے یہ معاملہ دیکھ کر بادشاہ و پادشاہوں نے شہر کے چاروں طرف خانہ کھدی، اور اس میں خوب آب چھلی لگی اور اعلان کیا گیا کہ جو دینا ایمان سے ملوئے گا اس کو اس آگ میں ڈال دو چنانچہ ایسا ہی حکام باغی ایمان تو اس آگ میں جھونک دیا جاتا یہاں تک کہ ایک عورت اپنی بی بی کو: میں دیکھ رہی ہوں مایہ نما ہے تو اس بچے کو جب آگ میں ڈالائی تو اس کی ماں آگ کو دیکھ کر پیچھے ہٹے جی ال کے پڑے کہا کہ اے بی بی آپ میری کڑی کیونکہ آپ حق پر ہیں۔

تَحْرِیحِ جَزَائِلِ:

۳۵۶ - لغز و لغز منی من أصحاب الکب الستة وأخرجہ من حوزہ قمی تعلیم (۱۶/۱۷۱) و ترجمہ (۳۵۶) عن عبد الله بن واسع عن أبي هريرة

۳۵۷ - أخرجه من كتاب طرمذ والترمذي باب قد جاء من باب الألف ورواه ابن أبي شيبة والترمذي والبيهقي (۳۵۶، ۳۵۷) وأحمد (۳۵۷) عن عبد الله بن أبي نعيم عن أبي هريرة

(۱) تفسیر عمر طرمذی (۱۶) ترمذی (۱۷) ترمذی (۱۸) مسلم شریف (۱۹) مسلم شریف (۲۰) مسلم شریف (۲۱) مسلم شریف (۲۲) تفسیر ابن کثیر (۲۳) تفسیر ابن کثیر (۲۴)

وَمِنْ سُورَةِ الْغَاشِيَةِ

یہ باب ہے سورہ غاشیہ کی تفسیر کے بیان میں (ص ۵۶۱، ص ۵۶۲)

۳۵۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ تَوْفِيْقَ بْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمُوتُوا إِذَا أَقْبَلَ النَّاسُ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَوْلاً عَصَمُوا بِهِ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَجِبَتْ لَهُمْ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَمْلِكُوا لَهُ أَنْتَ مَذْكُورٌ لَسْتُ عَنْهُمْ بِمُضْطَرٍ هَذَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (ص ۵۶۱، ص ۵۶۲)

ترجمہ: "حضرت جابر میسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" نہ کہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں نے اس کا اقرار کر لیا تو مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو کھونہ کریں اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "إِنَّمَا تِلْكَ مُذَكَّرٌ... الْآيَةُ" (سو تو سمجھاؤ گے جو تیرا کام تو یہی سمجھا مانا ہے تو تمہیں ان پر دار وندہ الغاشیہ۔ آیت ۲۲، ۲۳) یہ حدیث سن سنی ہے۔"

تفسیر

سورت ماثیر بالآفاق کی ہے اس میں چھیں آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کل سات کی تعداد ۱۶۰ ہے جب کہ حرف کی تعداد ۲۸۱ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ . أَمْرُتُ أَنْ أَقَابِلَ النَّاسَ حَتَّى (ص ۱۷۲، ص ۱۷۳)

أَمَّا أَنْتَ مُذَكَّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ (ص ۱۷۲، ص ۱۷۳) کہ آیت میں آپ ﷺ کو تسلیم دئی جا رہی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو آپ کی اجازت قبول نہیں کرتے آپ ﷺ سے رنجیدہ نہ ہوں آپ ﷺ تو صرف ان کو نصیحت کرو کر دیکھیں آپ ان پر سلا نہیں کیے گئے ہیں کہ ان کو سزا کرنی چھوڑیے۔^(۱)

تجزیہ و تفسیر:

(۱) "سورۃ احمد (۲۶/۲۷)، وسمم عندہ الإنسان، ذات الأمر علق الناس من يقول لا اله الا الله . (۱۰۰ حدیث ۳۵ - ۳۶) عن ابي نوبير عن عامر مدني"

(۲) یہ حدیث کتاب الاموال میں ہے، جگہ سے وہاں اس کی مسخرات بھی گذر چکی ہیں۔ (۱۷۲) اور وہاں ۱۷۳

وَمِنْ سُورَةِ الْفَجْرِ

یہ باب ہے سورۃ فجر کی تفسیر کے بیان میں (ص ۱۷۳، ص ۱۷۴)

۳۲۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُو بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ فَلَا نَا هَعَامَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زُجَلِيٍّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَقَدْ رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ أَيْضًا عَنْ قَتَادَةَ (ص ۱۷۲، ص ۱۷۳)

ترجمہ: "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے "وَالْفَجْرِ وَالْوُتَرِ" (یعنی بوقت اور عاق) (فجر آیت ۳) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد نمازیں ہیں۔ یعنی بعض بوقت ہیں اور بعض عاق۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف قنادہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ خالد بن قیس بھی اسے قنادہ سے نقل کرتے ہیں۔"

تفسیر

سورت فجر کی ہے۔

کوئی کیوں اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کڑے مارے اور جھڑوسے۔ دن اس کے ساتھ ساتھ گئی۔ چھری اس میں جلیقہ پر
 اٹھ کھڑی ہوئی۔ کھٹکھٹا مار کر دست بند کرا۔ اور فرمایا تم مجھ سے کوئی اپنے کی تفتہ نہ کیوں بنا ہے۔ یہ حدیث میں صحیح
 ہے۔"

وَلَقَدْ بَالَغْنَا فِي الْكُفْرِ أَنْ يَكُونَ لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةٌ لَكُمْ سُبُلُ الْغُفُورِ ۚ هَذَا خُلِقْتُمْ مِنْ حَضْبَةٍ ۚ (ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

تو تجھ کو "حضرت علیؓ" فرماتے ہیں کہ تم ایک جہاز کے ساتھ بیچ کر تھے کہ نبی اکرمؐ میں ایک شریف لائے اور بیچنے کے ہم بھی بیچ گئے۔ آپؐ نے آپؐ کے پاس ایک کڑی تھی جس سے زمین کو ترہ رہے تھے۔ پھر سر آدمی کی طرف اٹھایا اور فرمایا کہ جان الٰہی نہیں جس کا ٹھکانہ لکھنا چاہتا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو کیا بچہ ہم لوگ اپنے پارے میں بیچ گئے پر مجھ کو یہ کیوں نہ کرنا چھین؟ چونکہ وہاں کو وہ ایک ٹکڑی ہی کرے گا اور جو بد بخت ہوگا وہ اسی طرح کے ٹکڑے کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا میں بلکہ میں کرنا۔ سر ایک۔ کہ لئے وہی انسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے وہ ہے جو ایک بخت ہے اس کے لئے بھلائی کے کام آسان کر دیئے گئے اور جو بد بخت ہے اس کے لئے بھلائی کے کام آسان کر دیئے گئے۔ پھر آپؐ فرماتے یہ آیات چھ ہیں: فَأَمَّا مَنْ أَفْطَى ۖ (یعنی پھر جس نے اپنا اور پرہیز گاری کی دو ٹیک بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کر دیں گے لیکن جس نے غلّایا اور سہ پہرہ رہا اور ایک بات کو بھلا کر تو ہم اس کے لئے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے۔ انہیں۔ آیت ۱۰۶) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تفسیر سورہ

سورہ الفاتحہ کی ہے اس میں انیس (۱۹) آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورہ میں طہات کی تعداد ۱۱۷ ہے جب کہ ہف کی تعداد ۱۰ ہے۔

خُلِقْتُمْ مِنْ حَضْبَةٍ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۱)

﴿فَأَمَّا مَنْ أَفْطَى﴾ (یعنی وہ جس نے اپنا اور پرہیز گاری کی دو ٹیک بات کی تصدیق کر دے گا تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے) یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اعمال کے اعتبار سے انسانوں کی دو جماعتوں کا تذکرہ فرمایا ہے ایک جماعت کا موجد ہے ان کے لئے آسان راہ کا ذکر ہے (افطی۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہلے خرچ کرنا) واقعی۔ اللہ تعالیٰ سے اور اتنا) صدق بائبل بھی بات کی تصدیق کر۔

اس میں اس کی شہادت و تحریف ہے اس سے کہ جیسے تصدیق کرنا مراد ہے۔

سورہ الفاتحہ کا ذکر ایک جہاز میں ہے اس کے بغیر تو کوئی عمل بھی قبول نہیں اس کو تو شروع میں بیان کرنا چاہیے تھا اگر میں یہیں ذکر کیا مگر

جہاں میں اس پر عمل متروک اور اس میں پشیمان کرنے کا ذکر ہے مگر اس کے بغیر کوئی عمل کافی قبول نہیں ہوتا اس لیے اس کو بھی آخر میں ذکر کر دیا گیا۔

دوسری جماعت: دوسری جماعت ہوا ہے اعمال میں ناکام ہے اس کے بھی تین اعمال کا ذکر ہے ① من کل۔ ل کے قریب کرنے میں نکل کر نہ ② واستغنی۔ اللہ تعالیٰ سے بے دنی اختیار کر ③ کذب بالحنی۔ اچھی بات اپنی کہ طیبہ کی تکذیب کر۔

پہلے کامیاب جماعت کے بارے میں تَفْسِيرُهُ لِلْبُيُوتِ فرمایا جب کہ دوسری ناکام جماعت کے بارے میں تَفْسِيرُهُ لِلْبُيُوتِ فرمایا۔

بُيُوتِ کے معنی آسمان اور آرم دو چیز کے ہیں۔ مرد اس سے جنت ہے۔ عسری: اس کے معنی مشکل اور شقت کے ہیں۔ مرد اور جنم ہے مطلب یہ ہے کہ ہر کامیاب جماعت ہے اور اچھے اعمال کرتے اس کے لیے ہم اعمال جنت آسمان کر دیتے ہیں اور وہ جماعت جو برے اعمال کرتی ہے ان کے لیے جہنم کے اعمال کو آسمان کر دیتے ہیں۔

یہاں پر جلدیہ عقائد مقام یہ کہنے کا تھا کہ ان کے لیے اعمال جنت یا اعمال جہنم آسمان کر دیتے جائیں گے آسمان: مشکل ہونا صفت اعمال ہی کی ہو سکتی ہے کیونکہ خود دولت تو آسمان ہوتے ہیں اور نہ ہی مشکل مگر قرآن مجید نے تعبیر اس طرح فرمائی کہ خود ان لوگوں کی ذات اور وجود ان اعمال کے لیے آسمان کر دیتے جائیں گے مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے طبعیوں کو ایسا کر دیا جاتا ہے جیسا کہ ان حدیث میں اہم ترجمہ نے نقل کیا ہے اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ جو نیک اعمال کرتے ہیں تو یہ اعمال ان کی طبیعت میں جاتے ہیں اور برے اعمال کرنے والوں کے لیے برائی کرتا ان کی طبیعت میں جاتی ہے۔^(۱)

تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ:

۱۰۰۰ - تعداد - شعر - بحر

(۱) سورہ قیل امت ۴۵ (۲) سورہ النہاں ۲۸-۲۹

وَمِنْ سُورَةِ وَالصُّحُفِ

یہ باب ہے سورہ ضحیٰ کی تفسیر کے بیان میں (ص ۱۷۲ تا ص ۱۷۹)

۳۶۸۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَاسِطَانُ بْنُ عُثَيْنَةَ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَبِيصٍ عَنْ جَنْدَبِ بْنِ جَنْدَبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ قَدِيمَةٍ إِصْنَعُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَا ثَلَاثُ أَصْنَعُ ذَمِيمٌ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَوَيْتُ قَالَ وَأَطَاعُ عَلَيْهِ جَبْرِئِيلُ فَقَالَ الْمَشْرُكُونَ قَدْ وَدِعَ مُحَمَّدٌ فَأَنزِلَ

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۸ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ... (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷) وَحُجَلِي مِنْ قَوْمِهِ أَنَّ قِيْلَ اَللّٰهُ صَدَّقَ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْبَغِيْ

اِنَّ (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷)

آپ ﷺ کا شوق صدرِ نبویہ واقعہ معراج پر بائے سے پہلے کا ہے شوقِ صدر کو واقعہ کی بارشیں آیات ہے۔

يَنْبَغِيْ اَنَا جَعَلَ الْيَتِيْمَ بَيْنَ الْقَائِمِ وَالْيَقْظَانِ (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷) ایک دوسری روایت میں "يَنْبَغِيْ اَنَا فِي الْخُطْبِ" بھی آیا

ہے ایک اور روایت میں "فَالْيَقْظَانُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ" آتا ہے۔

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "بَيْنَ الْقَائِمِ وَالْيَقْظَانِ" دانی روایت کا محقق ائمہاء سے ہے اور

فَالْيَقْظَانُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ" کا تعلق اس کے بعد سے ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے قریش کا دستور تھا کہ روایت

اللہ کے لڑکرہ ہو یا کرے تھے۔^(۱۶)

أَخْبَدَ بَيْنَ الْغُلَامَةِ (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷) حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ میں اس میں آئے سے وقت نہیں ہو سکا ایک

روایت حضرت انس بن مالک سے آئی ہے اس میں آتا ہے "فَاتَمَدَّ جَعَلَ لِيْلًا وَبَيِّنًا لِّلْغُلَامَةِ" (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷) اس میں حضرت

جرجل اور بیکاشی کی تصریح ہے۔

بَطْنِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ (ص ۱۶۶، ص ۱۶۷) سونے کا ایک مشت لایا گیا۔

سُئِلَ سَوْنَةَ كَيْ رِيْحٍ كَا اسْتَمْعَلَ قَوْلًا جَا زِيْءٌ؟

جَوَابُهَا (۱) یہ ماکہ کا واقعہ ہے سونے کے استعمال کی حرمت نہ پڑے منہ میں ڈالیں ہوئی تھی۔

جَوَابُهَا (۲) کیا میں سونے کا استعمال بچاؤ ہے اس بات میں دو واقعات پیش آئے وہ سب عالمِ آخرت سے متعلق تھے۔

بِيْنَهَا مَاءٌ وَزَمْزَمُ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸) جنت سے تمام ممالک اسے مکہ کی راہ کو دھونے کے لیے عزم ہی استعمال کیا گیا

اس میں اشارہ ہے کہ زَمْزَم کا پانی تمام پانیوں پر تھیں لکھا ہے۔^(۱۷)

اسی مجرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور فرماتے ہیں کہ زَمْزَم کا تعلق جنت سے بھی ہے اور زمین سے بھی عزم سے آپ

ﷺ سے دلِ مبارک کو دھویا کیا تو حامد کا ضیعی مرض فرماتے ہیں کہ حضرت جب مکہ میں تھے کہ "قَلْبٌ سَابِقٌ فِیْهِ غَيْبَانِ

نَبِيْرَانِ وَأَذْهَانِ نَسْتَعِيْنُ" یہ بہت ہی عمدہ مال ہے اس میں دیکھنے والی دو آنکھیں ہیں اور سننے والے دو کان ہیں۔^(۱۸)

قُلْ خَيْرِيْ اِنْهَانَا وَجَعَلْتَهُ (ص ۱۶۷، ص ۱۶۸) انہاں کے بعد خدمت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے "وَمَنْ يُّؤْتِ الْجَعْلَةَ لَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا" (سکرات سے قرآن مجید کا فہم بھی مراد ہو سکتا ہے یا حکمت اللہ تعالیٰ کی

معرفت کا نام ہے) اتھارپ نس مراد ہے حامد کو یہی بتلانے صحت کے نصیحت میں کنی اور اقوال بھی بیان کیے ہیں۔^(۱۹)

شوقِ صدر کتنی بار ہوا:

یارِ مرتب آپ ﷺ کا شوقِ صدر: وہ۔

۱۔ دو اعرافی سال کی عمر میں جب آپ ﷺ علیہ السلام مدینہ منورہ کے چلے گئے تھے۔

۲۔ دو سال کی عمر میں ہوا جب کہ آپ کی عمر دوسری چترہ اربعہ تھی۔^(۶۱)

۳۔ نبوت سے پہلے۔

۴۔ معراج پر جانے سے پہلے جس کا ذکر حدیث بالا میں ہے۔^(۶۱)

وہی الخدیث فقہ طویلۃ یہ واقعہ بخاری شریف صفحہ ۲۱ اور مسلم صفحہ ۹۳-۹۲ پر تفصیل سے موجود ہے جس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے۔

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ:

۳۵۸۲ - آخر حد البخاری، کتاب دہ الحائض، باب ذکر العتمة، حدیث (۲۰۷۷) واحادیث طرقہ ہی (۳۵۸۷-۳۶۲۰، ۳۵۸۷) ومسلم، کتاب الإیمان، باب الإصرار برسول اللہ ﷺ إلى مسومان وغرض المصونات، حدیث (۱۶۴۳۷) (۱۶۴۳۷)، والسنن (۳۷۷/۱) کتاب الصلاة، باب حرص الصلاة، حدیث (۱۸۸۸)، وأحمد (۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹) وسنن عریضہ (۵۲/۱)، حدیث (۳۰۷/۱) (۳۰۷/۱)، حدیث (۳۰۷/۱)

(۶) مسلم شریف (۶) بیہ تریاخر (۳) طبرانی (۸) مشکوٰۃ ص ۱۰۷-۱۰۸ (۱) بیہ تریاخر (۶) ۱۱۹۷/۱ (۷) شرح مسلم (۷) ۳۷۱/۱ (۸) دو مستور بحوالہ مسند احمد (۸) ۲۸۳/۱ (۹) مشکوٰۃ ص ۱۰۷/۱

وَمِنْ سُورَةِ التِّينِ

یہ باب ہے سورہہ التین کی تفسیر کے بیان میں (ص ۱۷۲-۱۷۳)

۳۵۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ ثَابِتُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ السَّيْبِ بْنِ أَبِي خَالٍ سَمِعْتُ رَجُلًا يَهُودِيًّا أَعْرَابِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ التِّينِ وَالزُّلْفَيْنِ فَقَرَأَ الْبَيْتَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ فَلْيَعْلَمْ بَلَى وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ يَرْوَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ هَذَا الْأَعْرَابِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يُسْمَى. (ص ۱۷۲-۱۷۳)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورہہ التین پڑھے اور 'الْبَيْتَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ' تک پڑھے تو یہ کہے 'بَلَى' وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ" (یعنی میں بھی اس پر گواہی دے گا) میں سے ہوں) یہ حدیث اس سند سے اعرابی کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس اعرابی کا نام نہیں لیا گیا۔"

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ

جمہور کے نزدیک سورت التین کی ہے اس میں آیت اور آیت رکوع ہے۔

اس سورت میں آیات کی تعداد ۲۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۵۰ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ ... عَنْ قُرَّةِ سُورَةِ الْاِنشِاقِ وَالْمُرْتَضَى: (ص ۱۷۲، ص ۲۰)

ایک روایت میں مزید وضاحت کی ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سورت واقیع والرحمن پڑھنا شروع کرے اور اللہ پانچم الحاکمین پر پہنچے تو کہے "بَلَىٰ وَكُنَّا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ" اور جو شخص "لَا اَقْسَمُ بِیَوْمِ الْبَعْثَةِ" پڑھنا شروع کرے اور پھر "اَلْیَسِّنْ ذَٰلِكَ غَیْبٌ عَلٰی اَنْ یُّخْبِیَ الْغَوٰی" پڑھنے تو یوں کہے "بَلَىٰ" اور جو شخص سورت الزلزات پڑھنا شروع کرے اور "تَدْبِیْ خَدَابُکَ بِعَفْوَ یَا مُؤْمِنُوْنَ" پڑھنے تو "اَمَّا بِاللّٰہِ" کہے۔^(۱)

تفسیر: حروف کے نزدیک نماز میں اس کو تمیز پڑھانے کا۔

تفہیم حدیث:

۳۶۸۲۔ أخرجه أبو داود (۲۴/۱) کتاب الصلاة باب مقدار الركوع والنسجونة حديث (۸۸۷) وأحمد (۱/۱۹۱)

۱/ مشکوٰۃ المصابیح: ۵۱

وَمِنْ سُورَةِ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

یہ باب ہے سورۃ طلق کی تفسیر کے بیان میں (ص ۱۷۲، ص ۳۱)

۳۶۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْحَوَازِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَدَّحُ الرِّبَابِيَّةُ قَالَ قَالَ ابْنُ جَهْلٍ لَبِزَ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي لَا يَدْعُو عَلَىٰ خُفِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ فَعَلَ لَا حُدُثَ الْمَلَائِكَةُ عَبَادًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ ضَعِيفٌ. (ص ۱۷۲، ص ۳۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: "سَدَّحُ الرِّبَابِيَّةُ" (ہم بھی ہو گئیں اور جو کوہا لیں گے۔ "طلق آیت ۱۸) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ میں نے اگر محمدؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی کمر بندوں کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نے ایسا کیا تو فرشتے اسے دیکھتے ہی پکڑ میں لے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔"

۳۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجَعِيُّ أَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْفَرُ عَنْ فَاوَزٍ ابْنِ أَبِي هَبٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فَيَجَاءُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ أَهْلَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَهْلَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَهْلَكَ عَنْ هَذَا فَانصرفت النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَبْرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ لَتَنْصَلِمُ مَا يَهَانُ نَادٍ أَكْثَرُ مِمَّا يَنْزِلُ اللَّهُ نَبِيِّكَ وَتَعَالَى فَلَبَدَعُ بَابِيَّةُ سَدَّحُ الرِّبَابِيَّةُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللَّهِ لَوْ دَخَا نَابِيَّةُ

لَا تُدْعَىٰ زَيْنَةُ اللَّهِ مِلَّا اخْبَثُ خَسْرًا غَرِبْتُ ضَلِيلًا عَنْ لَبِئْ هُرَيْرَةُ (ص ۱۷۳، ص ۱۲)
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ (ابو جہل آیا اور کہنے لگا
 کیا میں نے تمہیں اس سے منع نہیں کیا (تمہیں مرتبہ یہی جملہ دہرایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اسے ڈانٹا۔ وہ
 کہنے لگا: تم جو منے ہو کہ مجھ سے زیادہ کسی کے ہم نشین نہیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی: "فَلْيَذْخُرْ
 نَابِئَةَ" - الآية (پس وہ اپنی مجلس والوں کو بلائے، ہم بھی مونہیں دوزخ کو دہریں گے۔ اعلق آیت ۷، ۸)
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ اپنے دوستوں کو بلا لیتے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسے پکڑ
 لیتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

تفسیر

سورت ملحق بالحق کی ہے وہاں میں انہی آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں حکمت کی تعداد ۲۷ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۷۷ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ... (ص ۱۷۱، ص ۱۲) حَدَّثَنَا ابْنُ زَيْنَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَهْلًا لَقِّنْ زَيْنَةَ (ص ۱۷۳، ص ۱۲)

شان نزول: اسی روایت بالا کو امام مسلم نے جو مسند میں سے نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے ابو جہل نے اسے (عربی کی قسم) کہا کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر محمد
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی میں اپنا چہرہ دکھائیں گے (یعنی تجھ میں جو نہیں ہے) تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اس نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر پاؤں رکھنے سے لپکے آگے بڑھا تو فرما لے: پاؤں دایس
 ٹوٹا اور وہ اپنے ہاتھوں کو اس طرف بلا رہا تھا جیسے کسی چیز سے اپنے آپ کو بچا رہا ہو لوگوں نے کہا کیا ہوا کہنے کا میرے اور محمد
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی شعلہ تھی اور ڈراؤنی مانت میں: پاؤں دایس ہاتھوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ مجھ سے
 قریب آجائے تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو کر کے اچکے لیتے۔^(۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْنَةَ... (ص ۱۷۳، ص ۱۲)

فَلْيَذْخُرْ نَابِئَةَ (ص ۱۷۳، ص ۱۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے رکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھڑک دیا تو اس
 نے کہا کہ پوری ادوی کو گھوڑوں اور قوی لوگوں سے بھروں گا۔

سَبَّحَ ابْنُ زَيْنَةَ (ص ۱۷۳، ص ۱۲) صاحب عالم الغریب فرماتے ہیں زبانیہ سے جہنم پر مقرر فرماتے مرد ہیں اسی کو انہی
 دھڑکی جگہ پر غلاط شداد^(۲) فرما دیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ابو جہل نے اپنے مجلس والوں کو بلا لیا تو اللہ تعالیٰ بھی زبانیہ فرشتے کے ذریعہ اس کو پکڑ
 لیتے۔^(۳)

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (ص ۱۷۴-۱۸) "قدر" مفرد کے لغت میں لکھی گئی آتی ہے یہ سفا عظمت و شرف، تقدیر، حکم کے ہیں یہ رات عظمت والی ہے اور ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں عظمت کا مطلب ہے کہ گناہ گار آدمی بھی اس رات میں توبہ مستغفار اور عبادت کر کے عظمت والا بن جاتا ہے اور لیلۃ القدر کو تقدیر کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ اسی رات میں تمام مخلوقات کے لیے جو کچھ تقدیر الہی میں لکھا ہے ایک سال تک چلنے آنے والے معاملات متعلق فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں۔

وَمَا أَزِلُّكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (ص ۱۷۴-۱۸) لیلۃ القدر کی رات کے تعین میں اختلاف ہے اس بارے میں تقریباً چالیس قول ہیں ان میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں یہ رات آتی ہے اور خاص کر کے علق راتوں میں یعنی ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ بخاری شریف کی روایت میں بھی آتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو لکھنے کے لیے لکھا تھا "نَحْنُ لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ" کہ رمضان کے آخری عشرے کی علق راتوں میں علق کراد اور مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے "فَاعْلَمُوا مَا فِي الْوَيْلِ مِنْهَا" رمضان کے آخری عشرہ کی علق راتوں میں اس کو علق کر۔ (۲)

لَيْلَةُ الْقَدْرِ کے تعین نہ کرنے کی وجہ

① تعین نہ کرنے سے آدمی اس رات کی تلاش میں کئی راتوں میں محروم کر لینا ہے ان سب راتوں کی عبادت کا ثواب اس کے لئے گا۔

② تعین ہونے کے بعد اگر اس رات میں گناہ ہو تو یہ زیادہ سخت الذیبتہ ایک بات یہی کہ معلوم ہونے کے باوجود اس رات میں گناہ کرنا بہت ہی برا ہوتا۔

③ تعین ہونے کے بعد اگر وہ رات کسی وجہ سے رو جائے تو پھر دوسری راتوں میں بلااشت کے ساتھ عبادت نہیں کرتا۔

④ رمضان کی عبادت سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر نازل فرماتے ہیں تو تعین نہ کرنے کی صورت میں یہ نازل فرما دے ہوگا۔ (رواندہ علم بالصواب)

لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ (ص ۱۷۴-۱۸) ایک ہزار سال کی عبادت (یعنی ۸۳ سال ۳ مہینے) سے افضل ہے۔

افضل نفعی ہے اس کی وضاحت قرآن مجید میں نہیں ہے ایک روایت میں آتا ہے جو شب قدر میں عبادت کے ساتھ نماز و ربا اس کے نذر شیطان کو مٹا دے معاف کر دیتے ہیں۔ (۳)

ایک روایت میں آتا ہے جو شب قدر کی خبر پر کت سے محروم رہا وہ تمام ہی خبروں سے محروم رہا حضرت عائشہؓ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا کرو، "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَجِبُ لِعَفْوِكَ فَاعْفُ عَنِّيْ" اے اللہ تعالیٰ تپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند فرماتے ہیں میری خطاؤں کو معاف فرما

- 4 -

بِحَاكِئِهِ بَعْدَكَ فَبَوَّأْنِيهِ يَا قُحْتَبُ: (ص ٣٠٦ م ٩)

مُطَبِّحُکُمْ: دوسرا دوسرا کا مرتب الف صہر ہے مطلب یہ ہے پھر میں نے دوسرا میں انہوں میں ہوامیہ کی حکومت دلی ہے اور میں ہوامیہ کی حکومت کی خدمت دیوانی جو دلی ہے یہ قول کا مرتب الف صہر اسی کا ہے مُطَبِّحُکُمْ فرماتے ہیں یہ قول بہت ہی زیادہ گہرا دیت میں سے ہے ہوامیہ کی ابتدا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں یہ قول قائم ہوئی اور پھر ان سے نقل الیہ میں انہوں نے حکومت کی ہے ان دیوان بانو معاویہ بنت جحش اور لغت شہر کی مدت ترائی سال چار ہوا جو کہ میں اور میرا اسی پر ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت کا ہے تو ابھی یہ معلوم بہت نہیں تھی دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے یہ امتداد کی نصیحت جو ناس کی ہے اس میں ہوامیہ کی حکومت کی خدمت یا بدن کا دیوان نہیں ہے اس بات پر کسی بھی نقطہ سے اشارہ نہیں ملتا۔^{۱۱۱}

خَذَذَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ . مِنْ بَنِي إِخْوَاعِ بَيْتِ الْفَخْرِ . ١٧٣ م .

واللہ اعلم بالصواب (احسن، ص ۶۹) اس سے جو حدیث میں یہ بات گذر چکی ہے کہ "لَبَنَةُ الْقَدْرِ كَوْنِي رَدِّهِ كَوْنِي" ہے اس میں علماء کے تقریباً چالیس اقبال ہیں زیادہ اقول وحق کے "خبري عشرہ" کے بارے میں ہیں اور دیگر اکثر ائمہ اس کے باقی رت ہونے کے بارے میں ہیں اور دیگر ائمہ علماء نے نزدیک سترہ سو چوبیس شب کے بارے میں ہیں جیسے کہ حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے۔

اِنَّ الشَّمْسُ تَطْعَمُ يَوْمَئِذٍ شَعًا لَهَا (زمر ۵۷) مردہ کی حدیث یا ان میں شب قدر کی علامت یا ان کی جوری ہے
درستہ میں حضرت مہدیؑ ان صحت سے مزید وضاحت اس طرح نقل کرتے ہیں کہ "وَمِنْ آيَاتِهَا تَهَا قِلْبَةً يَلْبَحُ صَابِقَةً
سَابِقَةً سَابِقَةً لَا حَارَةً وَلَا بَارِدَةً كَانَتْ فِيهَا قُرْمَاتٌ وَلَعَالًا وَلَا يَجِلُّ بَحْبُهَا لَمْ يَزَلْ يَدُورُكَ لَيْلَةً حَتَّى الْفُجُحِ
وَمِنْ آيَاتِهَا اَنَّ الشَّمْسُ تَطْلُعُ صَبِيحَتَهَا لَا شَعًا لَهَا مُسْتَوِيَةً كَانَتْهَا الْقَمَرُ لَيْلَةً الْبَدْرُ وَ خُرُوجُ الْمَلَكِ عَلَيِ
الشَّيْطَانِ اَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا يَوْمَئِذٍ" (۱) بحکمہ شب قدر کی علامتوں میں یہ ہے کہ اوقات کھر ہوئی ہند ہوتی ہے صرف
شکافہ نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل رہے کہ اس میں (نوری کثرت کی) وجہ سے پانچ تھا ۵۰۰۰ ہے اس وقت کی صبح
کھل آفتاب کے ستارے شے طبع کو کھینک لے جاتے ہیں نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کا سورج
بغیر شعاع کے ظاہر ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار رنگ کی طرح ہوتا ہے جیسے کہ پودھوں کی رات کا چاند مذہب میں شرت نے اس دن کے
سورج کے طلوع کے وقت شیعہ بن و اس کے ساتھ نکلے سے رونق دی ہے "ہدۃ عن ابی الیاس کہتے ہیں کہ اس رات کو منہ دکا پانی
منہا ہوتا ہے۔

تشبیہ: ان قوم چیزوں کا تعلق امور کھلم سے جو بہ کلموں کو محسوس نہیں کرتے۔ اس لیے سن علماء کی قبر میں رہنے کی

جانے عبادت میں مشغول رہنا ہے۔

تقریر محمد علی:

(١٥٦) - تاريخ التبريد في نظم التكييف (١٩٧٠) في أبحاث الكتب، السنة، وأحمد ابن حبيب الطائي في بحوثه، (١٩٧٠) رقم (١٩٧٠) عن الأستاذ بن الفضل بن محمد بن قارب عن أحمد بن محمد بن علي بن أبي

١٤٤٠ هـ - ١٤٤١ هـ

(۱۱) بنی حبرہ (۱۲) مظاہر صفیہ مولانا (۱۳) آمکاری و مسلح (۱۴) مسجد اس کثیر (۱۵) در منزل

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ

یہ باب ہے سورہ المائد کی تفسیر کے بیان میں (صفحہ ۱۷۲، ص ۱۶۲)

٣٩٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَعْمَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
أَبِي بَكْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَغْيِرُ التَّوْبَةَ قُلْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ هَذَا حَدِيثٌ
خَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ٢٧٣ من ٢٥)

مَنْ تَزَجَّجَكَ "حضرت قتادہ بن نافع کہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو اس حرم نکالا "يَا حَذُو النَّبِيَّ" (اے قرم کھنوق سے بچو) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تفريح

عَمَدًا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ . . . يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ مُحَمَّدٌ ذَلِكَ (ص ١٧٣، ص ١٧٥)

علامہ اویسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا خیر الہیہ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا، یحییٰ کو بتایا، یونس کو بتایا اور انکساری کے قہر اور آپ ﷺ کی عظمت اور ابراہیم علیہ السلام کے فضل میں اور آپ ﷺ کے زہد و استحقاق میں بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ مصداق آپ ﷺ کے لئے راقیہ بنایا تھا جب کہ آپ ﷺ کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ ﷺ سب انبیاء و ائمہ افضل ہیں۔^(۱۵)

تخریج حدیث :

١٤١٠هـ - أسرحه مسلمة كتب العقائل فاد من عضائهم، فاجتمع ليليل في حديقته (١٢١٠/١٢١١) وأجود ورد كتبها في كتاب من المحييين، وأجاء عليهم ليليل في حديقته (١٢١٠/١٢١١) وأجود ورد كتبها في كتاب من المحييين.

(١٠) - مجلس القوي

سُورَةُ اِذَا زُلْزِلَتْ

یہ باب ہے سورہ زلزلا کی تفسیر کے بیان میں (ص ۵۳۳-۵۳۷)

۳۰:۱۸۹۔ خَلَقْنَا سُورَةَ الْاِنْشَارِ اَنْزَلْنَاهَا نَزْلًا مُبِينًا لِّاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ مِنْ اَنْبِيَاءِ لِيُؤْمِنُوا بِهَذِهِ الْاٰيَةِ يَوْمَئِذٍ نَخْتَلِثُ اَنْخَبَارَهَا فَاَنْ اَنْزَلْنَاهَا فَالْوَاوُ الْاَوَّلُ وَالسُّورَةُ عَلَّمْنَا لَنْ فَاَنْ اَنْخَبَارَهَا اَنْزَلْنَاهَا عَسَى كُنْ مِنْ اَنْبِيَاءِ سَاعِطِينَ عَلٰى صُلُوْبٍ مَّا تَقُولُ عَمَلٍ يُؤْمِنُ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهَا هَذَا حَدِيثٌ خَسِيْفٌ طَبِيْعِيٌّ (ص ۵۳۲)

ص ۵۳۲

ترجمہ: "ہم نے سورہ انشراح کی تخلیق کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "يَوْمَئِذٍ نَخْلِفُ اَنْخَبَارَهَا" (اس دن وہ اپنی خبریں یوں کرے گی۔ زلزلا آیت ۳) اور فرمایا کہ جو نئے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں" عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر مرد و عورت کے حقیقی ہونے کی کہ اس نے اس پر (یعنی زمین پر) کیا کیا اور کہے کی کہ اس نے فلاں دن پر خرچ کیا، اس خبر کی کیا یہ اس کی خبریں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تَفْصِيْلُ مَجْمُوعٍ

بعض کے نزدیک یہ سورہ کی ہے اور بعض کہوں نے مانی کہا ہے اس میں ۹ یا ۱۰ آیات اور ایک دفعہ ہے۔

اس سورہ میں کلمات کی تعداد ۵۳ ہے جب کہ وہ کی تعداد ۳۹ ہے۔

حَدَّثَنَا سُورَةُ الْاِنْشَارِ اَنْزَلْنَاهَا نَزْلًا مُبِينًا لِّاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ مِنْ اَنْبِيَاءِ لِيُؤْمِنُوا بِهَذِهِ الْاٰيَةِ يَوْمَئِذٍ نَخْتَلِثُ اَنْخَبَارَهَا فَاَنْ اَنْزَلْنَاهَا فَالْوَاوُ الْاَوَّلُ وَالسُّورَةُ عَلَّمْنَا لَنْ فَاَنْ اَنْخَبَارَهَا اَنْزَلْنَاهَا عَسَى كُنْ مِنْ اَنْبِيَاءِ سَاعِطِينَ عَلٰى صُلُوْبٍ مَّا تَقُولُ عَمَلٍ يُؤْمِنُ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهَا هَذَا حَدِيثٌ خَسِيْفٌ طَبِيْعِيٌّ (ص ۵۳۲-۵۳۳)

جب زمین ہلے گی تو انسان زمین و آسمان کا اور یہ کہے گا کہ یہ ہے شعور تھی آج کس طرح موت کر دی ہے اس وقت کی زمین آسمان کے اسی کی ترستاں کرے گی اس پر یہ آیت دلالت کر رہی ہے۔

مَجْمُوعُ جَمْعٍ

۳۰:۱۸۹۔ خَلَقْنَا سُورَةَ الْاِنْشَارِ

۱۰:۱۸۹۔ خَلَقْنَا سُورَةَ الْاِنْشَارِ

وَمِنْ سُورَةِ الْهَيْكُمِ التَّحَاثُرِ .

یہ باب ہے سورۃ تکوین کی تفسیر کے بیان میں (حصہ ۷۳، ص ۱۲)

٣٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَالٍ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ نَاشِئُهُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَطْرِفِ بْنِ غُبَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ
الْبَجْبَرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَحِمَهُمُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ لَهُمُ التَّكْوِيْمَ مَاذَا يَقُولُ بَيْنَ اقْرَأْ
مَائِي مَائِي وَهَلْ لَكَ مِنْ مَائِي إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْطَرْتُ وَأَكَلْتُ فَذَلَيْتُ أَوْ نَبَيْتُ فَذَلَيْتُ. هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ١٠٢) (١٠٢)

مُتَوَكِّفًا“ حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ میرے پیچھے بیٹھ کر فرمایا اے آدم! کہتا ہے کہ یہ میرا ماں ہے۔ یہ میرا باپ ہے حالانکہ (اے ابن آدم) تیرا ماں تو صرف وہی ہے جو تو نے صدقے کے طور پر اے دیا، ہاں کرنا مروجہ، لیکن کرنا، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ تَابِعًا لِمَنْ سَمِعَ أَنَا لِرَافِعِ بْنِ مَدْيَنٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ دَخَلَ بَيْتًا مِنْ بَيْتَاتِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ فِيهِ خَلْفَتَايَ أَوْ أَحَدَهُمَا فَقَالَ: «سَلَامٌ عَلَى هَذَيْنِ» فَقَدْ دَخَلَ عَلَى خَلْفَتَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ترجمہ: ”حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ہم عذابِ قبر کے بارے میں شک نہ کریں۔ تم یہیں ٹل کر یہ سورت پڑھاؤ: ”اللھکم الشحائم“ اور یہ سورت پڑھو۔ میں نے اپنے اہلِ بیت کے لئے اس منیابر سے روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ یہ حدیث غریب ہے۔

٣٩٦ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيْرٍ شَيْبَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْطُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَرَّكِ بْنِ لُحُومٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّكَ ﷺ قَالَ تَرَكْتُ فَمَا تَسْأَلُنَّ إِلَّا مَعِيَ مِنَ النَّبِيِّمْ قَالَ تَرَكْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ وَفِي النَّبِيِّمْ سَأَلْتُ عَنْهُ وَأَتَيْتُ مِنْ أَشْوَاقِ أَهْلِهِ وَالْمَاءَ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَحْيَى كُنْتُ هَذَا حَدِيثٌ خِصِّصَ بِهِ لَكَ ٣٩٧

تشریح: ”مغربی مہمہ اللہ میں نہیں ہے“ والہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ”ہاں یہ آیت زور دہی، ”ثُمَّ لَنَسْأَلَنَّ“ (پھر اس دن ہم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ لہذا قرآنیت ۸) تو ہم پر میرے پوچھا یا نہ دہی اللہ ان ہی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ہر دے اس مہمہ زور دہی کے ہر دے سے کیا؟ آجہ سب نے فرمایا یہ (سوال) ہوگا۔ یہ حدیث

11

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ "اَلْهَکُمُ النَّکَاثُ" پڑھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد ناجائز طریقوں سے مال کو حاصل کرنا اور جہاں پر مال کو فروغ کرنا فرض ہے وہاں فرج نہ کرے۔^(۱)

حَدَّثَنَا أَبُو ثَرْيَابٍ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۳) عَذَابُ الْقَبْرِ حَتَّى تَزِلَّتْ اَلْهَکُمُ النَّکَاثُ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۳) مَا زِلْنَا نَفْتِي عَذَابَ الْقَبْرِ حَتَّى تَزِلَّتْ اَلْهَکُمُ النَّکَاثُ (ص ۱۶۲، ص ۱۶۳) عَذَابُ قَبْرِ قَرَّةٍ مِّنْ مَّجْدَى آيَاتِ اَعَادِيثِ اِبْرَاهِيمَ اسْتِ سَاطِتٍ ہے۔

عذاب قبر کے بارے میں آیات قرآنیہ اس میں صرف ہدایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱ ﴿لَا يَمْنُنَ عَلَيْهِمْ اَنفُسُهُمْ وَفَالَتُهُمْ بَخْصٌ وَّ اَنَّهُمْ اَلْهَکُمُ النَّکَاثُ﴾^(۱) (یہ لوگ سبب اپنے گمراہوں کے فو دیجے گئے اور جہنم میں پہنچا دیے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سوا کوئی مددگار انہوں نے نہ پایا۔) جو اپنے گمراہوں کے وہ فرق کیے گئے ہیں وہاں دے تھے آگ میں پھر نہ پایا انہوں نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار۔

۲ ﴿اَلَا تَرَ بَعْرُ مَوْتٍ عَلَیْهَا عُدُوًّا وَعَشِيًّا وَبَوْمٌ اَسْلَفَ اَدْبِلُوا مَا لَیْسَ بِمَوْتٍ اَشَدَّ اَلْعَذَابِ﴾^(۲) (آگ ہے جس کے سامنے بر سرِ مرجع و شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت ہوگی (فرمان) ہوگا کہ فرعون کیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔) بیش کیے جاتے ہیں اس پر صبح و شام اور جس دن قیامت قائم ہوگی ہم ہوگا داخل کرو فرعون کو سخت عذاب میں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں عذاب قبر کے بارے میں یہ آیت صریح ہے۔^(۳)

عذاب قبر کے بارے میں احادیث نبویہ:

۱ ذخیرۂ احادیث میں سے صرف تین احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

"مَرَّ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِقَبْرِ زَيْنٍ قَالَ اِنَّهُمَا لَبَعْدُ بَانَ"^(۴) (آپ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ میں دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔)

۲ حضرت انس کی تفصیل روایت میں یہ تلمیح آتا ہے۔

"وَيَضْرِبُ بِطَارِقٍ مِّنْ خَلِيدٍ حَرُوفَةً فَيُصْنَعُ صَبْعُهُ يَسْتَعْمَلُهَا مَن يَلْبِسُ غَيْرَ الْفُلَانِ"^(۵) منافق کو لوہے کے پتھر سے سختی سے مارا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی آواز کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ ساری مخلوق سنی ہے۔

۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں یہ جملہ بھی آتا ہے۔

"قَبْرُ الْاَزْوَاجِ الْفَاسِقِيْنَ عَلَيْهِمْ فَلْيُطْبَعْ عَلَيْهِمْ فَتُخْلِفُ فِيْهَا اَصْلَانُهَا فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذِّبًا حَتَّى يَتَغْنَى اللّٰهُ مِنْ مُّضْجِعِهِمْ فَلَا يَلْبَسُ"^(۶) زمین کو گھم ہوتا ہے کہ اس پر مست جائے پس زمین اس پر مست جاتی ہے اور اس کی پسلیاں آہ پار ہو جاتی ہیں یہ سزا اس کو اس وقت تک ہوتی رہتی ہے جب تک کہ قیامت کے دن قبر سے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

عذاب قبر کے بارے میں فقہاء کے اقوال اہل علم کا یہ ہیں جو پہلے فرماتے ہیں۔

"وَلَا تُجْزَى الصَّلَاةُ خَلْفَ مَنْ يُكْبِرُ شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ كَبَرُ الْكَافِرِينَ وَعَذَابُ الْقَبْرِ كَذَا مِنْ جُحُومِ الرَّؤُوفَةِ لِأَنَّهُ قَابِلٌ" (۱) جو شخص آپ ﷺ کی شفاعت اور راء کا نہیں اور عذاب قبر اور رحمت باری تعالیٰ کا منکر ہر اس کے پیچھے نوازہ درست نہیں کیونکہ وہ کافر ہے۔

علامہ ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"وَلَا تُجْزَى الصَّلَاةُ خَلْفَ مُكْبِرٍ الشَّفَاعَةُ وَالرَّؤُوفَةُ وَعَذَابُ الْقَبْرِ وَالْكَبَرُ الْكَافِرِينَ لِأَنَّهُ قَابِلٌ لِنَوَائِمِ هَذِهِ الْأُمُورِ عَنِ الشَّرَاحِ مَرْكَا" (۲) شفاعت اور اللہ تعالیٰ کا دیدار عذاب قبر کرنا کافروں کا انکار کرنے والے کے پیچھے نوازہ درست نہیں۔ کیونکہ وہ کافر ہے اس لیے کہ یہ امور شرع میں لایا گئے تو ان کے ساتھ ثابت ہیں۔

مولانا عبدالحی حسینی فرماتے ہیں۔

"مُكْبِرُ الشَّفَاعَةِ لِأَنَّ الْكَافِرَ وَالرَّؤُوفَةَ وَعَذَابُ الْقَبْرِ وَهُوَ كَبَرُ الْكَافِرِينَ كَقَابِلٍ" (۳) میں کہتا ہوں کہ شفاعت، اللہ تعالیٰ کا دیدار عذاب قبر، کرام کا نہیں انکار کرنے والا کافر ہے۔

ای طرح سے فتویٰ عالمگیری ۳۰۰/۲، مظہر تذکرۃ القریبین، تالیف عبدالوہاب الشعرانی ص ۳۶ وغیرہ متعدد کتابوں میں منکر عذاب القبر کو کافر کہا گیا ہے، اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ نفعیہ ہے۔

خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ مِنْ طِينٍ فَأَنشَأُوا فِيهَا نُفُوسًا ثُمَّ أَنَسْنَا لَهُمُ يَوْمَئِذٍ ظُهُبَهُمْ عَنِ النَّظِيرِ (ص ۷۳، ص ۱۵۰)

لَهُمَا الْأَسْوَاقُ النَّفَرُ وَالْمَنَاءُ (ص ۷۳، ص ۱۶) علامہ آلوسی نے بھی اس پر یہی مضمون دیا ہے تو مت کے بن اللہ تعالیٰ اچھی نعمتوں کے بارے میں سوال کریں گے کہ اسے بخدا تم نے ان نعمتوں کا شکر یہ ادا کیا یا نہیں؟ وہ ہمیں کیا ہوں گی حدیث بالا میں بخدا اور پان کے ہرے میں کہا گیا ہے مثلاً "إِنَّ النَّمْعَ وَالْبَقْضَ وَالْقَوَاذِ شُلُّ أَوْ لَيْتَكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا" یعنی تو نے شہنائی (۱) کی بیانی اور دل یہ صرف تین نعمتیں نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں انہوں نے ہمیں آگئیں۔ "وَأَن نُّعَلِّقُوا بِغَمَّتِ اللَّهُ لَا نُلْعَضُّوْهَا"۔

اہل تفسیر عہد مسند نے فرمایا قیامت کے دن دنیا کی ہر لذت کے متعلق سوال ہوگا۔ (۴)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ سوال کسی خاص نعمت کے بارے میں نہیں بلکہ ہر نعمت کے بارے میں ہوگا۔ (۵)

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے وہ ہمارے بغیر کسی استحقاق کے عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اپنی نعمتوں کے بارے میں ملاحظہ کرے کہ اسے بخدا تم نے ہماری ان نعمتوں کی کیا قدر دانی کی، اور اس قدر مہارت میں نے اور ہماری نعمتوں کے بارے میں کیا گئے کر آئے۔

تَحْرِیرِ حَدِیْثِ:

۳۶۹۰ - تقدم ندرجہ

۳۶۹۱ - تقدم به ائمه مذہب لفظ النحلة (۳۷۳/۷)، حديث (۱۰۰/۸) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبراني في تفسيره (۱۱۹/۱۶)، برقم (۳۷۵۵) عن علي بن رستم، والله اعلم.

۳۶۹۱ - أخرجه في جامعه كتاب شريعت، باب: مبيضة أصحاب النبي ﷺ، حديث (۱۱۵۵)، وأحمد (۱/۱۶۱)، والبيهقي (۳۳/۵)، حديث (۱۶۱).

۳۶۹۲ - تقدم به الترمذي كتابي: النحلة (۲۷/۱۱)، حديث (۱۵۱۳) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن حبان في تفسيره (۲۰۲/۱۲)، برقم (۳۷۵۹)، عن محمود بن وهب.

۳۶۹۳ - تقدم به الترمذي كتابي: النحلة (۱۱/۱۶)، حديث (۱۳۰۱) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن حبان في تفسيره (۱۵۳/۱۶)، برقم (۳۷۵۹)، عن أبي هريرة.

۳۶۹۴ - قرطبي (۱۱) سورۃ جوح آیت ۲۵ (۳) سورۃ انعام آیت ۵۹ (۲) سورۃ اعراف آیت ۳۵، (۱۱) سورۃ الطہ (۵) بخاری (۲) ۳، (۳) مسلم (۱۱) سورۃ الطہ آیت ۱۹۹ (۲) بخاری و مسلم مشترک (۲) ۳، (۲) مسند احمد (۲) ۱۱، (۲) ترمذی (۱۱) ۱۲، (۲) خلاصۃ الفتاویٰ (۱۱) ۱۹، (۲) فتح القدر شرح (۱۱) ۱۶، (۱۱) رسائل بحر العلوم (۱۱) ۹۹، (۲) تفسیر نووی (۲) ۱۱، (۲) تفسیر غوصی.

وَمِنْ سُورَةِ الْكَوْثَرِ

یہ باب ہے سورہ کوثر کی تفسیر کے بیان میں

۳۶۹۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُعَمَّرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ إِذْ أَنَسٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْثَرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ الْكَلْبُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ خَافَتِيهِ قِبَابُ الْمَوْتِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جَبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أُعْطَاكَ اللَّهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص: ۱۷۳-۱۷۲).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، وہی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے فیض تھے میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۶۹۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَنَا شَرِيعُ بْنُ الشَّعْفَانِ أَنَا النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَا أَنَا أَسْرُؤُ فِي الْجَنَّةِ أَوْ غُرَضٌ بِإِيْنِ نَهْرٍ حَدَّثَنَا قِبَابُ الْمَوْتِ قُلْتُ

لِنَمْلِكَ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْكُوْفَرُ الَّذِي اَعْطَاكَ اللهُ قَالَ ثُمَّ هَرَسَ بِيَدِهِ إِلَى جِلْبَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا نَمْلًا وَرَفَعَتْ لِي يَدَهُ الْمُتَعَمِّى فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُورًا عَظِيمًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى ابْنُ عَبَّادٍ وَخَبَرَهُ عَنْ أَنَسٍ (ص ۱۷۳، ۱۷۴)

تَفْصِيلُ شَرَحِ ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں جنت میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک شہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کیا ہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ مارا اور اس کی کئی نکالی، تو وہ مشک تھی۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہی آگئی اور میں نے اس کے قریب عظیم نور دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔“

۲۴۹۷ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ تَابِعُ مُحَمَّدِ بْنِ قُسَيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ الشَّائِبِ عَنْ مُخَارِبِ بْنِ وَثَّابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُوْفَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ خَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَلُهُ عَلَى الذَّرِّ وَالْبَاقُونَ تَرَابُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْعَسَلِ وَمَا أَدْخَلِي مِنَ الْعَسَى وَأَيْسَرُ مِنَ التَّلَجِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۷۴، ۱۷۵)

تَفْصِيلُ شَرَحِ ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں جانب سونے کے خیمے ہیں۔ اس کا پانی سوتی اور باقوت پر بہتا ہے۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ پیٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تَفْصِيلُ شَرَحِ

اکثر لوگوں کے نزدیک سورت کوثر کی ہے مگر امام قتادہ، مجاہد، عکرمہ اور حسن بھری کے نزدیک مدنی ہے اس میں تین آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۲ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۷۴، ۱۷۵)

إِنَّا أَنْشَأْنَاكَ الْكُوْفَرُ: (ص ۱۷۲، ۱۷۳) ۲۳) علامہ فرماتے ہیں الکوثر خیر کثیر کہتے ہیں۔ اس میں نبوت کا ملنا اور سید انبیاء ہونے اور آخری امت کا منظر پوری دنیا میں دین اسلام کی اشاعت، آخرت میں نظام محمود کا ملنا وغیرہ وغیرہ یہ سب الکوثر میں داخل ہے امام راوی نے کوثر کے مصداق میں پندرہ اقوال نقل کیے ہیں (اور ان سب کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔) ۲۱)

رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ: (ص ۱۷۲، ۱۷۳) ۲۲) الکوثر کی ایک تفسیر امام ترمذی بھی نقل فرما رہے ہیں کہ کوثر سے مراد جنت کی نہر

عَبَّاسُ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْتَ أَهْلُ الْوَلَدَانِ مِثْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ نَعَلْتُمْ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْأَيَّةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ قُلْنَا بَلَىٰ وَآتَاكَهُمُ أَجَلٌ وَسُورَةُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَلَعَهُ رِيَاءً وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَىٰ الْخَبَرِ مَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاللَّهِ مَا أَتَلَعْتُ مِنْهَا إِلَّا مَا نَعَلْتُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۷۶، ص ۱۱)

ترجمہ ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مجھ سے مسائل پوچھتے تھے۔ ایک مرتبہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے مسائل پوچھتے ہیں۔ جب کہ یہ ہماری ادا کے برابر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیوں ان سے پوچھتا ہوں۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ“ (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجیگی۔ انصاریت ۱) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا: اس میں نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وفات کی خبر دی گئی ہے۔ پھر پوری سورت پڑھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس کہ میں بھی وہی جوتما ہوں جوتما جانتے ہو، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۱۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَسْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْتَ أَهْلُ الْوَلَدَانِ مِثْلُهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۷۶، ص ۱۹)

ترجمہ ”محمد بن بشار محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ ابو بصر سے اسی سند سے انہی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس کے یہ الفاظ ہیں۔ ”أَنْتَ أَهْلُ الْوَلَدَانِ مِثْلُهُ“۔ ”یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تَفْصِيلُ الْفُرْقَانِ

سورت فتح مجبور کے نزدیک مانی ہے اس کا دوسرا نام سورۃ التوابع بھی ہے یعنی رخصت کرنا اس سورت میں بھی آپ ﷺ کے رخصت ہونے کی طرف اشارہ ہے اس سورت میں ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۹ ہے جب کہ رکوع کی تعداد ۷ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ (ص ۱۷۶، ص ۱۳)

يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۱۷۶، ص ۵) ایک دوسری روایت میں آتا ہے كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَهْلِ الْوَلَدَانِ (۱)

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سورت میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے مگر اس بات پر اختلاف ہے کہ اس سورت کا نزول فتح مکہ کے بعد ہوا ہے یا پہلے۔ مفسرین کے دونوں قول ہیں بعض نے کہا غزوہ خیبر سے واپسی پر یہ سورت نازل ہوئی ہے آپ ﷺ اس سورت کے نزول کے بعد دو سال زندہ رہے۔ (۱)

باب یہ سورت نازل ہوئی اور آپ نے عائشہؓ کو حضرت عباسؓ سے روئے کا سبب معلوم کیا تو فرمایا اس میں آپ نے پیغمبر کے ولادت کی طرف اشارہ ہے آپ نے فرمایا: "اس بات کی تصریح بھی فرمائی جیسے کہ حدیث بالا میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی یہی بات کہی ہے۔" (۱۶)

اور بعض کہتے ہیں یہ سورت آپ کے دنیا سے رخصت ہونے سے ۸۳ دن پہلے نازل ہوئی۔

تفسیر سورۃ لہب

۳۹۹۹۔ أخرجه البخاري، كتاب التفسير، ۱/ ۱۸۰، علامہ الطبري، ۱/ ۱۸۰، والطبري، ۱/ ۱۸۰، ۱۹۷۰۔

رُحَدَّاد، ۱/ ۱۸۰۔

۱۶۔ بخاری، كتاب التفسير (۱)، روح المعاني (۲)، ص ۱۸۰۔

وَمِنْ سُورَةِ لَهَبٍ

یہ باب ہے سورۃ لہب کی تفسیر کے بیان میں

۳۵۰۰۔ حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مُنِيعٍ قَالَا نَا أَبُو مُعْوِيَّةَ مَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ يَوْمَ عَثَى الصَّفَا فَنَادَى يَا صَاحِبَاهُ فَأَجَسْتُمَا إِلَيْهِ فَرَأَيْتُمْ فَقَالَ إِنِّي نَبِيٌّ لَكُمْ يَنْبَأُ بَدَى عَذَابٍ لِيَدِيدُ لِرَأَيْتُمْ لَوْ إِنِّي أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَذَابَ لَمُتُّ لَكُمْ أَوْ مَضَيْتُ لَكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ كَيْفَذَا خُفَعْنَا ثُمَّ لَكَ ذُنُوبُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نَبَأُ بَدَى إِلَيْنَا لَهَبٍ وَقَبْ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۷۲، ص ۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے لئے دُعا کرنے کے لئے صفا پہنچے۔ ان پر قریش آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ دیکھو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں نبی ہوں تو کیا تم میری تصریح کرو گے؟ ابوہبہؓ کہے لگا: کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا، میرے ہاتھ نوٹ جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "تَنْبَأُ بَدَى إِلَيْنَا لَهَبٍ وَقَبْ" نازل فرمائی (ابوہبہؓ کے دونوں ہاتھ نوٹ گئے اور وہ ہلک ہو گیا۔ لعین آیت الہیہ حدیث سنن صحیح ہے۔"

تفسیر

سورت لہب بالا تعقی کی ہے اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۸۷ ہے۔

خُذْ ثَمَرًا فَتَنَّا ۖ وَلَهُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْنَا ۖ وَسَلَّمَ ذَاتَ الْيَمِينِ (ص ۱۷۷، س ۹) صَبَّحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ الْيَمِينِ (ص ۱۷۷، س ۱۱)

مسلم شریف کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے "فَعَمَّ وَخَصَّ" یعنی عام و خاص بھی یعنی سب قبیلے والوں کے نام لے لے کر اترنا فرمایا۔

اَبُو لَهَبٍ الْهَلَكُ خُفَّتْ: (ص ۱۷۷، س ۱۱) ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا لہب کے معنی ہیں "گ" کا شعلہ ابولہب اس کو اس لیے کہا جاتا تھا کہ اس کا چہرہ بھی سرخ تھا زمانہ جاہلیت میں خوبصورتی کی وجہ سے اس کو ابولہب کہا جاتا تھا اور قرآن مجید نے بھی اس کو ابولہب کہا مگر قرآن مجید کے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو انہم کی آگ جلائے تھی جو لہب اس کی خوشی کا لقب تھا وہی لقب اس کے لیے دیا و آخرت میں رسوائی میں مبتلا کرنے کی خیرا ہے کے لیے استعمال ہو گیا۔

دنیا میں اس طرح کہ اس کے جسم پر غرور و ہر کے بعد خطرناک قسم کی چپک چپک آگ کی لوگ ٹھن کر سن گئے اس کو ایک گھر میں ڈال دیا گیا کوئی زندہ نہیں جاتا تھا وہی حالت میں دو مرغیاں تھیں دن تک اس کی لاش پڑی رہی تین دن کے بعد لوگوں نے اس کے بیٹوں کو غار دلائی تو انہوں نے ایک آدمی کی مدد سے دیوار کے قریب کر دیا اور اس پر پتھر ڈالتے رہے یہاں تک وہ اس میں دم گیا۔^(۱)

قیامت کی رسوائی تو سورت لہب میں اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے۔

وَأَمَّا نَسَبٌ مَّا لَا بِيَأْتِي ۖ وَنَسَبٌ مَّا لَا بِيَأْتِي ۖ وَنَسَبٌ مَّا لَا بِيَأْتِي ۖ (ص ۱۷۷، س ۱۱) (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور (خود) ہڈیاں ہو گئیں) یہاں برکت کی نسبت ہاتھوں کی طرف کی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ تر کام آدمی ہاتھ سے ہی کرتا ہے اس کے لیے یہاں پر یہ کہنا درست ہے۔ پورا جسم ہی ہے لیکن ہاتھ کی روایت میں آتا ہے ایک دن ابولہب نے لوگوں سے کہا کہ مجھ (مخالفین) کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں کام ہوں گے پھر اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"يَا لَكُنَّا مَا أَزَىٰ فَبِكُنَّا مُنْثَبًا وَمَا يَقُولُ فَخُفَّتْ" تم بہرہ دیو جاؤ میں تمہارے اندر لان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتا جس کی ہونے کی خبر مجھ (مخالفین) دیتے ہیں اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے ہلاکت کی نسبت اس کے ہاتھوں کی طرف کی۔^(۲)

ثَبَّتْ: (ص ۱۷۷، س ۱۱) یہ بطور ہونا کے ہے کہ ہلاکت اور زبردستی ہو جائے۔

وَنَسَبٌ: یہ جملہ بطور خبر کے ہے گویا اس میں برکت کا نتیجہ بھی ہونا چاہتا یا کہیے کہ وہ ہلاکت اور زبردستی ہو بھی گیا۔

تَفْصِيلُ مَعْنَى الْيَمِينِ:

۳۵۰۔۔ ترجمہ البحاری (۱۳۶/۸) کتاب التفسیر باب: ﴿وَالَّذِي حَشَرَ لَكَ الْكُفُورِينَ﴾، حدیث (۱۷۷۰) و تفسیر ابن کثیر (۱/۲۸۶)، (۲/۲۸۶)، (۳/۲۸۶) و مسلم (۲۵۶/۱) کتاب الإيمان باب: ﴿وَالَّذِي حَشَرَ لَكَ الْكُفُورِينَ﴾، حدیث (۱۷۷۰) و تفسیر ابن کثیر (۱/۲۸۶)، (۲/۲۸۶)، (۳/۲۸۶)

وَمِنْ سُورَةِ الْاِخْلَاصِ

یہ باب ہے سورۃ اخلاص کی تفسیر کے بیان میں

۳۵۰۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا أَبُو سَعْدٍ هُوَ الصَّنَابِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّعَالِيِّ عَنْ أَبِي نَجَبٍ أَنَّ الشَّعْرِيَّ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَسِبُ قُلُوبُكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ فَالْصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُولَدْ إِلَّا سِنْمُوتٌ وَلَيْسَ شَيْءٌ يَمُوتُ إِلَّا سَيُؤْوَدُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمُوتُ وَلَا يَزُولُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ قُلْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلَهُ شَيْءٌ وَلَا يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مَعَهُ وَلَا يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ (ص ۱۷۷ س ۱۱۷)

ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شریکین نبی اکرم ﷺ سے کہنے لگے کہ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ الخ نازل فرمائی (کہ دو وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔ سورۃ اخلاص: آیت ۱۷۷) صمد وہ ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اس لئے کہ ہر پیدا کرنے والی چیز یقیناً مرے گی۔ اور جو مرے گا اس کا وارث بھی ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نہ مرے گا اور نہ اس کا کوئی وارث ہوگا۔ ”کفو“ کے معنی مشابہ اور برابری کے ہیں یعنی اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔“

۳۵۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَنَا حُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي النَّعَالِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ إِلَهُتَهُمْ فَقَالُوا أَنْتَسِبُ لَنَا وَبَكَ قَالَ فَاتَّاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ السُّورَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَذَكَرَ نَحْوَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي نَجَبٍ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعْدٍ وَأَبُو سَعْدٍ إِسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُبَشَّرٍ (ص ۱۷۷ س ۱۱۷)

ترجمہ: ”حضرت ابو الحالیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شریکین کے معبودوں کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۃ اخلاص لے کر نازل ہوئے۔ پھر اسی کی مانند حدیث بیان کرتے ہوئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ حدیث ابوسعہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابوسعہ کا نام محمد بن میسر ہے۔“

تَفْصِيْلُ

اس سورت کا نام اظہارِ آپ ﷺ سے بھی مروی ہے۔^(۱)

جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت کی ہے مگر ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زید بن کحکام سدی رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ سورت مانی ہے اس میں چار آیات اور ایک کراہ ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۸ ہے۔

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ (ص ۱۷۱، س ۱۶) اُنْصَبْ لَنَا زَلَّةً فَاَنْزِلْ لَنَا لَذَّةً (ص ۱۷۱، س ۱۷)

بعض روایات میں آتے ہیں کہ یہ سوال یہودیوں نے کیا تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ سوال عامر بن طفیل اور ابو بن ربیعہ شمر نے کیا تھا بعد میں ماسر کا انقال طاعون میں ہو گیا اور اردن کی گرنے سے ہلاک ہوا۔^(۲)

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (ص ۱۷۱، س ۱۷) قل کہنے سے آپ ﷺ کی رسالت پر بھی اشارہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی ذات صفات میں تبار اور یکتا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں انکی بات سوچنا یا کوئی ایسا سوال کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہت ہوتی ہو یہ سب ناجز ہے۔

أَحَدٌ (ص ۱۷۱، س ۱۷) اور واحد دونوں کا ترجمہ ایک ہی کیا جاتا ہے مگر حقیقت میں احد اس کو کہتے ہیں جو مخلوق سے کسی قسم کی مشابہت نہیں رکھتا ہو۔

أَلَمْ يَلْعَنُ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ عَنْ كُلِّ مَحَلٍّ (ص ۱۷۱، س ۱۷) صمد کے عہد نے متعدد معنی لکھے ہیں روح المعانی نے حضرت الامام ابو سے اس کا معنی "هُوَ الْمُنْفَعِيُّ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ الْمَحْتَضِجِ إِلَيْهِ كُلُّ أَحَدٍ"

علامہ آدوی نے ابن ابی رزق سے یہ ترجمہ بھی نقل کیا ہے "الْفَصْدُ أَنَّهُ السُّبُّ الَّذِي لَيْسَ قَوْلُهُ أَحَدٌ الَّذِي يُعْصَدُ إِلَيْهِ الْمَأْسَلُ مِنْ خَوَائِبِهِمْ وَأُمُورِهِمْ"^(۳) یعنی صمد دوسرا ہے جس سے بلا ترک کوئی دوسرا نہیں جس کی طرف لوگ اپنی حاجتوں اور دوسرے تمام کاموں میں توجہ کرتے ہیں۔ علامہ دائری نے اس کے چند معنی لکھے ہیں۔^(۴)

وَلَمْ يُولَدْ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُولَدُ (ص ۱۷۱، س ۱۷) والد اور مولود میں مشابہت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تو ہر اعتبار سے یکا ہے وہ کسی کی اولاد نہ ہو یہ بھی محال ہے اور اس کی کوئی اولاد ہو یہ بھی محال ہے۔

جیسے کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر ارشاد ہے ﴿وَلَوْلَا اَنْتَ الْخَاسِرُ وَلَوْلَا الْفَدْلُ جَلْتُمْ﴾ (لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنائی ہے تم نے یہ ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کی وجہ سے تجو ہیہ نہیں کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین کے کلاے کلاے ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر جائیں اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف غور کی نسبت کرتے ہیں۔)

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ قُلْ لَمْ يَكُنْ (ص ۱۷۱، س ۱۷) کفو کے معنی معر اور مائل کے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں ہے ایک دوسری جگہ پر ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾^(۵)

تفسیر

معوذتہ میں سورت قل اور سورت ناس کو کہتے ہیں۔

سورت قل: یہ سورت جمہور کے نزدیک مدنی ہے جب کہ صنف بھری انحراف، غلط تفسیر و غلو کے نزدیک مکی ہے اس میں پانچ آیات اور تیس رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۶۹ ہے۔

سورت الناس: جمہور عام کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے بعض نے مکی کہا ہے اس میں چار آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۵۷ ہے۔

حَذِّكُمُ اللَّهُ تِلْكَ الْأَيَاتُ الَّتِي...

نُفِّرُ بِالْحَقِّ...

سُورَات: چاندیں تو چاندی اور روشنی ہوتی ہے اس سے تاریکی کا استدلال کیسے کیا؟

مُتَوَلِّينَ: صاحب قوس سے کہ ”الْمُتَوَلِّينَ الْقَمَرُ أَوْ الْكَلْبُ إِذَا غَابَ لَشَقُّهُ يَوْمَ شَرِّهِ غَائِبٌ إِذَا وَقَبَ أَبِي الْإِزَلِ إِذَا دَخَلَ“ یعنی لفظ غائب مشعر ہے چاند یا رات دونوں میں کا ہونے کو کہتے ہیں۔

جَوَابِ: (۱) چونکہ جب پھل چھوڑ دیا جاتا ہے یا کرکٹ بڑھا جاتا ہے تو اس وقت جہاز کی کوئی بات ہے اس اعتبار سے اس کو غائب کہا گیا ہے۔

وَإِنْ هَذَا هُوَ الْمُنَاقِبُ إِذَا وَقَبَ: (ص: ۷۰، ص: ۱۹) مفسرین نے کہا ہے کہ غائب غائب، صفت سے ہے یعنی تاریکی، جب یہ قلوب سے ہے یعنی رطل ہوا۔

ان عربوں نے کہ آیت کا معنی یہ ہوا کہ مالک غائب سے مراد رات ہے جب وہ اندھیرے کے ساتھ چائے رات کے وقت میں جنات میں نثرات اللہ میں صوفی چاند اور خیر و بھل جاتے ہیں اس لیے رات کی اندھیرائی سے بڑا چاند ہی رہی ہے آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کو بھی بتا دیا کہ کوئی مانا۔

حَذِّكُمُ اللَّهُ تِلْكَ الْأَيَاتُ الَّتِي... (ص: ۷۰، ص: ۱۹) فَذَاقُوا زَلَّاتِهَا وَلَمْ يُؤْمِرُوا بِهَا: (ص: ۷۰، ص: ۱۹) اس حدیث کے الفاظ اس سے پہلے بعد کل انقرآن میں گذر چکے ہیں۔

وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْعَلَمِينَ: (ص: ۷۱، ص: ۱۹) سورۃ الفلق: در سورۃ الناس ان دونوں سورتوں کو معوذتہ میں بھی کہا جاتا ہے مکی ذریق کے یہودیوں میں سے ایک آدمی جس کا نام سید بن امیہ تھا اس نے آپ ﷺ پر جاوڑ دیا تھا آپ ﷺ کے ہاتھوں میں گر پڑا کر ایک ٹوٹی میں ڈال دیا تھا ان دونوں میں کیا دوا تریں تھیں ان دونوں المعوذتہ کے بعد آپ ﷺ ایک ایک آیت پڑھتے تھے یہ ایک ٹروہ کھنٹ جاتی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ صحت پا جاتے۔

الخلق (ص: ۷۷، ص: ۷۸) بھی چار ناموں پر مشتمل ہے جسک جب ظاہر ہوتی ہے وہ بھی اندھیرے و چاند کو روشنی ظاہر کرتی ہے۔ انہیں لوگوں نے حق سے مراد مخلوق لیا ہے کہ میں ساری مخلوق کے رب کی پاد میں آتا ہوں۔

مِنْ شَيْءٍ مَّا خَلَقَ (ص: ۷۷، ص: ۷۸) خلق کے مفہوم میں ساری مخلوق آتی ہے اس کے محمول میں ہسانی تعلیف اور روحانی تعلیف سب داخل ہو گئیں یہاں تک کہ اپنے نفس سے جڑ کر رہی سب کو وہ بھی اس میں داخل ہے۔

وَمِنْ شَيْءٍ غَالِبٍ إِذَا وَقَبَ (حضرت ابن عربی میٹھڑ سن بسری اور کابلہ فرماتے ہیں کہ غالی کا ترجمہ رات کے چم و قب و قب سے ہے یعنی اندھیری شب چم چم کر رہی ہے رات کی قطع میں اس لیے غالی کہ رات و رات و شب و شب کا سینہ ہے یعنی ہم کہنا دوسرا مثال خدا کوئی نے یہ بھی لکھ ہے کہ غالی سے یہ لکھ کی غالت ہے اور یہ

وَمِنْ شَيْءٍ غَالِبٍ إِذَا وَقَبَ علامہ ابنی فرماتے ہیں چاند کی گھٹ میں اور بنی معصم (یہودی) کے ساتھ جس کی چیزیں بھی شریک تھیں اس وقت سے انشت کا سینہ کا استعمال کیا گیا ہے یہ غالت کی تائید ہے اور نہ غالت سے بلکہ کا سینہ ہے یعنی ہم کہنا دوسرا مثال خدا کوئی نے یہ بھی لکھ ہے کہ غالی سے یہ لکھ کی غالت ہے اور یہ

وَمِنْ شَيْءٍ حَاسِبٍ إِذَا خَسَفَ (ص: ۷۷، ص: ۷۸) میں دوسرے کی خست ختم ہو جائے تو وہ اندھیرے پاس آئے یا نہیں کہہ کرنے والے جہات بھی ہوتے ہیں اور انہیں بھی دوست بھی دشمن بھی، خدا کا حرم ہے کیوں کہ حامد اللہ تعالیٰ ہی وہ ہے کہ وہ دوست کے ذرا اس میں رہتے ہے حسد کے بارے میں عرب کا قول ہے "الْحَسَدُ حَسَنٌ مِّنْ تَغْيِثٍ بِهَذَا" اسہ ایک بڑا کتاب ہے اس نے اسے بکڑا اور بڑا ہی ہو گیا متعدد احادیث میں اسہ کی خدمت بیان کی گئی ہے مثلاً ایک روایت میں "تأبى کہ اسہ سے بچو اس کہ وہ لوگوں کو اس طرح تکم کہتا ہے جیسے آگ کو بھولوں لکھا جاتی ہے۔" وَلَقَدْ ذَرَّ عُقَابًا

ذَحِ الْحَمُودُ وَنَا بِلِقَاءِ رَبِّكَ
كَفَّارًا مِنْهُ تَوْبَتِ الشَّيْءِ وَنَا
بَنَ لَمَسَ نَا حَسْبُ نَقَتِ كَرَنَ
وَنَا سَكَنَ فَقَدْ غَلَبَتِ بِنَا

قُلْ أَنْفُودُ بِرَبِّكَ النَّاسُ رب بھیجی چلے وہ اور ہر حال کی اعلیٰ کرنے والا جیسا کہ رب کی اضافت نام کی طرف کی گئی ہے اس سے وہی سورت میں فسق کی طرف اشارت تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی سورت میں آدمی اور ہسانی آفات سے نوازا ہوا مفسور ہے وہ در انسان کے ساتھ تھوڑے ہیں کہ انہیں آفات و مصائب پہنچتے ہیں بخلاف آدمی

عِبَادِي كَرَمَ اس کا نقصان صرف انسان کے ساتھ تھوڑے ہیں

رَبِّ النَّاسِ مَدِينِ النَّاسِ رَبِّ النَّاسِ یہ تینا شخصیت متعین کے ساتھ نہ ہیں۔

سُورَاتِ الناس کا تکرار کیوں کیا ہے ضمیر لہذا ہی جاتی تو بظاہر زیادہ وضاحت والا کلام ہوتا مثلاً "رَبِّ النَّاسِ مُلْكِهِمْ وَالْجَبِّهِمْ" فرمایا جاتا۔

جَنَّتِ یہ مقام دوما ہے، مقام مرج ہے یہاں پر تکرار کا ہونا ہی قولیت دھماکے زیادہ قریب ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ: اسی آیت میں شیطان کو دوسوں میں سے کہا گیا ہے کہ وہ سراپا دوسری ہے شیطان کے دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ایک قفلِ کام کے ذریعہ انسان کو اپنی غلامت کی طرف بلاتا ہے۔^(۲۲)

خَنَّاسٌ: یہ نفس سے مشتق ہے بمعنی چھپے لوٹنے کے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹتا ہے جیسے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا شیطان اپنی سونڈ کو انسان کے دل پر جمائے ہوئے رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کو دوسرے ڈالنے لگتا ہے۔^(۲۳)

مِنْ الْجَبَّةِ وَالنَّاسِ: دوسرے ڈالنے والے صرف جنات ہی نہیں بلکہ انسان بھی ہوتے ہیں انسانوں کا دوسرے ڈالنا اندر داخل ہو کر نہیں ہوتا بلکہ باہر سے ذہنی طور پر احوال کے ذریعہ اور جسمانی حرکات اور اعمال کے ذریعہ ہوتا ہے انسانی شیطان کے شر سے مراد خود اپنے نفس کا دوسرے ہے کیوں کہ جس طرح شیطان جن انسان کے دل میں برے کاموں کی رغبت ڈالتا ہے اسی طرح خود انسان کا اپنا نفس بھی اس کو برے کاموں کی طرف مائل کرتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے خود اپنے نفس کے شر سے بھی ہٹا دینا سکھایا ہے "لَا تُكَلِّمُ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَكَ مِنْ شَرِّ نَفْسٍ وَشَرِّ الْبَشَرِ"۔^(۲۴)

علامہ فرماتے ہیں یہاں پر جو دوسرے سے ڈرایا گیا ہے وہ اختیار ہی دوسرے ہے اور جو غیر اختیاری دوسرے ہو وہ کامل معافی ہے۔^(۲۵)

حضرت مہر عبد بن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سو ذمین و قرآن مجید کی سورتوں میں غار نہیں کرتے تھے اور دُفراتے تھے کہ یہ پندہ گشتے کے لیے تعلیم کی مگی ہیں یہ بات ان کی طرف غلط منسوب ہے اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو رجوع کر لیا ہو گا جیسے کہ ان کا برین امت کی رائے ہے ان میں سے چند کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں اس بارے میں علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اجتمع المسلمون على أن الشُعْرَاءَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ مِنَ الْفُرَّانِ وَأَنَّ مَنْ جَعَلَ شَيْئًا مِنْهُ كُفْرًا وَمَنْ يُقَلِّ عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ بَاطِلٌ يَكُنْ بِضَجِيحٍ"۔^(۲۶)

ابن ماسعود فرماتے ہیں:

"وَكُلُّ مَا رَوَى عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ مِنْ أَنَّ الشُّعْرَاءَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ مِنَ الْفُرَّانِ لَمْ يَكُنْ فِي مَضْجِعِهِمْ فَكَيْذُ مَنْ مَوْضُوعٌ لَا يَصِحُّ وَأَنَّمَا صَحَّتْ عَنْهُ بَرَاءَةُ عَصَمٍ عَنْ دِيَارِ حَبَشٍ عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ وَفِيهَا أُمُّ الْفُرَّانِ وَالْمُتَكَلِّمِينَ"۔^(۲۷)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَأَمَّا تَعْلَمُ أَنَّهُ وَقَعَ الإِخْمَاعُ عَلَى قُرَائِهِمْ وَقَالُوا إِنَّ إِنْكَارَ ذَلِكَ الْبُيُوتِ كُفْرًا لَعَلَّ ابْنَ مُسْعُودٍ وَجَعِ

عَنْ ذَلِكَ. (۸۱)

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"فَلَمَّا لَمْ يَسْمَعْهُمَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَتَوَاتَرَ عَنْهُ لَمْ يَحْضُرْ قَدْ رُجِعَ عَنْ قَوْلِهِ ذَلِكَ إِلَى قَوْلِ الْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الصَّحَابَةَ يَوْمَئِذٍ كَتَبُوا مَعًا إِلَى الْمُصْحَفِ حَيْثُ الْأَكْمَةِ وَتَعَدُّ وَهَذَا إِلَى مِثَالِ الْأَقْلِقِ كَذَلِكَ فَلَمْ يَحْضُرْ وَابْتَدَأَ -"

حضرت امام عاصم (جن کی قراءت متواتر ہے) جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں مسودہ میں خود موجود قرآن مجید کی آیت یا سورت کا انکار کفر ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا انکار کریں ان کی طرف انکار کی نسبت ہی غلط ہے بعض علماء فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سوائے قرآن کا جڑ بکھنے تھے اور اس کو سورت یا حتیٰ کی طرح بکثرت پڑھتے تھے اس لیے انہوں نے اس کو اپنے مصحف میں لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ (۸۲)

امام نور الدین رازی رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر بن عربی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو صحیح ماننے سے انکار کیا ہے۔ (۸۳)

علامہ بحر احیاء تحریر فرماتے ہیں:

"نَبَسَ الْإِنْكَارِ كَوْنُهُمَا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَيْهِ غَلَطٌ فَاجْتَمَعَ وَمَنْ أَشَدَّ الْإِنْكَارَ إِلَى إِبْنِ مَسْعُودٍ فَلَا يَغْنَى بِسَمْعِهِ عَنْ مُعَاوِضَةَ هَذِهِ الْأَسَانِيدِ الصَّحِيحَةِ بِالْإِجْمَاعِ وَالْمُتَّفَقَةِ بِالْقَبُولِ عِنْدَ الْمُتَلَمَّذِ الْكِبَرِ أَمْ بَلْ وَالْأَمْرُ كُنْهًا كَانَتْ فَظَهَرَ أَنَّ نَبَسَ الْإِنْكَارِ إِلَى إِبْنِ مَسْعُودٍ بَاطِلٌ -"

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سورتیں کے جزو قرآن ہونے کا شکر بٹانا نہایت غلطی ہے اور جس شخص نے اس انکار کی نسبت ان کی طرف کی ہے اس کی سند میں اسناد کے مقابلے میں ناقصی اعتبار ہے جو اجماعی امور پر صحیح ہیں اور جنہیں علامہ کرام بلکہ پوری امت نے قبول کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف انکار کی نسبت باطل ہے۔" (۸۴)

علامہ زہد الکوفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي مُصْحَفِهِ الْقَائِمَةُ وَالْمَعْوِذَاتَانِ أَوْ أَنَّهُ كَانَ يَحْكُمُ الْمَعْوِذَتَيْنِ فَكَذَابٌ فَضْدًا أَوْ وَاهِمٌ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ، وَالْمَعْوِذَتَانِ مُوجُودَتَانِ فِي قِرَاءَةِ إِبْنِ مَسْعُودٍ الْمَعْوِذَةُ عَنْهُ يَطْرُقُ أَصْحَابِهِ. وَكَذَلِكَ الْقَائِمَةُ وَقِرَاءَةُ مِنْ قِرَاءَةِ عَصِمِ الْمَعْوِذَةِ ابْنِ النَّبِيِّ يَسْمَعُهَا الْمُسْلِمُونَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا فِي كُلِّ جَنِينَ وَفِي كُلِّ طَبَقَةٍ وَأَنَّى يُبَاهِضُ خَبَرُ الْأَحَادِ الرَّوَاةِ الْمَعْوِذَةَ -... وَتَدَّ أَجَادَهُمْ حَزْمُ الرَّدِّ عَلَى تَقْوَلَاتِ الْمُتَوَلِّينَ فِي هَذَا الصَّدِّ فِي كِتَابَيْنِ تَيْنِ مُؤَلَّفَايَ -"

"مگر جس شخص کا یہ خیال ہو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں فاتحہ اور معوذتین نہیں ہیں یا وہ معوذتین کو

مصنف سے منادیا کرتے تھے تو وہ شخص یا تو جان بوجھ کر بھٹکتا ہے یا غیر شعوری طور پر وہم میں مبتلا ہے، کیونکہ محدثین اور اسی طرح سورۃ فاتحہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس قراءت میں موجود ہے جو ان کے شاگردوں کی سند سے سواتر اسقول ہے، اور ابن کی قراءت عام کی دو مشہور قراءت ہے جسے مشرق و مغرب کے تمام مسلمان ہر زمانے اور ہر طبقے میں سنتے چلے آئے ہیں، اور یہ اخبار آحاد اس سواتر قراءت کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہیں؟ اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی مستدرکات میں اس قسم کے اقوال کی بڑی اچھی تردید کی ہے۔^(۱۲)

یہ چند اقوال صرف نمونے کے لیے پیش کئے گئے ہیں، ورنہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے متعلق علماء نے ان روایات کو صحیح ماننے سے انکار کیا ہے۔

سوال: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور علامہ نور علی دین احمی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ وہ روایات جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے انکار ثابت ہے ان روایات کے تمام راوی ثقہ ہیں۔^(۱۳)

جواب: جو حضرات علم حدیث سے واقف ہیں، ان پر یہ بات قطعی نہیں ہے کہ صرف راویوں کا ثقہ ہونا کسی روایت کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں کوئی علت یا شذوذ نہ پایا جائے۔ تمام محدثین نے ”حدیث صحیح“ کی تعریف میں یہ بات لکھی ہے کہ وہ روایت ہر قسم کی علت اور شذوذ سے خالی ہو۔ چنانچہ اگر کسی روایت میں کوئی علت یا شذوذ پایا جائے تو راویوں کے ثقہ ہونے کے باوجود اس کو صحیح قرار نہیں دیا جاتا۔ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ اپنے مقدمے میں تحریر فرماتے ہیں:

”فَالْحَدِيثُ الْمُعْتَمَلُ الَّذِي أُطْلِعَ عَلَيْهِ عَلَى عِلَّةٍ نَفَذَ فِيهِ حُجَّتُهُ مَعَ أَنَّ الظَّاهِرَ السَّلَاقَةَ بَيْنَهَا وَيَطْرُقُ ذَلِكَ إِلَى الْإِنْسَانِ الَّذِي رَجَّاهُ بِنَفَاثِ الْجَمَاعِ شُرُوطَ الصَّبْحَةِ مِنْ خَبَرِ الظَّاهِرِ وَيُسْتَعَانُ عَلَيْهِ إِذَا رَاجَعَهَا بِتَفَرُّدِ الرَّاَوِي وَمُخَالَفَةِ غَيْرِهِ لَهُ مَعَ قَرَأَتَيْنِ تَنَظُّمُ إِلَى ذَلِكَ تَبَيُّهُ الْعَارِضِ بِهَذَا الشَّأْنِ.“^(۱۴)

”میں حدیث معتدل وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی ”علت“ معلوم ہوئی ہو جو اس حدیث کی صحت کو مجرد کرتی ہو یا جو دیکھنا پوری نظر میں وہ حدیث صحیح عالم معلوم ہوتی ہو اور یہ ”علت“ اس سند میں بھی واقع ہو جاتی ہے جس کے راوی ثقہ ہوتے ہیں اور جس میں ظاہر صحت کی تمام شرائط موجود ہوتی ہیں، اور اس علت کا ارادہ علم حدیث میں بصیرت رکھنے والوں کو مختلف طریقوں سے ہو جاتا ہے، کبھی راوی کو متفرد دیکھ کر، اور کبھی یہ دیکھ کر کہ وہ راوی کسی دوسرے راوی کی مخالفت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ کبھی دوسرے قرآن بھی مل جاتے ہیں۔“

حدیث کی ایک قسم ”شذوذ“ ہے، اس کے راوی بھی ثقہ ہوتے ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے سے زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لیے ان کی حدیث قبول نہیں کی جاتی۔

لہذا جس روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ وہ وحی کو قرآن کریم کا جز نہیں مانتے تھے، علامہ نووی اور ابن حزم رحمہما وغیرہ نے ان کو رد کیا۔ انہوں نے لکھ دیا کہ یہ باوجود اس کے کہ وہ وحی کو قرآن کریم سے قطعی قبول نہیں سمجھتے۔

۱ یہ روایتیں معلول ہیں اور ان کی سب سے بڑی قلت یہ ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ان قراءتوں کے خلاف ہیں جو ان سے بطریق توڑ منقول ہیں۔

۲ عبد اللہ کی وہ روایت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ صریح قول نقل کیا گیا ہے کہ: ”بَلَّغْنَا لَكُمْ مَا بَيْنَ كِتَابِ اللَّهِ“ (اس وحی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا جز نہیں ہے) صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور کسی نے صریحاً ان کا یہ جملہ نقل نہیں کیا۔^(۸۸)

اور متواتر اس کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ جملہ یقیناً شاذ ہے، اور محدثین کے اصول کے مطابق ”عدم ثبوت شاذ“ مقبول نہیں ہوتی۔

۳ ائمہ بالقرض ان روایتوں کو صحیح مان گئے ہیں بائیں بات سب بھی بہر حال یہ اخبار آحاد ہیں اور ان بات پر ائمہ کا اجماع ہے کہ یہ خبر واحد متواترات اور قطعیات کے خلاف ہو، مقبول نہیں ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو قراءتیں وائز کے ساتھ ثابت ہیں ان کی صحت قطعی ہے، لہذا ان کے مقابلے میں یہ اخبار آحاد یقیناً واجب الرد ہیں۔

اب صرف ایک سوال رہ جاتا ہے اور یہ ہے کہ اگر یہ روایت صحیح نہیں ہیں تو ان شاذ روایتوں نے ایسی بے اصل بات کیونکر روایت کر دی؟ ان کا جواب یہ ہے کہ ان روایتوں کی حقیقت یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قرآن کریم کا جز تو مانتے ہوں لیکن کسی وجہ سے انہوں نے اپنے مصحف میں ان کو نہ لکھ دیا۔ اس واقعے کو روایت کرنے والے کسی راوی کو وہم ہو اور اس نے اسے اسی طرح روایت کر دیا تو یہاں تک کہ اس نے اس واقعے کو روایت کرنے والے اپنے مصحف میں ان کو نہیں لکھا تھا، اور یہ لکھنے کی وجہ بہت سی ہو سکتی ہیں، مثلاً امام زہد الکوفی نے فرمایا ہے کہ انہوں نے مسودات میں کوئی لیے نہیں لکھا کہ ان کے بھولنے کا کوئی ذریعہ تھا، کیونکہ یہ ہر مسئلہ کو یاد دلاتی ہیں۔^(۸۹)

اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں سورہ فاتحہ بھی نہیں لکھی تھی، اور ماہر ابوبکر ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ”قُلُوْا كَتَبْتُهَا لِكُنْهَاتِهَا مَعَ تِلْكَ سُورَةٍ“ (اگر میں سورہ فاتحہ لکھتا تو اسے ہر سورت کے ساتھ لکھتا کیونکہ ابوبکر فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں ہر سورت سے پہلے سورہ فاتحہ پڑھ لی جاتی ہے، اس لیے ہر سورت کا افتتاح بھی فاتحہ سے ہونا چاہیے۔ لہذا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسے نہ لکھا کہ اسے رخصت کر دے گا لیا اور مسلمانوں کے حفظ پر راہ دکھائی۔^(۹۰)

بہر کیف اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں سورہ فاتحہ اور مسوداتیں تحریر نہ فرمائی ہوں تو اس کی بہت

اَلْحَبَّةُ نَالَةً اَللّٰهُ ثُمَّ اَخْبَطَ مِنْهَا فَكَانَ اَوْ مُنْهَدًا لِنَفْسٍ ذَلَّ قَاتَانَا مَلَكُ السَّمَوَاتِ فَقَالَ لَهُ اَدُمُ قَدْ عَصَيْتَ لَدُنِّي بِئْسَ اَلْفَلَكُ سَمِعَ قَالَ بَلَىٰ وَوَلَدُكَ جَعَلْتَ لَا بَيْتَ دَاوُدَ مِثْلِي سَمِعَ فَجَعَلَ فَبَعَثَهُ ذُرِّيَّتَهُ وَبَنِي قَتْسِبِنَ ذُرِّيَّتَهُ قَالَ عَمِلَ يُؤْمِنُ بِاَمْرِ اَلْكِتَابِ وَالشَّهَادَةِ هَذَا حَبِيبُكَ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِي خَالِصٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص ۱۷۱، ص ۱۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں رونا بھونکا تو انہیں چھینکا آئی۔ انہوں نے کہا الحمد للہ۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے الحمد للہ کہا۔ جس کے جواب میں ان کے رب نے فرمایا: "يَرْحَمُكَ اَللّٰهُ" (اللہ تعالیٰ تیرے رحم کرے) اے آدم! ان فرشتوں کے پاس جلا جوتیجے ہوئے ہیں اور انکی سلام کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ وکیلک السلام ورحمۃ اللہ۔ وہ پھر اپنے رب کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی آپسی میں دعا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں سختیاں بند کر کے فرمایا ان میں سے جسے چاہو اختیار کرو۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا اور میرے رب کے دونوں ہاتھ ان دسے اور نہکت والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کھولا تو ان میں آدم اور ان کی ذریت (دار) تھی۔ چوتھے چھٹے کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے اور ان سب کی یہ شانوں پر ان کی عرض نکھی ہوئی تھی۔ ان میں ایک شخص سب سے زیادہ روٹن پرے والا تھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ آپ کے بیٹے وہ ہیں۔ میں نے ان کی عمر چھ مہینے سال نکھی ہے۔ عرض کیا اے رب ان کی عمر زیادہ کر دیجئے۔ فرمایا اتنی ہی جتنی نکھی جا چکی ہے۔ عرض کیا یہ اللہ تعالیٰ میں نے اپنی عمر سے اسے ستر سال دے دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اور ایسی سخاوت۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے بھلائی جنت میں رہے۔ پھر وہاں سے انکارے گئے اور پھر اپنی عمر گنتے لگے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں پھر ان کے (آدم علیہ السلام کے) پس موت کا فرشتہ آیا تو آدم علیہ السلام ان سے کہنے لگے کہ تم جلدی آگئے میری عمر تو بڑا سال ہے۔ فرشتے نے عرض کیا کیوں نہیں۔ لیکن آپ نے اس میں سے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو دے دیئے تھے۔ اس پر آدم علیہ السلام نے نکار کر دیا۔ چنانچہ ان کی ۱۱۱ بھی مگر ہو گئی اور آدم علیہ السلام بھول ہوئی چنانچہ ان کی اولاد بھی بھولے گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس دن سے لکھے اور مقرر کرنے کا حکم ہوا۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن غریب سے اور کئی سندوں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "فقہ ہے۔"

تفسیر

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ (ص ۱۷۱، ص ۱۷۲)

لَنَا خَلْقُ اَللّٰهُ اَدُمُ ۱۷۱-۱۷۲ جہ جنت کا واقعہ ہے جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہتے تھے۔

أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَهْدِي أَبْوَابَ هِيَ دَعَاوُنَ كَ بَيَانِ مِ

جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں

باب و جلد کی کتابوں میں یہاں پر ہر جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو دعائیں منقول ہیں وہ ہر جگہ ہیں۔
دعوات و دعائوں کی جمع ہے یعنی وہ دعا۔

دعا کہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب طرف خدا کے ساتھ منادی بھی مذکور ہو۔ جیسے یا خدا۔^(۱)

دعائوں میں وہ کلمے بھی شامل ہوتے ہیں جو دعا کا حصہ نہیں ہیں۔

"طَلَبُ الْآذَانِ بِالْفَعْلِ مِنَ الْآذَانِ شَيْئًا عَلَى جِهَةِ الْإِسْبَاطِ" یعنی قول کے ذریعے اپنی دماغ سے کسی چیز کو جبری اور انکار کے ساتھ طلب کرنا۔^(۲)

دعا کرنا افضل ہے یا نہ کرنا افضل ہے:

بعض مسلمان کہتے ہیں کہ سکوت اور تقویٰ و توکل افضل ہے۔

مگر مشہور عالم فرماتے ہیں کہ قرآن مجید و حدیث نبویہ کی بے شمار تفصیلات دعا کی فضیلت پر ہدایت فرماتی ہیں قرآن مجید سے انتہاء بڑھ کر دعا میں تقویٰ کی ہیں۔ دعا کرنا تقویٰ و توکل کے خلاف نہیں ہے۔ اندھنوں کا حکم کچھ کہہ کر دعا کرنا نہ چاہئے اور اپنے آپ کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا محتاج سمجھتے رہنا چاہئے اور ساتھ ساتھ دل میں تقویٰ و توکل کے بھی ہر وقت ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس حال میں مجھ کو رکھے اس میں رہوں گا۔

(۱) مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۰۰ (۲) مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۰۰

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

یہ باب ہے دعا کی فضیلت کے بیان میں

۳۵۰۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ الْأَتْرَمِ عَلَى الْمَلَأِ مِنَ الدُّعَاءِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَمُرُّهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ مَا عَنِ النَّبِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْقَطَّانِ بِهَذَا (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف شریف تھکان کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ محمد بن بشار نے اس حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی سے اور عمران قحطانی سے اس کی سند نقل کرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

اللہ تعالیٰ وراستی کرنا انسان کا مقصد ہے اس کے لئے قربت کرنا ضروری ہے اور انسان کی قربات میں قیمتی اور بہتم و اتم چیز دعا ہے نیز اللہ تعالیٰ کی رحمت و نہایت کو سمجھنے کی سب سے زیادہ طاقت و رسم دعا ہے کہ دعا سے حدیث ہا میں دعا کو سب سے زیادہ کرام والی چیز قرار دیا ہے۔

انھیں محدثان فرماتے ہیں کہ دعا میں تواضع، کساری، احتیاج، دعا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کی دعا سے حدیث بالا میں اس کو اکرم کہہ رہا ہے۔^(۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

۳۵۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ الْأَتْرَمِ عَلَى الْمَلَأِ مِنَ الدُّعَاءِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَمُرُّهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ مَا عَنِ النَّبِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْقَطَّانِ بِهَذَا (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

(۱) جامع الاحادیث، ۱/۱۸۶، ۱۸۷

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

باب اسی سے متعلق

۳۵۰۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ رِزْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ الْأَتْرَمِ عَلَى الْمَلَأِ مِنَ الدُّعَاءِ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَمُرُّهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ مَا عَنِ النَّبِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْقَطَّانِ بِهَذَا (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

(۱) جامع الاحادیث، ۱/۱۸۶، ۱۸۷

صَالِحٍ غَيْرِ نَسَرٍ. ثُمَّ مَالِكٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الدُّعَاءُ مُنْعُ الْعِبَادَةِ فَمَا خَلَيْتُ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا التَّوَجُّهِ لَا يَمُرُّ قَدْرُ لَيْلٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي نُهَيْعَةَ. (ص ۷۷، ص ۱۹)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دعا عبادت کا مغرب ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ان ہی حدیث کی روایت سے پکارتے ہیں۔“

۳۵۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَافِعُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ يَسْبَعٍ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ أَبِيسَافٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الدُّعَاءُ هُوَ تَعَبُّدٌ لَمْ يَخْرُأْ وَقَالَ رَبُّكَ: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ بَاقِينَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مُنْصَوِّرٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ دَرَّاجٍ وَلَا نَعْفُو الْإِمِينَ حَدِيثٌ ذَرَفَ. (ص ۷۷، ص ۱۹)

ترجمہ: ”حضرت نعمان بن اشجر روایت سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا ہی عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”وَقَالَ رَبُّكُمْ..... الْآيَةَ“ (یعنی تم پر بار فرماتا ہے کہ تمہو سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا)۔ ہر ایک کو میری عبادت سے علم ہوتا ہے۔ فقہ رب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ منصور اور شمس نے اس حدیث کو حضرت ذر سے نقل کیا ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی کی روایت سے کہتے ہیں۔“

تَضَرُّعٌ

تَضَرُّعٌ (ص ۷۷، ص ۱۹) یہ دعا یہ ہو کہ مصدر ہے۔ یعنی طلب کرنا۔

مُجْعِ اس کی جمع تاضُّعُ آتی ہے یعنی تڑپ کا گھروں۔

عبارت فرماتے ہیں دعا کو عبادت و مغرب تہی کی وجہ سے کہ دعا میں عبادت بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

دعا کو عبادت و مغرب فرمایا جا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ سے اس کو تضرع اور بڑی برائی ہوئی ہو ہے وہ یہ صفت دعا میں بطور افراساد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اعضا کے لئے قوت و تقویت کا باعث ہے وہی عبادت و عبادت ہی عبادت میں تقویت حاصل کی جاتی ہے۔^(۱)

کوئی یہ نہ سمجھے کہ بندہ جس طرح اپنی ضروریات کے لئے کوشش کرتا ہے ان میں سے ایک کوشش دعا بھی ہے۔ اقول: برائی تو یہ کامیاب ہو جائے اور اگر قبول نہ ہو تو اس کی یہ کوشش رائیجوں کی تشریبوں اور ناکامیوں کے لئے نہ تو ہر حال میں عبادت ہے قبول ہو یا نہ ہو اس کا اجر و ثواب تو قیامت کے دن اس کو ضرور ملے گا۔

حَفِظْنَا احْفَظُوا مِنْ مَنِيْعٍ ... الْمُنْعَةُ هُوَ الْعِبَادَةُ (ص ۷۷، ص ۷۸) یہاں پر مستدین مرحومؒ ہے اور جب مستدین مرحومؒ ہوں تو اللہ کا ذکر و یاد ہے یہاں پر ہمہ ہند کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ امن عبادت کی دعا ہے۔

دعا کو عبادت کہنے کی وجہ:

① عبادت کی حقیقت عاجزی اور انکساری ہے دعا میں بھی ایسی چیز خارج ہے کیونکہ جان اللہ تعالیٰ کے سامنے تفسیر کی طرح بات نہ کرنا اپنی عاجزی کو ظاہر ہے۔^(۱)

② دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو پروا کرنا ہی عبادت ہے۔^(۲)

نتیجہ:

جب دعا کرنا عبادت ہے تو عبادت غیر اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا باطل نہیں وہی غریب دعا بھی غیر اللہ تعالیٰ سے مانگنا باطل نہیں ہوتا۔

وَقَالِ رَبُّنَا لِمَنْ دَعَاؤُنَا يَسْتَجِيبُ لَدُنْكُمْ (ص ۷۷، ص ۷۸)

دعائیں اللہ سے کی جاتی ہیں کہ ہر ضرورت اور عبادت اللہ تعالیٰ ہی سے، دیکھتے ہیں کہ اس عبادت ہے نہ دعا سے آپؐ کی دعا بھی دعا کا نتیجہ فرماتا ہے اور دعا ہے کہ اس کو بھی اس کا حکم فرماتے حضرت اس کی روایت میں فرماتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اگر تمہارا دعا ہے کہ تمہاری دعا مانگے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے، گویا ایک دورانیہ عبادت میں یہ بات نیک کے پاس سے یاد دلانی ہے۔

تَسْتَجِيبُ لَكُمْ (ص ۷۷، ص ۷۸) جو بھی دعا کرتے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں ایسا روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا یادگار اور کریم ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ بٹھاتا ہے تو اس کو اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی کرنا ہے جو اسے شرم آتی ہے۔^(۳)

حضرت شیخ مولانا زکریا جیلانیؒ فرماتے ہیں سن بھری بیسٹ سے ایک آدمی کو دیکھا جو رام کے سامنے غلام پر جھٹنے ٹیٹھتا تھا مسجد سے وہ نکل گیا اس سے حضرت حسن بھریؒ نے فرما دیا دعا کرتے ہوئے کسی کی ضرورت تمہارے پیش نہ آئے گی انار کے بعد کچھ اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی نہ کیا کرو۔^(۴)

تَحْفِظَةُ الْغُرَى:

۱- دار العلوم سورہ مدثر ص ۱۷۷، التفسیر، السلفیہ، ج ۱۲، ص ۱۷۷، دارالعلوم، مدینہ منورہ۔

۲- دارالعلوم، سورہ ابراہیم، ص ۱۷۷، دارالعلوم، مدینہ منورہ، دارالعلوم، مدینہ منورہ، ص ۱۷۷، دارالعلوم، مدینہ منورہ۔

۳- دارالعلوم، سورہ الاحقاف، ص ۱۷۷، دارالعلوم، مدینہ منورہ، دارالعلوم، مدینہ منورہ، ص ۱۷۷، دارالعلوم، مدینہ منورہ۔

۴- دارالعلوم، ص ۱۷۷۔

تخریج حدیث:

۳۵۱۱۔ آخر حدیث جامعہ کتب الأوت باب فضل الذکر۔ حدیث (۳۷۲۳) میں طریق صدور میں نہیں ہے۔ عبد اللہ بن مسعود کہو۔
(۱) اس سانچہ (۳) صرفاً۔ مضمون (۱۹/۲) اس سانچہ (۱۵) مطامیر حق (۵۶۹۶) مقابل ذکر ص ۱۲۔ مکتبہ المدینہ ۱۸۸۵

بَابُ مِنْهُ بَابُ اِیْ سَیْ مُتَعَلِّق

۳۵۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَرْثٍ عَنْ لُحَيْمَةَ عَنْ ذُرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبِّلَ إِلَى الْجَنَّةِ أَفْضَلُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ الدَّاكِرُونَ اللَّهُ كَثِيرًا فَإِنْ قُلْتُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمِنْ النَّبَايِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ سَبْفَهُ فِي الْكُفَرِ وَالْمُسْرِكِينَ خَتَمَ يُنْكَبِرُ وَيُخْتَصِبُ فَمَا لَكَانَ الدَّاكِرُونَ اللَّهُ كَثِيرًا فَفَصَّلُ دَرَجَةٍ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ذُرَّاجٍ. (ص ۱۷۵، ص ۱۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس کا درجہ سب سے افضل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا۔ ابوحید یہ بتاتے کہتے ہیں۔ میں نے بوجھ کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہا کر کے جانے سے بھی افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تیری اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کرے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور غنم آلود ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا درجہ اس (فانی) سے افضل ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ذرّاج کی روایت سے جانتے ہیں۔

تَشْرِیْحُ

سُبِّلَ إِلَى الْجَنَّةِ أَفْضَلُ (ص ۱۷۵، ص ۱۸) ایک دوسری روایت میں "فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلُ وَأَمَّا فَعَلُ دَرَجَةٍ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔^(۱)

حدیث باب میں ذکر کو تمام عبادات سے یہاں تک کہ جہاد سے بھی افضل بتایا جا رہا ہے اس کی وجوہات علماء نے مختلف بیان کر رکھی ہیں۔

- ۱ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو تمام ہی عبادات کا ذریعہ و راستہ ہے۔^(۲)
- ۲ ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے یعنی دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت رہے جس کی وجہ سے وہ تمام کام کرے

کا اور تمام لوگوں سے اپنے آپ کو بچائے گا۔^(۱۶)

یہ حکم عام حالت کے اعتبار سے ہے ورنہ وقتی اعتبار سے کبھی صدقہ اور کبھی جہاد اور کبھی دوسری سہاراۃ افضل ہو جاتی ہے۔^(۱۷)

ذکر کرنے سے بلکہ معافی ہو جاتی ہے۔ جتنا دل صاف ہوگا اتنی ہی تمام غمناکیاں میں جان پیدا ہوگی۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں ذکر کو افضل فرمایا گیا۔^(۱۸)

ترجمہ حدیث:

۳۵۱۳۔۔۔ ترجمہ احمد (۷/۲۳۲) من طبع دار البیضاء عم دواعی ہی اسی تہذیب میں اس مسجد الجندیہ، مدینہ

(۱) عبد احمد (۳) مجلس الامراء (۳) الخوارزمی (۱) ۲۳۲ (۱) جانبہ الذکوب قدری (۲) ۳۳۲ (۲) فتح الباری، ص ۱۱۱
الکتاب (۲) ۳۳۲، معارف الحديث (۲) ۳۳۲

بَابُ مِثْنَةٍ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۱۳۔۔۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ مَالِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ هَنْدٍ عَنْ زَيْنَادِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ أَبِي تَخْرِقَةَ عَنْ أَبِي الدَّرَدَاءِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَنْتِكُمْ بِحَيٍّ أَعْمَالُكُمْ وَأَزْكَىهَا عِزْدٌ فَلْيَكُنْكُمْ زُرْعَةً لَكُمْ فَرِجَانُكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْقَالِي الذَّهَبِ وَالزُّرْقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَذَابَكُمْ فَتَضَرُّوا أَعْفَافَهُمْ وَيَضَرُّوا أَعْفَافَكُمْ قَالَ زَيْنَادُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَكُنْتُ أَلْقَى مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مَا شِئْتُ أَنْجِي مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا التَّحْدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بِمَنْزِلِ هَذَا بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَأَرْسَلَنِي (ص ۱۷۷-۱۷۸)

تقریباً ترجمہ: حضرت ابوذرہ غفاری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے لئے بہترین ہے؟ (یعنی اللہ) کے نزدیک اچھی اور پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اس لئے تعالیٰ کی راہ میں سزا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے تمہارے گناہ کی گروہیں مارتے اور ان کے تمہاری گروہیں مارتے بھی افضل ہے۔ معاف کر دے اور تمہارے لئے عیش کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی ذکر الہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ بعض حضرات نے اس حدیث کو عبداللہ بن سعید سے اسی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔

أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَنَا أَنَا مَا أَسْخَلَكُمْ فُتْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ يَمْنُو لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَمْ حُدِثْنَا عَنْهُ يَتَى إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى خَلْقِهِ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ لِمَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ عَلَيْنَا بِهِ فَقَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ فَلَمَّا قَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَنَا أَنَا لِمَ أَسْخَلَكُمْ فُتْمَةً لَكُمْ إِنَّهُ أَنَا لِي جِبْرِيلُ وَأَخْبَرُنِي أَنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ هَذَا حَدِيثٌ خَصٌّ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَأَمَّا نَفَاةُ السَّعْدِيِّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ جَيْشَى وَأَبُو عُثْمَانَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ عُثْمَانُ الرَّحْمَنِيُّ بْنُ مَلِيٍّ (ص ۱۷۵، ص ۱۷۶)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معلویہ رضی اللہ عنہا مسجد آئے تو لوگوں سے پوچھا کہ کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہی بیٹھے ہوئے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ قسم ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سو میں نے کسی ایثار یا تہمت کے پیش نظر تم سے قسم نہیں لی اور تم لوگ تو جانتے ہو کہ میں شدت احتیاط کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ سے کم احادیث نقل کرتا ہوں۔ آپ ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کے حلقے کی طرف تشریف لائے اور ان سے بیٹھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعریف کر رہے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی جاہلیت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔ ہمیں اس دولت سے نوازا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم کیا تم اسی لئے بیٹھے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں جھوٹ کے گمان کی وجہ سے قسم نہیں دی۔ جان لو کہ میرے پاس جبرئیل رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابو نعیمہ سعدی کا نام عمرو بن جیشی اور ابو عثمان خدری کا نام ابو عبد الرحمن بن مہزیل ہے۔“

تَفْصِيلُ الْحَقِيقَاتِ

حدیث بالا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے لئے چار نعمات کا وعدہ فرمایا جا رہا ہے۔^(۱)

پہلا انعام:

حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ (ص ۱۷۵، ص ۱۷۶) ذکر کرنے والوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ فرشتے ایک دوسرے کو جلاتے بھی ہیں اور آسمان تک ان کا انعام ہو جاتا ہے۔

دوسرا انعام:

وَأَغْنَيْنَهُمُ الرَّحْمَةُ (ص ۱۷۵، ص ۱۷۶) رحمت ان پر چھا جاتی ہے جس کی وجہ سے ذکر کرنے والوں کے دل نرم ہو

جوتے ہیں اور ان اللہ تعالیٰ کی اعانت کرنے میں مدد دے گا۔

تیسرا انعام:

وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ السَّجْدَةَ: اصرہ ۷۷۰، سورہ ۷۷ پر سجدہ نازل ہوا ہے۔

لیکن سے کیا مراد ہے:

اس بارے میں ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت سے اقوال نقل کیے ہیں۔

۱) تمام اعراس علیٰ چیز فرماتے ہیں لیکن ایک چیز ہے جس کا چرواہائی کی طرح ہوتا ہے اس کا خصوصی نزل ہوتا ہے۔

۲) غارہ سعدی کے بقول منکے کے شفت کا نام ہے جو موے کا ہوتا ہے جس میں ایٹھا، بیٹھا، کے بالوں کو جس دیا جاتا تھا۔

۳) اس سے اللہ تعالیٰ کی دُکس راست مراد ہے۔

۴) سکونِ قلب مراد ہے۔

۵) وقار مراد ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیکن ایک عام لفظ ہے جس سے سب ہی اقوال مراد لئے جا سکتے ہیں۔ (۱) (واللہ اعلم)

بہ اسباب:

چوتھا انعام:

وَذَكَرْهُمْ اللَّهُ فَتَمَلَّ عَصَاهُ: اس سے اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں اس کا ذکر فرماتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا فرمائے گا اور اولاد لایا تو اس پر فرشتوں نے طعن کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ لوگ دین

میں فساد کریں گے مگر وہی جو اس کے موقع پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر نازل فرماتے ہیں اور ان کو انسانوں کی پیدائش پر اعتراض یا

دلاتے ہیں۔

انسان ملا، نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر فرشتوں سے فرماتے ہیں: انکو انسانوں کو ان میں سے سے فرمایا گا، وہ

بھی سمجھ رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ کو دیکھا مگر نہیں سمجھا سب باتوں کے باوجود وہ مجھ سے خوف کھ رہے ہیں اور مجھ کو یاد

رہے ہیں۔ (۲)

حُذِّثُوا مَخْمُومٌ لَّنْ بَشَارًا: اصرہ ۷۷۰، سورہ ۷۷: اَللّٰهُ مَا اُجْلِلَتْ نَجْمًا: اصرہ ۷۷۰، سورہ ۷۷

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتے ہوئے خود کھانا اور کپڑے کا جو قسم دیا اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: قسم دینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ نیک عبادت نے ان کو اپنی تعریف کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تعریف کرنے سے

مدد کی اور کھانا پر ہی تھی ہے یا اسی ذکر کرنے پر؟ قسم دینے کے بعد یہ بات متعین ہوئی کہ ان کی تعریف کرنے کی وجہ صرف

یہی ذکر کرنا ہے۔

موتیر خیر درود نہ گنج بابائے تو اس مجلس دالے نصمان میں ہیں۔ پس نکرانہ توحی چاہے تو انہیں مذہب سے درجائے تو نہیں بخش دے۔ یہ حدیث مصححین اور مغررت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کئی مسندوں نے منقول ہے۔

الْحَبِشِيُّ عَنْ حُظَلَّةَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانُوا يُسَوِّدُونَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، ثُمَّ يُخْطِفُهُمْ حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ قَالَ: فَحَسَدُوا بَرَّ الْمَعْنَى فِي حَدِيثِهِ ثُمَّ يَزِيدُهُمْ حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى وَقَدْ تَقَرَّرَ بِهِ وَهُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ سَائِرُ وَحُظَلَّةُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْكُوفِيُّ بَعَثَ وَتَفَعَّلَ لِحَبِشِيِّ بْنِ سَعْدٍ لَخَطَّابٍ (ص ۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ثمر بن خطاب دوسرے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اپنے پیروں اور سر پر کھیرے بغیر دایں نہ لگاتے۔ ثمر بن ثقی بھی اپنی حدیث میں اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اس حدیث ممکن کی روایت سے جانتے ہیں۔ عباد بن یحییٰ اس حدیث کو نقل کرنے میں متحرک ہیں جبکہ ابوالفضل الحدیث میں اس سے کئی راوی روایت کرتے ہیں۔ حذفہ بن اوس بن ابی شیبہ ہیں۔ یہی ان معبود تھان کے انہیں ذکر فرمایا ہے۔

تَفْصِيْلُ حُجُجِ

رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ (ص ۱۰۸) سے روایت کے لیے جو فرماتے۔

علاء فرماتے ہیں کہ ہمیں ہاتھ اٹھانے کا دعائے فراغت سے بعد ہاتھ کو دایں پر کھیرنا آپ ﷺ سے قریب قریب ثابت ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے تقریباً انہیں احادیث اس بارے میں جمع کی ہیں۔^(۱)

بعض لوگوں نے اس سے جو صحاح یا اب اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت سے غلط فہمی ہوئی ہے اس غلط فہمی کو علامہ نووی اور ابن حجر رحمہ اللہ نے دفع کیا ہے۔^(۲)

اس میں آج آپ ﷺ تَلَمَّ يَكُنْ تَسْبِيحُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْأَسْتِغَاثَةِ آپ ﷺ نے استغاثہ کے علاوہ کسی حالت میں ہاتھ نہیں اٹھاتے۔^(۳)

اس کا جواب ابن حجر رحمہ اللہ نے دیا ہے کہ اس حدیث میں استغاثہ میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ عام حالت میں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے بلکہ یہ مذکور کرتے تھے یہ مراد ہے۔

دوسرا جواب ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ مقدسی سے نقل کیا ہے کہ عام روایت میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس لیے یہ روایت مقدمہ ہوں گی۔^(۴)

حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (ص ۱۰۸) سے روایت میں کہ انہیں اپنے چہرے پر کھیرتے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ بالکل واقعہ کی طرح اپنی حاجت کا سوال کرتا ہے اور پھر آخر میں چہرے کو ہاتھ کو دایں پر کھیر لیتا ہے اس تصور کے ساتھ کہ پہلے ہونے ہاتھ خالی نہیں دے ہیں جب کہ چہرہ کی دست اور اس کا کوئی حصہ نہ ہوتا ہو۔

(a)

روائی حدیث حضرت ابان کو قانع تھا پہنچے جو شخص ان سے یہ حدیث سن رہا تھا عجب سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت ابان نے فرمایا: "دیکھتے ہو۔ حدیث اسی سرگاہ میں طرح میں نے تم سے بیان کی اور (قانع) کی وجہ یہ ہے کہ میں نے سن دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی: کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی قدر پڑے۔" اسے یہ حدیث سن کر عجب سمجھ رہے۔

۳۵۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، لَأَسْبَحُ نَا غَفِيَةً نَحْنُ جَالِدٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعِيدِ بْنِ الْعَبْدَانِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ فُؤَادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حَبْنُ يُغْفِرَ ذَنْبَهُ وَلَهُ بِإِسْلَامِهِ دِينًا وَنَحْسَبُ نَبِيًّا كَانَ - فَأَعْلَى لِلَّهِ أَنْ يَرْجِيَهُ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا التَّوَجُّو (اص: ۵۷۷-۵۷۸)

ترجمہ: "حضرت فواد بن ابیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز کے وقت کہے 'اَرْجِيْتُ بِاللّٰهِ سے نبیاً تمک' (میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار کو، اسلام کے دین کو، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں) تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ وہ اس سے راضی ہو۔ یہ حدیث نہ سننے سے عجب رہے۔"

۳۵۳۶ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ مَا حَوَّلَهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ فُؤَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَبْلَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَمْسَى قَالَ أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى لَمَلْتُ بِلَهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ زَادَ قَدْرَهُ الْمَلَكُ وَلَهُ الْخَلْدُ وَهُوَ عَلِيُّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيمٌ سَأَلْتُ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَسَرِّ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُكَ مِنَ الْكُفْلِ وَمَوَاقِيعِ الْكِبَرِ وَأَعُوذُكَ مِنْ عَذَابِ الْمَاءِ وَعَذَابِ النَّفْرِ وَالْأَضْيَاحِ قُلْتُ رَأَيْتُكَ أَيْضًا أَصْبَحْتَ وَأَصْبَحَ الْمَلَكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ هَذَا حَدِيثٌ خَيْرٌ مِنْ جَمِيعٍ وَقَدْ زَادَ شُعْبَةُ بِهِمَا الْإِسْلَامَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَكَانَ بِرَأْفَةٍ (اص: ۵۷۷-۵۷۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ عقیل سے روایت ہے کہ میں کرم سر پہنچے مرام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ "مَسَيْنَا... وَ عَذَابِ النَّفْرِ" (یعنی میرے اور چوری کا کائنات نے اللہ تعالیٰ کے لئے شام کی۔ تمام قرآنیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس کے اور کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں راوی کہتے ہیں یہ سب نیاں میں یہ بھی فرمایا کہ اس کے لئے باوجودات ہے اور تمام قرآنیں اسی کے لئے ہیں اور وہ چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ میں تمہارے اس بات کی توجہ اور اس کے بعد آئے دلی پہنچ ہی کا سوائے تمہارے کہ تمہارے اس رات کے شہداء میں کے بعد آئے دلی شہرے نہ رہا تھا ہوں۔ ہر دن اور ہر عرصے کی برائی سے بچاؤ تمک ہوں۔ اور نماز اور عذاب کچھ۔ یہ بھی پناہ مانگا ہوں اور جب تک کرتے تو بھی بکری دعا دیتے ہیں "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ" کی جگہ "اَصْحَبْنَا" فرماتے۔ شعبہ نے یہ حدیث، اس معبود عظیم سے اسی سند سے غیر مرفوع روایت کی ہے۔"

۳۵۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خُبَيْرٍ قَاغُذًا قَالَ سَمِعْتُ أَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَمُّ أَحْبَابَهُ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ أَخَذَكُمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْتُ وَبِكَ أَمْسَيْتُ وَبِكَ لَحُوتُ وَبِكَ نَحُوتُ وَبِكَ نَفُوتُ وَبِكَ ائْتَمْتُ وَإِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْتُ وَبِكَ أَصْبَحْتُ وَبِكَ لَحُوتُ وَبِكَ نَحُوتُ وَبِكَ ائْتَمْتُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. (ص: ۱۶۷، ص: ۱۶۸)

ترجمہ: ”حضرت الامام ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام سے ملنے کو نکلا کرتے تھے صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے: ”اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا . . . وَبِكَ ائْتَمْنَا“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم نے تیرے ہی حکم کے ساتھ صبح کی اور تیرے ہی حکم سے شام کی اور تیرے ہی حکم سے چیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مر رہیں گے پھر میری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے) اور شب شام دو تہیہ پڑھا کرتے: ”اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا . . . وَبِكَ ائْتَمْنَا“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم نے تیرے ہی حکم سے شام کی اور تیرے ہی حکم سے صبح کی تھی۔ تیرے ہی حکم سے ہی مجھ کو دے پر چیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مر رہیں گے پھر میری ہی طرف اکٹھے ہو کر آئیں گے) یہ حدیث حسن ہے۔“

تشریح

فِي صَبَاحٍ مَحْمُودٍ وَمَسَاءٍ

صبح سے شام اور شام سے صبح کا وقت ہے اور شام سے عصر کے بعد صبح کے کر تھائی صبح کا وقت صبح ہے۔ (اس کے بارے میں بھی کئی اقوال ہیں۔)

فَلْيَقُلِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (ص: ۱۶۷، ص: ۱۶۸) میں دعا کی برکت یہ ہے کہ جب آدمی اس توحید کے وقت پڑھے تو شام تک تمام یہ اکل اور کایف سے محفوظ رہے گا اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک محفوظ رہے گا۔

یہ صبح و شام کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ قدرت سبحان اس دن یہ دعا پڑھ کر آدمی جوں پائے گا۔

مرطی نامی بیٹہ نے ابو داؤد کی روایت سے نقل کیا ہے: ”فَجَعَلَ الرَّسُولُ الَّذِي سَمِعَ مِنْهُ الْحَدِيثَ يُعَلِّمُ ابْنَهُ فَقَالَ لَهُ مَالِكُ بْنُ نَفْعٍ إِنَّهُ قَوْلُ اللَّهِ مَا خَلَقْتُ عَلِيًّا مُغْتَضًا وَلَا خَلَقْتُ عُثْمَانَ عَلِيًّا نَسِيًّا وَلَكِنْ بَرَأْتُ لِيذِي أَحْسَنِيهِ مِنْهُ مَا صَاحِبِي خَصِيْتُ وَسَبَيْتُ أَنْ أَقُولَ لَهَا“ (۱)

فی الاخرین ولا فی الشَّوْبِ (ص: ۱۶۷، ص: ۱۶۸) نے کہا ہے حدیث میں اللہ شہ باہم ہے اس میں زمین اور آسمان بھی داخل ہیں مگر زمین اور آسمان کو دوبارہ تائید تاکیدی اور مبالغہ کے لئے کہ کسی قسم کی کوئی بھی وقت اور جگہ یا مکانی جو سب سے دور محفوظ رہے گا۔“

حدیث قرسی بیچنے پر واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ سر روزانہ یہ دعا پڑھ کر ایک دن پڑھنا جوں گیا ہی اس ایک چھوٹے بھی کہ

کات لیا۔^(۱)

حَدَّثَنَا أَبُو سَيْبٍ الْأَسَدِيُّ ... (ص ۱۶۱، س ۱۸) اس دعا میں سختی عظیم بشارت دی جارہی ہے جب مومن بندہ صبح شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے گا تو اللہ و رسول کے ساتھ اپنے دین و دھرم پر ایمانی تعلق کو تازہ اور مستحکم کر لیتا ہے یہ نہ صرف اللہ کے لئے ہے کہ اس دعا میں قبر کے بیٹوں سوالات کے جوابوں کی طرف بھی اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اس دعا کے اہتمام سے قبر کے سوالات کے جواب میں یہ سرخرو ہوگا۔

حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرْضِيَهُ: (ص ۱۶۲، س ۱۹) جب آدمی قبر کے امتحان میں کامیاب ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ پھر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے سہولت اور آسانی پیدا فرمادیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر انعامات کی بارش ہوتی ہی جائے گی۔^(۲)

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ ... وَخَلَدَهُ لَا شَرَّ لَكَ. (ص ۱۶۳، س ۲۰) اگرچہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں اس کا مفہوم آجکا تو عمر مزید مباحثہ اور تاکید کے لئے اس کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ: (ص ۱۶۴، س ۲۱) ہر شبہ فرماتے ہیں کہ اس دعا میں مطلب یہ ہے کہ اس رات میں مجھ کو عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔^(۳) یہ مطلب یہ ہے کہ جو برائی اس رات میں نازل ہوئے والی ہے اس برائی کو اللہ تعالیٰ بھلائی سے بدل دے اسی وجہ سے ایک دوسری روایت میں "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔^(۴)

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ اللَّيْلَةِ: (ص ۱۶۶، س ۲۲) ایک دوسری روایت میں "وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَفِيهَا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔^(۵)

وَسُورَةُ الزُّكْرِ: (ص ۱۶۶، س ۲۲) (پڑھا جائے گی برائے املا میں جاری پڑھتے فرماتے ہیں اسی بڑی عمر ہو جائے کہ آدمی کی عقل ضائع ہو جائے یا اس کی باتیں خلط و سخط ہو جائیں۔^(۶)

الْكُفْل: (ص ۱۶۶، س ۲۲) کُفْل سے چلہ لگی جا رہی ہے بمعنی سستی کا مٹی، کھسکتے ہیں عبادت پر قادر ہونے کے باوجود عبادت کے کرنے میں تاخیر کرنا اس کی وجہ شکر کے جذبے یا خیر کے جذبے پر غالب ہونا ہوتا ہے۔ عذر بھی پڑتا فرماتے ہیں کُفْل ان چیزوں کے کرنے میں تاخیر کرنے کو کہتے ہیں کہ جن چیزوں کے کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے اور یہ باوجود کُفْل میں خیر کے استطاعت ہونے کے۔ خیر کے کاموں میں کُفْل کے اچھے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔^(۷)

الْكُفْل کے بعد بعض روایات میں الکبر کا بھی غلط تفسیر ہے اسی کو قرآن میں كَرَّوْكَی "تَعْمُرُ كَرَّوْكَی" ہے کہ ایسی حر ہوتی جس میں بعض اعضا کمزور ہو جائیں یا کام کرنا چھوڑ دیں۔^(۸)

شیخ عبدالحی محدث دہلی پڑھتے فرماتے ہیں اس حدیث میں ترقی لانی سے غلی کی طرف ہے آدمی میں سب سے پہلے

بَابُ مِنْهُ

باب اسی سے متعلق

۲۵۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ نَا أَبُو ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَو بْنَ عَاصِمٍ النَّدِمِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرَّيْ بِمَنْ أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالنَّهَائِ وَأَكْبَرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَعَلِيمُ أَنْفُسِنَا إِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَبَشِيرِكَ قَالَ قُلْتُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ وَإِذَا أَخَذْتُ مَضْجَعِي هَذَا حَدَّثَنَا حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۷۶، ص ۲۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے صبح و شام کوئی دعا پڑھنے کا علم دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھ کر ”اللَّهُمَّ عَلِيمُ الْغَيْبِ...“ (یعنی اے اللہ! اے غیب اور اس کی باتوں کے جاننے والے، آسمان و زمین کے پائنے والے، ہر چیز کے مالک اور پروردگار! میں کوئی دین یا اس کے مرتبے سے سوال کرتی سمجھتی ہوں اور میں تجھ سے اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور شرک سے بچاؤ لگتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا اسے صبح و شام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تَفْسِيرُ

إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ (ص ۷۶، ص ۲۱) صبح اور شام میں زندگی کی ایک منزل، طے کر کے آگے بڑھنے کی منزل میں قدم رکھنا ہے اس دعا میں بھی اشارہ ہے کہ آگے بڑھنا، خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے قلبی و احکام کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اپنے عملوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ سوائے نبی ماسکے اور بھکاریوں کے اللہ جن شانہ سے دعا کرتا رہے۔“

عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالنَّهَائِ (ص ۷۶، ص ۲۱) غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو بندوں سے کاتب ہیں۔

وَالنَّهَائِ (ص ۷۶، ص ۲۱) اور چیزیں جو بندوں پر ظاہر ہوں۔

مِنْ شَرِّ نَفْسِي (ص ۷۶، ص ۲۱) میرے نفس سے بچاؤ! کہ سمجھو جو شیطان کے شر سے بھی شیطان کے دوست کے لئے اور شیطان کے شر اور کرنے سے بچاؤ ہے کہ اس سے بچاؤ لگتا ہے۔

وَبَشِيرِكَ (ص ۷۶، ص ۲۱) تمہیں کے نزدیک کے ساتھ اس کو پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کے حال سے بچاؤ لگتا ہوں اور تمہیں کے نزدیک کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کے خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے بچاؤ لگتا ہے۔

تَحْرِيقُ جَدَارِي:

٢٦:٢. أخرجه أحمد (١/١٠١) عن ثعلبة بن عطاء عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه

(١) معارف الحديث ٢٤/١٩٨٢، نهج الأحرف ٢٢٧/٩

بَابُ مِتِّهِ

باب اسی بارے میں

٢٥٢٩ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُوَيْبٍ نَا غُنْدَلَفُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ وَبَرٍ عَنْ عَقْمَانَ بْنِ دِينَارٍ عَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى سَبِيلِ الْإِسْتِغْفَارِ أَتَلْهُمُ أَنْتَ رَجُلٌ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَسِيدُكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا مَخَنَعْتُ وَأَمَرَكَ لَكَ بِعَمَلِكَ عَلَى وَاعْتَرَفَ بِذُنُوبِي فَأَعْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ لَا يَمُرُّهَا أَحَدُكُمْ جِنٌّ بَشَرٌ إِلَّا أَنْ يَمُرَّ عَلَيْهِ فَدَرَّ فَبِئْسَ أَنْ يُصْغَحَ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُولُهَا جِنٌّ يُصْغَحُ فَبِئْسَ عَلَيْهِ فَدَرَّ قَبْلَ أَنْ يَمُرَّ بِهِ الْجَنَّةُ وَبِئْسَ الْبَابُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أَبِي بَرزَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَغُنْدَلَفُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ هُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ الرَّبَاعِيُّ

١٧٧٦ - ١٧٧٧ - ١٧٧٨

ترجمہ: ”حضرت شہاد بن اویس کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں استفادہ کے سوا ہمارے کے متعلق نہ بتاؤں وہ یہ ہے ”اللّٰهُمَّ اِنَّا اَنْتَ“ (یعنی) اے اللہ تعالیٰ تو ہی ہمارا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بند ہوں اور جہاں تک میری استطاعت ہے تیرے عہد و بیعت پر قائم ہوں، تجھ سے اپنے کاموں کے شر سے بچنا مانگتا ہوں اور اپنے اوپر تیرے حسنوں کا قرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں اور تجھ سے مغفرت کا طلب گزار ہوں کیونکہ تیرے طاہرہ کوئی گناہوں کو بخشے والا نہیں۔“ پھر فرمایا کہ اگر کوئی آدمی شام کو یہ دعا پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مرنے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی اور جو آدمی صبح کو یہ کلمات کہے اور شام سے پہلے اسے موت آجائے وہ بھی جنتی ہے۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابن ابی زبی، اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ عبد الغفر بن علی حازم سے مروا ہے ابنی حازم نااہل ہیں۔“

إِنِّتْ وَفَوَظْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ لَا مَسْجَا بَيْنَكَ إِلَّا إِلَيْكَ أَوْ مِمَّا يَكْتُمُونَكَ وَبِهِ مُسْتَفْتٍ فَمَنْ مَلَكَتْ مِنْ تَلْبِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا التَّوَجُّهِ مِنْ حَدِيثِكَ رَأَيْتُ فِي غَدَائِيحِ (ص ۱۷۷، ص ۱۹)
ترجمہ: ”حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اُمّ تم میں سے کوئی دامنِ تروست لیت کر یہ دعا پڑھے اور یہ اسی رات میں سو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ ”اللَّهُمَّ ... وَبِهِ مُسْتَفْتٍ“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے آپ کو تیرے ہی پر دکر دیا انا چہرہ تیری طرف متوجہ کر رہا ہوں اپنی چیخ و پکار تیری چناؤ میں دے دیا، اپنے کام تجھے سونپ دیتے کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کا تیرے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں، میں تیری کتاب اور میرے رسول سے بچتا ہوں ایمان والا)۔ یہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسنِ غریب ہے۔“

۳۵۳۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُصْلَبٍ نَا عَفَنَ بْنَ مُسْلِمٍ نَا حَسَّادُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى بَرَانِبِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لِيَدِي أُطْعِمُنِي وَسَعَانَا وَكَلْبَانَا وَأَوَانَا فَكُنْ بَيْنِي لَا تَكُ فَيَ لَمْ وَلَا مُؤَاوِي هَذَا حَدِيثٌ خَسَنٌ غَرِيبٌ مُتَّبَعٌ (ص ۱۷۷، ص ۱۹)
ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ پر تقرب لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے ”الْحَمْدُ لِلَّهِ ... وَلَا مُؤَاوِي“ (یعنی ترم تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے انہیں کھلایا اور پلایا میں حقوق کے شر سے بچایا اور انہیں ٹھکانہ دیا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو کوئی بچانے والا ہے اور نہ ان کا ٹھکانہ ہے)۔ یہ حدیث حسنِ غریب ہے۔“

تفسیر

عَلَى الْبَصَرِ (ص ۱۷۷، ص ۱۹) نصرت سے مدام اسرار ہے کیونکہ مؤمن کی سب سے بڑی تمنا یہی ہوتی ہے کہ اس کو ایمان اور اطمینانِ دل میں موت آئے اور اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے اس کو یہ موت ملے گی۔ (ان شاء اللہ)
”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْنِي نَفْسِي“ (ص ۱۷۷، ص ۱۹) مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے آپ کو تیرے کئے تابع کر دیا کیونکہ قطعِ امید و توکل و تمسکِ بچھوٹے بطنِ ذاتِ آپ ہی کی ہے اے خدا تو میرے ساتھ خیر کا معاملہ فرما۔ اب چونکہ میں تیرے ہوالے ہوا ہوں اس لئے آپ جس حال میں بھی بھیج دو تمہیں گئے اس پر میں اعتراض نہیں کروں گا۔
”يُغْنِي“ (ص ۱۷۷، ص ۱۹) بمعنی تواب کا ثواب۔

وَالْغَنَاءُ (ص ۱۷۷، ص ۱۹) بمعنی عذاب کا خوف۔“

وَالْجَنَافُ فَلَهُوَ فِي إِلَيْكَ (ص ۱۷۷، ص ۱۹) میں نے اپنی چیخ و پکار تیری طرف پناہ لی، مطلب یہ ہے جس طرح آدمی کو سے سہارا الحیا ہے اوتوں سے مس کرتا ہے اسی طرح میں نے بھی اے اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں آپ کا ہمارا سہارا لے کر اپنے اللہ

قوت حاصل کی ہے۔

خَذَلْنَا مُعْذِرِيكَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) عَلِيُّ حَبِيبِ الْاَلَمَنِ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) عداوت قاضی میاں کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کی کثرت پر لینے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا دل بائیں جانب ہوتا ہے تو یہ جب دائیں کثرت پر لینے کا فائدہ میں بالکل مستغرق نہیں ہوگا کثرت کو تجھ میں جاگنا اس کے لئے آسان ہوئے گا ورنہ اگر بائیں کثرت پر لینے کا تو گہری بند آئے گی اور بحررات کو اٹھانا مشکل ہوگا۔

ابن جوزی کہتے فرماتے ہیں کہ دائیں کثرت پر سوا صحت کے لئے بھی مفید ہے۔ طاعی تھوڑی سیسہ فرماتے ہیں کہ ابتدا و دائیں کثرت پر لینے اور پھر اگر پہلا تھوڑی سیسہ کی بعد بائیں کثرت پر لیت جائے۔^(۱۱) سیروال: آپ نے فرمایا کہ دل تو ہمیشہ بیدار ہونا تھا غفلت نہیں ہوتی تھا تو آپ دائیں کثرت پر کیوں لینے لگے؟ جواب: ① امت کی تعمیر کے لئے ایسا کرتے تھے۔

جواب: ② آپ نے فرمایا کہ دالے کا سون کوئی طرف سے تن کر کے کو پیسہ فرماتے تھے۔^(۱۲) خَذَلْنَا اِبْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ مَرْثَدَةَ (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) وَخَذَلْنَا: (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) س ۱۷۸ "اور بنی کثرت فرمائی" مطلب یہ ہے کہ ایسا کر دینے والی اور ملک کرنے والی چیزوں سے ہم کو بچایا اور بنی ضروریات کو پورا فرمایا۔^(۱۳) وَالْوَالِدَا: (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) س ۱۷۸ "ہم کو لکھا تھا" بیان "مطلب یہ ہے کہ رہنے کے لئے مکان دیو جس میں ہم اپنے جسم کو چھپاتے ہیں بخلاف حیوانات وغیرہ کے کہ ان کے اکثر کے لئے مکان نہیں ہوتا۔

فَكَمْ مِمَّنْ لَا يَكْفِيُ فَنَّهُ وَلَا مَرْوِي. (ص ۱۷۷، ص ۱۷۸) اس جملے کے معنی ہیں کہ ہم نے تم کو طلب بیان فرماتے ہیں۔ پہلا مطلب: بہت سے لوگ ایسے ہیں جو غصوں کے نرنے میں ہیں یا بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کا کوئی پرمان حال نہیں ہوتا نہ تعالیٰ نے ہم کو ایسا نہیں بنایا۔

دوسرا مطلب: یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو مسلمان بنایا اور اپنی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا موقع دیا۔ دین میں کئے گئے لوگوں کا کفر و شرک میں جو اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں جانتے ہیں وہوں پر اللہ تعالیٰ کی عداوتیں ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مومنین پر آتی ہے۔

اس مطلب کی تیسرے قرآن مجید کی آیت سے بھی ہوتی ہے ﴿وَلَقَدْ بَلَّيْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِآلِ اللَّهِ تَوَلَّىٰ كِبْرًا ۖ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللَّهِ﴾ (دو اس لیے کہ ایمان والوں کا کفر سارا خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس لیے کہ کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔)

تیسرا مطلب: دنیا میں کئے لوگ ہیں جو کھانے کی چیزوں کو کھا نہیں سکتے، پینے کی چیزوں کو پی نہیں سکتے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا عذاب مقرر ہو چکا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر انصاف فرمایا کہ ہم کو اپنی غصوں سے بھی نواز اور عذاب والوں میں سے ہم کو نہیں بنایا۔^(۱۴)

تخریج حدیث:

۳۵۴۔ أخرجه البخاري: كتاب: الوصايا باب: إذا كنت طاعراً حديث (۶۶۷۱) وصلى: كتاب: الذكر والعبادة وتكريره والاستسعا
لرب ما يؤول منه يوم وأحد المصحيح: حديث (۵۶۱ - ۵۶۲) من طريق محمد بن عيسى عن الأعمش عن عمار بن عبد الله عن
۳۵۵۔ أخرجه الشافعي في الكبرى: كتاب: فعل اليوم والثناء: ۱، وما يقبل من عرج في صمدية: حديث (۱۰۰ - ۱۰۱) وابن
الحديث في (الترغيب والترهيب) (۱/۲۵۶ - ۱۲۷) حديث (۵۶۱۱) وعنه في (المعجم) من طريق يحيى بن إسحاق عن أبي رافع عن
رائع مذكور
۳۵۶۔ أخرجه مسلم في (الذكر والثناء والثناء) في (المستدرک) ما يؤول من (المعجم) في (المصحيح): حديث (۱۰ - ۱۱) وابن
كتاب: الأئمة: ۷ ما قال عن (اليوم) (۵۶۱) والحديث ليس في البخاري إنما عرج من (الجامع) عن أبي رافع في (الترغيب والترهيب)
(۱/۱۲۷) من طريق محمد بن مسلمة عن أبي رافع

(۱) تعليق المصحيح (۱/۱۲۷) في (الترغيب والترهيب) (۱/۱۲۷) في (المعجم) (۳۵۶۱) عن أبي رافع (۱۰۰ - ۱۰۱) من (الترغيب والترهيب)
(۱/۱۲۷) تعليق المصحيح (۱/۱۲۷) عن أبي رافع (۱۰۰ - ۱۰۱) في (المعجم) (۳۵۶۱) عن أبي رافع (۱۰۰ - ۱۰۱) من (الترغيب والترهيب)
(۱/۱۲۷)

بَابُ مِثْنَةٍ

باب اس کے بارے میں

۳۵۳۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ نَاثِرُ مَعَاوِيَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ غِي النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَأْتِي إِلَى بَرِّهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَلَدَى لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ
إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مَغْفِرَةُ اللَّهِ لَهُ وَتُورَةُ وَبَن كَانَتْ مَغْفِرَةً وَبَدَّ الْمُبْدِي وَإِنْ كَانَتْ عَذَابُ وَرِي تَشْجِرٍ وَإِنْ كَانَتْ
عَذَابُ رَحْلٍ غَالِجٍ وَإِنْ كَانَتْ عَذَابُ أَيَّامٍ لَدُنَّا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ
حَدِيثِ عَطِيَّةَ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعِيدٍ (ص: ۱۰۰)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سو مرتبہ کہے "اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ
..... الخ" (یعنی اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا طلب گزار ہوں) جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور سنبھالنے والا ہے،
میں اس سے توبہ کرتا ہوں، میں اس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے گنہگاروں کو معاف فرمائے گا خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے
برابر ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر یا (صحرا) کانٹوں کی دیت کے برابر یا دنیا کے دولت کے برابر، اسی حال۔ یہ
حدیث حسنی غریب ہے، ہم اس حدیث کو صرف عبداللہ بن مسعود کی سند سے دیکھتے ہیں۔

الذی یؤمن فی الصدق عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔
 ثم ترجمہ: "حضرت براہین و ثواب جزیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے لئے فرمایا ہے کہ تم کو اللہ کے لئے جان و مال کی قربانی کرو۔" (یعنی) اللہ کے لئے قربانی کرو۔ جس میں ان کو اپنے بندوں کو
 اللہ کے لئے قربانی کرنے کا یہ حدیث اس سند سے صحیح ہے۔ ثوری اسے جو سننے سے وہ براہین سے نقل کرتے ہیں
 نہیں اور جلیق اور براہین کے درمیان کسی راوی کا ذکر نہیں کرتے۔ شعبہ اسے ابو جلیق سے نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث
 ابو جلیق سے ابو جلیق کے واسطے سے بھی مروی ہے۔

== شیعہ ==

نسخہ رأیہ (ص ۱۷۷)۔ اس میں ۱۷۷ روایت میں نسخہ خذہ کے بھی الفاظ وارد ہوئے ہیں ان دونوں میں تطبیق کی
 ضرورت یہ ہے کہ دشمن اور سر قریب قریب ہیں اور جس راوی نے جو دیکھا اس کو نقل کر لیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ اپنے
 ہاتھ کو سر کے نیچے اور کبھی رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔^(۱)

اللَّهُمَّ قَبِّلْ عَذَابَكَ (ص ۱۷۷)۔

سیدنا: آپ سیدنا تو حضور تھے آپ سیدنا یہ وہ نہیں پڑھتے تھے۔

خبرانیہ: (۱) ائمہ کی اور تابع کی وجہ سے۔

خبرانیہ: (۲) امت کی تعظیم کے لئے۔

اَوْ تَسْعَدُ عِبَادًا (ص ۱۷۷)۔ اس میں ۱۷۷ روایت میں شیعہ بھی آئے ہیں ان میں ۱۷۷ مفہوم ایک ہی ہے۔^(۲)

سیدنا: آپ سیدنا اس دن کو رات کے وقت کہاں پڑھتے تھے۔ ان میں بھی آپ بھی پڑھتے تھے۔

خبرانیہ: ان میں بھی مانگنے میں کوئی فرق نہیں ٹھہرتا۔ اس کے ساتھ یہ دو مشابہت ہے کہ تفسیر تفسیر موت کی بات ہے۔ اس لئے
 اس دن کو رات کے وقت آپ پڑھتے کا جزم فرماتے تھے۔^(۳)

اور ۱۷۷ فریاد کی روایت میں آئے ہیں۔ آپ سیدنا اس دن کو تین مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔

پیشینہ خبرانیہ:

۳۵۳۔ احمد جہ أحمد (۳۵۳)۔ و بعد منی (۳۵۳)۔ حدیث ۱۱۱۱۔ احمد طبری و جلیق۔ عمر عن عمر بن الخطاب عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔

۳۵۴۔ احمد جہ أحمد (۳۵۴)۔ و بعد منی (۳۵۴)۔ حدیث ۱۱۱۱۔ احمد طبری و جلیق۔ عمر عن عمر بن الخطاب عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔

۳۵۵۔ احمد جہ أحمد (۳۵۵)۔ و بعد منی (۳۵۵)۔ حدیث ۱۱۱۱۔ احمد طبری و جلیق۔ عمر عن عمر بن الخطاب عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔

۳۵۶۔ احمد جہ أحمد (۳۵۶)۔ و بعد منی (۳۵۶)۔ حدیث ۱۱۱۱۔ احمد طبری و جلیق۔ عمر عن عمر بن الخطاب عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔

۳۵۷۔ احمد جہ أحمد (۳۵۷)۔ و بعد منی (۳۵۷)۔ حدیث ۱۱۱۱۔ احمد طبری و جلیق۔ عمر عن عمر بن الخطاب عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔

۳۵۸۔ احمد جہ أحمد (۳۵۸)۔ و بعد منی (۳۵۸)۔ حدیث ۱۱۱۱۔ احمد طبری و جلیق۔ عمر عن عمر بن الخطاب عن ابي عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله (من ۱۷۷)۔

کلمات ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ... الخ" (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے بدن کو عافیت دی، میری روح میری طرف لوٹا دی اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق دی) اس باب میں حضرت چوہدری عاکفہ رحمہ اللہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

تشریح

اِذَا عَامَ اَخَذْتُكُمْ عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: (ص ۱۷۷، ص ۱۲۳) بعض روایات میں "اِذَا اَزَى اَخَذْتُكُمْ اِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْقُضْ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔^(۱)

بَعْدَ نَبْذِ اِزَارِهِ: (ص ۱۷۷، ص ۱۲۳) بخاری شریف کی روایت میں "فَلْيَنْقُضْ فِرَاشَهُ بَعْدَ اِعْلَاقِ اِزَارِهِ" اور مسلم کی روایت میں "فَلْيَأْخُذْ ذَاخِلَةَ اِزَارِهِ فَلْيَنْقُضْ بَعْدَ اِعْلَاقِهِ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

ان سب کا مطلب یہ ہے کہ کپڑے کے کنارے یا اندر کے حصے سے اپنے بستر کو جھانڈ لے تاکہ اوپر کے حصہ میں کوئی گندگی نہ لگے اور اوپر کا حصہ پاک صاف رہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی ناکہ کپڑا نہ ہو اگر ناکہ کپڑا ہو تو اس سے صاف کر دینی دلی ہوگا۔^(۲)

تہ بندہ کے اندرونی حصے سے بستر جھانڈنے کی وجہ:

عذر دہانی کی وجہ سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ جھانڈتے وقت انسان کو بٹا ہوا تہ بندہ کے کنارے کے ساتھ چھپا کر رکھنا چاہیے تاکہ اس کے ہاتھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے والی چیز تکلیف نہ پہنچے۔^(۳)

ان خبر نے علامہ بیضاوی سے اس کی تصدیق یہ نظر آئی ہے کہ تہ بندہ کے اندرونی کنارے سے جھانڈنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ سونے والا شخص اپنے دائیں ہاتھ سے جب تہ بند کا بیرونی کنارہ کھولے گا تو اندرونی کنارہ مطلقاً رو جائے گا قبضہ وہ اتنی کنارے سے بستر کو جھانڈے گا۔^(۴)

لَا يَذْرُؤُ مَا خَلْفَهُ خَلْبِهِ: (ص ۱۷۷، ص ۱۲۳) علامہ طبری بیرون فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بستر پر ملنے والی گندگی، کپڑے وغیرہ اور کبھی موڈی کپڑے وغیرہ بھی آجائے ہیں وہ کوئی کھنساں نہ پہنچا کر اس وجہ سے اس کو جھانڈنے کا حکم دیا۔^(۵) اس سے معلوم ہوا کہ بستر کو جھانڈ کر لینا مستحب ہے۔

فَاسْتَقْبَلَهَا بِمَنْ تَحْتَهُ رِجْلُهُ: (ص ۱۷۷، ص ۱۲۳) اس جملے میں بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے بندوں کو گناہوں سے بچا دے اور ان کو نیک اعمال کرنے کی توفیق دے اور صحتی سے حفاظت کی جاتی ہے اے اللہ تعالیٰ میری بھی اس مرض سے حفاظت فرما۔^(۶)

تشریح و تفسیر:

۲۰۲۶ - آخر حجۃ النبیاری: کتاب الدعوات، اب، ثلاث عشر، حدیث: ۶۲۱۰، باب التوجہ، باب السؤال، باب: واللہ تعالیٰ

باتھ میں پھونک چائے۔^(۹۱)

مَا اسْتَفْخَاحٌ مِنْ جَسَدِهِ (ص ۱۷۷، ص ۱۸) آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں پر دم لڑھا کر پورے جسم پر پھیرنے سے تاکہ اس کی برکت اور حفاظت پورے جسم پر ہو جائے اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔^(۹۲)

وَمَا أَقْبَسَ مِنْ جَسَدِهِ (ص ۱۷۷، ص ۱۸) بخاری شریف کی روایت میں 'يُغَسِّغُ يَدَهُمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ ابتداء چہرے سے کرتی چاہئے اور پھر جسم کے سامنے کا حصہ پھر جسم کے پیچھے کے حصہ کا مسح کرے۔ حدیث معارف: حدیث فرماتے ہیں ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو سونے کے وقت کی دوائے ماٹور دیا کرنا مشکل ہو تو کم از کم حدیث باز پر عمل کر لیں جو اتنا بھی اہم نہ نہ کر سکے اس کی محرومی تو ہی حیرت ہے۔^(۹۳)

تخریج حدیث:

۳۵۳۸ - أخرجه البخاري كتاب الطب باب لغت من لوفية حديث (۵۹۹۹) - وأوردوا كتاب الأسماء باب ما يدل صد التوءم - حديث (۵۹۹۹) وابن ماجه: كتاب الدعاء باب ما يدعو به إذا لوى إلى فرأته حديث (۲۸۷۵) وعبد بن حبه ص (۳۲۱) حديث (۱۸۸۵)

(۲) ترمذی: ۲۴۲۹/۲ عمدة القاری: ۲/۲۱۸ (۳) صحاح: ۳/۱۶۶۲ (۴) معارج الحدیث: ۱۲۹/۲

بَابُ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ زَيْلِ عَنْ فَرْوَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَلَيْتَ إِلَيَّ فِرَاشِي فَقَالَ إِفْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَإِنَّهَا تَرَاهُ يَا مَنِ السُّيُوفُ قَالَ شُعْبَةُ أَخْبَانَا بِعَوَلٍ مَرَّةً وَأَخْبَانَا لَا يَقُولُهَا (ص ۱۷۷، ص ۱۹)

ترجمہ: "حضرت فروہ بن نوفل فرماتے ہیں کہ نفع بخشہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز سکھائیے جسے میں ستر پر باتے وقت پڑھا کروں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "سورہ کافرون" پڑھا کرو۔ کیونکہ اس میں شرک سے براءت ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ابواخس بھی ایک بار (پڑھنے) کہتے اور بھی نہ کہتے۔"

۳۵۴۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ جُوَازٍ نَا يَحْيَى بْنُ إِدْمَ عَنْ زَيْلِ عَنْ فَرْوَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْلِ عَنْ فَرْوَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ يَنْفَعُكَ وَلَهُذَا أَصْبَحُ وَرَوَى زَيْلِ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ

إِسْحَاقُ عَنْ فُرْوَةَ بْنِ نُوفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهَذَا أَشْبَهُهُ وَأَصَحُّهُ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَدْ اِضْطَوَّبَ أَصْحَابُ أَبِي إِسْحَاقَ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا أَبُو جَعْفَرٍ قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نُوفَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ أَخُو فُرْوَةَ بْنِ نُوفَلٍ. (ص ۷۷، ص ۷۸)

ترجمہ: ”موسیٰ بن حزام نے بھی سے وہ اسرائیلی سے وہ ابو احق سے وہ فرد سے وہ اپنے والد نقل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور پھر اس کے ہم معی حدیث نقل کرتے ہیں یہ حدیث مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح ہے زیراہ راست احق سے وہ فرد سے وہ نوئل سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے ہی کی مانند نقل کرتے ہیں یہ روایت شعبہ کی روایت سے شبہ اور اسح سے۔ بد احق کے سر تصویب نے اس میں اضطراب کیا ہے اور یہ اس کے علاوہ اور سند سے بھی منقول ہے۔ عبد الرحمن بن نوئل (فرد کے بھائی) بھی اسے اپنے والد سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔“

۳۵۹۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ نَا الْمُصَحَّارَ بَنِي عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَفْرَأَ تَبَارَكَ السُّجُودَ وَتَبَارَكَ وَهَكَذَا رَوَى التَّوَدِيُّ وَغَيْرُ وَاجِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَى وَغَيْرُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لَمْ سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ إِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ صَفْوَانَ أَوْ ابْنِ صَفْوَانَ وَقَدْ رَوَى شَيْبَانَةُ عَنْ مُبِيرَةَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيثِ لَيْثٍ. (ص ۷۸، ص ۷۹)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تک ”سورۃ الحمد“ اور سورۃ ملک“ نہ پڑھ لیتے اس وقت تک نہ سوتے۔ ثوری اور کئی راوی اس حدیث کو اسی طرح ابوزہر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے ہی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ زاہر نے ابوزہر سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے جابر سے نہیں سنی بلکہ صفوان یا ابن صفوان سے سنی ہے۔ شاہد بھی بخیر سے وہ ابوزہر سے اور وہ جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔“

۳۵۹۲ - حَدَّثَنَا ضَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَذَّابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَفْرَأَ الْمُرْتَمَزَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ أَخْبَرُونِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ كَوْنُ لُبَابَةَ هَذَا إِسْمُهُ مَرْوَانَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رِبَاعٍ وَسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. (ص ۷۸، ص ۷۹)

تَرْجَمَةً: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورہ زمر اور سورہ اسراء پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ مجھے امام بخاری رحمہ اللہ نے بتایا کہ ابولہبہ کا نام مروان ہے اور وہ عبدالرحمن بن زیاد کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث سن لی ہیں اور سن سے چند مہینہ زیادہ کا عمر ثابت ہے۔"

۲۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا يَكِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَجْبِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْلَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَلَّالٍ عَنِ الْيُوزَنَّا بْنِ سَابِرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَغْرَأَ السُّبْحَانَ وَيَقُولَ فِيهَا أَيُّهَا خَيْرٌ مِنْ لَبِ ابْنِ مَرْثَدَةَ خَلِيفَتِ حَسَنِ غَرِيبٌ. (ص ۱۷۸، ص ۱۷)

ترجمہ: "حضرت عربی بن سادہ یہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک نہ سوتے جب تک (سبحات) یعنی سبح، یسبح اور سبحان سے شروع ہونے والی سورش نہ پڑھ لیتے اور فرماتے کہ ان سورتوں میں ایک آیت لکھی ہے جو ہزاروں سورتوں سے افضل ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

== تفسیر ==

سورت کافروں میں شرک سے براہت کا اعلان کر کے خاص توحید کی تعلیم دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے یہ اسی سورت کی خصوصیت ہے غالباً اسی وجہ سے آپ ﷺ نے رات کو اس کے پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔

قَالَ شُعْبَةُ أَخْبَانَا: (ص ۱۷۷، ص ۱۷۲) مطلب یہ ہے کہ ابولہب اس آیت سے کہ جو شرعہ لکھی گئی بَلَّالِهَا لِكُلِّ وَنَ کے بعد فَبَلَّالِهَا مِنْ آيَةِ الْبُشْرَى کہ یہ جملہ لکھی فرماتے تھے اور لکھی نہیں فرماتے تھے۔^(۱)

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: ... (ص ۱۷۸، ص ۱۷)

آپ ﷺ کا کلمہ مسجدہ نور رب ربك الذی کا رات کو پڑھنا اور اکابرین امت کا اس کا اہتمام کرنا اس لئے ہے کہ اس صورت کو قبر حشر اور حضرت کے سلسلہ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ جیسے کہ ایک دوسری روایت میں آتا ہے جس کو امام دارمی نے نقل کیا ہے کہ ایک لڑکا وہی تھا اور سورت تخریل (الم جمد) اہتمام کے ساتھ پڑھتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس صورت نے اپنے بازوؤں میں شخص پکڑ لیا دے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ اے میرے رب اس شخص کی مغفرت فرم۔ کیونکہ یہ مجھ کو بہت سختی سے پڑھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاعت کو قبول فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے درجات بلند کر دو۔

اور دوسری روایت میں آتا ہے یہ صورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں ٹھکرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے رب اگر میں میری کتاب میں سے ہوں تو اس شخص کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اگر میں (مغرض محال) تیری کتاب (قرآن) میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس سے منادے کی نصیحت سورت تبارک الذی (سورت الملک) کے بارے میں بھی درود ہوئی ہے۔^(۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رات میں الحمد اور تبارک الذی پڑھی اس کے لئے ستر نیلیاں لکھی جاتی ہیں

بَابُ مِنْهُ

باب

۲۰۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَسَنٍ الرَّبِيعِيُّ مَا سَمِعَ ابْنَ الْجَرَّاهِ عَنْ أَبِي الْقَلَاءِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ يَدٍ عَنْ حُطَيْلَةَ قَالَ: صَبَّحْتُ سِتْرًا لِي فِي سَفَرٍ فَقَالَ لَا تَغْلِبَكَ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِينُنَا أَنْ نَقُولَ اللَّهُمَّ إِنَّا أَسْأَلُكَ الْآيَاتِ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرَّسَدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ بَيْتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَابِقًا وَتَعَوُّدًا مِنْ شَرِّ مَا نَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا نَعْلَمُ وَاسْتَعْمِرْنَا بِمَا نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ بَاعَهُ مَضْجَعَهُ بِدَرَاهِمٍ أَوْ سُدْرَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا وَجَلَ اللَّهُ مَلَكَهَا فَلَا يَقْرُبُهُ شَيْءٌ يَبْذُوبُهُ حَتَّى يَهْثَ مِنْهُ هَبْ هَذَا حَدِيثُكَ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَأَمَّا الْقَلَاءُ بِإِذْنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ. (ص ۱۷۸، ص ۹)

ترجمہ: "قبیلہ بنو حطیلہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں شہداء بن زید سے سناؤ ایک سفر میں تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھائوں جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ "اللہم۔۔۔ عللہم الغیوب" (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے کام کی منہ بولی، ہدایت کی پختی، تیری نعمت کا شکر، اور کس کی توفیق اور اچھی طرح عبادت کرنے کی توفیق کا طلب مجھ ہوں اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سچی زبان اور قلب سلیم مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے پھر میں تجھ سے معفرت مانگتا ہوں تو ہی غیب کی چیزوں کا جاننے والا ہے) حضرت شہداء بن ابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ تکلیف دینے والی کوئی چیز اس کے دیکر ہونے تک اس کے قریب نہیں آتی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (ابو الحسن، کا ۲۸، مزید میں عبد اللہ بن محمد ہے۔"

تَفْصِيلٌ

يُعْمَدُ أَنْ يَقُولَ: (ص ۱۷۸، ص ۹) بعض کتب میں یہ حدیث مزید وضاحت سے آتی ہے جس میں آتا ہے: "يُعْلَمُ كَلِمَاتٍ يُذْخِرُ بِهِنَّ مِنْ صَلَاتِنَا أَنْ قَالَ لِي ذِكْرُ صَلَاتِنَا۔" (۱)
أَسْأَلُكَ الْآيَاتِ فِي الْأَمْرِ: (ص ۱۷۸، ص ۹) مراد اس پر استقامت ہے۔

بَاب

بَابِ اِیْ سَیْ مَعْقُ

۳۹۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَحْنُ سَمِعْنَا مَا عَظَّمَ لَنَا الشَّابُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غُبَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّلُوا لَا تُنْهَبِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ دَعَا بِبُيُوتٍ وَمَنْ يَنْتَهَبُ بَيْنَهُمَا قَلِيلٌ يُسَيِّحُ اللَّهُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ غُفْرًا وَيُخَلِّدُ غُفْرًا وَيُكَفِّرُ غُفْرًا قَالَ فَاثْنَا وَابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُهَا بِيَمِينِهِ فَأَلْفَ فَيُطْلِقُ خَمْسُونَ وَمِائَةً بِاللِّسَانِ وَالْفَ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْجَبْرَيْنِ وَإِذَا أَخَذْتَ مُضْجِعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتُحَمِّدُهُ مِائَةً فَتُنْتَكَ مِائَةً بِاللِّسَانِ وَالْآفَ فِي الْمِيزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي النِّوَامِ وَاللَّيْلَةِ قَلْبِي وَخَمْسُ مِائَةٍ حَتَّى قُلْتُ فَكَيْفَ لَا تُعْصِيهَا قَالَ بَانِي أَخَذَكُمْ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتَّى يَنْتَهِيَ فَيُخَلِّدُكَ لَا تَنْفَعُ وَبَيْنَهُ وَهُوَ فِي مُضْجِعِهِ فَلَا يَزَالُ يَقْرَأُ سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَى سُفْعَةُ وَابْنُ أَبِي غَرْفَةَ الشَّابُّ هَذَا الْحَدِيثَ رَوَى الْأَشْعَثُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عِصَاءَ بْنِ الشَّابِّ مُحْتَضِرًا وَبِهِ الْقَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ شَيْبَةَ وَأَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (ص ۳۷۸ مر ۲)

تَرْجُمَتُ "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو شخص ایسی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان ان کی اختیار کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ دونوں آسمان میں نہیں جاتے، ان کے عمل کرنے والے نہیں، ہر نماز کے بعد ان مرتبہ سبحان اللہ، ایک مرتبہ الحمد للہ اور اس مرتبہ اکبر پر پڑھے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی انگلیوں پر نماز کرتے تھے پھر فرمایا کہ وہ زبان پر دُعا اور میزان میں ڈیرہ ہزار ہیں۔ دوسری فصلت یہ بیان فرمائی کہ جب تم سونے کے لئے بیڑ پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اکبر پڑھو۔ پس یہ زبان پر تو ایک سو ہیں لیکن میزان میں ایک ہزار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون سے جو ان رات میں دھڑکی ہزار برائیاں کرتا ہے۔ صبح نہ کرے، چھوٹے عیش کیا یا رسول اللہ! تم کیسے ان کا خیال نہیں رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز میں آئے ہو تو شیطان تمہارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز یاد کرو فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ وہ نماز سے غافل ہو جاتا ہے اور اکثر وہ کام نہیں کرتا۔ (جو شیطان نے نماز میں

یہ دلیا تھا) پھر جب دوسرے کے لئے بہتر کی طرف جاتا ہے تو شیطان وہاں بھی آتا ہے۔ تو وہ اسے سلا تارہتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ڈروی نے اسے عطاء بن سائب سے مختصراً نقل کیا ہے اور اس باب میں حضرت زید بن ثابت، انس اور ابن عباس رحمہمہ اللہ سے بھی روایت ہے۔

۳۵۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْمُصَنِّعِيُّ نَا غُلَامُ بْنُ غُلَامٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ نَسَائِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ وَكَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ النَّبِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ. (ص ۷۷، ص ۷۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو "بھائی خدا" اٹھیں پر سمجھتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث اچھی کی روایت سے حسن غریب ہے۔"

۳۵۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنُ سَلَمَةَ الْأَخْبَثِيُّ الْكُوفِيُّ أَشْأَطُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَمْرٍو بْنُ قَيْسٍ الْأَمَلِيُّ عَنْ لُحَيْمِ بْنِ عُثْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَجْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا تَجِبُ قَاتِلُهُنَّ تُسَبِّحُ اللَّهُ فِي ذَلِكُنَّ مَسْلُومَةً ثَلَاثًا وَتَلَاوِينَ وَتَعْبُدُهُ تَلَاوِينَ وَتَلَاوِينَ وَتَكْبِرُهُ أَرْبَعًا وَتَلَاوِينَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَغَرِيبٌ عَنْ قَيْسِ الْأَمَلِيِّ فَقَدْ خَافَ وَزَوَّى شُعْبَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ لُحَيْمٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَزَوَّى مُنْشَوْرًا مِنَ الْمُعَمَّرِ عَنْ الْحَكَمِ مَوْفَقًا. (ص ۷۸، ص ۷۹)

ترجمہ: "حضرت ععب بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ چیزیں ایسا ہیں جو اگر نماز کے بعد پڑھی جائیں تو ان کا پڑھنے والا جہنم میں ہوتا۔ یعنی ہر نماز کے بعد پچیس مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ یہ حدیث حسن ہے اور عمرو بن قیس طائی اللہ اور حافظ ہیں۔ شعبہ یہ حدیث حکم سے نقل کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے بلکہ معبود میں معتبر اسے حکم سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔"

تَفْصِيْلُ شَرِيْعَةِ

لَا تَجِبُ بَيْنَهُمَا (ص ۷۷، ص ۷۸) مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی اجر نہیں ملتا۔

فَكَانَتْ لَا تَجِبُ بَيْنَهُمَا (ص ۷۷، ص ۷۸) جب صحابہ نے اس کی اتنی اہمیت میں تو تعجب میں آئے تھے کہ کون ایسا ہوگا جو اس عمل کو نہ کرے۔ آپ ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا: شیطان جو انسان کی نیکیوں کا اڑی دشمن ہے اس موت میں پہنچا ہوتا ہے کہ انسان کوئی نیکی نہ کرے۔ اس لئے (دوسرے دن) ہے نماز کے بعد نقل کر دیتا ہے اور وہ اس سے پہلے بھی عاشق کرتے رہتا ہے۔

بَعْدُ النَّبِيِّ (ص ۷۸، ص ۷۹) غلام فرماتے ہیں کہ ان کا رشتہیت تو انھیں پر شمار کرنا افضل ہے، تو انسانی اعتدال، پھر

قوله من ان آدمي كسفت في حق ابي له - (١) كسر فيه ما لا يملكه

ماہی تارنی پیسے بھی فرماتے ہیں کہ وہ لکڑیوں پر نکلنے افضل ہے۔^{۲۱}

بعض روایات میں رَبِّ اغْفِرْ لِي غَيْرَ لَهْ اَوْ قَالَ قَدْ غَاغَا الْمَسْجُوبُ لَهْ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔^(۲)
 پرانہ بھی اسم الغفر میں سے ہے اس لئے کہ جو اس کو پڑھ کر جو عمل اور دعا بھی کرے گا وہ عمل اور دعا قبول ہو جائے گی۔
 یہ تو ہر وقت ہی قبول ہوتی ہے مگر اس وقت میں قبولیت کی امید دوسرے وقتوں سے زیادہ ہے۔^(۳)

تصحیح صحیح بخاری

۳۵۰۔ أخرجه البخاري: كتاب التَّوْحِيدِ باب الغُفْرِ من الله من غير أن يقول: "أغفر لي" حديث (۳۵۰)۔ وابن ماجه: كتاب الدعاء باب ما يدعو به إذا اغفب من الغيب: حديثه (۳۸۶۸)۔ والدارمي: كتاب الأدب باب ما يدعو به إذا اغفب من الغيب: حديث (۳۸۶۸)۔ والدارمي: كتاب الاستبذان: باب ما يقول: "إذا اغفب من غيبه" وأحمد (۳۱۳)۔

۳۵۰۔ يظن الحديث السابق

(۲) نسخ البخاری (۲/۱۶۱) (۱) نسخة الاحمدی (۲/۲۶۸) نسخ البخاری (۲/۳)

بَابُ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ نا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ وَزَوْجُ بَنِي خَرِيرٍ وَأَكْبُو عَامِرُ الْمُقَدِّسِيُّ وَعَبْدُ الْمَسِيدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالُوا: نَا جِسْمًا أَلَدَسْتَوَانِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بِنْتُ كَعْبِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أُنِيبُ عِنْدَ نَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَنِي وَضُوءًا فَاسْتَمَعْتُ النَّبِيَّ مِنْ اللَّيْلِ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَاسْتَمَعْتُ النَّبِيَّ مِنْ اللَّيْلِ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۷۹ س ۱)

تقریباً: ”حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے پاس سوپا کرتا تھا اور آپ ﷺ کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا۔ پھر بہت دیر تک سنا رہتا کہ آپ ﷺ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہتے اور ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ پڑھتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تَشْرِيحُ

كُنْتُ أُنِيبُ: (ص ۱۷۹ س ۱) بعض روایات میں كُنْتُ أَنَامُ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔^(۲)
 عِنْدَ نَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ص ۱۷۹ س ۱) بعض روایات میں عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وارد ہوا ہے۔^(۳)

عَنِ النَّفْثَاتِ الَّتِي رَحِمْتُ فَأَسْأَلُكَ يَا فَاعِيَسَ الْأُمُورِ وَيَا فَاعِيَسَ الصُّلُوبِ كَمَا تُحَيِّرُ بَيْنَ الْخَيْرِ أَنْ
تُجِيرَ بَيْنَ مَوْنٍ عَذَابٍ مُشْتَبِهٍ وَمِنْ دَعْوَةِ النُّجُورِ وَمِنْ قِتْنَةِ الْقُبُورِ الْفُتْمَ مَا قَعَزَ عَنْهُ رَأْسٌ وَلَمْ يَبْلُغْهُ يَنْتُورُ
وَلَمْ يَبْلُغْهُ مَسْطُورٌ مِنْ خَيْرٍ وَعَذْبَةُ أَحَدٍ مِنْ خَائِبَةٍ أَمْ خَيْرٌ أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ مَجْدِكَ فَيَسِّرُ الرَّاغِبَ
إِلَيْكَ فِيهِ وَتَسَانِكُهُ بِرَحْمَتِكَ رَثَّ الْعَشِيِّينَ اللَّهُمَّ مَا أَفْعَلُ النَّاسِيَةَ وَالْأَمْرَ التَّوْبَةَ أَسْأَلُكَ الْآمِنَ يَوْمَ
الْوَعْدِ وَالْحَيَّةَ يَوْمَ الْحُجُودِ مَعَ الْمُتَّقِينَ الْفُتُورَ الْمُرْتَمِعَ السُّعُودَ الْمَوْفِقِينَ بِالْعُقُودِ أَنْتَ رَحِيمٌ وَدُودٌ
وَرَبُّكَ أَفْعَلُ مَا أُرِيدُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا هَاطِئِينَ مُهَيَّئِينَ عِلْمَ حَقَائِقِ رُؤَايَا مُصَلِّينَ سَمَاءٍ وَأُولِيَاءِكَ رَاغِبِينَ
لَا عُدَاةَكَ تُحِبُّ بِحَقِّكَ مِنْ أَحَبِّكَ وَتُعَادِي بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ خِلَافِكَ اللَّهُمَّ هَذَا الْكُفْرُ وَالْعُدَاةُ الْإِبِلَاءُ
وَهَذَا لُحْظُكَ وَهَلَاكُ الْكُلُوبِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بَيْنَ نُورٍ مِنْ قَلْبِي وَنُورٍ مِنْ قَلْبِكَ وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيِ وَنُورًا
مِنْ خَلْفِي وَنُورًا عَنْ يَمِينِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا مِنْ قُدُوبِي وَنُورًا مِنْ خَلْفِي وَنُورًا مِنْ شَمْعِي وَنُورًا
مِنْ نَصْرِي وَنُورًا مِنْ شِعْرِي وَنُورًا مِنْ نَسْرِي وَنُورًا مِنْ لَحْيِي وَنُورًا مِنْ دُمِي وَنُورًا مِنْ بَطْنِي اللَّهُمَّ
أَعْقِبْ بَيْنَ نُورٍ وَأَعْقِبْ نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا سَلْجَانِ الَّذِي تَعَقَّبَ الْعَرَبُ وَقَالَ بِهِ سَلْجَانُ الْبُزْجِ أَيْسَ
الْمَخْدِ وَالْمَكْرَمِ بِهِ سَلْجَانُ الَّذِي لَا يَنْجِيهِ التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ سَلْجَانُ دِي الْمَنْصِلِ وَلَيْعَبُ مَسْجِدُكَ فِي الْمَسْجِدِ
وَالْمَكْرَمِ سَلْجَانُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ عَرَبِيًّا غَرِبًا لَا تَعْرِفُهُ بَنِي هَذَا مِنْ خَدَائِبِ الْبَنِي الْبَنِي
إِلَّا مِنْ هَذَا الزَّوْجِ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَشُعْبَةُ الْفَرَزْدَقِيُّ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كُحَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
الْبَيْهَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْهُ بِطَوِيلٍ اس ۷۷۷ ص ۱۲

ترجمہ ”حضرت ابی عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کو نمازِ فجر سے فراغت کے بعد یہ
دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ ”اللَّهُمَّ ۔۔ الخ“ (اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے کسی رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ اس سے
میرے دل کو ہدایت دے، میرے کام کو جامع بنائے، اس کی برکت سے میری پریشانی کو دور کر دے، میرے غمیں
کا مٹاؤ، ازل سے سنو رہے، میرے موجود اور ہمت کو بلند کر دے، مجھے جس سے میری رہنمائی کی اللہ تبارک و تعالیٰ
اور مجھے ہمہ راہی بنائے، یہ اے اللہ تعالیٰ مجھے یہ ایوانِ دین میں داخل فرما، اس کے بعد کفر نہ ہو اور اس کی رحمت عطا فرما، کہ
اس سے میں دنیا و آخرت میں تیری کرامت کے شرف کو پہنچوں۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے توبہ میں کامیابی، شہداء
سے مرے، ایک لوگوں کی زندگی اور اہل بیتوں پر تیری مدد کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ میں تیرے سامنے اپنی رحمت
پیش کر رہا ہوں اگرچہ میری عقل کم ہو، یہ اُمس ضعیف ہے۔ میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ اے اسرارِ قدرت کرنے
والے، اے سینوں کو شگفتہ و مٹا کرنے والے میں تجھ ہی سے مدد کرتا ہوں کہ تجھ ویرج کے عذاب سے اس طرح بچا

جس طرح تو سمجھ رہا ہے کہ آجیس میں سے بچتا ہے اور پاک کرنے والی وہ قبر کے تختے سے بھی اسی طرح بچا۔ اسے اللہ تعالیٰ جو بھری میری عقل میں نہ آنے میری نیست اور حواس بھی اس تک نہ پہنچ سکیں تو نے اس کا اپنی کسی مخلوق سے وعدہ کیا، دوسرے کسی بندے کو دینے والا تو تو میں بھی تجھ سے اس بھائی کو صوبہ کرتا ہوں اور تجھ سے میری رحمت کے دینے سے۔ لہذا: دونوں اس تمام جہانوں کے پروردگار۔ اے اللہ تعالیٰ اے خلت قوت والے اور اے اپنے کام دے میں تمھ سے قیامت کے دن کے چین اور بے چینی کے دن مقررین کے ساتھ جنت کا سوال کرتا ہوں۔ جو تمھاری دینے والے، رکھنے والے اور وعدہ میں پورا کرنے والے ہیں۔ یہ شرف تو بہ ہم باطن اور محبت کرنے والا ہے۔ تو جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ جس جہانیت و نہایت دینے والے، ہمارے گمراہ کرنے والے نہ بنا تو جس نے دوستوں سے صلہ کرنے مان و دشمنوں کا دشمن بنا دیا میری محبت کے سبب بنا سے محبت کریں جو تجھ سے محبت کریں اور نیری مخالفت کرنے والے سے دشمنی کریں کہ دوسرے دشمن ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ یہ دعا ہے کہ تمہارا کمال ہے اور یہ کوشش ہے مجھ سے تجھ سے ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میرے دل میں میری قبر میں میرے سامنے میرے پیچھے میرے دائیں بائیں میرے اوپر نیچے میرے کانوں میں میری آنکھوں میں میرے بالوں میں میرے بدن میں میرے گوشے میں میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں میرے لئے نور ڈال دے۔ اے اللہ تعالیٰ میرا نور بڑھ دے۔ مجھے نور عطا فرما اور میرے لئے نور بھرا دے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے عزت کی چیز اور بھی اور اسے اپنی ذات سے انھیں کر دیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کو اپنا پسند کیا اور نہ ہو۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی تسبیح کے لائق نہیں۔ پاک ہے وہ فضائل اور فضول والا۔ پاک ہے وہ بزرگی اور کرم والا اور پاک ہے وہ جاں دار بڑی والا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن ابی حنیبلہ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ شعبہ اور سفیان ثوری اسے سمیع بن کھلیف سے دو کرپ سے وہ ابن عباس سے روایت سے اور وہی کرم سے روایت سے اس حدیث کا اصل حصہ نقل کرتے ہیں۔ لیکن چرمی روایت نقل نہیں کرتے۔

== شریف ==

ہر جب مخالف اللہ دیت اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

یہ قطعی جامع مانا ہے اس سے اندازہ لیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مودف اور سنت کی کتنی معرفت حاصل تھی اور ہدایت و رہنمائی کا سب سے بڑا مثال ہے اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا اعلیٰ مقام تھا۔ سید عالمین اور محبوب رب العالمین ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس حدیث کا ذکر محتاج سمجھتے تھے۔

حدیث ہمارے یہ بھی معلوم ہو کر دعا کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی کیا کیفیت ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے

تخریج حجازیہ

۲۵۶۷۔ أخرجه اسم كتاب الفقه المسمى بالعصره باب ما جاء في صلاة الليل وفيما حدث (۲۵۶۸، ۲۵۶۹) وأما قوله
 الصلاة ما ما يطلع به من الأضواء، قاله صاحب (۲۵۷۰) والسلي كتاب فيه تعليق ومخرج الجواز ما قاله في مسند حماد
 ابن حماد (۲۵۷۱) وأما مخرجه كتاب إرادة الصلاة في صلاة ما جاء في مسند حماد (۲۵۷۲) من أبيه من أبيه
 وأما قوله (۲۵۷۳) ومن مخرجه (۲۵۷۴) - حديث (۲۵۷۵)

بَابُ مِنْهُ

بَابُ الْبَرِّ مِمَّنْ

۲۵۵۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الشَّوَّازِ قَالَ يُوَسِّفُ بَنُ الْمُحَاجِّثُونَ قَالَ أَفْخَرُ بَنِي هِنَ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْلَاجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ وَجْهَتِهِ وَجْهَهُ لِيَذِي فَلَاحِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ خِيَفًا وَمَا آتَا مِنْ
 الْمُسْمِيَّ كَبِيرًا إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمُقَاتِلِي وَأَقْرَبِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا أَشْرِيكَ لَهُ وَيَذَلَّتْ أُمُورَاتِي وَأَنَا مِنْ
 الْمُسْمِيَّ الْفَتَمُ لَيْتَ الْفَتَمُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَأَنْ سَأَلَكَ خَلَقْتُ عَيْنِي وَخَلَقْتُ يَدَيَّ فَأَعْبُرُ
 لِي دُنْيَايَ خِيَفًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَابْنُ وَاحِدٍ لَا يَخْلُقُ إِلَّا خَلَقَ إِلَّا خَلَقَ إِلَّا أَنْتَ
 وَأَصْرَفَ عَيْنِي مِنْهُ لَا يَغْفِرُ خَيْرٌ مِنْهُ إِلَّا أَنْتَ أَمْسَكَ بِكَ شَارِكُكَ وَتَعَذَّلْتَ أَنْتَ بِكَ وَأَنْتَ أَمْسَكَ
 فِذَا رَأَى قَالَ اللَّهُ لَكَ يَا كَلْبُ وَإِنَّكَ وَمَا أَمْسَكَ خَلَقْتَ خَلَقْتَ لَكَ سَعِينَ وَتَغْفِرُ لِي وَتَجْعَلُ
 وَتَغْفِرُ لِي إِذَا رَفَعْتُ رَأْسَهُ قَالَ اللَّهُ رَبَّنَا لَيْتَ الْخَمْدُ مِنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ وَمَا أَمْسَكَ وَمَا شَيْتَ
 مِنْ شَيْءٍ فَلَا أَسْأَلُكَ إِلَّا اللَّهُ لَكَ خَيْرٌ وَتَكُنْ وَأَنَا أَسْأَلُكَ سَجْدَةً وَجْهِي لِيَدِي خَيْرٌ فَضْلُهُ
 وَلَمْ يَسْأَلْكَ بِفَضْلِهِ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَخْرُجُ حَرًّا مَا يَقُولُ تَبَارَكَ اللَّهُ وَالسَّلَامُ اللَّهُمَّ
 الْحَمْدُ لِي مَا فَدَيْتَ وَمَا أَحْرَقْتَ وَمَا أَنْزَلْتَ وَمَا أَعْلَنَ وَمَا أَنْتَ الْعَظِيمُ وَأَنْتَ

الْمُسْمِيَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ هَذَا حَدِيثٌ خَيْرٌ مِنْ خَيْرِ مَا سَمِعْتُ

ترجمہ: "خیرت لی، ان ای باب مذکور ہے، اہل بیت کے نام سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے سوائے تو خدا کے
 "وَجْهَتِ وَجْهِي" (یعنی میں نے اپنے پیارے کوئی کسی سے کہ میں نے سوائے تو خدا کے اور میں
 کا پاک ہونے پر میں نے نہیں سوائے۔ اب تک میری نماز میری قربانی، میری زندگی میری موت اللہ

مُوسَى بْنُ عُقَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْعَرَجِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ذَرٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُومَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ خَذِرًا مُتَكَبِّبَةً وَيُصَلِّحُ ذَلِكَ إِذَا قَضَى فَرَمَةً وَأَنَّهُ إِذَا تَرَكَّ وَيُصَلِّحُهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ تَحْدُكُ فَكَبَّرَ وَقَالَ جَبَرْتُ بَفَتْحِ الصَّلَاةِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ وَجَهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ خَبِيرًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا صَلَّيْتُ وَأَسْجُدُ وَمَتَعَيَّنَ لِي رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أَمَرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ أَسْلَمْتُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ شَهِدْتُ أَنَّكَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُ عَنِّي يَا ذَا الْجَبَرُوتِ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَالْغَيْبِ لَا أَحْسِبُ إِلَّا خَلْقِي لَا يَهْدِي لِأَخْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْبِرْ عَلَى سَيِّئَاتِي لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَاتِي إِلَّا أَنْتَ لِيْلِكَ وَسَعْدِيكَ وَأَمْرِيكَ وَالْيَقِينُ لَا مَنَاجِيَ مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ثُمَّ يَقْرَأُ فَإِذَا رَكَعَ كَانَتْ كَلَامُهُ فِي رُكُوعِهِ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمِنْتُ وَلَكَ اسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي خَسَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُجَى وَعَظْمِي لَكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يُعِيذُ بِاللَّهِ رَبِّمَا أَنْتَ اتَّخَذَ بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَبَيْنَ مَا بَشَرًا مِنْ شَيْءٍ بِأَنَّكَ بَدَأْتَ سَجْدَةً فَكُنْ بِمِثْلِهَا لَكَ سَجْدَةٌ وَلَكَ أَمِنْتُ وَلَكَ اسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَخَوَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ وَيَقُولُ عِنْدَ الْإِسْرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَأَنْتَ الْهَيَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ هَذَا كَذِبْتُ حَسْرَةً وَصَحِيحٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا لِيُحْيِي عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَيُغْفِرُ أَصْحَابًا وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ يَقُولُ هَذَا مِنْ حُلُولَةِ التَّلَوُّعِ وَلَا يَقُولُهُ فِي الْمَكْتُومَةِ سَمِعْتُ أبا عبد الله (عليه السلام) يَقُولُ سَمِعْتُ سَلَمَانَ بْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ يَقُولُ وَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ فَقَالَ هَذَا بَعْضُهُ وَمِثْلُ حَدِيثِ الْوُضُوءِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ (ص: ۸۸، ص: ۸۹)

ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے قراءت کے اختتام پر رکوع میں جاتے وقت بھی ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رُکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اٹھاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجددوں کے دوران ہاتھ نہ اٹھاتے (یعنی رفع یدین نہ کرتے) پھر دو رکعتیں پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو بھی دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب نماز شروع کرتے تو تعبیر کے بعد یہ کلمات کہتے "وَجْهَتُ وَجْهِي" . وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" (میں نے

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ

یہ باب ہے بازار میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کی دعا کے بیان میں

۳۵۶۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ بَيَّذْتُ خَارُوقًا قَالَ نَا زُهْرٌ بْنُ سَلَامٍ نَا مُحَمَّدٌ بْنُ وَاسِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيَنِي أَبِي سَالِمٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَحْدَتَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخِزْيَانُ وَإِيَّاتُ وَهُوَ خَيْرٌ لَا يَمُوتُ بِبَيْدِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كُتِبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفٌ أَلْفٌ حَسَنَةٌ وَمَعَهَا أَلْفُ أَلْفِ سَنَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفُ أَلْفٍ ذَرْجَةً هَذَا حَدِيثٌ قَرِيبٌ وَقَدْ وَافَقَ عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ فَهَرَمَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا الْحَدِيثُ نَحْوَهُ (ص ۵۰۰)

ترجمہ: "سالم بن عبد اللہ بن عمر واسطہ والہ اپنے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہو اور یہ دعا پڑھے (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکبر ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اور قوم تحریر صرف اسی کے لئے ہیں، وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا، خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اسی کے لئے ہزار ہزار (۱۰۰۰) سال کا لکھ لکھ دیتا ہے اور اس سے ہزار ہزار (یعنی آخری اسی لاکھ) ہر ایک کو دیتا ہے اور اس کے ہزار ہزار درجات دے دیتے جاتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو (آل زہیر کے تراجم) عمرو بن یزید نے سالم بن عبد اللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔"

۳۵۶۹ - حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ غَدَّاءَ الضُّبِّيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَالتَّمِيمِيُّ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ نَا عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ فَهْرَمَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخِزْيَانُ وَإِيَّاتُ وَهُوَ خَيْرٌ لَا يَمُوتُ بِبَيْدِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كُتِبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفُ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَعَهَا أَلْفُ أَلْفِ سَنَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفُ أَلْفِ ذَرْجَةً هَذَا حَدِيثٌ قَرِيبٌ وَقَدْ وَافَقَ عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ فَهْرَمَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا الْحَدِيثُ نَحْوَهُ (ص ۵۰۰)

ترجمہ: "حماد بن محمد بن احمد بن زید اور حماد بن مسلمان سے اور زہیر بن عمرو بن دینار سے وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ۵۰۰۔ پنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بازار میں جائے اور یہ دعا پڑھے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخِزْيَانُ وَإِيَّاتُ وَهُوَ خَيْرٌ لَا يَمُوتُ بِبَيْدِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" تو اس کے

لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہزار ہزار برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔"

تفسیر

كُتِبَ لِلَّهِ اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَةٍ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ہزار میں تھوڑے سے ذکر میں اتنا زیادہ اجر ملنے کی وجہ یہ ہے کہ ہزار اللہ تعالیٰ سے غفلت کا مقام ہے ہزار میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے پہاڑ سے بھاگنے والوں میں پہاڑ پر چار بنے والا نیز یہ نقص ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے نہ تو خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔^(۱)

جیسے کہ قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔ ﴿وَيَسْأَلُ اَلَّذِي لَا يُلٰهُهُمْ يَحْكُمُ وَلَا يُعٰدِلُ عَنْ ذِكْرِ اَللّٰهِ﴾^(۲) (ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔)

اَلْفُ اَلْفِ (ص ۸۸، ۸۹) دس لاکھ اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ لفظ معصن عدد (یعنی دس لاکھ) کے لئے استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ غیر معمولی کثرت سے کنایہ ہے اس بناء پر بعض نے اس کا ترجمہ ہزاروں ہزار سے کیا ہے۔ (واللہ اعلم)^(۳) علامہ منظور نعمانی یوسفیہ فرماتے ہیں ہزار میں اس دفعہ کے پڑھنے پر اتنے زیادہ اجر و ثواب کی وجہ علماء یہ فرماتے ہیں کہ ہزار شیائیں کے اڈے ہیں اس کی جگہ جو ظلماتی اور شیطانی فضا میں ہوں ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا جو ذکر کرے اور وہیں کی کلموں کا چوبہ تو ذکر کرے تو یہ بعد اس بات کا مستحق ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی بے حساب عینیت ہو۔ نیز اسی طرح ہزار کا حامل آدمی کے دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے کسی چیز میں اس کو اپنا نفع، اور کسی چیز میں اپنا نقصان نظر آتا ہے۔ ہزار دینی فضاء میں ہی خیالات اور دوسروں زیادہ ہوتے ہیں جو دلوں اور نگاہوں کو گمراہ کر دیتی ہیں ایسے موقع پر وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے کہ ان سب چیزوں میں کامیابی نہیں کامیابی تو صرف اللہ تعالیٰ کی فرہنگداری میں ہے۔^(۴)

ابو عبد اللہ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل اسباق پر شیطان کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے شیطان اور اس کے اخوان لوگوں کو دور نکالتے ہیں اور زیادہ فانی کی طرف لوگوں کو راغب کرتے ہیں اسی کے تجدد میں لوگ جھوٹی تمہیں کھا کر اپنا سامان فروخت کرتے ہیں ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ذکر اللہ تعالیٰ اور نماز وغیرہ سے غفلت کرتے ہیں اس کی وجہ سے نزول عذاب کا خعرور پتا ہے تو ایسے موقع پر ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے شیطان کا مقابلہ کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَوْ لَا دَفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمُ بَعْضًا لَّفَسَدَتِ اَلْاَرْضُ﴾^(۵) (اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: (ص ۸۸، ۸۹) جب دعا پڑھنے والا یہ کہتا ہے تو اس کی وجہ سے گویا اس کے دل کی قساوت جو ہزار میں رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

وَخَدَّاهُ لَا خَيْرَ فَاِنَّكَ: (ص ۸۸، ۸۹) کے ذریعہ لوگوں کا ایک دوسرے کی طرف جو میلان ہوتا ہے اس کو ختم کر دیا جاتا

$$= \frac{1}{2}$$

قُلْ اَلْعَبْدُ: اس کا معنی ہے۔ کہ ذرا زیادہ غصے کے تصور و قلم کیا جا رہا ہے۔

وَلَهُ الْخِطَابُ (حصہ ۱۰، سورہ ۷۷) خیر سے بظاہر نہ تعالیٰ سے کمال کی طرف زبان کو مجھم ایجا رہا ہے۔

وَهُوَ حَسْبُ لَكَ بَحْرٌ ۖ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّيۤ اَوْ اِذَا سَأَلَكَ عَنِّي بَشَرٌ ۚ قَالَ خَشَعْتَ اُذُنَكَ عَلٰٓی مَا يَدْعُوۡنَ ۚ وَكَانَ اَعْوَدُ مَنۡ يَدْعُوۡنَ ۚ

پیغامِ الحضور (میں) سرانجامِ حال میں اہل حق کی طرف سے توجہ سے دیکھا جاتا ہے اور جب سب کچھ ہی کے

یاسر ہے نرائی۔ سے قہقہہ، کھنکھائی۔

تحریر: خیر الدین

١٣٥٦- أخبره ابن ماجة كتاب الفهرست في الفقه وهو له (١٣٤٦) ونداء في كتاب الاستبصار باب ما يقون به ادعاء الشك في العلم بالشرع والحدود راجع إلى الفهرست في الفقه (١٣٤٦)

تاریخ: ۱۴۰۲/۰۵/۰۵

[illegible]

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الْعَبْدُ إِذَا مَرَّ

یہ باپ ہے کوئی پیار ہو تو یہ دعا پڑھئے اس کے بیان میں

٢٥٦٦ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتَ بْنَ مَحْسُومٍ فِي جُمُعَةٍ نَا عِدَّةَ أَتْبَاعِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ
 عَبَّاسٍ عَنِ الْأَعْرَابِيِّ مَسْبُوحٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَتَجْعَلُ الشَّهَادَةَ عَلَى النَّبِيِّ حَسْبِيَ اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ صَدَقَ رَبِّي وَقَدْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَنَا أَكْبَرُ وَقَالَ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي وَإِنَّا قُلْنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي وَإِذَا قُلْنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ نَدَّيْنَا اللَّهَ ثُمَّ نَدَّيْنَا اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا
 وَلِي الْمُلْكُ وَلِي الْخَلْقُ وَإِذَا قُلْنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ يَطْعَمْهُ شَاَرُ هَذَا عِبْدِي حَسْبٌ وَقَدْ رَوَاهُ
 شُعْبَةُ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ الْأَعْرَابِيِّ مَسْبُوحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ
 ابْنِ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا ذَلِكَ مُعْتَمِدٌ بِيْلِ يَشْرُوفٍ قَالَ لَا مُعْتَمِدَ مِنْ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ هَذَا (رِصَالُ ابْنِ عَبَّاسٍ ص ١١٢)

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

تَفْضِيلًا لِأَعْوَابٍ مِنْ ذَلِكَ الْبَلَاءِ كَأَنَّهُ مَا كَانَ مَا غَاسِلًا فَمَا حَدَّثَتْ عَنْهُ وَبِهِ الْبَابُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ
عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ قَالَا قَالَ الْبَلَاءُ هُوَ خَدِيعٌ نَصْرِي وَبِئْسَ بِالْقَوِيِّ مِنْ لَعْنَتِهِ وَقَدْ تَعَوَّذَ بِأَخِيهِ عَنِ
سَابِغِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَا رَأْيَ مُضَاجَعَةٍ بَلَاءٍ وَتَعَوَّذَ
بِقَوْلِهِ ذَلِكَ مِنْ نَفْسِهِ وَلَا يُسْمَعُ مُضَاجَعَةُ الْبَلَاءِ (ص ۵۸-۵۹)

ترجمہ: "حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کو مصیبت و آزمائش میں مبتلا دیکھ کر
یہ کلمات کہے "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي..." الخ (ترمذی میں اس حدیث کے لئے ہیں۔) میں نے مجھے اس
مصیبت سے نجات دی جس میں تجھے مبتلا کیا وہ بھی اپنی کھڑکھڑائی پر نفسیات دی) تو وہ شخص جب تک زندہ ہے کہ
اس مصیبت میں کبھی بھی مبتلا نہیں ہوگا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت
ہے۔ اور عمرو بن دینارؓ کے لئے بھی بھری شے ہیں۔ وہ کہہ گئے کہ نزدیک توئی نہیں اور وہ سالم بن عبد اللہ بن عمر
ؓ سے اکثر ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جن میں وہ منفرد ہیں۔ ابو ہریرہؓ میں علیؓ کے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو سخت
مصیبت یا بدی تکلیف میں دیکھے تو دل میں اس سے بھاؤ۔ کئے اس کے سامنے نہیں۔"

۳۵۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الشَّعْسَانِيُّ وَنُفَيْرٌ وَجِدَ قَالُوا مَا مَطَّرَافُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَدِيُّ نَا عَمْرًا مَوْلَى
عُمَرَ التَّمِيمِيِّ عَنْ شَهْبَلٍ بْنِ أَبِي صَدِيعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُرْوَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مُضْمِي فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا بَخَلَّاهُ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَنْهُ فَكَلِمَةٌ مَعْنَى خَلَقَ
تَفْضِيلًا لَمْ يَجْعَلْ ذَلِكَ الْبَلَاءَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ص ۵۸-۵۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھا
پڑھے "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي..." الخ تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن
غریب ہے۔"

تیسری جگہ

جسالی ۵۷۷ سے مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے سے نبیؐ کی پیروی میں خود جتنا نہیں ہوگا (نساء اللہ) کہ اور یہ دعا
مرسل سے ماثلاً آہستہ سے پڑھنی چاہئے کہ وہ کہتا ہے۔ "خارج ہے کہ اگر وہ اس دعا کو تکلیف دہ سمجھے۔"
شاہ شبلؒ و نیر و علمؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں مِمَّا بَخَلَّاهُ بِهِ یہ لفظ عام ہے تو اس صورت میں اگر کوئی شخص
کسی آخرت سے غافل اور دنیا میں پھنسے ہوئے شخص کو دیکھے تو اس کو بھی کہی جائے کہ اے پڑھنی چاہئے اس وقت بلند آواز
سے ہی پڑھے۔ تاکہ اس شخص کو نہ موت ہو اور وہ اس طرح کی زندگی نہ کرے۔ یہ ہذا آیت ہے۔"

تفہیم قرآن مجید:

۲۵۶۷۔ آخر حدیث عبد بن حنیف (۴۲، ۴۱) حدیث (۳۸)۔

۲۵۶۸۔ ترمذی نے الترمذی نظم فضیلت (۱۹۰، ۱۹۱)۔ حدیث (۱۹۶۹) اس آداب للکاتبین، وفکر الہیمنی می مجمع الزوائد، و نیزہ لیزار و لظہرائی می تفسیر والأوسط منہ، و قال و اسناد حسن عن انس مریہ

(۱) مظاهر حق: ۲۶/۱، مزارع الحدیث: ۱۶/۵، (۲) طبری: مظاهر حق: ۱۶/۵، معارف الحدیث: ۱۶/۵، مزارع الحدیث: ۱۶/۵، مزارع الحدیث: ۱۶/۵، مزارع الحدیث: ۱۶/۵

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ

یہ باب ہے مجلس سے کھڑا ہوتو کیا کہے اس کے بیان میں

۳۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَیْنَةَ بْنُ أَبِي الشَّرَفِ الْکُوفِيُّ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ مَا السَّجَّاحُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَفْبَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَسْرِ بْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَعْنَةٌ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ مُبْعَاثٌ لَهُمْ وَيُعَذِّبُكَ أَشَدُّ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَغَابِئَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سَهْلِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ص ۱۱۱، ص ۱۱۰)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لغو باتیں کیں اور پھر اٹھنے سے پہلے یہ کلمات ”اللّٰهُمَّ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ“ (تیری ذات پاک ہے، اے اللہ تعالیٰ تمام تعزیریں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں) پڑھ لے تو اس نے جو کچھ باتیں اس مجلس میں کہی ہوئی ہیں وہ معاف کر دی جاتی ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور غائبہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو سمیل کی روایت سے صرف اسی سند سے دیتے ہیں۔“

۳۵۷۰۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْکُوفِيُّ نَا الْمُعَاوِيَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعُوذٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ تَعْدُو رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقُومَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

(ص ۱۱۱، ص ۱۱۰)

عزیز! اللہ تعالیٰ نے تم کو جو کچھ چاہا وہ تم پر کر دیا ہے۔ یہ تم پر کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو جو کچھ چاہا وہ تم پر کر دیا ہے۔ یہ تم پر کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو جو کچھ چاہا وہ تم پر کر دیا ہے۔ یہ تم پر کمال ہے۔

== شرح ==

مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ

یہ عالم بھی جانِ اعلیٰ میں سے ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل بھی ہے تو اس کی شہادت بھی ہے اور اپنے
 بندوں سے توبہ و استغفار بھی ہے۔ مگر وہ کونسا عالم ہے؟ غارِ بھگلی کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بھگلی میں اگر شریعت کی
 غفلت و غلط فہمی کوئی بات سوجائے تو اس دعا کے پڑھنے سے وہ معاف ہو جاتی ہے۔ مگر اگر اس میں یہ دعا بھی آپ ملاؤ گے
 عوام فرمائے سوئے خالص تحفوں میں سے ہے۔^(۱۱)

فَعَلًا (مضارع، تواس) میں سے مراد یہی ہے کہ جس کی وجہ سے گناہ ہوتا ہو۔ بعض کے نزدیک یہ غلط فہمیوں کے لئے بوجھ بنتا ہے۔^(۱)

مولانا منظور نعمانی مجاہدِ فہم، تھے جس نے خدائی کے بغضِ حقباتِ بندوں کو، کیا کہ ہر قوم و دیار کے بدلہ اور ذمہ دار ہر مسلمان کو۔
 مگر ہم نے فتح پوروں کی ایسی قوم بنائی ہے جو اس وقت ان کے پیچھے ہے اور ان کی راہ میں بھی گمراہی کی جاتی تھی یہی غلطی کہتے تھے جس سے ملنے والوں کے سر بھی متاثر ہو رہے تھے۔^{۱۲}

آپ مزید کوس رہے ہیں۔ اس کی تعلیم کے لئے تمہارے آپ سے بڑھتے اس خطابت کے ہونے کا تصور ہی نہیں۔^(۱۱)
 حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ خُفِيُّ . (۱۱۰ ص ۱۹) حدیث بالا کے بارے میں صاحب معارف اندیث تحریر
 فرماتے ہیں۔

اس حدیث پر یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ بطور واقعہ کے استغفار و توبہ کا کلمہ ایک نشست میں سو مرتبہ پڑھتے تھے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نشست میں دوران گفتگو پر بار بار آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور یہ کلمات استغفار و توبہ پڑھ کر کرتے تھے صحابہ کہ تم کہتے ہیں کہ ہم اس کو کھڑا کرتے رہتے تھے کبھی اس کی مقدار سو تک بھی پہنچ جاتی تھی کبھی اس سے کم پڑتی تھی۔

تحریر محمد عیسیٰ :

^{۳۰۶} اُمر دہ خد: ۱۲۱، ۱۲۹/۱، در سہل میں ایسی حالت میں آیا، وہ لڑی ہوئی تھی۔

١٥٥٠ - أخرج عبد القادر في الأدب النحوي هو (١٥٦٩) حديث (١٥٧) وأورد في كتاب الصلاة ما في الاستيعار، حديث (١٥٧١) في جامع السعدي، (أخره دار في المنتزه، حديث (٣٥٤) وأخرج (١٥٧٢) وعنه في حديث (١٥٧٣) (١٥٧٤)

[illegible]

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ

یہ باب ہے پریشانی کے وقت کیا پڑھے اس کے بیان میں

۳۵۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ نَا اَبِي اَسْمٰعِيلَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِي اَلْعَاصِمِ سَيِّدِ اَبِي اَبِي عُبَيْسٍ اَنَّ
نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَا يَوْمَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَخَلِّمَ لِحَبِيْبِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَأَتْ
الْعَرُشَ الْعَظِيمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَأَتْ السُّعُودَاتِ وَالْأَرْضَ وَالزُّرُجَ وَالْعُرُشَ الْكَرِيمَ. (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"
الح " (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا بہادر حکیم ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش
عظیمہ، اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور عرش والے عرش کا رب ہے۔)"

۳۵۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَارٍ نَا اَبِي اَبِي عُبَيْدٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَاصِمِ عَنْ اَبِي اَبِي عُبَيْسٍ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْكَرْبِ عَنْ نَبِيِّ هَذَا حَدَّثْتُ خَسْبًا صَبِيحًا (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ: "محمد بن یسار بھی ابن عباسؓ سے یہ دعا سنی وہ ابوالعاصیہ سے وہ ابن عباسؓ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے اسی
کے شکل حدیث نقل کرتے ہیں اس باب میں حضرت علیؓ نے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث سن صحیح ہے۔"

۳۵۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ الْمَعْبُودِ السَّخَرِيُّ وَغَيْرُهُ وَأَبُو قَتَادَةَ عَنْ اَبِي اَبِي عُبَيْسٍ اَنَّ
عَنْ اَبِي هِنْدٍ بْنِ الْمَفْضِلِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَعْتَهُ
الْأَمْرُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ لَدَا سُبْحَتِهِ فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا عُمُّ يَا قَوْمُ هَذَا
خَبَرٌ نَا عُمَرُو بْنُ (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ: "حضرت ابراہیمؓ نے روایت فرمائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی وجہ سے سخت غم میں مبتلا ہوتے تو آسمان کی
طرف مڑا تھا کہتے، "سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ" اور جب دعا میں زیادہ کشش فرماتے تو کہتے "یا خدیجہ یا خدیجہ"
یہ حدیث غریب ہے۔"

== تَفْصِيْلُ ==

"کرب" کہتے ہیں بڑا غم و غم کو۔ مطلب یہ ہے کہ نبیؐ بھی زیادہ پریشانی آئے غم اس دعا کو پڑھنے کی برکت
سے اللہ تعالیٰ اپنے فعل سے اس پریشانی سے نجات دے گا فرماتے ہیں۔

خدا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اسلاف صحیحہ کے وقت اس دعا کے پڑھنے کا معمول رکھتے تھے۔^(۱)

آئی کو اپنی زندگی میں مصائب و مشکلات کا ساتھ بھی کر چکا ہے ان مصائب و مشکلات میں اہل ایمان کی تربیت ہوئی ہے کہ ایسے موقع پر ان میں ثابت الہی اللہ اور عقلمندانہ میں ترقی ہو جاتی ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ایسے مصائب کے وقت میں جو دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور اللہ تعالیٰ کے زمین و آسمان کے رب ہونے کا اظہار ہے کہ جب ایسے رب سے واسطہ ہے تو اس رب کے لئے ہر پریشانی کو دور کرنا سہل اور معمولی بات ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (ص ۱۸۱، ص ۲۳) نہیں کوئی معبود سوائے عظمت والے کے۔ عہدہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اتنی ہے کہ کسی شخص کی ذات کا تصور بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔^(۲۱)

الْحَمْدُ لِلَّهِ (ص ۱۸۸، ص ۳۲) اللہ تعالیٰ پر ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ باوجود قدرت کے سزا کو سزا کرتے ہیں۔^(۲۲)
حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ (ص ۱۸۸، ص ۳۵) حاکم نے مستدرک میں درامام نسائی نے اس روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ "وَيُكْوِّرُهُ وَهُوَ مُسَبِّحٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ."

تفسیر جہاد:

۳۵۶۱۔ أخرجه البخاري (۵۹۹/۱) كتاب الدعوات باب: لا اله الا الله عند الكرب حديث: (۳۱۵)، وخرجه في (۲۶۱۶، ۷۲۶۶، ۷۲۶۷) ومن الأدب السمره من (۱۰۹) حديث: (۲۰۷) ومسلم (۲۹۶/۱) كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، حديث: (۸۴۲-۲۷۲) وابن ماجة (۲۷۸/۱) كتاب الدعاء باب: قل الله عند الكرب حديث: (۲۸۸۳)، وأحمد (۲۸۸/۱) وأحمد (۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸

الْحَدِيثُ أَنَّهُ يَنْفَعُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْأَسَدِ وَذَكَرَ نَحْنُ هَذَا لِحَدِيثِ زُرَّوَيْ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسَدِ وَذَكَرُوا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَوْلة وَحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجَلَانَ (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ ”حضرت خواجہ بنت عظیم سلمیٰ برکاتہ بی آمین مؤلفہ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (سفر میں) کسی جگہ آکر اسے وہ یہ نصرت ”اعوذ“ - ”الح“ (میں مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کی بناء پر) کہیں پڑھ کے تو اسے وہاں سے رات کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچ سکے گی۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ مالک بن انس نیز بھی یعقوب بن اسحاق سے اسی کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث ابن ماجہ سے بھی یعقوب بن عبد اللہ بن ریح کے حوالے سے مشہور ہے، اسات سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں وہ خود اسے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابن ماجہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔“

تفسیر

عَلَيْكَ بِهَذَا اللَّهُ وَالْمَلَكُ

سفر میں خود اور اپنی ٹیم پر رات کو یہ قیام کے وقت اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔^۱

روایت جاہلین میں کوئی جب رات میں سفر کی جگہ پر قیام نہ کرے تو یہ کہئے:

”عُذُّ بِسَبِيلِ هَذَا الْمَوْلَى وَيَعْتَمِدُ بِهِ كَيْبَرُ الْمَجِي“

آپ ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اس بات کے بجائے یہ مانا چاہئے۔ ”عُذُّ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الْبَرِّ“

کَلِمَات (ص ۸۸، ص ۸۹) سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفہات: (ص ۸۸، ص ۸۹) اس سے مراد بے گناہان و نیک و مضرب یہ ہے کہ جس میں کسی جسم کو نقص اور عیب نہیں ہے جیسے کہ نہائی کھم میں نقص ہوتا ہے۔

مالکی کا یہی نسخہ قرآن سے لیا کہ آپ ﷺ نے یہ دعا تلقین فرمائی جس میں یہ لفظ ”قَسْبُ“ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عذر و کفر نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے بلکہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگی جائے۔^۲

پیشکش و تحفہ:

۱- ۲۳۶ - آخر حجہ مالک نے ”الاستیعاب“ باب ما یؤمر بہ من الخلاء“ میں ”سیر، حدیث، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“ و ”سیر، کتب التذکرہ، ج ۱، ص ۱۰۲“ و ”الاستیعاب“ باب من سیر القضا، و ذکر لشقاء و عیاء، ص ۱۰۲، و ”تفسیر“ ص ۱۰۲، و ”سیر، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“ و ”سیر، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“ و ”سیر، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“

۲- ”سیر، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“ و ”سیر، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“

”سیر، جلد ۱۲، ص ۱۰۲“

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا

یہ باب ہے سفر میں جاتے وقت کیا کہے اس کے بیان میں

۳۵۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَفَرَ بْنِ عَسَى الْقُدْسِيُّ نَا ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَبِيْلَةِ اللَّهِ بْنِ بِشْرِ الْقُدْسِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحَتَهُ قَالَ بِأَصْبَحَ وَمَا شَيْئًا بِأَمْسَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّامِ جِبْ فِي الشَّعْرِ وَالْخَيْلِ فِي الْأَهْلِ لِلَّهِمَّ اضْحَكْ وَأَقْبِلْنَا بِذِمَّةِ اللَّهِ لَنَا الْأَرْضُ وَهَوْنٌ عَلَيْنَا الشَّعْرُ لِلَّهِمَّ إِنِّي أَعُوذُكَ مِنْ وَغْدَاءِ الشَّعْرِ وَكَأَيِّهِ الْمُتَغَلِّبُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ قُسَيْرٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارِزِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةَ بِهَذَا لِإِسْنَادٍ نَحْوَهُ بَعْدَهُ هَلْ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ شُعْبَةَ

ابن ابی عدی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر سوار ہوتے تو اپنی ہتھی سے (آسمان کی طرف) اشارہ فرماتے (شعبہ نے بھی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا) پھر فرماتے "اللَّهُمَّ ... الخ" (اے اللہ تعالیٰ تو ہی فرما سکتی ہو کہ وہیں غلط ہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہم سے میرے گھوڑے اور چھوٹی سی سواری سے وہ کہتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ یہ۔ اے اللہ تعالیٰ زمین کی (مسافت) کو آسان کر دے مجھے آسودے اور سفر کو آسان کر دے۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سفر کی مشقت اور قتل کی مرگ کو بچاؤں گا۔ سوید بن قسیر نے بھی عبد اللہ بن مبارک سے اور وہ شعبہ سے اسی سند سے اس کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن عدی کی شعبہ کے حوالے سے منقول حدیث سے پہچانتے ہیں۔

۳۵۷۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الطَّيْبِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَاثِ بْنِ الْإِخْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّامِ جِبْ فِي الشَّعْرِ وَالْخَيْلِ فِي الْأَهْلِ لِلَّهِمَّ اضْحَكْ إِنِّي سَفَرْنَا وَاعْلَمْنَا مِنْ أَهْلِنَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُكَ مِنْ وَغْدَاءِ الشَّعْرِ وَكَأَيِّهِ الْمُتَغَلِّبُ وَبَيْنَ لَحُورٍ بَعْدَ الْكُؤُودِ وَبَيْنَ دَعْوَةِ الْمُظْلُومِ وَبَيْنَ سُوءِ الْمُتَطَرِّفِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ يُرْوَى بِالْحَوَادِثِ بَعْدَ الْكُؤُودِ وَيُخْتَلَى قَوْلُهُ لَحُورٌ بَعْدَ الْكُؤُودِ أَوْ الْكُؤُودِ وَكَلَامُهُ لَهْ وَخَا وَتَمَّاهُ رُجُوعٌ مِنَ الْأَيْتَانِ إِلَى التَّكْرَمِ أَوْ مِنَ الطَّاعَةِ إِلَى التَّعْصِيَةِ إِنَّمَا يَنْبَغِي الرُّجُوعُ مِنْ سُوءِ الْفِعْلِ سَوِيَ

نہ (ص ۱۸۶، ۱۸۷)

مطلب یہ ہے کہ اب ہم واپس سو رہے ہیں اپنے قصوروں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں اور ہم اپنے رب اور مالک؛
مولیٰ کی عبادت اور حمد و ثناء کرتے ہیں۔

صاحب معارف المدینہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب سفر کے لئے سواری پر سوار ہوتے وقت آپ ﷺ کے قلب مبارک کی
یہ وارادت ہوتی تھی جس میں جو ان کلمات کے قالب میں زبان مبارک پر جاری ہوتی تھیں تو ظلوں کے خاص اوقات میں کیا حال
ہوتا ہوگا؟^(۱)

لَبَّيْنَا خَامِلُونَ: (ص ۸۸۶، ص ۱۷) اپنے رب کی عی حریف کرنے والے ہیں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کی حریف نہیں
کرتے۔^(۲)

بَابُ تَحْقِيقِ الْحَقِيقَةِ:

۳۵۶۷ - آخر جہ آحد (۱/۲۸۱، ۱۸۹، ۵۹۷-۲۰) عن الربيع بن الراء عن عازب بن أبيه.

(۱) معارف الحديث ۱/۱۳۷/۲ (۲) مرقاة ۱/۱۸۸/۵

بَابُ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۷۸ - حَدَّثَنَا عَفِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِبْنُ عَبَّاسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ اَلْتَّيْسِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ يَنْظُرُ اِلَى جَنَازِ اَلْمَدِينَةِ اَوْ ضَعَّ رَا جَلَّتْ وَاِنْ كَانَ عَلٰى ذَاتِهِ خَرَكُهَا مِنْ حُبِّهَا هَذَا
خَلِيفَةُ حَسَنٍ صَلَّيْ عَزَّيْزٌ. (ص ۸۸۶، ص ۱۸)

تقریباً: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی سفر سے لوٹتے تو مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑنے پر
انہی کو دہراتے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے بھی تیز کر دیتے یہ مدینہ کی محبت کی وجہ سے ہوتا تھا۔ یہ حدیث
حسن صحیح غریب ہے۔“

تَفْصِيلُ

اَوْضَعَّ رَا جَلَّتْ: (ص ۸۸۶، ص ۱۸) وضع یہ لفظ اہانت کا چال کے لئے مخصوص ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ منورہ کے
قریب ہوتے تو اپنی سواری کو تیز فرما دیتے مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے۔

علاوہ اس سے مدینہ منورہ کی فضیلت پر بھی۔ سند لال فرمایا ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے ملک
سے محبت رکھنا چاہئے۔^(۱)

تخریج حیدرآباد

۳۵۷۸ - اسرار السعاری کتاب صغیر باب سر اسرار ما فیہ اذاعہ ہاتفہ حدیثہ (۸۵۹) طبعہ فی (۱۳۵۷) واصلہ (۱۳۹۷)

(۱) مجمع الاحادیث ۶۶/۱

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا

یہ باب ہے کسی کو رخصت کرتے وقت کیا کہے اس کے بیان میں

۳۵۷۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ اللَّهُ السُّلَمِيُّ البُخَارِيُّ نَا بُو قُتَيْبَةَ سَلَّمَ عَنْ قُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُودٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَافِعِ بْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَدَّعَ وَخَلَعَ إِذَا دَعَا فَلَا يَدْعُهَا حَتَّى يَكُونَ الرَّحْلُ هُوَ يَدْعُ بِـ إِلَهِي صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُ أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ ذِيكَ وَأَمَانَتَكَ وَأَعِزَّ عَمَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ صُنْدُوقِهِ عَمْرُو بْنُ حُمَيْرٍ (ص ۱۵۶-۱۵۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا۔ پھر فرماتے ”اَسْتَوْدِعُ ... اللہ“ (میں اللہ توئی کو تیرے دین و ایمان اور آخری عمل کا امان بناتا ہوں)۔ یہ حدیث اس سند سے قریب ہے اور اس کے علاوہ دوسری سند سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ”قول ہے۔“

۳۵۸۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَرَزْدَقِيُّ نَا سَعِيدُ بْنُ خُفَيْمٍ عَنْ حِظْلَةَ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ بِالرَّحْلِ إِذَا رَادَّ سَفَرًا أَنْ اذْنُ مَنِيٍّ لَمْ يَدْعُكَ فَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُودِّعُنَا فَيَقُولُ أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ ذِيكَ وَأَمَانَتَكَ وَأَعِزَّ أَعْمَالَكُمْ هَذَا حَدِيثٌ خَسِصَ مُصَنِّحُ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (ص ۱۵۲-۱۵۳)

ترجمہ: ”حضرت سالم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی کو رخصت کرتے تو فرماتے ”میرے قریب آؤ“ کہ میں تمہیں اس طریقہ رخصت کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو رخصت کرتے تھے پھر ”اَسْتَوْدِعُ“ سے آخر تک کہتے ”لانی میں اللہ تعالیٰ کو تیرے دین و ایمان اور آخری اعمال کا امان بناتا ہوں“۔ یہ حدیث سالم بن عبد اللہ کی سند سے مسن صحیح قریب ہے۔“

تفسیر

خَلَقْتَ آدَمَ..... (ص ۵۸۳-۵۸۴) اِذَا وَذِيعٌ رُحْلًا تَخَذَهُ بِيْذِهِ: (ص ۵۸۳-۵۸۴) آپ ﷺ کے اطلاق عیسا کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ ہاتھ نو نہیں چھڑتے تھے جب کہ دوسرا نہ چھڑا دے۔

مَنْ تَلَفَ: سے مراد انسان کے دل کی وہ خاص کیفیت ہے جو اس سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اور جس کے بندوں کے حقوق کو صحیح طرح داکرے۔

ایراد وہاں ہیں جن سے لوگوں کے ساتھ ملین دین کیا جاتا ہے۔ بعض علامہ کی رائے یہ ہے کہ مراد انی واداء ہیں جن کو آدمی گھر پر چھوڑ کر سفر پر نکلتا ہے۔^(۱)

هُوَ الَّذِي يَدْعُو اللَّهَ يَدْعُوهُ وَلَهُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا: (ص ۵۸۳-۵۸۴) سے علامہ استدلال کرتے ہیں کہ دعوت کرتے ہوئے آپ ﷺ مصافحہ بھی فرماتے تھے۔^(۲)

علامہ نے لکھا ہے کہ سفر کے لئے مستحب ہے کہ سفر میں جانے سے پہلے اپنے متعلقین سے مل کر جائے ایک روایت میں آتا ہے کہ جو سفر کے ارادہ کے بعد اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں خیر فرماتے ہیں۔^(۳)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے دین، نجات اور اعمال کے انجام کی ضمانت کا سوال کرتا ہوں۔
علامہ فرماتے ہیں کہ دین کو نجات پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سفر کے دوران عموماً تکالیف وغیرہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اپنی اسرار میں اکثر سستی ہو جاتی ہے اس لئے دین کو مقدم فرمایا۔^(۴)

تفسیر حدیث:

۳۵۸۹- أخرجه ابن ماجه، طب النجاشي، تاريخ الخلفاء ورواههم، حديث: (۳۵۸۹)۔

۳۵۹۰- أخرجه أحمد (۳۵۹۰) عن حنظلة عن سالم عن ابن عمر

(۱) معاصر حق، ۱/۲، حنفی الاحقری ۳۶۱/۲ (۲) معارف الحنفیہ ۳/۱۱۹، ۳/۱۲۰ کتاب الادب، ص ۱۰۱ (۳) در حدیث ربانیہ ۵/۱۲۰

بَابُ مِثْنَةٍ

باب آہی کے بارے میں

۳۵۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ذِيْلٍ نَا سُبَّارٌ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَالَ خَدَّ رَجُلٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا فَرِيقِي قَالَ وَذَكَ اللَّهُ النَّفْثَى قَالَ رِيقِي قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ رِيقِي يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي قَالَ وَتَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ خَيْثُ مَا كُنْتَ هَذَا حَدِيثٌ

حسن غوثیہ (ص ۸۸۶، ص ۸۹۱)

ترجمہ: "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: رسول اللہ! میں سفر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں مجھے زادراہ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زادراہ عطا فرمائے اس نے عرض کیا اور زیادہ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور تیرے مناد معاف کرے۔ اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اور زیادہ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تیرے لئے خیر کو آسان کر دے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر سے پہلے اپنے بزرگوں سے نصیحت لیتا چاہئے اور وہ کی درخواست بھی کرنی چاہئے۔ دینے والوں کو بھی چاہئے کہ دعا کی درخواست کرنے والے کو سفر کی تعلیم دیں اور دعا بھی کریں نیز اس کے سفر کے آسان ہونے کے لئے دعا بھی کر دیں۔^(۱)

فوق ذیل: (ص ۸۸۶، ص ۸۹۱) "زاد اگرچہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو آدمی دوران سفر کے تابعہ مگر یہاں پر مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی باقی ارشاد فرمائی جو سفر کے دوران مثل توش کے کام آئیں۔

عالمہ طیبی فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ اس صحابی نے آپ ﷺ سے توش طلب کیا ہو مگر آپ ﷺ نے اس کو ایسی باتوں کی طرف متوجہ فرمایا جو سفر کے دوران توش سے زیادہ کام آنے والی چیز ہے۔^(۲)

زَوَدَكَ اللَّهُ التَّقْوَى: (ص ۸۸۶، ص ۸۹۱) اللہ تعالیٰ تم کو تقویٰ کا توش عطا فرمائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے بے نیازی اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کرنے، دین اور اللہ تعالیٰ کی مسرت کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا۔^(۳)

ترجمہ تفسیر:

(۳۵۹)۔ ترجمہ اسی سہ ماہیہ ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء (۲۰۰۶ء) عن ثابت بن أنس بن مالك

(۱) ترجمہ المعقین ۱/۲۲۲ (۱) طبعی، شرح مشکوٰۃ، مرقاۃ، ۱/۵۰ (۲) مرقاۃ، ۲/۵۰، غزو حات وراثہ ۱/۵۰

بَابُ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۸۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ قَالَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ سَعِيدٍ لَعْنَتِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَسَافَرَ فَلَوْ جِئْتُ قَالَ غَلَبَكَ بِتَقْوَى النَّاسِ وَالْكَثِيرِ عَلَى كُلِّ مَرْغَبٍ فَأَمَّا أَنْ وَأَيْ الرَّحْلِ قَالَ اللَّهُمَّ اطْلُوكَ الْبَعْدَ وَهَوْنُ شَيْبَةِ الشَّفَرِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (ص: ۳۸، ص: ۳۸)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے ہمت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقویٰ اختیار کر، ہم بلند ہی پر غمیر (اللہ اکبر) کہو، اور جب وہ شخص واپس جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین کی مسافت کو کم کر دے اور اس پر خطر آسان کر دے۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

تَفْصِيلٌ

غَلَبَكَ بِتَقْوَى النَّاسِ (ص: ۳۸، ص: ۳۸) (تقویٰ کو لازم پکڑو) مطلب یہ ہے کہ آدمی مسافت قیام میں تواضع اور تقویٰ، تجرہ و اجترہ کر رہا ہے مگر سفر کی مسافت میں اس میں کمی جاتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مائل کر کے سفر میں تقویٰ کی نصیحت فرمائی۔

وَالْكَثِيرِ عَلَى كُلِّ مَرْغَبٍ (ص: ۳۸، ص: ۳۸) ہندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا مطلب یہ ہے کہ بھی بھی ملے چیز ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔ اسی وجہ سے یارگی پر چڑھتے وقت بھی اللہ اکبر پڑھنا چاہئے۔ "یہ سنت صرف حالت سفر میں ہی نہیں ہے بلکہ حالت حضر میں بھی اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔"

اللَّهُمَّ اطْلُوكَ الْبَعْدَ (ص: ۳۸، ص: ۳۸) اس نصیحت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی تمنا کے لئے دعا بھی فرمائی تھی۔

تَفْصِيلٌ فِي حَدِيثٍ:

۱۰۱۰ - أَمْرٌ بِإِسْرَافٍ مَعَ كِتَابِ الْبَهْلَاءِ بِمَنْ فَضَّلَ إِسْرَافَ وَالتَّكْبِيرَ عَنْ سَيِّئِ اللَّهِ حُدُوثِ (۳۸، ص: ۳۸) وَأَعْدَدَ (۳۸، ص: ۳۸) ۱۰۱۱ - وَأَمْرٌ بِإِسْرَافٍ مَعَ كِتَابِ الْبَهْلَاءِ بِمَنْ فَضَّلَ إِسْرَافَ وَالتَّكْبِيرَ عَنْ سَيِّئِ اللَّهِ حُدُوثِ (۳۸، ص: ۳۸)

(۳۸، ص: ۳۸) ۱۰۱۲ - وَأَمْرٌ بِإِسْرَافٍ مَعَ كِتَابِ الْبَهْلَاءِ بِمَنْ فَضَّلَ إِسْرَافَ وَالتَّكْبِيرَ عَنْ سَيِّئِ اللَّهِ حُدُوثِ (۳۸، ص: ۳۸)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ

یہ باب ہے مسافر کی دعا کے بیان میں

۳۵۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا أَبُو عَلِيٍّ عَلَيْهِمَ نَا الْعَجَّاجُ الشَّوَاتِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَاصِمٍ عَنْ أَبِي

جَعْفَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ ذَعْرَاتٌ مُسْتَجَابَاتٌ ذَعْرَةُ الْمَظْلُومِ وَذَعْرَةُ السَّافِرِ وَذَعْرَةُ الزَّائِدِ عَلَى وَدِّهِ خَذَنَتَا غَيْبِي بِيْ خَجَرٍ نَا إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَشَامِ الدَّسْتَوَائِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ يَهَذَا الْإِسْنَادُ نَحْوُهُ وَزَادَ فِيهِ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِمْ هَذَا خَدِمْتٌ حَسَنٌ وَابُو جَعْفَرٍ هَذَا هُوَ الَّذِي دَوَّى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَيُقَالُ لَهُ الْكُتُبُ جَعْفَرُ الْمُؤَدَّنِ وَلَا نَعْرِفُ إِنْ شَعَا (ص ۱۷۲، ۱۷۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا میں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم، مسافر اور اولاد کے خلاف باپ کی دغا۔ علی بن عمر نے یہ حدیث اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے بشام دستوائی سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی سند سے اسی کے مثل نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ یہ حدیث سن سے اور ابو جعفر دینی ہیں جن سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔ انہیں ابو جعفر موزنی کہتے ہیں۔ ہمیں ان کا نام معلوم نہیں۔

ثَلَاثٌ ذَعْرَاتٌ مُسْتَجَابَاتٌ

ثَلَاثٌ ذَعْرَاتٌ مُسْتَجَابَاتٌ (ص ۱۷۲، ۱۷۳) حدیث بالا میں تین دعاؤں کے بارے میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ دعا میں جلدی قبول ہوتی ہیں۔ اور دوسری روایت میں جلدی قبول ہونے والی کئی اور دعاؤں کا بھی تذکرہ ہے تو اس میں کوئی تعارض نہیں یہاں پر ان میں سے تین کا ذکر ہے بالخصوص دوسری امارت میں تذکرہ ہے یعنی یہاں پر ثلاث کی قید افطالی ہے احترازی نہیں ہے۔

ذَعْرَةُ الْمَظْلُومِ (ص ۱۷۲، ۱۷۳) مظلوم کی دعا اور بدعا بہت جلد قبول ہوجاتی ہے۔ مظلوم کی دعا کا مقابہ علاء یہ بیان فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مظلوم کی مدد کی اس کو تسلی و فیرو دہی اس پر مضمون محض لے اس کو عادی تو یہ دعا قبول ہوجاتی ہے۔

اسی طرح جو شخص مظلوم پر ظلم کرے یا ظالم کی مدد یا ظالم کی تائید کرے مظلوم کی دعائی یا جسانی تظلیف میں مدد کرتا ہے اس پر مظلوم کی شخص کے حق میں جو بدہ کرتا ہے تو اس کی یہ بدعا بھی جلد قبول ہوجاتی ہے۔

ذَعْرَةُ السَّافِرِ (ص ۱۷۲، ۱۷۳) مسافر سے مراد وہ شخص ہے جو دوسرے شہر میں ہے مسافر کے ساتھ جو شخص اچھا معاہدہ کرتا ہے اس کے بارے میں مسافر جو بدہ کرتا ہے تو یہ بھی قبول ہوجاتی ہے اسی طرح مسافر کو جو تکلیف اور اذیت پہنچانے کا باعث ہوتا تو یہ شخص کو مسافر اگر بدعا دیتا ہے تو یہ بدعا بھی جلدی قبول ہوجاتی ہے۔

یاد رہے کہ مسافر کی مدد مطلقہ قبول ہوتی ہے خواہ وہ اپنے لئے کسی دوسرے کے لئے کرے۔

آنحضرتؐ نے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ علیؑ کے لئے کس بات پر قہقہہ فرمایا، نبی اکرمؐ نے فرمایا: میرے رب! اپنے بندے کا یہ کہنا بہت پسند ہے کہ اے رب مجھے حوائفِ کرم سے کیونکہ تیرے عطا ہونے والی تمناؤں کو معافی نہیں کر سکتا۔ اے رب! میں صحت سے غریب ہوں۔ یہ بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[illegible][illegible]

—  —

[illegible]

استثنائی غلبہ ظہور ہوا (ص ۲۰۲، ص ۲۰۳)۔ چنانچہ وقت اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو دیکرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھاتے

یہ وہی ہے۔^(۱۰)

اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا اَصْرٍ مِنْ سِرِّ مُسْلِمٍ شَرِيفٍ کی روایت میں فقہوں نے تحریر یہ جمع ہے مَنِ اسْأَلَكَ خَيْرَهَا کہ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنے کا حکم فرمادے کیونکہ اس دوام میں نہ خیر ہے نہ شر جس کے پس فیر اور شر ہے اس سے دھانے فیر کرنا ہی ہے۔^(۱۱)

تحدید کے ہمراہی وہاں دعویٰ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب میں کر سکتی ہیں جیسے کہ ای ہوا کے ذریعہ قوم قمود و غیرہ کو بلا کر یا کیا تھا اور کبھی آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت جتنی ہوش و حسیب میں جاتی ہے۔ یہ کبھی کو بھی معلوم نہیں کہ یہ آدمی اللہ تعالیٰ کا عذاب میں کر سکتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کر سکتی ہے اس لئے کہ اس آدمی کو اپنی امت مرحومہ کو بھیجے ہے کہ اس سے سوائے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر نہ رہے۔ یہ دعا کا تمام کرنا چاہیے۔ تاکہ یہ ہوا اور اس سے خیر کا ذریعہ بے شر کا ذریعہ بنے سے اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے۔^(۱۲)

علامہ ابن عساکر فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو کو برا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے خیر اس کا کوئی عمل نہیں۔^(۱۳)

دو کو برا کہنے سے فقر کا اندیشہ ہے کیونکہ واسیب دہلی ہے لہذا اور بڑی سے لکھنے۔^(۱۴)

تخریج حدیث:

۳۵۸۶۔ أخرجه مسلم كـ... ص ۱۶۱ لا يستغفر بعد الصلوة عند رؤيه الريح وجبه وخرج البخاري (ص ۱۹۹/۱)

۱۰۹۱۰ کتاب الادب ص ۱۷۰ (۱) من مات رايته (۲) ۳۵۸۶ (۳) معارف للعبد (۴) ۱۲۶۵ (۵) فتاوى عاتق الربا (۶) ۲۷۵ (۷) معاني الربا

۳۵۸۶

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الرِّعْدَ

یہ باب ہے بادل کی آواز سن کر کیا کہے اس کے بیان میں (ص ۳۵۸/۱)

۳۵۸۶۔ خَلَقَ قَلْبُهُ مَا عِنْدَ الرَّاجِدِ نَبِيٍّ بِمَا عَنْ خَلِجٍ نَبِيٍّ رُوَاهُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَهُ الرِّعْدِ وَالصَّوْبِ أَمِنَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَنْفُتْنَا بِعَصَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِمَذَابِثِ وَأَعْيَافِ قَبْلِ ذِيكَ هَذَا حَدِيثٌ عَرَبِيٌّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

(ص ۳۵۸/۱)

توضیح: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بادل کی گرج اور کڑک کی آواز سننے کو یہ دعا

الح' (اے اللہ تعالیٰ ہم پر اس چاند کو خیر و ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ غلوع فرما۔ (اے چاند) میرا اور میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔^(۱)

== تشریح ==

رَأَى الْهَلَالَ: (۱) سورہ ۸۸، سورہ ۱۹ شروع کی تین روں کے چاند کو اور ایک قول میں پونجی رات کے چاند کو بھی ہال کہا جاتا ہے یہاں یہ ہال کو کہہ کر یہ دھاڑ مٹنے کی تشریف لائی ہے۔^(۲)

بِالْيَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ: (۲) سورہ ۸۸، سورہ ۱۹ اس دو میں خاص کر کے دو باتوں کی تعلیم پر اہمیت دی جاتی ہے۔ پہلی بات یہ کہ یہ عینہ زندگن کا ایک مرحلہ ہے جب ایک عینہ نعم ہو کر دوسرے عینے کا چاند نمودار ہوتا ہے تو آدمی کی زندگی کا ایک مرحلہ ختم ہو کر دوسرے مرحلہ شروع ہو جاتا ہے تو ایسے موقع پر شریعت نے یہ تعلیم دی کہ یہ دو گزریں کہ شروع ہونے والا عینہ میرے لئے امن و ایمان و اسلام کی ترقی کا باعث بنے۔ نہ عینے میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ فرمائش و ادائیگی کرلوں۔

رَبِّیْ وَرَبِّكَ اللّٰهُ: (۳) سورہ ۸۸، سورہ ۱۹ دوسری بات جس کی تعلیم اس رو میں دی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ وہ جس میں بعض لوگ اس چاند کو اپنا رب اور دیتا، سنتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چاند بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس طرح اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ چاند کے بھی رب ہیں۔^(۴)

تشریح حدیث:

۳۵۸۸۔ أخرجه الإمام أحمد في مسنده، كتاب الصوم، باب ما قاله رسول الله ﷺ وأحمد بن حنبل في مسنده، باب ما قاله رسول الله ﷺ (۱/۴۶۱)

(۱) عو حاد و سنیہ ۱/۴۶۱ (۲) مسند احمد و سنیہ ۱/۴۶۱ (۳) مسند احمد و سنیہ ۱/۴۶۱ (۴) مسند احمد و سنیہ ۱/۴۶۱

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْغَضَبِ

یہ باب ہے اس بیان میں کہ غصہ کے وقت کیا پڑھے (ص ۸۸، ص ۸۹)

۳۵۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالِيَهُ نَافِيَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ غِيَاثِ بْنِ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ بَيْنِي وَبَيْنَ أَخِيهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا عَلِمُ كَبْمَةً لَوْ قَالَهَا لَنُحِبَّ غَضَبِيهِ أَخُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَشْبَهِي الرَّحِيمِ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُلَيْكَ بْنِ شُرَبٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَحْوِهِ هَذَا خَبَرْتُكَ مَرْسَلُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَارْتَدَّ مُعَاذٌ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقِيلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَغَدَا الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَلَامُ ابْنِ سَبْتٍ سَبْتِي هَكَذَا رَوَى

شُعْبَةُ عَنْ الْحَكِيمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَى وَفَدَّ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْسَى عَنْ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ، وَزَادَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْسَى يُكْفَى أَنْ يَجِيئَ وَأَمَّا قَبْلُكَ بِسْمِ اللَّهِ وَرَوَى عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَى قَالَ كُنْتُ جُلُوسًا مَعَ جَدِّهِ بْنِ زَيْدٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (ص ۱۵۲، ص ۱۵۱)

ترجمہ: حضرت سعادت بن حبیب نے فرماتے ہیں کہ دو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے
لگے یہاں تک کہ ایک نے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہاں تک کہ تم
یہ دو کلمہ کہہ دو گے تو اس پر غصہ مٹ جائے گا۔ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" ہے۔ اس باب میں حضرت
ملید بن انس صریحاً بھی روایت ہے۔ محمد بن بشر نے عبد الرحمن سے اور وہ حنفیوں سے اس کی متعدد حدیث نقل کرتے
ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ ہذا بن جابر نے عبد الرحمن بن ابی علی کا تابع ثابت نہیں کیونکہ سعادت بن
ابن یزید کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا اور حضرت عمر کی شہادت کے موقع پر عبد الرحمن بن ابی علی کی
معرچہ سال تھی اور اسی طرح عبد حکم سے ہوا۔ عبد الرحمن بن ابی علی سے وہی شرط بیان کرتے ہیں۔ عبد الرحمن نے محمد
بن حذافہ سے بھی روایت کی ہے اور ان کو دیکھا بھی ہے۔ عبد الرحمن کی نسبت ابو یوسف اور ان کے والد ابو یوسف کا نام
یہ ہے۔ عبد الرحمن سے منقول ہے کہ انہوں نے انصار میں سے ایک سو میں صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔

تشریح

الْعَصَبُ فِي رُيُوعِهِ أَخْبَرَنَا (ص ۱۵۲، ص ۱۵۱) ایک دوسری روایت میں اس کی مزید وضاحت اس طرح آئی ہے
"كَعَصَبِ أَخْبَرَنَا عَصَبٌ عَبْدُ اللَّهِ حَتَّى خَبِلَ لَمْ يَنْجِبْهُ يَنْجِبُ مِنْ شَيْءٍ عَصَبٌ"^(۱)
نصر کا علاج حدیث ہذا میں تعویذ یعنی احمذہ باللہ پڑھنے کے ساتھ پایا جا رہا ہے حدیث ہذا کی قرآن مجید کی آیت سے بھی
تائید ہوئی ہے۔

"وَمَا يَنْزِعُ عَنْكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"^(۲) (دوسری روایت کی طرف سے
کوئی دوسرا آئے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا اور بہت سی نعمتوں کا بھگنے والا ہے۔) اگر تمہیں شیطان بھلا کر اپنے جوار
میں پھنساں ہے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو۔ اللہ تعالیٰ سنتے اور جاننے والا ہے۔
فصل کے وقت آؤں اپنا قرآن اور مجھے برے کا احساس ہو رہا ہے یہ اپنے موقع پر تعویذ کا پڑھنا یاد نہیں جس وقت ایسے
موقع ہوں گے خیر خواہوں کو چاہئے کہ حکمت سے اس کی طرف توجہ دیں۔^(۳)

غصہ کا علاج:

ماورث میں فصل کے دور کرنے کے لیے مختلف علاقوں پر لڑنے کے لئے ہیں مثلاً

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس ہے چاہئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور خواب لوگوں کو ناکے اور اگر کوئی برا خواب دیکھے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے اور اسے چاہئے کہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے اسے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا۔ اس باب میں حضرت اذقناہ رحمۃ اللہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ابن الہباد کا نام جزیہ بن عبد اللہ بن اسامہ بن الہباد بھی ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور ان سے مالک اور بہت سے حضرات روایت کرتے ہیں۔^{۱۰۱}

== تفسیر ==

الروایۃ فیہا: (ص ۱۵۳، ص ۱۵۴) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہام ہوتا ہے جب آدمی کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہئے۔

والبیہدۃ بقاؤہی: (ص ۱۵۳، ص ۱۵۴) ایک دوسری روایت میں "فَلَا تُخْبِرُكَ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ" کے الفاظ ورا ہوئے ہیں۔^{۱۰۲} اس کی وجہ یہ ہے کہ جس مراد خواب کی تعبیر دینی چاہتی ہے وہی حقیقت میں واقع ہو جاتی ہے۔
مکھڑ آدمی پاس کا دور آدمی کو خبر دے گا وہ اچھی دے گا۔^{۱۰۳}

فالیس بعد بالذی: (ص ۱۵۳، ص ۱۵۴) حدیث بتا رہے ہیں کہ یہ مضمون بتاتی ہے۔ نیند میں اگرناشیہوان کے تعریف اس کی ضرورت کی وجہ سے کتاب ہے۔^{۱۰۴}

بر خواب دیکھنے والا کہی کرے:

ان بحر بہتہ فرماتے ہیں جس بارے میں متعدد روایات آتی ہیں مگر حدیث بالا میں ① "أَخْبَرُكَ بِالذِّی" الشیطان المرہبہ" پڑھنے کو فرمایا کیا ہے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ ② "تروث یثی" لے ③ "انہ ترثہ از شرواع" لے ④ "یت گمتری پڑھ کے"۔ ⑤ "بمیں طرف تھکا رہے"۔^{۱۰۵}

علامہ قسیمی فرماتے ہیں کہ اگر نماز پڑھنا شروع کرے تو اس میں تمام ہی باتیں ہو جاتی ہیں۔

وَلَا يَذْكُرُهَا لِأَخِيذٍ فَإِنَّهَا لَا تَصْرُفُ: (ص ۱۵۳، ص ۱۵۴) اس کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے کیونکہ یہ خواب اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے گا علامہ قلب الدین فرماتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے صمدہ خیرات کر مائی کی حفاظت اور اس میں رکت کا سبب بنایا ہے اسی طرح خواب کسی سے بیان نہ کرنے کو بھی اس خواب کے برے اثرات سے محفوظ رہنے کا سبب بنایا ہے۔^{۱۰۶}

تفسیر جہادیت:

۱۰۱۔ ۳۰۰۔ اشترجہ البیہادی (۳۰۰/۱۰۰) کتاب العبد رب الذی بالصدادۃ۔ حدیث (۲۸۵) طبعہ فی ۱۷۹۰۔ وأحمد (۱۷۳)

(۱) بحاری مات الریاء بعدہ و مصلو (۲) صحیح البخاری ۸۲: ۱۲ (۳) مقام علی (۴) ۶۲۸: ۱۲ (۵) فتح الباری ۱۷: ۲۵ (۶) مقام جو

۶۶۶

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى الْكُورَةَ مِنَ الشَّعْرِ

یہ باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی نیا پھل دیکھے تو کیا کہے (ص ۸۳-۸۴)

۳۵۹۱ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ نَافِلَةَ وَنَافِلَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّعْبِ بِمَوَازِيهِ الْبَرِّ رَسَبَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي بَسَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاحِبِنَا وَمَلِكِنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِلَهِيهِمْ عَبْدُكَ وَحَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّكَ دَعَاكَ لِقَاكَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِقَائِيهِمْ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِقَاكَ وَمِثْلَهُ مَعًا قَالَ ثُمَّ بَدَلُوا أَصْفَرَ وَبَيَّضَ بَرَاءَ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ تَلْفِيزُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ (ص ۸۳-۸۴)

ترجمہ: "محدث انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے نافعہ سے روایت کی کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے: "اللَّهُمَّ" (اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے، ہمارے بھائیوں، ہمارے شہر، ہمارے صانع اور ہمارے مالک کے لئے) میں برکت پیدا فرما۔ اے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے گھر پر برکت، بندے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کہہ کے لئے دعا کی تھی۔ میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ میں تجھ سے ہر بندے کے لئے وہی تجھ، تمہارے بھائیوں، تمہارے نبیوں کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ اس سے وہ گناہگار راوی کہتے ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو جو نظر آتا ہے اسے دے دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تَفْسِيرُ

جاءوا به إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم (ص ۸۳-۸۴) صحابہ کرام بھی کرموسم کے پہلے پھل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس پھل میں برکت کے لئے پیش کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موسم کا پہلا پھل توں میں جو طوطیوں کے پاس لے جاتا مستحب ہے۔ (۱)
وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا (ص ۸۳-۸۴) شہر میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ شہر حیدر میں راحت و شہرت سے اس کی آبادی ہو جائے۔ (۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنے پھل کو اپنے واسلے لئے دعا پڑھنا بھی سنت ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ

کے ہاں داخل ہوئے وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ میں آپ ﷺ کے دائیں اور خالد کے بائیں جانب تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: پیئے کی باری تمہاری ہے لیکن اگر چاہو تو خالد کو ترجیح دو۔ پس میں نے کہا میں آپ ﷺ کے بھونے پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ حکائے تو اسے چاہئے کہ یہ دعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ ... الخ" (اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس میں برکت پیدا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھانا) اور اگر کسی کو اللہ تعالیٰ دودھ پلانے تو وہ کہے (اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس میں برکت پیدا فرما اور یہ (دودھ) مزید عطا فرما) پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دودھ کے علاوہ کوئی چیز اسکی نہیں کھائے اور پیئے دونوں کے لئے کافی ہو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض روایوں نے یہ حدیث علی بن زید سے عمر بن حمرہ کے حوالہ سے نقل کی اور بعض انہیں عمر بن حمرہ کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔

تفسیر

فَقَالِ لِي السُّؤَالُ ذٰلِكَ (دع ۱۵۲ ص ۳۲) آپ ﷺ نے فرمایا کہ پینے کی باری تمہاری ہے۔ اگر مجلس میں ایک سے زائد لوگ موجود ہوں اور آدمی کوئی چیز تجھ سے کہنا چاہتا ہو تو انہی طرف سے تعظیم کرے یہ مستحب ہے اگرچہ بائیں طرف اٹنی مرتبہ دے دیں۔ ہاں اگر دائیں طرف والے اجازت دے دیں تو بھر کوئی مضائقہ نہیں۔

حدیث بالا میں آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت لی کہ بائیں طرف بیٹھنے والے حضرت خالد بن ولید پہنچ کر پیئے دے دیں۔

سُؤَالٌ: بزرگ شریف کی روایت میں اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ آتا ہے جس میں دائیں طرف ایک دیہاتی صحابی تھے اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سفارش بھی کی تھی کہ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے بچا ہو دودھ پہے رحمت فرمادیتے مگر آپ ﷺ نے مقدمہ اس دیہاتی کو فرمایا تھا ان پر اس دیہاتی صحابی سے اجازت لے کر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیئے دیا۔

تَجَلُّبٌ: اس واقعہ میں دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں لایں میں آپ ﷺ سے بڑھ کر محبت رکھنے والے تھے اس کی تالیف تذب کا کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر حدیث بالا میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے جو اس وقت سلام میں تھے اس لئے داخل ہونے سے اس لئے آپ ﷺ نے یہاں پر ان کی تالیف قلب کی ضرورت محسوس فرمائی۔^(۱)

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (دع ۱۵۳ ص ۳۳) یہ دعا اللہ تعالیٰ کے ہمہ درجہ کی ہے۔

وَزِدْنَا مِنْهُ (دع ۱۵۴ ص ۳۴) "یہ زیادہ دو" مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ رہے اور چونکہ دودھ کھانے اور پینے دونوں کا بدن ہے اس سے بھلا بھی ختم ہو جاتی ہے اور یہ ایسا بھی حاصل ہوتی ہے۔^(۲)

تقریباً ۳۵۹۲

۳۵۹۲ - آخر جہ آورہ کتاب الاثرین باب ما یقول إذا سرب الخ حدث زہری (۲۷۳) و أحمد (۱۱۰/۱) ۱۱۰/۱۵۰ والحمد للہ

۱۵۸/۱۵ حدیث (۱۵۸/۱۵)

(۱) ص ۵۷۷ عن (۲) ۱۵۸/۱۵۰ ص ۵۷۷ حدیث ربانیہ (۳) ۵۷۷

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ

یہ باب بے کھانے سے فراغت پر کیا کہے؟ اس کے بیان میں (ص ۱۵۸/۱۵۰)

۳۵۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَشْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ نَا ثَوْرُ بْنُ كَثِيرٍ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ يَمِينِهِ يَقُولُ نَحْمَدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُؤَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا هَذَا خَلْقُكَ حَسْبُكَ صَحِيحٌ (ص ۱۵۸/۱۵۰)

ترجمہ: ”حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے ”نَحْمَدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا ... الخ“ (یعنی تمام تعریفیں، بہت زیادہ تعریف اور پاک تعریف اسی کے لئے ہے (اے اللہ) اس میں برکت پیدا فرما ہم اس سے بے پروا اور بے نیاز نہیں ہیں)۔ یہ حدیث مسند صحیح ہے۔“

۳۵۹۴ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَدْبِيُّ نَا حَفْصُ بْنُ عِيَادٍ وَابْنُ خَالِدٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ خُثَيْبٍ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ حَفْصُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ مَوْلَى لَاحِقِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ نَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَخَلَقَنَا مُبْلَغِينَ. (ص ۱۵۸/۱۵۰)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے یا پانی نوش فرماتے تو یہ کلمات کہتے: ”نَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَخَلَقَنَا مُبْلَغِينَ“ (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پالایا، ارسمان دیا)۔“

۳۵۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَزَةَ الْمَكْرِيُّ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَرْثُومَ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِييَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ نَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَزَوَّجَنِي مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ بَيْنِي وَلَا قُوَّةَ غَيْرِ لِي مَا نَقَدَّمُ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا

عَلَيْهِ نَحْنُ غَرِيبٌ وَأَبُو مَرْحُومٍ أَسْمَاءُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ (مصر: ١٤٠٠هـ)

ترجمہ: "حضرت اہل بنی سہاد بنی انسؓ نے اپنے والد (سہاد بن انسؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے گا "اللّٰهُمَّ بِنَبِّہِ....." (یعنی تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے مجھ پر کھانا کھلایا اور مجھے میری قدرت و طاقت نہ ہونے کے باوجود یہ عزت فرمایا) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب سے اردو ترجمہ کا: ام عبد الرحیم بن میمون ہے۔"

== تشریح ==

الْخَمْلُ فَلْيَ: (ص ۵۴: ص) کھانا کھانے کے بعد کلمہ حقانی کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے نفس و کرم سے کھانا کھلا۔

وَلَا تُؤْخَذُ. (حصہ ۱۸۸، ص ۱۸۸) ہم کے لفظ اور ذوال کے لفظ اور تشدید کے ساتھ ساتھ ہے۔ یہ باب تفعیل سے
 ہم تفعیل کا ہیئت ہے۔ اس صورت میں کی آسمان ہیں۔

① خود کی صفت ہو، مطلب یہ ہے کہ وہ شکر پھیرا نہیں گیا۔ ② طعام کی صفت ہوگا، اس طعام میں رغبت اور اس کی طلب متروک نہیں کی جاتی۔ ③ صدام کی صفت ہو کہ ہماری طرف سے کھانے کو پھیرا نہیں جاسکتا کہ یہ ہمارا آخری طعام ہو جائے اور اگر دوسرا مال کے کسرہ کے ساتھ بیوہ، یم، لاش کا فائدہ دے گا۔ مطلب اس صورت میں یہ ہوگا کہ ہم اس طعام کو رخصت کر دے گا۔ لے نہیں ہیں۔^(۱)

وَقَدْ خَلَقَ يَوْمَ الْفَتْخِ بِرَبِّهِ هُوَ الَّذِي يُفَتِّحُ لَكُمْ الْبَابَ وَأَخْرَجَ الْكَلْبَ مِنْ الْبَيْتِ وَالْمَلَأَ مِنْهُ الْمُلُوكَ وَجَعَلَ الْخُلُوفَ غَةً يُؤْوِي إِلَىهَا الَّذِينَ يَسْتَعِزُّونَ وَالْجَنَابَ وَقَدْ خَلَقَ يَوْمَ الْفَتْخِ بِرَبِّهِ هُوَ الَّذِي يُفَتِّحُ لَكُمْ الْبَابَ وَأَخْرَجَ الْكَلْبَ مِنْ الْبَيْتِ وَالْمَلَأَ مِنْهُ الْمُلُوكَ وَجَعَلَ الْخُلُوفَ غَةً يُؤْوِي إِلَىهَا الَّذِينَ يَسْتَعِزُّونَ وَالْجَنَابَ

خَدَّائِنَا اَنْتُو مُعِيبٌ ... (اس آیت سے) گھٹانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی سب سے بڑی اور احادیث میں بڑی مسنونہ و غائب وارد ہوئی ہیں ان کا بارہا شکر گزاروں کے لئے کاں و اکمل چھ ہے۔^{۱۳۲}

الْحَمْدُ لِلّٰہِ (حصہ ۱، ص ۱۰۷) اللہ تعالیٰ نے تمہارا کھانا اور کپڑا اور گناہ چھیننے میں اضافہ کر دیا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿لَیْسَ لَکُمْ مَلٰئِکَةٌ مُّصَوَّرَةٌ لَّا یَبْصُرُکُمْ﴾ (۱) ﴿اِنَّ قُرْآنَکُمْ لَکُلِّ شَیْءٍ حَکِیْمٌ﴾ (۲) ﴿وَلَا یُحِیْطُ بِشَیْءٍ مِّنْ شَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ (۳) جس طرح ان کو اس طرح اپنے مسلمان ہونے پر بھی عشاء کیا جائے مسلمان ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا امران ہے اس شکر ادا کرنے کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اسلام پر قائم رہے۔ (۴)

فَلْيَنْتَظِرُوا. بعض افراد کی تہہوں میں میں المُنْتَظَرین تھا ہوا تھا ہے، غرض کہ میں لفظ میں نہیں ہے۔

خَلَقْتُ الْمُحَمَّدَ بْنَ الْإِسْمَاعِيلَ ... اس آیت میں اعلان فرماتے ہیں کہ ہندو کو نے پیتے کے جو صدقہاں سے اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ نامحرم ہندو کو نے مجھ کو دیئے نفس سے عطا فرمایا ہے اس میں میری کسی قسم کی مفادیت یا

میرے کسی کمال یا ہنر کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس بات کے اعتراف کرنے پر اللہ تعالیٰ اس سے اسے خوش ہوئے ہیں کہ اس کے بارے گزشتہ کتابوں کو صاف فرما دیتے ہیں۔^(۱۰)

صاحب بذل فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی کتابوں سے منافعت فرمائیں گے یا اس کے گناہ صاف کرتے رہیں گے گویا گناہ ہوئے ہی نہیں ہیں۔^(۱۱)

تقریر محمد بن یحییٰ:

۳۶۲۲۔ أخرجه البخاري ۱۰۰، الأعمدة ۱۰۱، ما يؤول إليه ۹۰، غرض طعامه، حديث (۵۱۵۸)، (۵۱۵۹)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وفي نسخة كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶).

۳۶۹۱۔ أخرجه أبو داود كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وفي نسخة كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶).

۳۶۹۵۔ أخرجه أبو داود كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وفي نسخة كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶).

(۱۰) صحيح البخاري ۱۰۰، الأعمدة ۱۰۱، غرض طعامه، حديث (۵۱۵۸)، (۵۱۵۹)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وفي نسخة كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶)، وأوردوا: كتاب الأعمدة باب ما يؤول إليه إذا علم حديث (۳۸۹۶).

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهْيَ الْجَمَارِ

یہ باب ہے گدھے کی آواز سن کر کیا کہا جائے اس کے بیان میں حصہ ۱۹، ص ۱۹

۳۵۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعْبُودٍ نَا لَلْبَيْتِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الشَّيْطَانِ فَاسْتَلُوا اللَّهَ مِنْ قَضِيهِ فَإِنَّهُ رَأَتْ مَلَكَهَا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهْيَ الْجَمَارِ فَتَقَرُّوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ. (ص ۱۸۵، ص ۱۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کی آواز سقو اللہ تعالیٰ سے اس کا نفع، لگو کیونکہ، فرشتے کو دیکھ کر بلائے ہے اور جب گدھے کی آواز سقو اللہ تعالیٰ سے اس کا نفع، لگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بلائے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تفسیر صحیح

فَاسْتَلُوا اللَّهَ مِنْ قَضِيهِ (ص ۱۸۵، ص ۱۹) ملائم کا نفع حاصل فرماتے ہیں ممکن ہے کہ فرشتے اس کے لئے دعا پر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي يَلْحَنَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

١٧٧٧

تَرْجَمَةُ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں جو الا لہ الا اللہ والاشیاء الا حق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہے وہ اس کے تمام (چھوٹے) تہذیبہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سند کی جھال کے برابر ہوں۔ یہ حدیث حسن فریب ہے۔ شعبہ یہی حدیث ابویوسف سے اسی سند سے اس کی سند نقل کرتے ہیں لیکن یہ روایت غیر مرفوعہ ہے۔ ابویوسف، یحییٰ بن ابی مہم ہیں۔ بعض انہیں ابن سلیم کہتے ہیں۔ محمد بن بشیر بھی ابن عدی سے وہ حاتم سے وہ ابویوسف سے وہ عمر بن سکون سے وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے ہی طرح نقل کرتے ہیں۔ بکر بن بشیر بھی محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ ابویوسف سے اس کی مثل غیر مرفوعہ نقل کرتے ہیں۔"

٣٥٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارِ نَا أَبُو نُعَيْمَةَ الشَّعْبِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قُتِلَ
عُمَرُو عَنْ الْمَدِينَةِ وَكَثُرَ النَّاسُ تَكْبِيرَهُ وَزَعَمُوا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا رَجُلَ لَا تَبْشُرْ بِهَذَا وَلَا تَبْشُرْ بِهَذَا وَلَا تَبْشُرْ بِهَذَا وَلَا تَبْشُرْ بِهَذَا وَلَا تَبْشُرْ بِهَذَا وَلَا تَبْشُرْ بِهَذَا وَلَا تَبْشُرْ بِهَذَا
فَكَثُرَ مِنَ كَثَرِ النَّاسِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مُتَّجِعٌ وَأَبُو عَلِيٍّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مُتَّجِعٌ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِثْنَانِ عَنِ عَلِيٍّ وَقَدْ رَوَاهُ (ص: ١٨) (ص: ١٩)

ترجمہ: ”عزیز ابو موسیٰ اشعرىؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں گئے۔ جب ہم واپس آئے تو ہم نے منورہ کے قریب پہنچنے پر لوگوں نے بہت بلند آواز سے گھبرائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب بہرہ نہیں دے نہ وہ غائب ہے بلکہ وہ تمہارے اور تمہاری ساریوں کے سروں کے درمیان ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد اللہ بن قیس! یہ میری قومیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کے متعلق نہ بتاؤ! وہ ”لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو عثمان نعدی کا نام عبد الرحمن بن علی اور ابو حامد کا نام عمر دین بنی ہے۔ یہ قول کہ ”اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہاری ساریوں کے سروں کے درمیان ہے“ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ہے۔“

— تشریح —

نہ تعجب کے ذکر کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث سے یہ بکثرت مدد ملتی ہیں۔

مردہ کو جمع فرماتے ہیں۔ دلوں کو نورانی بنالے اور اوصاف خبیثہ کو اوصاف حمیدہ میں تبدیل کرنے میں سب طاعات و عبادات سے زیادہ پرائیجز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔^(۱۵)

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے جہانِ آسمانوں کو روشنی اور یونانی سے منور فرمایا اسی طرح ذکر کرنے والی زبانوں کو ذکر سے مزین فرمایا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل زبان اس آئینہ کی طرح ہے جو عیناً ہی سے محروم ہے اور اس کا ان کی طرح ہے جو شبنوئی سے محروم ہے۔ اور اس ہاتھ کی طرح ہے جو مفلوج ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی جو دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان کھلا ہوا ہے اس سے بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تک پہنچ سکتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو یہ دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ فَلْيَلْهِمْ ذُرِّيَّتَهُمُ الْغَائِلِ

فَلْيَلْهِمْ ذُرِّيَّتَهُمُ الْغَائِلِ
وَأَجْسَانُهُمْ فَبَلَّ الْغُيُورُ فُورُ
وَأَرْوَاهُمْ بِنِمْ وَخَشَبَ بِنِمْ خَشَبِهِمْ
وَلَيْسَ لَهُمْ غَسْنُ الشُّجُورِ شُجُورُ

(اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جانا ان کے دلوں کی موت ہے۔ اور ان کے سمیع زمین و فلک قبروں سے پہلے ان کے مردہ دلوں کی قبریں ہیں۔ اور ان کی روحیں سخت و دشت میں ہیں ان کے جسموں سے اور ان سے سے قیامت اور حشر سے پہلے زندہ نہیں۔)^(۱۶)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (حصہ ۱۸۱، ص ۱۱۳) اس تسبیح میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا ذکر ہے جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اسی وجہ سے ایک روایت میں لا الہ الا اللہ کو سب سے افضل ذکر فرمایا گیا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (حصہ ۱۸۱، ص ۱۱۳) کا مطلب یہ ہے کہ کام کے لئے کوشش اور اس کے کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ (آگے حدیث میں اس غلطی کی مزید تفسیر آ رہی ہے)۔

وَلَوْ كَانَتْ بِغُلِّ رَبِّهِ أَفْبَهُ لَمَّا عَلَّ النَّاسُ مَا هُمْ بِهِمْ (حصہ ۱۸۱، ص ۱۱۳) ملا علی قاری نے اس جملہ کو نسخہ سے نقل کیا ہے کہ مراد اس جملے سے مذکور گناہ ہیں اگر بالفرض امکان اتنے بھی گناہ ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔^(۱۷)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (حصہ ۱۸۱، ص ۱۱۳) اسی عرواق میں خزا سے مراد خود بخیر ہے۔^(۱۸)
فَكَبِّرُوا النَّاسَ نَكْبِيرًا (حصہ ۱۸۱، ص ۱۱۳) بلند جگہ پر بیٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہئے صحیح یہ گرامر یہ تسبیح زور زور سے کہہ رہے تھے یا بغیر سے مطلق ذکر بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ صحیح یہ اس موقع پر بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے اس طرح کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

هُوَ يَبْسُكُهُ وَيَبِينُ لَهُ وَسْ بِخَالِكُمْ (حصہ ۱۸۱، ص ۱۱۳) اے اللہ! میری روایت میں ”وَالْبَيْنِ نَذْعُوهُ الْفَرْبِ إِلَى

اس کا پانی پینا ہے اور وہ جو اور میرا ہے۔ اس کے دوست "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو یوسف یزید سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے جتنی حضرت ابن مسعود بہتر کی روایت سے حسن فریب ہے۔"

۳۶۰۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ يَخْبِرُنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْسَى الْجَنْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ بَنِي مُضَضْتِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا نَبِيُّهُ لَفَعَلَ أَخْلَقَهُ أَنْ يَكْسِبَ أَلْفَ حَنْبَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ خَلْبِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَخْلَقَهُ أَلْفَ حَنْبَةٍ قَالَ يُسَلِّحُ أَخْلَقَهُ بِأَنْفِ فَتَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ أَلْفَ حَنْبَةٍ وَتُحْطَ عَنْهُ أَلْفَ سَائِغَةٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۱۰۹، ص ۱۱۰)

ترجمہ: "حضرت معاذ بن سعد اپنے والد سے روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہم مجلس (صحابہ کرامؓ) سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک ہزار نیکیاں کمائے سے بھی ناپز ہے؟ کس شخص نے سوال کیا کہ وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار (صغیرہ) گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

بَابُ التَّوْبَةِ (ص ۱۰۸، ص ۱۰۹) اسی واسطے السراج لکھی ہو چکا ہے۔ توبت کے دو میں سال میں ہوتی تھی۔ اِقْرَأُ أَتَمَّكَ مِيسِرَ السَّلَامِ (ص ۱۰۸، ص ۱۰۹) آپ ﷺ کے واسطے سے گونا گونا گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس امر کو سلام ملوایا ہے جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس امر سے تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ عارف فرماتے ہیں: جس کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سلام پہنچے ان کو چاہئے کہ وہ اس کا جواب وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ سے دے۔^(۱)

أَنَّ الْجَنَّةَ طَبَقَةُ الْقُرْبَى (ص ۱۰۱، ص ۱۰۲) جنت کی کھلی یا کیزہ ہے زعفران اور شکر کی ہے جب مٹی اور پانی دونوں میں اچھے ہو تو یہ اور بھی خوب اچھی ہوتی ہے حدیث بالا میں ترغیب دی ہوئی ہے کہ اس امر کو آؤں خوب پڑھے کہ جنت میں خوب دولت لگے۔

اور اس مطلب بعض محدثین نے یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ جنت کی خوشی جان کی ہو رہی ہے کہ جنت رہنے کے اعتبار سے بہتر مقام ہے تو یہ کہ چاہئے کہ بڑے رہنے کی جگہ پر یعنی جنت میں خوب امانت لگائے۔

بَابُ قَبْرِ النَّبِيِّ (ص ۱۰۸، ص ۱۰۹) جنت ایک جگہ میں ہے۔

سُئِلَ: جَنَّةُ سَعْدِی تَوْبَةً أَمْ لَا؟ (ص ۱۰۸، ص ۱۰۹) جنت ایک جگہ میں ہے۔

جواب: ① جنت کا رقبہ بہت وسیع اور شاد ہے جو حصے میں پہلے سے امانت ہیں کچھ حصے بدل میں آوی جتنے حال کرے گا

② جنت کی جگہ بہت وسیع اور شاد ہے جو حصے میں پہلے سے امانت ہیں کچھ حصے بدل میں آوی جتنے حال کرے گا

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ شَيْخَانِ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَيُحْمِلُهُ عُرْسٌ لَهُ نَحْلَةٌ
مِنَ الْخَبَةِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ غَرِيبٌ لَا مَعْرُوفَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الرَّثْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ (ص ۱۸۵، س ۱۲۷)
ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شَيْخَانِ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَيُحْمِلُهُ عُرْسٌ
ہے اس کے لئے بہشت میں کھجور کا ایک درخت کاویہ جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صحیفہ
ابو یزید کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔“

۳۶۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَائِعٍ نَا مَرْثَلٌ عَنْ حُشَادِ بْنِ أَبِي الْوَثَّابِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ شَيْخَانِ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَيُحْمِلُهُ عُرْسٌ لَهُ نَحْلَةٌ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
غَرِيبٌ. (ص ۱۸۵، س ۱۲۷)

ترجمہ: ”محمد بن زایع اس حدیث کو مَرْثَل سے انہوں نے محمد بن حمزہ سے انہوں نے ابو یزید سے انہوں نے جابر رضی
اللہ عنہ سے اور انہوں نے جی کر مرثیہ سے سی علی بن عمر سے کیا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔“

۳۶۰۳ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ نَا النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ نَا أَنَسُ بْنُ شُمَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ شَيْخَانِ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَيُحْمِلُهُ مِائَةٌ مَرَّةً
غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِائَ وَتِسْعُ مِائَةٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ. (ص ۱۸۶، س ۱۲۸)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سو مرتبہ ”شَيْخَانِ اللَّهِ
الْعَظِيمِ وَيُحْمِلُهُ“ کہا اس کے تمام گناہوں کو روئے گئے سوچ دو متعدد کی جگہ کے پر ابھی ہوں۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۶۰۴ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ جُيْسٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْبٍ عَنْ صُنَادِ بْنِ الْقَعْدِغِ عَنْ أَبِي زُوْعَةَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَوِيْعَتَانِ عَلَى الْإِنْسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي أَنْعَمَانِ
شَيْخَانِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ شَيْخَانِ اللَّهِ الْعَظِيمِ شَخَاذٌ لِلَّهِ وَيُحْمِلُهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ غَرِيبٌ.
(ص ۱۸۶، س ۱۲۸)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ٹکے ایسے ہیں جو زبان پر آسان، موزان
میں بھاری اور حق کو چند ہیں۔ (۱) ”شَيْخَانِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ شَيْخَانِ اللَّهِ الْعَظِيمِ“ (۲) یہ حدیث حسن صحیح
غریب ہے۔“

۳۶۰۵ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ نَا مَرْثَلٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ شُمَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّاهُ لَا ضَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَنَهْ
الْحَمْدُ يُجِبِي وَيُغْنِي وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فَمَنْ يَوْمَ مِائَةِ مَرَّةٍ كَانَ لَهُ عِشْرُونَ عُشْرًا وَقَابِ وَكُنِيتُ لَهُ
مِائَةُ خَسَنَةٍ وَتُجِيبَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَئِذٍ ذَلِكَ حَتَّى يَمُوتَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ
بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قِيلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ حُلَعْتُ لِعَظَمَائِهِ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَيْدِ الْبَحْرِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ. (ص ۱۸۵، ص ۱۸۶)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ”لا اِلهَ اِلاَّ اللہ“ و خدّہ لا
شَرِیْکَ قَدِیْرٌ“ روزانہ سو مرتبہ پڑھے گا۔ اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ اس کے لئے سو
نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اس کے سونے ہفت کروڑے جائیں گے اور یہ اس کے لئے اس روز شام تک شیطان سے
پناہ کا کام دے گا اور قیامت کے دن اس سے اچھے اعمال صرف وہی شخص پیش کر سکے گا جو اس کو اس سے زیادہ پڑھتا رہا
ہوگا اس سند سے نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مقول ہے کہ جس نے سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھا اس کے
تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں خواہ وہ اس قدر کی جھاگ کے برابر ہی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تفسیر صحیح

عُرُوْثُ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ: (ص ۱۸۸، ص ۱۸۹) اس روایت میں نخلہ (کھجور کا درخت) کا ذکر ہے جب کہ دوسری
روایت میں مَظَلٌّ شَجَرَةٌ (درخت) کا ذکر آتا ہے۔

اگر نخلہ کا ذکر ہو چکے کہ یہاں پر ہے تو عربوں میں یہی درخت زیادہ پایا جاتا ہے جو فحش کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے
اور قرآن میں بھی موسیٰ کی مثال اسی درخت کے ساتھ دی گئی ہے۔

﴿إِنَّمَا تَرَكْتُمْ مَتَرَبَ أَهْلِهِ مَنَافَا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَلِمَةً طَيِّبَةً﴾^(۱) (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی؟ کلمہ طیبہ کا کلمہ پاکیزہ درخت کے۔)

حدیث بالا سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ جنت میں اگرچہ باغات ہیں مگر جو حصہ چھٹیل مہدان کی صورت میں بھی ہے
اور آدمی جتنا اس کلمات کو پڑھے گا اتنے ہی وہاں درخت لُب جائیں گے۔^(۲)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: (ص ۱۸۵، ص ۱۸۶) سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ: (ص ۱۸۵، ص ۱۸۶) اس صحیح
کو فرشتوں کی تسبیح کہا جاتا ہے۔^(۳)

سبحان اللہ و بحمدہ کے فضائل:

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

صَالِحٌ عَنْ سَمْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ جِئْتُ بِصَاحِبٍ وَجِئْتُ بِنَفْسِي سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِخُصْبِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِنْهَا إِلَّا أَخَذَ قَلَمًا مِثْلَ مَا قَالَ أَوْزَادَ عَلَيْهِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَرِيبٌ (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص صبح و شام "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِخُصْبِهِ" سو مرتبہ پڑھے گا۔ تو اسے کون اس سے اچھا ملے گی شخص اس کے گویا جو اس سے زیادہ مرتبہ یا کسی مرتبہ پڑھے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔"

۷۷۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى مَا دَاوُدُ بْنُ الرَّثْبَةِ قَالَ عَنْ مَطَرٍ الْوَرْقِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لَا صَوَابَ لِقَوْلِنَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِخُصْبِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ عَنْ قَالِهَا مَرَّةً كَيْفَ لَمْ غَسْرًا وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كَيْفَ لَمْ يَأْتِ وَمَنْ قَالَهَا جَانَةً كَيْفَ لَمْ يَأْتِ وَمَنْ زَادَ اللَّهُ وَمَنْ اسْتَغْفَرَ اللَّهُ غُفْرًا لَمْ يَزَلْ حَدِيثٌ حَسَنٌ قَرِيبٌ (ص ۸۸، ص ۸۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام جو کچھ سے فرمایا کہ سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِخُصْبِهِ" پڑھا کر دے اس لئے کہ جو شخص سے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ پھر جو دس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے سو سو اور جو سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو اس سے زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے زیادہ عہد فرمائیں گے اور جو اللہ تعالیٰ سے مغفرت لے لے گا اللہ تعالیٰ اسے عاف کر دے گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

تَرْجُمَةُ الْكَلَامِ

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِخُصْبِهِ (ص ۸۸، ص ۸۹) یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اور یہی کلمات فرشتوں کی تسبیح ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص سبحان اللہ و بخصبہ سو سو مرتبہ صبح و شام پڑھے گا اس کے نام گزرا عوف کر دے جائیں گے اگرچہ وہ عتد کے گھڑ سے برابر پیش کیوں نہ ہوں۔^(۱)

ایک ہی مجلس اور ایک ہی وقت میں پڑھنا بہتر ہے۔^(۲)

آخر متفرق وقت میں سو سو مقدار پوری کر لے تب بھی جائز ہے۔^(۳)

لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِنْهَا إِلَّا أَخَذَ قَلَمًا مِثْلَ مَا قَالَ أَوْزَادَ عَلَيْهِ هَذَا (ص ۸۸، ص ۸۹) ظاہر اس کلمے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِخُصْبِهِ" سُبْحَانَ اللَّهِ الْخَظِيمِ کو پڑھا اور پھر دوسرے شخص نے بھی سو مرتبہ اس کلمے کو پڑھا تو دوسرا پہلے والے سے قیامت کے دن افضل ملے گا حالانکہ دونوں نے اس کلمہ کو سو سو مرتبہ پڑھا ہے۔

﴿جَبْرِیَّتٍ﴾ ①۔ بِقُلِّ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔ او یہاں پر (اور کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور عرب میں اگر کوئی جگہ پر اور ہو تو اور کی جگہ پر استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔

﴿جَبْرِیَّتٍ﴾ ②۔ بِقُلِّ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی شخص اس عمل کے برابر کوئی عمل نہیں لائے گا اور نہ اس کے عمل سے افضل کوئی عمل لائے گا علاوہ اس شخص کے جس نے اس کی مانند سو سے زائد سبحان اللہ و بحمدہ صبح و شام پڑھا ہو تو یہ شخص پہلے سے زیادہ افضل عمل لائے گا۔ ③۔

تَحْرِيجُ جَبْرِیَّتٍ:

۳۳۰۶۔ أخرجه مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستعانة باب، فعل التهليل والتسبيح والثناء، حديث (۲۶۹۲/۲) وأبو داود كتاب لأب باب ما يقول إذا أصبح، حديث (۵۰۹۶)۔

۳۳۰۷۔ عقدہ الہدیٰ لشرح المسحوق (۲۳۱/۲)۔ حدیث (۸۸۱۶) وأخرجه الخطيب السخاوي في (التاريخ بغداد) (۱۰۰۱۵۸)، ترجمہ (۱۲۴۱) من طريق عماد بن عبد الله بن عمر۔

۳۳۰۸۔ ابن حبان (۲۹۴)، مستدرک حاکم (۲۸۹)، بیح الباری (۱۰۰۱۲) شرح رد المحتار (۲۶۹۲)، شعب الایمان (۱۵۳۷/۲) سنن۔ مظاہر من: ۳۳۰/۲

بَابُ

بَابُ (ص ۱۸) س ۱۰

۳۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَذِيهِرٍ الْوَابِشِيُّ قَالَ أَيْبُوسُ بْنُ الْجَعْفَرِيِّ عَنْ الصُّمَّالِيِّ بْنِ جُعْفَرَةَ عَنْ جُعْفَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَبَّحَ اللَّهَ مِائَةَ مِائَةِ بِالْعَدَاةِ وَمِائَةَ بِالْغَنِيِّ كَانَ كَمَنْ شَبَّحَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمَدَ اللَّهَ مِائَةَ بِالْعَدَاةِ وَمِائَةَ بِالْغَنِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى يَدَيْهِ مَرَسَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ قَالَ غَزَا مِائَةَ غَزَاةٍ وَمَنْ حَمَلَ اللَّهَ مِائَةَ بِالْعَدَاةِ وَمِائَةَ بِالْغَنِيِّ كَتَّ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ كَثُرَ اللَّهُ مِائَةَ بِالْعَدَاةِ وَمِائَةَ بِالْغَنِيِّ لَمْ يَأْتِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى بِهِ إِلَّا مَرَّ فَقَالَ أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔ (ص ۱۸) س ۱۰

ترجمہ: ”حضرت عمرو بن شیبہ اپنے والد سے اور وہ ابن کے دلا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک سو مرتبہ صبح اور ایک سو مرتبہ شام ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ پڑھا گویا کہ اس نے سو حج کئے اور جس نے صبح و شام سو مرتبہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہا گویا کہ اس نے سو مجاہدوں کو گھوڑوں پر سوار کر دیا یا فرمایا گویا کہ اس نے سو جہاد کئے۔ اور جس نے صبح و شام سو مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا گویا کہ اس نے اولادِ طیبین (طیغہ) سے سو قلام آراء کئے اور جس

کتاب صلی اللہ علیہ وسلم باب من أوى إلى مرأته فلم يذكر الله تعالى حديث (۱-۶۵۷) عن عبد الله بن عمرو

۳۶۹ مریض و غریبہ البریجی

(۱) مرقا، مطهر حق ۱۴/۱

بَابُ

بَابُ (ص ۸۸۵ س ۱۱)

۳۶۱۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ الْحَبِيبِ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ أَرَاهُ مَنْ عِنْدَ اللَّهِ عَنْ نَجِيمٍ الْمَذَابِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَالْهَا وَاجِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ قَفْوًا أَحَدٌ عَصَرَ مُرَأَتِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ حَسَنَةٍ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا لَوْجُوهُ وَالْحَبِيبُ بْنُ مُرَّةٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هُوَ مُتَكَرِّرُ الْحَدِيثِ (ص ۸۸۵ س ۱۱)

تَرْجُمَہ: حضرت نسیم داریؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس مرتبہ "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَالْهَا وَاجِدًا" کہے اور نہ کسی صاحبہ اور نہ لڑکا رکھے اور نہ کسی سے پوشیدہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار کروڑ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ غرض میں اس حدیث کے نزدیک قوی نہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے اس حدیث کو نہیں منکر فرمایا کہتے ہیں۔

۳۶۱۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مَعْبُدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِيقُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ غُبَيْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَالَمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ تَائِبٌ رَاجِعٌ قَبْلَ أَنْ يَكْتَلِمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَسَنَةُ يُعْطَى وَيُعَبِّتُ وَهُوَ عَلَى قَلْبِ سِتْرٍ فِدْبِيرُ عَشْرِ مُرَأَتٍ يُكَبِّتُ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَتُجِبْنَ عَنْهُ عَشْرُ مَسْأَلَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهُ دَلِمَتْ كَلَامُهُ فِي جَزَاءٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُورٍ وَخَرَسَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَأَمَرَ بِسَبْعِ لَذَائِبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الْبُزْكَ بِأَنَّهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ (ص ۸۸۵ س ۱۱)

تَرْجُمَہ: حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس طرح بیٹھ کر (یعنی نماز میں تشہد میں بیٹھتا ہے) کہ اسے سات بات کے بغیر دس مرتبہ "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ"

وَاِذَا سُئِلَ بِهِ اَعْطٰی قَالَ وَهَذَا فَذَكَرْتُهُ لِبُزْهَرٍ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذَلِكَ بِسَبْعِينَ قَفَّارًا حَدَّثَنِي أَبُو اسْحَقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعْمُوْرٍ قَالَ زَيْدٌ لَّمْ يَذْكُرْنِيْ لِسَعْيَانَ فَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى شَرِيْفٌ هَذَا الْحَدِيْثَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ ابْنِ بَرْزَنْةَ عَنْ ابْنِهِ وَهَذَا أَحَدُهُ أَبُو اسْحَقَ عَنْ مَالِكٍ مِنْ مَعْمُوْرٍ.

(ص ۱۸۵، ص ۲۹)

ترجمہ: ”حضرت بریدہ انسیمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے سنا ”اَللّٰهُمَّ کُفِّرْ اَحَدًا“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس دینے سے مانتا ہوں کہ میں نے کوئی دین ہے کہ تو اللہ تعالیٰ ہے؟ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو ظاہر ہے یا نہ ہے۔ جو نہ خود کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے اس عظم کے وسیلے سے دعا کی ہے۔ اگر اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے اور اگر کچھ مانگا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال کے بعد یہ حدیث زہیر بن معاذ کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث ابوالخنی نے مالک بن مغول کے حوالے سے سنائی تھی۔ پھر میں نے منیہ کے سامنے بیان کی تو انہوں نے بھی مالک بن مغول سے روایت کی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک اس حدیث ابوالخنی سے وہ ابن زبیر سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ ابوالخنی نے یہ حدیث مالک بن مغول سے روایت کی ہے۔“

۳۶۱۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خُسْرٍ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُبَيْلٍ وَبَابُ الْفَلَاحِ عَنْ شُهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ بَرِيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمُ اللهِ اَعْظَمُ مِنْ هَاتَيْنِ الْاَنْثَيْنِ وَاللهُكُمُ اللهُ وَاجِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيْمُ وَفَايَضَةُ اَلِ عِمْرَانَ اَلَمْ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص ۱۸۵، ص ۳۰)

ترجمہ: ”حضرت اسماء بنت بریدہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے ”وَاللهُكُمُ اللهُ وَاجِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيْمُ“ اور سورہ آل عمران کی آیت ”اَلَمْ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ“ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

== تفسیر ==

جامع ان کو کہتے ہیں کہ جن کے الفاظ مختصر ہوں مگر حق کے الفاظ سے ان میں بہت زیادہ وسعت اور اس وجہ سے آپ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ﷺ جامع دعا میں مانگا کرتے تھے۔

نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض اہل کمال کو بعض پر فضیلت حاصل ہے لیکن جہود علماء کا قول ہے جب کہ ابو جعفر طبری، ابی اسحاق اشعری، حاتم بن حبان، ترمذی ابوبکر الباقلائی وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سب ہی اللہ تعالیٰ کے اہل ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت نہیں دی جاسکتی۔^(۱) حدیث بالا سے بھی مجہود علماء کی تائید ہوتی ہے۔

لَقَدْ سَأَلَ اللَّهُ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ (ص ۷۸، ص ۷۹)

اسم اعظم کی تحقیق

احادیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ جل شہ کے اسم معنی میں سے بعض اسماء کو بعض پر فضیلت حاصل ہے کہ اگر اس کو پڑھ کر دعا مانگی جائے تو دعا قبول ہونے کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔

لیکن احادیث میں واضح طور سے یہ متعین نہیں کیا گیا کہ وہ کون سا نام ہے جیسے کہ بقرۃ القدر یا جمعہ کے دن کے قبولیت دعا کے خاص وقت کو ہم رکھا گیا ہے اور اسم اعظم متعدد اسماء معنی کو کہا گیا ہے یہ کسی ایک مخصوص اسم کا نام نہیں ہے۔^(۲)

اسم اعظم کے بارے میں مختلف اقوال

- ۱۔ بعض علماء نے بعض ناموں کے بارے میں کہا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے۔
- اس میں تقریباً پانچ سو اقوال ہیں۔ علامہ سیوطی نے اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔
- ۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھ کو اسم اعظم خواب میں دکھا دیا جائے تو ان کو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خواب میں بتایا گیا۔
- ۲۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں لَقَدْ اَتَيْنَاهُ بِ۔
- ۳۔ بعض نے الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کو کہا ہے۔
- ۴۔ بعض نے مَلِكُ الْمُلْكِ کو۔
- ۵۔ بعض نے اَللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ کو کہا ہے۔
- ۶۔ بعض علماء نے اَلَمْ کو کہا ہے۔
- ۷۔ ابن جریر رحمہ اللہ کے نزدیک "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلَا حُدُودُ النَّصْفِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفْرًا اَحَدٌ" ہے۔
- ۸۔ ابن جریر رحمہ اللہ کے نزدیک "لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" ہے۔
- ۹۔ بعض فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام کے ساتھ اس طرح پکارا جائے کہ اس کے غیر کا خیال ہی نہ آئے۔^(۳)
- ۱۰۔ بعض علماء نے اس دعا میں تمام روایات کو منقول اسماء اعظم کو جمع کر دیا ہے۔

أَلَهُمْ إِنِّي سَأَلْتُكَ يَا مَنْ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا حَمْدًا يَا مَعَادًا يَا سَمِيعًا شَامِعًا وَالْأَرْضُ يَا ذَا
الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا خَيْرَ الْوَارِثِينَ يَا أَوْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا سَمِيعًا لَذَّاعًا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا عَلِيمًا يَا سَمِيعًا يَا
عَلِيمًا يَا عَلِيمًا يَا مَالِكَ الْمَلِكِ يَا مَالِكَ دَسَلَامٍ يَا حَقُّ يَا قَدِيمًا يَا قَابِلًا يَا عَزِيزًا يَا مُجِيبًا يَا عَلِيمًا يَا عَلِيًّا يَا
فَاهِمًا يَا رَحِيمًا يَا سَمِيعًا يَا قَرِيمًا يَا عَظِيمًا يَا شَاقِقًا يَا مُجِيبًا يَا مُفِصِّطًا يَا حَيًّا يَا قَيُّوْمًا يَا
أَحْمَدًا يَا حَمْدًا يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا وَهَّابًا يَا عَفَّارًا يَا غَرِيبًا يَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ
الضَّالِّينَ أَنْتَ حَسْبِيَ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

یوحنا بعض علماء نے اس کے علاوہ اور بھی اسم اعظم بتائے ہیں۔

إذا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ (ص ۸۸، ص ۱۲۷) دعا کے معنی پکارا، جیسے کہ کہا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی
طرف سے اجابت عین قبول کر رہے۔

وإذا شِئْتَ بِهِ أَعْطَى (ص ۸۸، ص ۱۲۷) سؤل کے معنی طلب کرنا جیسے کہ کہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِ س کے جواب میں
اللہ تعالیٰ کی عطائے اس کا دینا ہے۔^(۱)

خَلَقْنَا عَلِيًّا نَبِيًّا حَسَنًا ... (ص ۸۹، ص ۱۲۹)

حدیث بلائی ان دو آیتوں میں بھی اسم اعظم بتایا گیا ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اسم اعظم کو الیہ
مخصوص نام نہیں ہے بلکہ متعدد اسماء الہیہ کی ترکیب سے اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ اور ہر جامع وقت معلوم ہوتا ہے اس کو اسم
اعظم سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔^(۲)

تخریج حدیث:

۱-۳۶۱۴ - أخرجه أبو داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء، حديث (۱۹۱۳-۱۹۱۴) وابن ماجه، كتاب الدعاء، باب اسم الله الأعظم، حديث
(۳۶۵۷)، وأحمد (۵/۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۰)

۲-۳۶۱۳ - أخرجه أبو داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء، حديث (۱۹۱۳) وإسناده صحيح، كتاب المسنون، باب التمجيد والصلاة على النبي
صلى الله عليه وسلم، حديث (۱۹۱۳) وأحمد (۵/۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۰)

(۱) نوع الارى ۳۶۱/۳۶۲ معارف الحديث ۹/۵۰ (۲) تركب الدرر ۳۶۱/۳۶۲ (۳) معارف الحديث ۵/۳۶۴ (۴) معارف الحديث ۳۶۱/۳۶۲

بَابُ

بَابُ (ص ۸۸، ص ۳۶)

۳۶۱۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الْبَخْلَوِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ الْجَنْبِيِّ عَنْ نَعْمَانَ بْنِ

عَبِيدُ قَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي
وَالْإِحْسَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَغَفَرْتَ فَأَخَذُوا اللَّهَ
بِمَا هُوَ أَفْعَى وَصَلَّى عَلَى ثَمِ ادَّخَعَهُ قَالَ لَهُ صَلَّى رَجُلٌ أَخْرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَبَسَهُ اللَّهُ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّينَ أَوْعِ نَجَبَ هَذَا صَبَبْتُ خَسِرَ وَقَدْ
رَوَّاهُ خَلِيفَةُ بْنُ شَرِيحٍ عَنْ أَبِي هَابِسٍ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبُو هَابِسٍ سَمِعَهُ حُمَيْدُ بْنُ هَابِسٍ وَأَبُو عَلِيٍّ الْجُبَيْنِيُّ
إِسْمَاعِيلُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ. (ص ۸۵، ص ۸۶)

ترجمہ: ”حضرت نعمان بن حبیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور
اس نے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگی۔ اگلے روز اس کی رحمت کا سوال کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے
نمازی تو نے جہد کی۔ جب نماز پڑھ چھو تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح حمد و ثناء بیان کرو جیسا کہ اس کا حق ہے پھر مجھ پر درود
بھیجو اور پھر اس سے دعا کرو۔ روایت کرتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی پھر یہی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی دعا کرو قبول کی جائے گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث
کا مضمون شریعہ، الہامی قولانی سے روایت کرتے ہیں۔ اب ہانی کا نام حمید بن ہانی سے اور ابوعبیہ ابی الحسنی کا نام عمرو بن
مالک ہے۔“

۳۶۱۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْجَنْجَنِيُّ قَالَ صَلَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدًا مِنْ حُسَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاسْتَلْمُوا
أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلَبَ غَافِلٌ لِأَنَّهُ خَدِيعٌ غَرِيبٌ لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. (ص ۸۸)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ
دعا مانگو۔ اور جان کہ اللہ تعالیٰ غافل اور بھول و غیب میں مشغول ہے اس کی دعا قبول نہیں کرتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔
ہم اس حدیث کو صرف اسی روایت سے جانتے ہیں۔“

۳۶۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْجَنْجَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ
الْجَنُوبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَصَالَاتِهِ عُمَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ
فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَلْتَ هَذَا لَمْ دَعَا فَقَالَ
لَهُ أَوْ لغيرِهِ إِذَا صَلَّيْتَ أَخَذْتَ فَلَئِنْ دَعَا النَّبِيَّ وَالنَّبَاةَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِذْخٍ مِنْهُ مَا شَاءَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ضَعِيفٌ. (ص ۸۶، ۸۷)

تقریباً ”حضرت قتادہ بن مریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ اس نے درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے جلدی کی ہے پھر اسے بلاؤ اور اسے یا کسی اور کو کہا کہ اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے پھر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تفسیر

حدیث بالا میں دعا کہنے کا طریقہ و طرز بتایا جا رہا ہے کہ دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنی چاہئے اور اس کے بعد آپ ﷺ پر درود پڑھا جائے اس کے بعد حمد مانگی۔ یہ دعا اگلے سے اگلے طریقہ مانگنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے دعا پڑھ رہے ہو تو یہ ہے جب تک آپ ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے۔^(۱) ملکہ فرماتے ہیں اعلیٰ درود شریف کے بعد قبول ہوتی ہے۔^(۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ (ص ۸۶، ۸۷)

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت ایسی حالت ہونی چاہئے جس کے جب اولیٰ قبولیت دعا کا مستحق بنے مثلاً توجہ الی اللہ، اخلاص، کھانا پینا حلال کا بود و غیرہ وغیرہ۔^(۳)

قَلْبٌ غَائِبٌ لَّا يَدْرِي (ص ۸۶، ۸۷)

مولانا مکتوبہ نعمانی فرماتے ہیں کہ دعا کے وقت دل پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی کریمی پرمہم اور رکھنے ہوئے یقین کے ساتھ قبولیت کی امید رکھنی چاہئے۔ تہذیب اور بے تہجی کے ساتھ جو دعا مانگی جائے گی اور بے جان اور بے روح ہوگی۔^(۴)

حَدَّثَنَا مُنْصَوِّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (ص ۸۶، ۸۷)

ملاوئس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ نئے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی چوتھی پھر آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے اور پھر اس کے بعد اپنی ضرورت اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں اور پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر دعا ختم کی جائے۔

اسی وجہ سے ایک روایت میں آتا ہے کہ دعائیں ساری کی ساری دینی ہیں یہاں تک کہ ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرے اور پھر آپ ﷺ پر درود پڑھا جائے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ آپ ﷺ پر درود نہ

پڑھا جائے اس کی وجہ ملتا ہے یہ بھی ہے کہ درود شریف ایک عبادت ہے جو کبھی روز نہیں ہوتی بخلاف دوسری عبادات کے کہ اس میں اشغال رہتا ہے تو نیت اور عدم قبولیت کا جب دعا کے شروع اور آخر کا درود شریف قبول ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ شروع اور آخر سے قبول فرمائیں اور دوسری بات کو رد کر دیں۔^(۵۰)

تخریج حدیث:

۳۳۹۱۔ آخر السورۃ

۱۶۱۵۔ أخرجه أبو داود: كتاب الصلاة باب الدعاء، حديث (۱۶۱۶)، وابن ماجه: كتاب الدعاء باب اسم الله الأعظم، حديث (۲۸۵۵)، وإسناد حسن، كتاب فضائل القرآن: باب غسل: أول سورة الفجر، وأحمد (۱۶۰۱)، وفتح بر صعيد ص (۱۶۶)، حديث (۱۵۷۸)

۳۳۹۲۔ تلوه وہ الزہد فی النظر للحدیث (۳۴۲/۱) من تصحیبات الکتاب الصغیر، وأخرجه ابن ماجه (۱۶۲۶)، وفتح هذا حديث مستقیم الإِسناد نفرة به صاحب الترمذی وهو أحد رواة أهل العبرۃ، ولم يخرجه أحد، وقال الذهبي: صحيح مشهور

(۱) تصحیح الألبان (۲) ۳۱۹/۲، لم يطأری (۲) ۱۰۰، مطهر حق (۲) ۱۷۹/۲ (۳) معارف بحديث (۲) ۱۰۵، فتوحات الربانیہ (۲) ۳۳۶/۲

بَابُ

بَابُ (ص ۱۸۶، ص ۱۹)

۳۰۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ثَامِعًا عَنْ يُونُسَ بْنِ هِشَامٍ عَنْ خَمْرَةَ الزُّنَابِ عَنْ خَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ غَايِبُ بَيْنِ جَسَدِي وَغَايِبُ بَيْنِ بَصَرِي وَاجْعَلْهُ الزَّوَارِثَ بَيْنِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَيُّ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَبِ الْعَالَمِينَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ خَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ ثُمَّ يَسْمَعُ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (ص ۱۸۰، ص ۱۸)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ غَايِبُ بَيْنِ جَسَدِي وَغَايِبُ بَيْنِ بَصَرِي (یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے جسم کو تیرے بدن اور میری بصارت کو عین عطاء فرما اور اسے میرا وارث بنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت کے لائق نہیں جو ہر بار بار کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پائے والے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن زبیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔“

تفسیر

اَللّٰهُمَّ غَايِبُ بَيْنِ جَسَدِي: اس ۱۸۰، ص ۱۷۹، ص ۱۷۸، ص ۱۷۷، ص ۱۷۶، ص ۱۷۵، ص ۱۷۴، ص ۱۷۳، ص ۱۷۲، ص ۱۷۱، ص ۱۷۰، ص ۱۶۹، ص ۱۶۸، ص ۱۶۷، ص ۱۶۶، ص ۱۶۵، ص ۱۶۴، ص ۱۶۳، ص ۱۶۲، ص ۱۶۱، ص ۱۶۰، ص ۱۵۹، ص ۱۵۸، ص ۱۵۷، ص ۱۵۶، ص ۱۵۵، ص ۱۵۴، ص ۱۵۳، ص ۱۵۲، ص ۱۵۱، ص ۱۵۰، ص ۱۴۹، ص ۱۴۸، ص ۱۴۷، ص ۱۴۶، ص ۱۴۵، ص ۱۴۴، ص ۱۴۳، ص ۱۴۲، ص ۱۴۱، ص ۱۴۰، ص ۱۳۹، ص ۱۳۸، ص ۱۳۷، ص ۱۳۶، ص ۱۳۵، ص ۱۳۴، ص ۱۳۳، ص ۱۳۲، ص ۱۳۱، ص ۱۳۰، ص ۱۲۹، ص ۱۲۸، ص ۱۲۷، ص ۱۲۶، ص ۱۲۵، ص ۱۲۴، ص ۱۲۳، ص ۱۲۲، ص ۱۲۱، ص ۱۲۰، ص ۱۱۹، ص ۱۱۸، ص ۱۱۷، ص ۱۱۶، ص ۱۱۵، ص ۱۱۴، ص ۱۱۳، ص ۱۱۲، ص ۱۱۱، ص ۱۱۰، ص ۱۰۹، ص ۱۰۸، ص ۱۰۷، ص ۱۰۶، ص ۱۰۵، ص ۱۰۴، ص ۱۰۳، ص ۱۰۲، ص ۱۰۱، ص ۱۰۰، ص ۹۹، ص ۹۸، ص ۹۷، ص ۹۶، ص ۹۵، ص ۹۴، ص ۹۳، ص ۹۲، ص ۹۱، ص ۹۰، ص ۸۹، ص ۸۸، ص ۸۷، ص ۸۶، ص ۸۵، ص ۸۴، ص ۸۳، ص ۸۲، ص ۸۱، ص ۸۰، ص ۷۹، ص ۷۸، ص ۷۷، ص ۷۶، ص ۷۵، ص ۷۴، ص ۷۳، ص ۷۲، ص ۷۱، ص ۷۰، ص ۶۹، ص ۶۸، ص ۶۷، ص ۶۶، ص ۶۵، ص ۶۴، ص ۶۳، ص ۶۲، ص ۶۱، ص ۶۰، ص ۵۹، ص ۵۸، ص ۵۷، ص ۵۶، ص ۵۵، ص ۵۴، ص ۵۳، ص ۵۲، ص ۵۱، ص ۵۰، ص ۴۹، ص ۴۸، ص ۴۷، ص ۴۶، ص ۴۵، ص ۴۴، ص ۴۳، ص ۴۲، ص ۴۱، ص ۴۰، ص ۳۹، ص ۳۸، ص ۳۷، ص ۳۶، ص ۳۵، ص ۳۴، ص ۳۳، ص ۳۲، ص ۳۱، ص ۳۰، ص ۲۹، ص ۲۸، ص ۲۷، ص ۲۶، ص ۲۵، ص ۲۴، ص ۲۳، ص ۲۲، ص ۲۱، ص ۲۰، ص ۱۹، ص ۱۸، ص ۱۷، ص ۱۶، ص ۱۵، ص ۱۴، ص ۱۳، ص ۱۲، ص ۱۱، ص ۱۰، ص ۹، ص ۸، ص ۷، ص ۶، ص ۵، ص ۴، ص ۳، ص ۲، ص ۱

تفسیر

”آپ ﷺ کی صاحبزادہ فاطمہؓ کا مرنے کی خبر آپ ﷺ سے نہ ملنے آئیں تھیں تو آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔ یہ بہت ہی چار دعا ہے۔“

بخاری جلد ۱۰ ص ۱۰۰

فقہہ نمبر ۱۰۰۰۰

بَابُ

باب ۱۸۱ ص ۱۸۱

۳۶۱۹ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي نَجْوَى عَنْ أَبِي نَجْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَنْتَبِعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوذُكَ مِنْ هَٰذَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ وَآبِي مُسْعُودٍ هَٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَٰذَا الْوَجْهِ (ص ۱۸۱ س ۱۸۱)

”حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا یہ کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ (یعنی) اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خوف اللہ نہ ہو اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے دل سے نہیں سنی جاتی اور ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جس سے کوئی فائدہ نہ ہو۔ میں اہل چار چیزوں سے میری پناہ مانگتا ہوں۔ اس باب میں حضرت جابرؓ ابو ہریرہؓ اور ابی مسعودؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔“

تفسیر

”مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ“ (ص ۱۸۱ س ۱۸۱) پورے دین کی بنیاد عقائد کے خوف پر ہے اور خوف دل میں آتا ہے اس کے ایسے دل سے پناہ مانگی جا رہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہو۔

”وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ“ (ص ۱۸۱ س ۱۸۱) ایسی دعاؤں سے بھی پناہ مانگی جا رہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک شنوائی ہی نہ ہو۔

وہیں جسے لا قطعاً اس پر دہرہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرأت کا ملابرت بڑی بات ہے جس کو یہ بات
حاضر نہیں ہوئی اور یہ بات مان لیج کر حدیث کا روتہ ہے اور مشد سے زیادہ متواتر لہذا اس کو پریشانی کے ساتھ نہیں سمجھنا۔
وہیں علیہم لا قطعاً اور اللہ اعلم

مہر غیر باقی سے کیا مراد ہے؟

اس کی تعبیر میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔

① اختلاف میں علم میں یہ کہ کون کون سے الفاظ کو کہے اور نہ دہرائے اور وہ کون کون سے دہرائے اور کون کون سے کہے۔

② ایسا علم جو اس کے لئے ضروری نہ ہو۔

③ یہ امر کہ وہ جس کے حاصل کرنے کی شریعت نے امانت فرمائی ہے مثلاً کہ یہ جوہر و کلام میں شرع حضرت
ابوہریرہؓ کی بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور نہ اللہ تعالیٰ سے بڑھائی ہے ہی شرعاً یہ سب سے پہلے
مانگی ہے جو اس میں قلم و کلام و الفاظ کے لئے ہے اور وہ آدھی کو آدھی اور خوف آخرت سے غافل کر دے۔^{۱۲۸}
اس امر غرضی نہیں فرماتے یہ شرط نہیں ہے جو آخرت کا ہم جو لیا ہم نے اس امر کو کہتے ہیں جس سے غافل کی خوشنودی
مقابلہ ہوا اور نہ انتہائی سے آدھی ہو۔^{۱۲۹}

تفسیر میں ہے:

۱۲۸۔ ترمذی، المعجم، ۱/۱۵۷، حدیث ۲۶۶۰۔ ابن ماجہ، ۱/۱۵۷، حدیث ۱۵۷۰۔ ابوداؤد، ۱/۱۵۷، حدیث ۱۵۷۰۔

۱۲۹۔ ابن ماجہ، ۱/۱۵۷، حدیث ۱۵۷۰۔ ابوداؤد، ۱/۱۵۷، حدیث ۱۵۷۰۔

۱۔ اسلم، ۱/۱۵۷، حدیث ۱۵۷۰۔

باب

باب ۱۰۰

۱۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَرْيَمَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ شَاءَ عَنِ النَّحْبِ أَنْ يَخْصِي فِي غَيْرِ مَنْزِلٍ
أَخْصِي فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْخُذُ بِأَخْصِيٍّ كَلَّمَ تَعْلَمُ الْيَوْمَ لَهَا قَالِ ابْنُ سَبْعَةِ مِائَةٍ
لَا يَمُوتُ وَلَا حَسَاهُ نَسَاءً، وَلَئِنْ قَالَتْ لَمْ يَخْبِرْكَ وَرَأَيْتَهُ فَلَا تُؤْذِي فِي شَعْبَةٍ فَإِنَّ أَخْصِيَّ
ثَلَاثُ لَوْنٍ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ شَاءَ عَنِ النَّحْبِ أَنْ يَخْصِي فِي غَيْرِ مَنْزِلٍ
أَخْصِي فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْخُذُ بِأَخْصِيٍّ كَلَّمَ تَعْلَمُ الْيَوْمَ لَهَا قَالِ ابْنُ سَبْعَةِ مِائَةٍ
لَا يَمُوتُ وَلَا حَسَاهُ نَسَاءً، وَلَئِنْ قَالَتْ لَمْ يَخْبِرْكَ وَرَأَيْتَهُ فَلَا تُؤْذِي فِي شَعْبَةٍ فَإِنَّ أَخْصِيَّ

رَوَى هَذَا الْخَبْرُ عَنْ يَمْرُوتِ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. (ص ۸۶، س ۵۷)
 ترجمہ: ”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے پوچھا کہ اے حصین تم
 کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ عرض کیا سات کی۔ چوہ زمین پر اور ایک آسمان پر۔ پوچھا: بجز امید و خوف کس سے
 رکھتے ہو؟ عرض کیا: اس سے جو آسمان میں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے حصین اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں
 دو ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تمہیں فائدہ پہنچائیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حصین مسلمان ہوئے تو انہوں نے عرض
 کیا یا رسول اللہ! مجھے دو دو کلمات سکھائیے جن کا آپ ﷺ نے وعدہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللَّهُمَّ آفِرْكَ كَبُورًا“
 (یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عمران بن
 حصین رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔“

تَنْذِيرٌ

علامہ شاکل پورہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی جوامع الہکم میں سے ہے کیونکہ جب آدمی کو ہدایت مل گئی تو وہ ہر قسم کی
 گمراہی سے محفوظ ہو گیا اور جب نفس کے شر سے حفاظت ہو گئی مگر اس طرح معاصی سے بچاؤ ہو جائے گا کیونکہ اکثر معاصی
 نفس امروہی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔^(۱)
 اللَّهُمَّ الْهَبْنِي رُشْدِي: (ص ۸۷، س ۵۸) رشد کہتے ہیں سیدھے راستہ پر مستقامت حاصل کرنا یا ہدایت کے لئے
 رہنمائی پانا۔^(۲)

وَأَعِزَّنِي مِنْ قَسْرِ نَفْسِي: (ص ۸۸، س ۵۹) (کہ مجھ کو میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما) کیونکہ نفس (امروہی) تمام
 شر اور براہوں کا مبداء ہے اس لئے اس جملے میں خصوصی طور سے نفس کے شر سے ہٹاؤ مانگی جا رہی ہے۔^(۳)

تَحْفِظُ مَجَرَّدِ رُشْدِي:

۲۹۲۰ - فقرہ یہ بالروہی - نظم النخبة (۱۷۹/۸)، حدیث (۱۷۹/۷) میں اصحاب الکتاب طہنہ، وأمر به إقامته في المسجد، زيادة
 فيه من طريق دعي، بن عمر بن الخطاب عن أبيه (۱۷۹/۱) وقال: صحيح على شرط الشيخين، وله من رجاله، واللفظ الذہبی
 (۱) سرعۃ السانح: ۱۷۸/۲، ص ۲۳۵/۵، سرعۃ السانح: ۱۷۸/۲، ص ۲۳۵/۵، نعلیل الصبیح: ۸۸/۲

بَابُ

باب (ص ۸۸، س ۶۲)

۳۶۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَارٍ نَا أَبُو عَلَيمٍ نَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ
 (۱) (۱۷۹/۱) (۱۷۹/۱)

اس چیز کے دینے کی وہ قدرت بھی رکھتا ہے۔^(۱۶)

علامہ نوویؒ نے شریعتِ مسلم میں فرماتے ہیں کہ نفل سے ہوا مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے آدمی بہت سے ایسے کاموں سے رک جاتا ہے جو اس پر واجب ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے جو تمام کاموں کی جڑ ہے۔^(۱۷)

وَصَنَعَ الْعَالِيْنَ: (ص ۱۸، ص ۲۱) "قرض کا دینا" جس آدمی پر قرض ہو اور نہ اس کو جب کہ اس کے پاس قرض نہ ہو۔^(۱۸) لے کے لئے، مانگنے والے اور دوسری طرف سے مطالبہ پر مضامین اور پاموائے وقت کے آنے سے بھی حدیث بالا میں پتلا ہو گیا ہے۔^(۱۹)

بعض محدثین فرماتے ہیں اس سے مراد قرض کی فکر ہے اس سے آدمی کی عقل مضطرب ہو جاتی ہے۔^(۲۰)
وَعَلَى الْفَرْجِ: (ص ۱۸، ص ۲۱) آدمی مجبور ہو جائے اور دوسرے لوگ اس پر مطالبہ آجائیں، اگر یہ اس کے لئے ضروری ہو۔^(۲۱)

خَلَقْنَا عَلِيَّ بْنَ حُنَظَلَةَ: (ص ۱۸، ص ۲۱) "خلفہ" ایسا بڑھاپا جس میں آدمی کا پورا جسم یا بعض اعضاء بہت زیادہ کمزور ہو جائیں۔

وَالْجُنَيْنِ: (ص ۱۸، ص ۲۱) کہ آدمی میں اتنی قوت نہ ہو جس کی وجہ سے وہ نفسِ امارہ اور شیطان کے خلاف عمل کر سکے۔
بلکہ ان کی کسی تہ میں خلا کا کام کرتا ہے۔

وَقَبْلَةُ الْقَبْرِ: (ص ۱۸، ص ۲۱) مسجد سے مراد جہاں سے قیامت کے قریب ثمودی دیال کا تختہ یہ بہت سخت فتنہ دیا
اسی وجہ سے پرانی مسجد جہاں کے تختہ سے اپنی وہی قوم دیا تھا۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ: (ص ۱۸، ص ۲۱) آخرت کے منازل میں سے سب سے پہلی منزل قبری ہے اس میں فاسقین کی عذاب کی تمام چیزوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

اسی طرح یہ بھی فرماتے ہیں آپ ﷺ کا عذاب قبر سے پتلا تھا، مگر میں عذاب قبر پر بحث ہے۔^(۲۲)

بخاری صحت پریشانی

۲۶۶۰۔ آخر حجة المصالح: کتاب المصروفات باب الاستعانة من الغير، و تبيين نكاح و نكاح و حله، حديث (۱۰۲۶۰) وفي الآداب
تتم، ص ۱۸، ص ۲۱، ص ۲۲، ص ۲۳، ص ۲۴، ص ۲۵، ص ۲۶، ص ۲۷، ص ۲۸، ص ۲۹، ص ۳۰، ص ۳۱، ص ۳۲، ص ۳۳، ص ۳۴، ص ۳۵، ص ۳۶، ص ۳۷، ص ۳۸، ص ۳۹، ص ۴۰، ص ۴۱، ص ۴۲، ص ۴۳، ص ۴۴، ص ۴۵، ص ۴۶، ص ۴۷، ص ۴۸، ص ۴۹، ص ۵۰، ص ۵۱، ص ۵۲، ص ۵۳، ص ۵۴، ص ۵۵، ص ۵۶، ص ۵۷، ص ۵۸، ص ۵۹، ص ۶۰، ص ۶۱، ص ۶۲، ص ۶۳، ص ۶۴، ص ۶۵، ص ۶۶، ص ۶۷، ص ۶۸، ص ۶۹، ص ۷۰، ص ۷۱، ص ۷۲، ص ۷۳، ص ۷۴، ص ۷۵، ص ۷۶، ص ۷۷، ص ۷۸، ص ۷۹، ص ۸۰، ص ۸۱، ص ۸۲، ص ۸۳، ص ۸۴، ص ۸۵، ص ۸۶، ص ۸۷، ص ۸۸، ص ۸۹، ص ۹۰، ص ۹۱، ص ۹۲، ص ۹۳، ص ۹۴، ص ۹۵، ص ۹۶، ص ۹۷، ص ۹۸، ص ۹۹، ص ۱۰۰، ص ۱۰۱، ص ۱۰۲، ص ۱۰۳، ص ۱۰۴، ص ۱۰۵، ص ۱۰۶، ص ۱۰۷، ص ۱۰۸، ص ۱۰۹، ص ۱۱۰، ص ۱۱۱، ص ۱۱۲، ص ۱۱۳، ص ۱۱۴، ص ۱۱۵، ص ۱۱۶، ص ۱۱۷، ص ۱۱۸، ص ۱۱۹، ص ۱۲۰، ص ۱۲۱، ص ۱۲۲، ص ۱۲۳، ص ۱۲۴، ص ۱۲۵، ص ۱۲۶، ص ۱۲۷، ص ۱۲۸، ص ۱۲۹، ص ۱۳۰، ص ۱۳۱، ص ۱۳۲، ص ۱۳۳، ص ۱۳۴، ص ۱۳۵، ص ۱۳۶، ص ۱۳۷، ص ۱۳۸، ص ۱۳۹، ص ۱۴۰، ص ۱۴۱، ص ۱۴۲، ص ۱۴۳، ص ۱۴۴، ص ۱۴۵، ص ۱۴۶، ص ۱۴۷، ص ۱۴۸، ص ۱۴۹، ص ۱۵۰، ص ۱۵۱، ص ۱۵۲، ص ۱۵۳، ص ۱۵۴، ص ۱۵۵، ص ۱۵۶، ص ۱۵۷، ص ۱۵۸، ص ۱۵۹، ص ۱۶۰، ص ۱۶۱، ص ۱۶۲، ص ۱۶۳، ص ۱۶۴، ص ۱۶۵، ص ۱۶۶، ص ۱۶۷، ص ۱۶۸، ص ۱۶۹، ص ۱۷۰، ص ۱۷۱، ص ۱۷۲، ص ۱۷۳، ص ۱۷۴، ص ۱۷۵، ص ۱۷۶، ص ۱۷۷، ص ۱۷۸، ص ۱۷۹، ص ۱۸۰، ص ۱۸۱، ص ۱۸۲، ص ۱۸۳، ص ۱۸۴، ص ۱۸۵، ص ۱۸۶، ص ۱۸۷، ص ۱۸۸، ص ۱۸۹، ص ۱۹۰، ص ۱۹۱، ص ۱۹۲، ص ۱۹۳، ص ۱۹۴، ص ۱۹۵، ص ۱۹۶، ص ۱۹۷، ص ۱۹۸، ص ۱۹۹، ص ۲۰۰، ص ۲۰۱، ص ۲۰۲، ص ۲۰۳، ص ۲۰۴، ص ۲۰۵، ص ۲۰۶، ص ۲۰۷، ص ۲۰۸، ص ۲۰۹، ص ۲۱۰، ص ۲۱۱، ص ۲۱۲، ص ۲۱۳، ص ۲۱۴، ص ۲۱۵، ص ۲۱۶، ص ۲۱۷، ص ۲۱۸، ص ۲۱۹، ص ۲۲۰، ص ۲۲۱، ص ۲۲۲، ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، ص ۲۲۶، ص ۲۲۷، ص ۲۲۸، ص ۲۲۹، ص ۲۳۰، ص ۲۳۱، ص ۲۳۲، ص ۲۳۳، ص ۲۳۴، ص ۲۳۵، ص ۲۳۶، ص ۲۳۷، ص ۲۳۸، ص ۲۳۹، ص ۲۴۰، ص ۲۴۱، ص ۲۴۲، ص ۲۴۳، ص ۲۴۴، ص ۲۴۵، ص ۲۴۶، ص ۲۴۷، ص ۲۴۸، ص ۲۴۹، ص ۲۵۰، ص ۲۵۱، ص ۲۵۲، ص ۲۵۳، ص ۲۵۴، ص ۲۵۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۸، ص ۲۵۹، ص ۲۶۰، ص ۲۶۱، ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، ص ۲۶۴، ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، ص ۲۶۹، ص ۲۷۰، ص ۲۷۱، ص ۲۷۲، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸، ص ۲۷۹، ص ۲۸۰، ص ۲۸۱، ص ۲۸۲، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴، ص ۲۸۵، ص ۲۸۶، ص ۲۸۷، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶،

اصطلاح کے پیش نظر تیسری صورت ہی مقدار اہل کا صحیح مساوی بنتی ہے۔

ماہر ان جملہ فرماتے ہیں

"لُعْنَةُ الْعُقْدَةِ كَوْنُ فِيهَا الْخِدْيَةُ الْإِخْصَاءُ الْغَدُوُّ وَهُوَ اضْطِلَاحُ الْعَرَبِ بِوَضْعِ بَعْضِ الْأَسْمَاءِ عَلَى بَعْضِ عَقْدٍ أُنْمِئَةٍ أُخْرَى فَلَا حَاذَ وَالْعَشْرَاتُ بِالْيَنِيحَةِ وَالْعَشْرُونَ وَالْآلَافُ بِالْيَنَسَارِ" (۱)

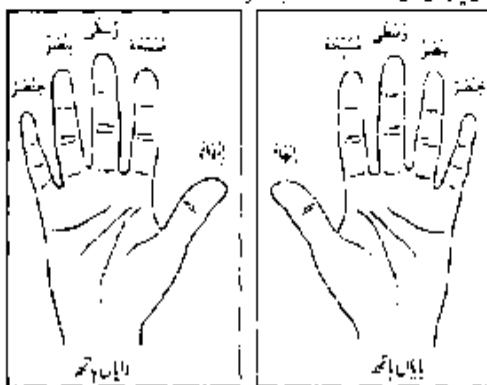
(حدیث میں مذکور عقد کے معنی ۱۰ کا شمار ہے اور وہ عربوں کی اصطلاح میں ایک لکھ کے بعض حصہ کو دوسری لکھ کے پورے پر رکھا ہے۔ چنانچہ اکیس اور پانچ سو اکیس ہاتھ پر اور پندرہ اور ہزار ہاتھ ہاتھ پر شمار کئے جاتے ہیں۔)

عقد اناہل کے لئے بنیادی باتیں

حساب کے اس طریقہ میں جن اعداد کا یاد دہانہ کر دیا جائے اسے محض نیچے۔ ہر اکر پر اردو کے اعداد استعمال کریں گے تاہم ابتداء میں ان کے اہم معنی عربی لغو بھی لکھ دیے جاتے ہیں اور ان کو یاد کر لیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

۱۔ اہل ہاتھ کو عربی میں یمن اور بائیں ہاتھ کو عربی میں شام کہتے ہیں۔ ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے نام درج ذیل ہیں

- ① بیگمنا
- ② شہادت کی انگلی یا انگشت شہادت
- ③ درمیان کی انگلی
- ④ منجھل کی انگلی
- ⑤ چھٹی یا بیرونی انگلی



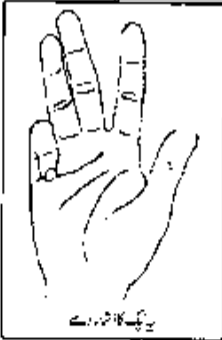
- ✽ اکائیاں اور ٹہنی میں آٹھ کھٹے ہیں یعنی ایک — ٹہنی کے کھٹے۔
 - ✽ بائیس ٹوہنی میں مثنیات کہتے ہیں یعنی اس میں تیس — سے — نو ٹوہنے۔
 - ✽ تیس ٹوہنی میں مثنیات (آٹھ) کی فتح اکتے ہیں یعنی ۱۰۰۰۰۰ میں سو چار سو — سے نو ٹوہنے۔
 - ✽ عوارس ٹوہنی میں اٹھ (الف کی فتح) کہتے ہیں یعنی دھرو و ہزار — اس پر اشارت ہے۔
 - ✽ چالی اور پانی دائیں ہاتھ پر ٹھکان جائیں گی تو سیکرہ اور ڈھرائیں ہاتھ پر ٹھکانے پڑیں گے۔
 - ✽ ٹوئیاں دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں پھٹکی، انھیں ورد میں لپی پڑ جائیں گی۔
 - ✽ دایاں ہاتھ ہاتھ کی دو انگلیوں کھٹات نہایت اور آخر حصے پر ٹھکانے کی۔
 - ✽ سترے پائیں ہاتھ کی تین انگلیوں پھٹکی، پھٹکی ورد میں لپی پڑ جائے گا۔
 - ✽ چار پائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کھٹات نہایت اور آخر حصے پر ٹھکانے کی۔
- متحدہ ہاتھ کی یوں طرح یاد کرنے کے بعد اب آپ اپنے دائیں ہاتھ کا دائیں چوکی طرف کر کے کھول لیجئے اور پھٹکی، پھٹکی اور دیرانی لپی ٹیپ طرف اور انگوٹھا و انگشت شہادت اور منی طرف کر لیجئے۔



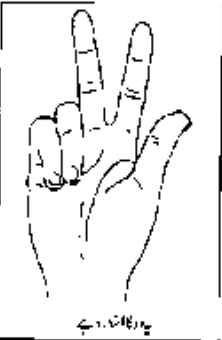
اکائیاں (آحاد)

دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں اور میان انھیں اور پھٹکی پڑائیاں ٹھکان جائیں گی۔

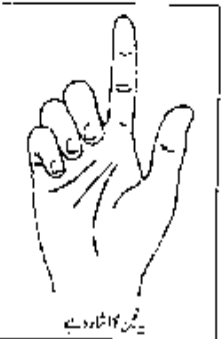
- ① سب سے پہلے چھٹی کو سوا کر بند کریں اور اس کی جز سے ملانے کی کوشش کریں۔ یہ یکدم ہاتھ کاٹنے کے بعد ہونے لگتی ہے۔



- ② اب چھٹی کو بند کرنے کی کوشش سے ملانے کی کوشش کیجئے۔
- کامیاب ہونے کے بعد صرف تین انگلیوں پر چھٹی چھٹی ہونے لگتی ہے اور دوسری انگلی کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اس میں آٹھ گھنٹے اور انکسٹات شہادت کا کچھ فرق نہیں ہے۔



- ③ اب دوسری انگلی کو ملانے سے ہونے لگتی ہے اور انگلی کی جز سے قریب ہونے لگتی ہے۔
- اس کے بعد ہاتھ کی سوجن میں کمی سے بند کی ہونے لگتی ہے اور کھلیں ہلکے سے ہلکی ہلکی طرح بند ہونے لگتی ہیں کہ ان کے قیام سے غائب ہوتے ہیں۔



۱۰ اپنی انگلی انکھوں کے سامنے نہ رکھیں۔



صوبہ کی تصویر

۱۱ اپنی انگلی بھی نہ لٹکائیں۔

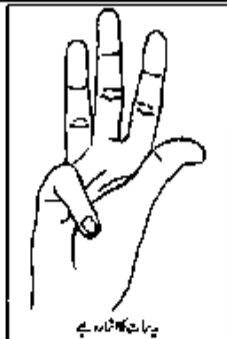


صوبہ کی تصویر

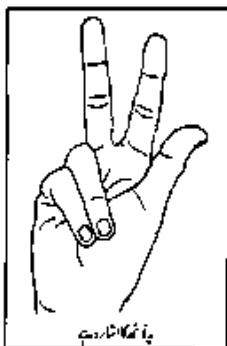
۱۲ اپنی انگلی انکھوں کے سامنے نہ رکھیں۔
انکھوں کی طرف سے ہٹا کر دیکھیں۔



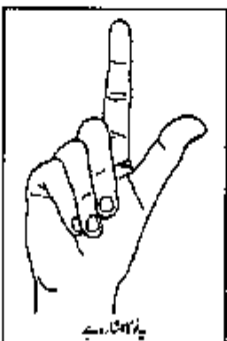
صوبہ کی تصویر



۱ اب آپ چنگلی کو اس طرح بند کر دیں کہ انگوٹھے سے نیچے جو گوشت والا حصہ ہے اس پر جا لگے اور پھل اور دوسری انگلیاں اپنی جگہ سیدھی رکھنے کی کوشش کیجئے۔

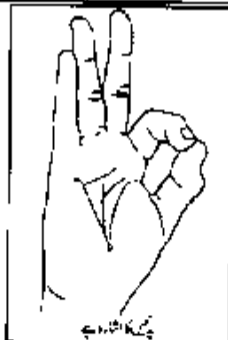


۲ اب آپ پھل انگلی بھی اسی طرح بند کرتے ہوئے پھل کے ساتھ شامل کر لیجئے یعنی انگوٹھے سے نیچے گوشت والے حصہ پر اس کا سراگاد بیٹے اور دوسری انگلی کو سیدھا کھڑا رکھنے کی کوشش کیجئے۔

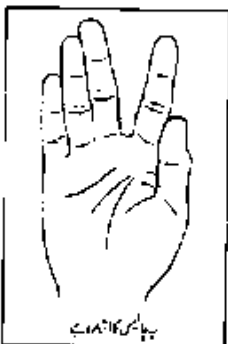


۳ اب آپ دوسری انگلی بھی ان انگوٹھوں کے ساتھ شامل کر دیجئے۔

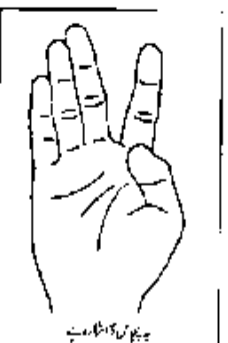
۱۱ اب آپ آنکھت شہادت اور انگوٹھ دونوں کے سرے آپس میں ملا کر ملکہ بنائیں۔



۱۲ اب آپ انگوٹھے کو آنکھت شہادت کے ماتھ مل کر اس طرح کھڑا کریں کہ دونوں کے درمیان بالکل فاصلہ رہے اور انگوٹھا انگلیت شہادت کی پشت کی طرف آئل ہو۔



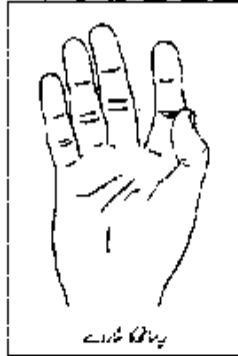
۱۳ اب آپ انگوٹھے کے سرے کو آنکھت شہادت کی جڑ سے لکیر پڑ جائیں۔



۱۵ اب آپ انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کے درمیان پوروے پر لگائیں۔



پہلا نمبر: انگشت

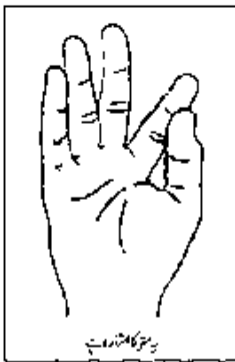


پہلا نمبر: اشارے

نوٹ: بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ انگشت شہادت کا درمیانی حصہ انگوٹھے کے ناخن پر اس طرح لگائیں کہ ناخن چھپ جائے تو ساتھ کا اشارہ دوہنے کا۔ مولا کا نوز محمد صاحب نے اپنے رسالہ عقد اہل میں یہ طریقہ نقل کیا ہے۔

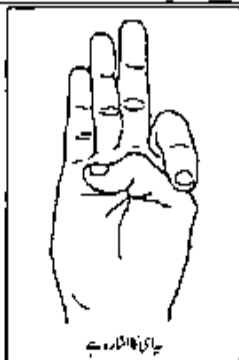
اوپر دانی صورت نزدیکہ راجع ہے کیونکہ قیاس بھی ہی کو ترجیح دینا ہے کہ انگشت شہادت کے پوروے سے تعلق رکھنے والی باقی دہائیاں یعنی بیچاں اور سترک دہائی کے اشارہ میں بھی انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کے پوروے سے ملتا ہے تو سترک کی دہائی میں بھی قرین قیاس یہی ہے کہ انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کی درمیان لکیر سے ملے۔ تاہم دونوں طریقے در اس کی تصویریں ہادی گئی ہیں جس طرف طبیعت راغب ہو اسے اختیار کر لیا جائے۔

۱۶ اب آپ انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کے آخری پوروے پر لگائیں۔



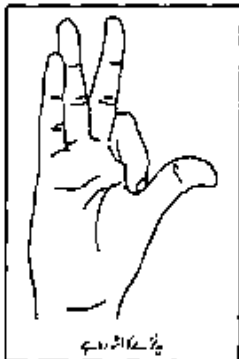
پہلا نمبر: اشارے

۵۔ آپ انگشت شہادت کا سر انگوٹھے کی پشت پر لگائیے۔



چپا کا اشارہ ہے

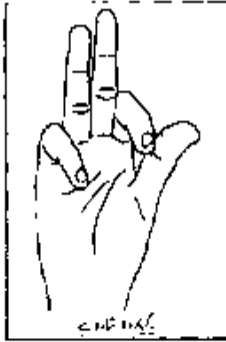
۶۔ آپ آپ انگشت شہادت کو حلقہ کی شکل میں موڑتے ہوئے انگوٹھے کے نیچے حصہ سے اس طرح لگائیں کہ حلقہ چھونے سے چھوٹا بنے۔



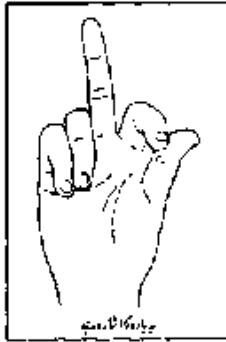
چپے کا اشارہ ہے

یہیں تک دہائیوں (عشرات) کی تفصیل مکمل ہوئی۔ نہیں، بہت اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

۷۔ اب ہم آپ کو دہائیوں کے درمیانی عدد کو جو کہ دراصل کافی اور دہائی سے مل کر بنتے ہیں ان کے بارے میں بتاتے ہیں۔ جیسے تیارہ، بارہ، تیرہ، اکیس، بائیس، بیس و غیرہ۔ آپ نے اگر کافی اور دہائی کے اشارات خوب ذہن نشین کر لئے ہیں تو انہیں سمجھنے میں آپ کو کوئی دشواری نہیں ہوگی۔



آپ جانتے ہیں دس اور ایک "بارہ" (۱۱) ہوتے ہیں اپنا پہلے
آپ دس کا اشارہ دنا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اکائی والی انگلیوں میں
سے پھٹکی کو بند کر کے ایک کا اشارہ بنا دیجئے۔



اسی طرح اس کے ساتھ دو کا اشارہ ملائے۔



اسی طرح دس کے ساتھ تین کا اشارہ ملائے۔
اسی طرح آپ دہائی کے ساتھ اکائی شامل کر کے درمیانی عدد
جاتے جائے۔



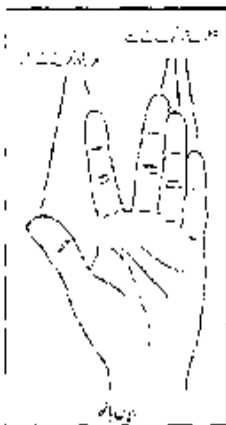
مثال کے طور پر آپ تسبیحات نرست ہرے تہتیس کا اثر دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ پہلے تیس کا اعداد عجیبے تجربے کے ساتھ تیس کا اشارہ دیکھیں۔

آپ نے ابھی اس قدر آسانی اور سہولت کے ساتھ کائی اور دہائی کو یاد کر دیا ہے اس لئے اشارے آپ دیکھتے ہیں۔ آپ ایک عدد چنے اور دہائی پر زور دے کر کائی اور دہائی کا مجموعہ تیار کر لیجئے۔ انگلیوں کو بند کرنے اور کھولنے کی مشق اور کائی اور دہائی کے اشاروں

میں دائیں ہاتھ کی کئی یا دہائی استعمال ہوتی۔ حاضر دہائی کے ساتھ آپ فیصد کریں اور مضبوط عدد کے اشارے دیکھتے ہیں۔

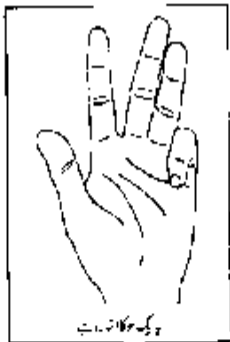
سیکڑے اور ہزار شمار کرنے کا طریقہ

تو آپ نے کائی اور دہائی کا شمار جس کا تعلق دائیں ہاتھ سے ہے خوب ذہن نشین کر لیا ہے تو یہ مرحلہ آپ کے لئے انتہائی آسان و سہل ہے۔ اس میں آپ کو ایسا ہاتھ استعمال ہوگا۔ آپ دائیں ہاتھ کا کارخ اپنے چہرے کی طرف کر کے اسے کھول لیجئے اور اٹھوٹھا۔ انہی شہادت (درمیان میں مصلوبی فلا) کے ساتھ ایک طرف کر لیجئے اور پھٹکی پھٹکی اور درمیانی انگلی ایک طرف کر لیجئے۔ یہی کائی دہائی کے شمار کے وقت ہائیں ہاتھ میں کیا ہے۔

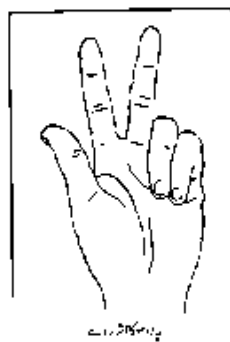


دائیں ہاتھ کی چھٹکی پھٹکی اور درمیانی انگلی پتھرے اور تھوٹھے اور انکشت شہادت پر ہزار شمار سے چائیں گے اہل نیا طین میں صرف دائیں ہاتھ پر انکشت کے شمارے تھے وہیں ہاتھ پر سیکڑوں کے اشارے ہوں گے اور میں طین دائیں ہاتھ پر دہائیوں کے اشارے تھے ہائیں ہاتھ پر ان طین ہزاروں کے اشارے ہوں گے۔

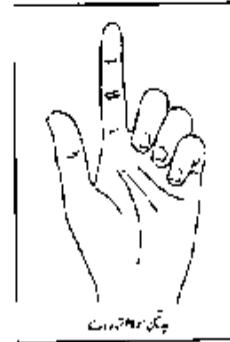
✽ ۱۰۔ اٹھایاں سیوگی کھڑی کر کے بائیں ہاتھ کی چٹائی بند کریں اور اسے چڑ سے قریب رکھ کر کوشش کریں۔



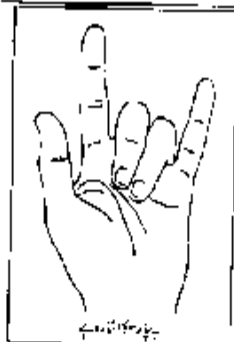
✽ اب چٹائی اٹکی بھی اس کے ساتھ بند کروں۔



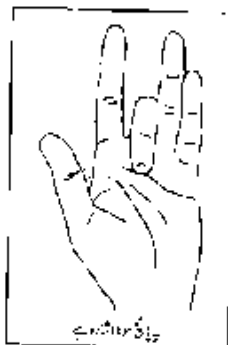
✽ اب اس کے ساتھ ہی طرح دہرائیں اٹکی بھی خالی کر دیں۔



✽ اب چٹکے سیدھی کھڑی کریں۔



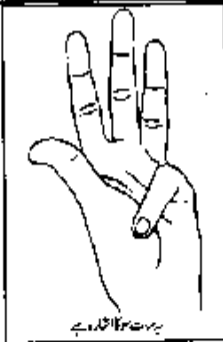
✽ اب چٹکے کے ساتھ پچیس انگلی بھی کھڑی کریں۔



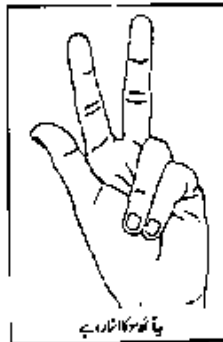
✽ اب پچیس انگلی بند کر کے درمیانی انگلی کو پچھلی کھڑی کریں۔



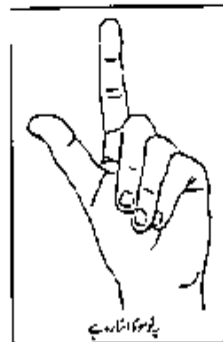
✽ اب پھلکی کو انگوٹھے کے نیچے گوشت والے حصہ پر لگانے کی کوشش کریں۔



✽ اب پھلکی انگلی بھی ملائیے۔

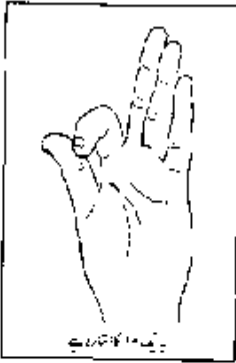


✽ اب درمیان انگلی بھی دبیر لگائیے۔

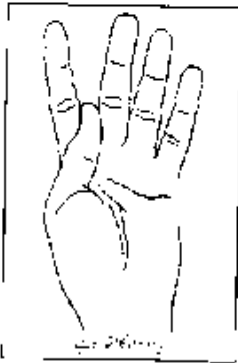


دفع رہے کہ سب کے لئے شام کو کھانا اور شہادت شہادت باکلی استعمال نہیں ہوں گے۔
 اب انگلیاں میوہ کی کر لیں اور انکو شہادت پر ہزاروں کے حق کا سر قیہ دیجئے۔

پھر کوئی خاطر یہ نہیں ہے وہی دیکھیں ہاتھ پر ہزاروں کے شہادت کے حق ہاتھ ان دونوں انگلیوں پر دیا جائے گا



✽ انکھت شہادت کو انکھت کے درمیان دانی کیل پر لگا کر صحت دینا
 چاہئے۔



✽ اگر کھانے کو انکھت شہادت اور درمیان افقی کے درمیان میں اس
 طرح رکھیں کہ انکو کھانے کا شہادت انکھت شہادت سے ملا جائے۔

✓ دفع رہے کہ اس میں درمیان انگلی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ صرف ہاتھ کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

چوتھی نکست شہادت اور انگوٹھے سے انہوں کے سرے ملا کر طاق
ہوئے۔



چوتھی نکست شہادت ہے

باقی تصویروں سے اسے جیسا۔ اپنیوں کے طریقہ پر آپ انگوٹھا اور نکست شہادت ملاتے جائیے۔



پانچواں نکست شہادت ہے



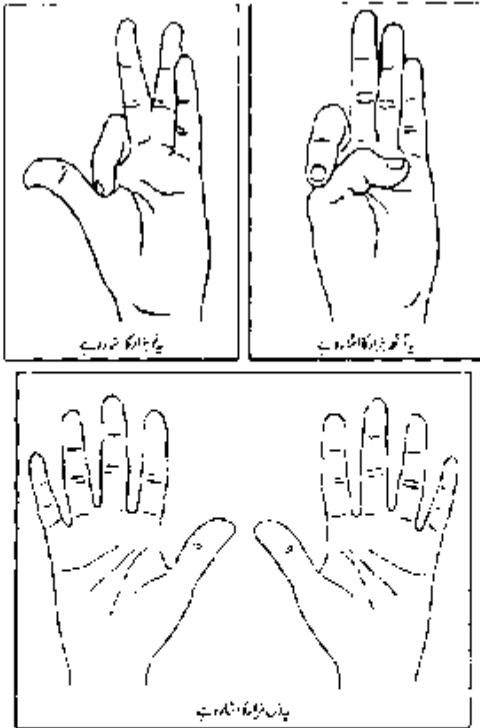
چوتھی نکست شہادت ہے



چوتھی نکست شہادت ہے



چوتھی نکست شہادت ہے



خَلَقْتُ مُحَمَّدٌ مِنْ بَشَارٍ ... (ص ۵۸، ص ۵۹) وَنَحْلُ نَحْلُجِ اصْ ۸۸، ص ۱۲۱ پہلے کے بچہ کی طرح ہوتے۔

وَأَمَّا كُنْتُ قَدْ غَوَا: (ص ۸۸، ص ۱۲۱) دوسری روایت میں "فَلَمْ كُنْتُ قَدْ غَوَا" لَقَدْ بَقِيَ بَا" اور قَسَا لَقَدْ اِيْلَا" کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں علامہ غوثی تحریر فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے دیا میں گناہوں کی سزا حسبِ نہیں کر لی چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے عاقبت کا سوا سنا چاہئے۔^(۴۲)

خَلَقْتُ مُحَمَّدٌ مِنْ بَشَارٍ اَللّٰهُمَّ اِنْسَانًا قَبِيْرًا مَلَكًا (ص ۸۸، ص ۱۲۱) اس دعا کے پورے میں دعا فرماتے ہیں کہ یہ نصیحت جامع دعا ہے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی تمام ہی نعمتوں کا شمل ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ میں ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جب بھی کوئی دعا مانگا ہے تو اہ اس پر آمین کہتا ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر

آخرت کی ساری ہی خبریں اس کومل گئیں اور یہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطا فرماتے ہیں جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے:
 ﴿لَا يَأْتِيَنَّكَ الْتَّهْدِي مَنْ أَتَيْتَكَ وَلَكِنْ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾^(۱) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی
 جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ (آپ ﷺ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت عطا فرمادیتے ہیں
 واپس)

انہادی: (ص ۸۹، ص ۲۵) سے مراد یہ وہ طریقہ ہے جو انسانوں کو معاش اور قیامت اور مکارم اخلاق تک رہنمائی
 کرے۔^(۲)

والنقی: (ص ۸۹، ص ۴۵) نقی مراد اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اسی میں نہ ہوں سے اور اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچنا
 بھی شامل ہے۔^(۳)

والعفاف: (ص ۸۸، ص ۳۵) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو منع کیا ہے اس سے اپنے آپ کو بچنا۔
 والنہی: (ص ۸۸، ص ۳۵) اس سے محمد ﷺ کے نزدیک دل کا فحش ہونا مراد ہے جیسے کہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے
 "نَاسِ الْفُحْشِ غِنَى النَّعَالِ وَلَكِنَّ الْغِنَى الْفُحْشِ" نہ کہ مال کی شہرت کیونکہ دل وار آدمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت
 کرنے سے کبھی رک بھی جائے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل بھی ہو جاتا ہے۔
 نکتہ:

حدیث بالا میں سب سے پہلے "ہی" کو بیان فرمایا کیونکہ یہی ہر خبر کی جڑ اور بنیاد ہے پھر "تقویٰ" کو بیان فرمایا کہ تقویٰ
 آدمی کو ہدایت کے بعد ہی ملتا ہے اور پھر "عفاف" یعنی پاک دہائی کو ذکر فرمایا پاک دہائی اگرچہ تقویٰ میں داخل ہے مگر اس کی
 اہمیت کے پیش نظر اس کو الگ بیان فرمایا۔ اور پھر آخر میں "نہی" کو مانگنے کی ترغیب دی کہ میرے اللہ تعالیٰ آپ میری
 ضروریات کو پورا فرمائیں تو میں کالج کو چھوڑ دوں گا۔ ہم غنی کے ساتھ ہی ہدایت کی تکمیل ہوگی۔^(۴)

تَحْفِظَةُ الْفَلَّاحِينَ:

۳۳۲۵۔ أخرجه مسلم كتاب الفلاح والبر والاسقام، حديث (۲۷۴۱/۲۷۴۲) والبخاري في الأدب المفرد (۱۹۶)۔ حدیث
 (۶۸۱) وابن ماجه كتاب الفلاح، باب ۵۵۰، رسول الله ﷺ حديث (۲۸۴۲) وأحمد (۳۸۸۶، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴)

(۱) سورت قصص آیت ۶۱، (۲) تفسیر سورہ مشکوٰۃ، تعقیب الصبیح ۳۷، ۳۸، (۳) حلق النبی، ۶۸، (۴) دلیل الفلاحین، ص ۲۸۳

بَابُ

بَابُ (ص ۸۹، ص ۳۵)

۳۶۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُوَيْبٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فَعِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْبٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ

﴿تَحْفِظَةُ الْفَلَّاحِينَ﴾

الْمُتَّعِشِينَ قَالَ لَيْسَ غَائِذُ اللَّهِ أَنْوَازُ رَسْمٍ الْخَوْلَانِ عَنْ أَبِي الذَّرْدَادَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يَنْبَغِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبِّي أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنْ الْعَمَلِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يَخْبِرُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَقْبَدَ النَّاسِ فَعَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ عَرَفْتُ. (ص ۸۸۱، مر ۴۰)

ترجمہ: ”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داود علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک یہ ہے ”اللَّهُمَّ ... مِنْ الْعَمَلِ الْبَارِدِ“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تیری اور میری شخص کی محبت و تڑپوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر ہر دو مل جو مجھے تیری محبت تک پہنچائے۔ اے اللہ تعالیٰ میرے لئے اپنی محبت کو میری جان و مال، اہل و عیال اور خاندان سے پانی سے بھی زیادہ عزیز کر دے)۔ راوی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت داود علیہ السلام کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ وہ بندوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ یہ حدیث حسن و غریب ہے۔“

تشریح

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ: (ص ۸۸۷، س ۱۲) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس جملے کے دو ترجمے کئے ہیں۔ ① تیری محبت جو تجھ سے ہے۔ ② میری محبت جو تجھ سے ہے۔^(۱)

وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ: (ص ۸۸۷، س ۱۲) اس شخص کی محبت کا سوال کرتے ہوئے جو آپ سے محبت کرتے ہیں یعنی عام و ملحد و غیرہ۔
”جیسے کہ دوسری دعا میں آتا ہے ”وَحُبِّ ضَالِحِينَ أَهْلِيهَا الْبُذَا“

اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبِّي: (ص ۸۸۷، س ۱۲) دوسری روایت میں ”اجْعَلْ حُبِّي إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمَنْ يَنْبَغِي“ بھی آتا ہے۔^(۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس کا مطلب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ تیری ذات مجھ کو میرے نظم و میری اولاد اور مال و دولت سب سے زیادہ محبوب ہو جائے۔^(۳)

مِنْ الْعَمَلِ الْبَارِدِ: (ص ۸۸۷، س ۱۲) اے اللہ تعالیٰ تیری ذات مجھ و خاندان سے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس طرح آدمی کو ٹھنڈے پانی سے صحت و محبت ہوتی ہے خاص کر گرمی کے ایام میں اے اللہ تعالیٰ تیری محبت بھی میری طبیعت میں ایسی سرایت کر جائے۔

اسی پر حاجی ادا اللہ مہاجر کی کا یہ شعر ہے۔

بنا ما چاہے جیسے آب سرد کو تیریں بیاں اس سے بھی بڑھ کر مجھ کو ہو

تفہیم صحیفہ:

۱۶۱۔ بخروہ الترمذی النظر فیہ (۱۲۷/۱) حدیث (۱۰۹۶۱) من أَسْرَابِ الْكُتُبِ السَّنَةِ وَالْعَرَجَةِ الْحَاكِمِ فِي الْمَشْهُورِ (۲۴۲/۲) قَالَ صَحِيحٌ لَا يَرْوِيهِ سِوَاهُ وَقَالَ طَاهِي عَنِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا فِي أَحَدِ كِتَابَيْهِ مَوْسُوعٍ

۱۶۲۔ اسرفلہ (۱۲) سرعۃ معانی (۱۲۷/۲) حدیث (۱۰۹۶۱) من أَسْرَابِ الْكُتُبِ السَّنَةِ وَالْعَرَجَةِ الْحَاكِمِ فِي الْمَشْهُورِ

بَابُ

بَابُ (ص ۱۶۷) (ص ۱۶۷)

۳۶۶۷۔ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ وَكَيْعٍ نَحْنُ ابْنُ أَبِي غَدِيٍّ عَنْ خُصَّافٍ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُذَيْبٍ الْقُرْظِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَضْعِيِّ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْنِ الْعَبِّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ دُعَائِهِ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَفْقَهُنَّ حُبَّكَ اللَّهُمَّ مَا رَزَقْنِي مِمَّا أُحِبُّ فَأَسْأَلُكَ قُوَّةَ لِي فِيمَا تُحِبُّ اللَّهُمَّ وَمَا رَزَقْتَنِي مِنْهُ مِمَّا أُحِبُّ فَأَجْعَلْهُ لِي قَاءً لِي فِيمَا تُحِبُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَرِيبٌ وَأَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْبِيُّ بِإِسْنِهِ غَيْرُ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ خُصَّافَةَ (ص ۱۶۷) (ص ۱۶۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن یزید قحطی بخروہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں یہ کلمات پڑھ کر کہتے تھے ”اللَّهُمَّ ... آخِرُکَ“ (یعنی اے اللہ تو مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت بھی عطا فرما جس کی محبت میرے نزدیک نامراد نہ ہو۔ اے اللہ تو مجھے میری پسند کی چیز عطا کر ہے اپنی پسند کی چیز کے لئے میری قوت بنا۔ اے اللہ تعالیٰ تو میری پسندیدہ چیزوں میں سے جو مجھے عطا نہیں کیا اسے اپنی پسندیدہ چیزوں کے لئے میری فراغت کا سبب بنا دے۔) یہ حدیث حسن و قریب ہے۔ (ابو جعفر قحطی کا نام عمر بن یزید بن خصاصہ ہے۔)

تَفْہِیْمُ

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ (ص ۱۶۷) (ص ۱۶۷) مومن کے دل میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہوتی ہے ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَهْلُ حَائِلِهِ﴾ (۱۱۱) اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں بہت بڑھ کر ہیں۔) وَحُبَّ مَنْ يَفْقَهُنَّ حُبَّكَ (ص ۱۶۷) (ص ۱۶۷) مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ کو وہ چیزیں عطا فرما جو آپ کی محبت میں اضافہ کا باعث ہوں مثلاً مال، اولاد، صحت، غیرہ وغیرہ۔

فَأَجْعَلْهُ لِي قَاءً لِي فِيمَا تُحِبُّ (ص ۱۶۷) (ص ۱۶۷) جو مال و دولت مجھ کو عطا فرماتا ہے اس پر قیامت کرے مجھ کو عبادت میں مشغول ہونے کی قوت عطا فرما اور جو مال و دولت عطا نہیں فرمایا اس کی قمر کرنے کی بجائے میری عبادت میں لگا دوں۔

— (ترجمہ و تفسیر) —

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو شکر و سیر کی توفیق عطا فرما، کراچی عبادت کے لئے اور فرما
ہیں۔^(۱۲)

ہمارے قاضی میاں حسن فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ میرے دل سے مخلوق کی محبت نکال دے اور میرے دل میں اپنی
محبت ڈال دے اور مجھے عبادت کے لئے قادر فرمائے۔

بخاری جلد بیس:

۳۶۳۷ - عُرْوَةُ الثَّمَرِ مَلِكِي: هَمَّ نَعْمَةُ الْأَعْرَابِ ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، حَدِيث (۱۹۶۷) مِنْ تَجَمُّعِ الْأَكْبَادِ السَّنَةِ وَذَكَرَهُ لَعَنَافِي الْهِنْدِي مَر
بَكْرًا (۱۸۰۲)، حَدِيث (۲۶۳۷) وَعَرَّاهُ مُنْصَفًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرْدٍ
۱۰. سورة الحج آيات ۱-۲: مرقاة

بَابُ

بَابُ (س ۸۶) س ۷۷

۳۶۳۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَنَّ ابْنَ أَسَدَ الرَّشِيدِي قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ نَوْسٍ عَنْ بِلَالٍ بْنِ يُحْيَى النَّخَعِيِّ
عَنْ شَيْبَانَ بْنِ شَكْلٍ عَنْ أَبِيهِ شَكْلٍ بْنُ حَمِيدٍ قَالَ أَتَيْتُ أَخِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَعُوذُ بِهِ قَالَ فَاتَّخَذَ بِكَفَيْهِ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْنِ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ
وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِّیْ یُغْنِیْ فَرَجَهُ هَذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ
هَذَا الرَّجُلِ مِنْ حَدِیْثِیْ سَمِعْتُ ابْنَ اَوْسٍ عَنْ بِلَالٍ بْنِ يُحْيَى (ص ۸۶) س ۷۷

ترجمہ ”مصر سے شکیل بن شکلیہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول
اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے کہ میں اسے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کروں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ”اَللّٰهُمَّ
عَلٰیہِما السّلام“ مَنِّیْ“ تک پڑھا (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں اپنے کانوں آنکھوں، زبان، دل اور منی کے شر سے تیری پناہ مانگتا
ہوں) منی سے مراد شرم و عورت ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں مثنیٰ بعد
ابن اوس، حالانکہ منی سے روایت کرتے ہیں۔“

تَشْبِیْہٌ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ (ص ۸۶) س ۷۷) کائنات کے شر سے برابر یہ ہے کہ آدمی حق بات پر وعظ و
نہی کی باتیں نہ کرے اور ان کا نوس سے حرام اور ناجائز چیز کی مشابہت نہ دیکھ سکے وغیرہ۔^(۱۳)

۳۶۳۰ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْبَيْتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الْمَذْبُوحِ اللَّهُمَّ اغْضِلْ خُطَايَايَ بِمَاءِ التَّلَاجِ وَالْبَرَدِ وَأَنْقِ قَبِيَّ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثُّورَ الْأَبْيَضَ مِنَ الذُّسَى وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خُطَايَايَ كَمَا تَابَعَدْتَ بَيْنَ الْمُشْرِكِ وَالْمُغْرِبِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْلِ وَالْهَرَمِ وَالْعَاقِمِ وَالْمُضْرَمِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۸۷، ۸۸)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کیا کرتے تھے ”اللہم سے آخر تک“ (یعنی: اے اللہ تعالیٰ میرے گنہگاروں سے روزگار کے فتنے، دوزخ کے عذاب، قبر کے فتنے، میری کے فتنے، آخر کے فتنے اور دجال کے فتنے سے تیری ناپاک باتوں سے۔ اے اللہ تعالیٰ میری خطا کو برف اور برفوں کے پانی سے دھو۔ اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو بیل کیگیل سے صاف کرتا ہے اور میرے دل میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی۔ اے اللہ تعالیٰ میں سستی، بوجھ، بوجھ، غم، غم، غم، غم سے تیری ناپاک باتوں سے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۶۳۱ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا وَقَابِلَهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَأَرْحَمْنِي وَالْجَنَّةُ بِالرَّحْمَةِ الْأَعْلَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ص ۸۷، ۸۸)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت یہ دعا کرتے ہوئے سنا ”اللہم اغفر لی..... آخر تک“ (یعنی: اے اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے اعلیٰ درجہ کی رحمت عطا فرما) سے (اللہ تعالیٰ) سے (اللہ تعالیٰ) سے (اللہ تعالیٰ) سے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

کَانَ يُدْعُو بِهِمْ هَذَا لِدَعَاةٍ (ص ۸۷، ۸۸) یعنی جس طرح استہام کے ساتھ پڑھنا قرآن مجید سکھاتے تھے اسی طرح استہام سے اس دعائے ہدایت کو پڑھواتے تھے کیونکہ اس میں دنیا و آخرت کے تمام ہی فتنوں سے حفاظت کی دعا کی گئی ہے۔

عَذَابِ جَهَنَّمَ: (ص ۸۷، ۸۸) جہنم وہ جگہ ہے جہاں پر قوم کے دلوں کا فساد اور فاسقوں کو عذاب دیا جائے گا اگرچہ ان لوگوں کو سب سے آخر میں اس میں عذاب ہوگا مگر اہمیت کے پیش نظر اس کو سب سے مقدم کیا۔^{۱۱}

وَمِنْ شَرِّ لَفْتَةِ الْمَسْبُوحِ الدُّجَانِ: (ص ۱۸۷، ص ۱۸) دجیل کا قتل ان عظیم ترین قتلوں میں سے ہے جن سے آپ ﷺ خود بھی بکثرت پناہ مانگتے تھے اور اہل ایمان کو بھی تلقین فرماتے تھے کہ جہاں کے نقشے سے پناہ مانگو۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي: (ص ۱۸۷، ص ۱۹) گناہوں کے شرارت دھونے کی اور دل کی صفائی کا اور گناہوں سے دور رکھنے جانتے کی بھی دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے تو دور فرما دے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔^(۱۶)

وَاللَّهُمَّ: (ص ۱۸۷، ص ۱۹) ابرہہ یعنی برصانیہ کی وہ حد جس میں آدمی کے ہوش و حواس کچھ اور سالم نہ رہیں تو سے پناہ مانگی جاتی ہے ای کی طرف قرآن مجید میں ﴿وَإِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾^(۱۷) (بعض بے غرض عربی طرف بھی مولا دیے جاتے ہیں) سے اشارہ فرمایا گیا ہے۔^(۱۸)

وَاللَّهُمَّ: (ص ۱۸۷، ص ۱۹) (اور فرمے کہ یوحنا سے) کہ آدمی کسی وجہ سے قرآن سنے لے اور پھر اس کو کھانا نہ کر سکے اس میں آدمی کو بڑی زلت پہنچتی ہے اس سے بھی پناہ طلب کی جا رہی ہے۔

حَدَّثَنَا خَازِنٌ: (ص ۱۸۷، ص ۱۹) اغْفِرْ لِي: (ص ۱۸۷، ص ۱۹) بطور انکساری اور تواضع کے فرمایا اور آپ ﷺ کی معفرت کا اعتراف تو دنیا میں ہی کر دیا مایا تھا۔^(۱۹)

بِإِثْرِي: (ص ۱۸۷، ص ۱۹) "بِإِثْرِي" سے انبیاء و پیغمبر کی جماعت مراد ہے۔

ایک دوسری روایت میں "مَعَ إِثْرِي" کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ریشہ علی سے مراد ننگہ ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد جنت ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ جل شانہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے "سما" حسی میں "ریشہ" بھی شامس ہے۔ واللہ اعلم^(۲۰)

تَفْصِيلُ حَدِيثِهِ:

۳۶۲۹۔ أخر حدثنا كتاب القرآن باب من بعد من كتب الصلاة في الدعاء حديث (۳۳) مسلم: كتاب الصلاة ومواضع الصلاة باب ما يستعاذ منه في الصلاة، حديث (۵۹۰، ۵۹۱)، وأبو داود: كتاب الصلاة باب من استعاذ بالله في الصلاة، حديث (۱۵۱۲)، وأبو داود: كتاب الصلاة باب ما يقول بعد التشهد، حديث (۶۸۸) والسنن: كتاب الجنائز باب التوسل من عبد القبر، حديث (۲۰۶۳)، (۱۵۲/۸)، كتاب الاستعاذ بالله: الاستعاذ من فتنة الصلوات، حديث (۵۵۲)، وأحمد (۱۶۲/۱)، (۳۱۱، ۳۱۸، ۳۱۹)

۳۶۳۰۔ أخرجه البخاري كتاب الدعوات باب الاستعاذ من فتنة الصلوات، حديث (۶۳۵۶)، (۵۸۰/۱)، كتاب الدعوات باب التوسل من فتنة الصلوات، حديث (۶۳۵۶)، (۵۸۰/۱)، كتاب الدعوات باب ما يستعاذ منه في الصلاة، حديث (۱۵۱۲)، (۱۵۲/۸)، (۱۵۲/۸)

وَأَبُو دَاوُدَ: كتاب الصلاة، باب من استعاذ بالله في الصلاة، حديث (۱۵۱۲)، والسنن: كتاب الجنائز باب التوسل من عبد القبر، حديث (۲۰۶۳)، (۱۵۲/۸)، (۱۵۲/۸)

وَأَبُو دَاوُدَ: كتاب الدعوات، حديث (۵۵۲)، وأحمد (۱۶۲/۱)، (۳۱۱، ۳۱۸، ۳۱۹)

وَأَبُو دَاوُدَ: كتاب الدعوات، حديث (۵۵۲)، وأحمد (۱۶۲/۱)، (۳۱۱، ۳۱۸، ۳۱۹)

۳۶۴۱۔ آخر حجہ مالک کذاب الہ اثر باب جامع مختصر، حدیث (۱۶۶) والحدیثی کتاب الشعاری باب سر من السی زکاة ووفاء، حدیث (۱۶۶) وطرہ من (۱۶۶) وسلم کتاب مصال العسلیا باب لی فضل عائشہ رضى الله عنها: حدیث (۱۶۶/۱۶۶) وأحمد (۱۶۶/۱۶۶)

(۱) نور حار الریایہ: ۸/۳ (۱۶) احکام القرآن للہانوی (۳) دلیل العالجہ: ۱۱/۲۲۷ (۱۶) صحیحہ الریایہ: ۸/۴ (۵) معارف العسلیت: ۱۶/۱۶۶ (۶) معارف العسلیت: ۱۶/۱۶۶ (۷) سورۃ الحج آیت ۲ (۸) معرفۃ الحدیث: ۱۶/۱۶ (۹) سورۃ فتح آیت ۲ (۱۰) جامع الحدیث: ۱۶/۱۶

بَابُ

باب (۱۶۶) من (۱۶۶)

۳۶۴۲۔ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ نَا مَعْنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى حَتَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَنِي مِنَ النَّبِيِّ فَلَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعِفَاؤِكَ مِنْ عَفْوَيْكَ لَا أُخْبِسُ نَفَاةً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَقْبَلْتَ عَلَيَّ مَقْبَلِكَ هَذَا خَبَرْتُ حَسَنَ صَحْبِي فَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِهِ وَحِجَّهُ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ الْمُنْكَدِمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُخْبِسُ نَفَاةً عَلَيْكَ (ص ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ سو رہی تھی کہ میں نے آپ ﷺ کو نہ پا کر ہاتھ سے ٹوڑ تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر پڑا۔ آپ ﷺ مجھ سے مل گئے اور یہ دعا کر رہے تھے "أَعُوذُ... آخر تک" (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تیری رضا کے سبب تیری ندامتگی سے اور تیرے عفو کے سبب تیرے عذاب سے پناہ مانگا ہوں۔ میں تیری اس طرح تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ تفسیر بھی اس حدیث کو کئی مفسرین سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ زیادہ بیان کرتے ہیں "وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُخْبِسُ" (میں تیرے عفو کے سبب تیری ندامتگی سے اور تیری اس طرح تعریف نہیں کر سکتا...)"

تَشْرِيحُ

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ ... (ص ۱۸۷، ۱۸۸) يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ: (ص ۱۸۷، ۱۸۸) ایک دوسری روایت میں عَلَيَّ بَطْنِ قَدَمَيْهِ بھی آتا ہے۔ (۱)

وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ وَمَا كُلُّ قَبِيلَةٍ إِلَى الشَّمَاءِ الْمُنْذَبَا جِئْتُ بِهِيَ نُتُّ اللَّيْلُ الْآخِرُ فَيَقْرَأُ مَنْ يَذْعُرُنِي
فَأَسْتَجِيبُ لَهُ مِنْ تَسْلِيَتِي فَأَعْطِيهِ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَيُّو عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْأَعْرَ إِسْمَةُ سَلْعَانَ وَبْنُ الْهَرَبِ عَنْ عَلِيٍّ وَغِيْرِهِ الْإِسْمَاءُ بَنُ مَسْعُودٍ وَأَبْنُ سَعِيدٍ وَجُتَيْبُ بْنُ مُطْلَبٍ وَبِزْمَاعَةُ
الْجُهَيْنِيُّ وَأَبْنُ الدَّرْدَاءِ وَغُلْفَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ (ص ٨٨٢، ص ٨٨٣)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ روزانہ رات کو جب تمہاری رات باقی رہ جاتی ہے تو دنیا کے سنان پر آ جاتے ہیں اور جفر فرستے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اسے قبول کروں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگے تاکہ میں اسے بخش دوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو عبد اللہ الاوزاعی کا نام صحاح ہے۔ اس باب میں حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود، ابو سعید، جابر بن مطعم، رفاعہ جونی، ابو ہریرہ، اور عثمان بن ابی العاصؓ شریف سے بھی روایت ہے۔

٣٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى التَّقِيُّ السَّوْدِيُّ نَا خَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي نَعْمَانَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ خَوْفُ الْمَلِكِ الْأَجَرِ وَدُمُرُ الْفُضُولَاتِ السُّكُونَاتِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفَدُوهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي عُمَرَ عَنِ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: خَوْفُ الْمَلِكِ الْأَجَرُ الدُّعَاءُ فِيهِ أَفْضَلُ أَوْ لَوْحِي: (أَخْرَجَ هَذَا: ص ١٨٧، ج ٢)

مختصر ترجمہ ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا گیا کہ کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی (دعا)۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابوہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رات کو آخری حصے میں مانگی جانے والی دعا انھل ہے اور اس کی قبولیت کی امید ہے۔ اسی کی شرط نقل کرتے ہیں۔“

— تَفْصِيح —

حدیث کہ: یہ کامطلب یہ ہے کہ پہلے توبہ کی رات گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے ان وقت سے نادمہ انکار خوب مروت اور خوب دماغ تکی چاہئے۔

يَنْفِرُونَ وَثُمَّ كُلُّ لِقَاءٍ إِلَى الشَّعَابِ الْمَذْبُوحِ (ص ۷۷، سورہ ۷۷) اللہ تعالیٰ، جہانِ دہر پر نزول فرماتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم ہے؟

نہ پرے ملے: عیار خدا ہے بیکار۔

پہلے مذہبِ مشتبہہ کا ہے یہ اس وظاہ اور غیباقی حتمی پر محمول کرتے ہیں یہ مذہبِ باطل ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ اللہ کا لہجہ ہی سنی مراد نہیں ہے بلکہ یہاں پر مجازی سنی مراد ہے نازل کا سنی نازل بہت یا نازل کا لہجہ ہے اس کو بعد از وہاب شیعہ اور ان کی پیروی و غیرہ نے بھی پسند کیا ہے۔

تیسرا مذہب مذہب اہل غلو ہے اور یہ وہابوں اور مذہبین کا مذہب ہے۔ وہ کہتے ہیں اس قسم کی احادیث و ظاہرات میں سے کوئی چیز اس کے سنی اور غیرت مراد نہیں ہے وہ اس میں جو کچھ نکلتا رہا اپنے طائر اور شرہ تسمیہ ہی سے فرماتے ہیں "ما حاصل نزول الانوار لی السعۃ الدنیا نزول حقیقہ بحمل علی ظاہرہ وبفصوص تفصیلہ وانکبیہ علی الباری عبرہ دہنہ وهو مذہب الانسۃ الاربعہ والسلف الصالحین کما قبلہ المصطفیٰ"۔

چوتھا مذہب خرمی اور مختارہ وغیرہ کا ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث و فکر کرتے ہیں اور اس قسم کی احادیث و روایات کو مانگتے ہیں، نئے یہ مذہب بھی باطل ہے۔

حدیث منقولہ ہیں یعنی (۱) ص ۱۱۱، (۲) حدیث ۱۲۰ جس کے ساتھ اس نے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد خصوصیت سے انہوں نے جوئی ہے۔

جوزی نے پہلی (۱) ص ۱۱۱ اور (۲) ص ۱۱۱ کے ساتھ اس وقت میں کہتے ہیں اس وقت عند علی کا کوئی بعد نہ کر پنے آپ سے نہ راز یا کرتے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کرتے ہیں کہ تو اس وقت کی عمارت اللہ تعالیٰ کو بہت ہی عجیب لگتی ہے۔ یہ دوسری روایت میں آتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وقت میں اعلان فرماتے ہیں کہ کوئی ہے مجھ سے سوس گز سے زیادہ کہ میں اس کو مٹا دوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت میں ایک انکی گھڑی آتی ہے کہ کوئی مسلمان بعد اس میں نیلے آخرت کی کوئی بھاری عذاب نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو وہ عذاب قرار دیتے ہیں۔

فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کا حکم

وَذَكِّرْ الْفَضْلَةَ مِنَ الْفَضْلَةِ بِأَنَّ (۱) ص ۱۱۱ اور (۲) فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ مضمون متعدد احادیث میں وارد ہے۔

بلاشبہ صحیح ہے کہ اس میں منقول ہے کہ اس کے لئے وہ فرض نماز کا اتنا بھارت ہے کہ تو اس کے بعد دعا کریں گے۔ فرض نماز کے بعد دعا کرنا متعدد روایات سے ثابت ہے مثلاً حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَدْ خَلَّ صَلَاةُ الْفَلَّاحِ وَبَنَاءُ الْوَادِ كُلِّ فُلَانٍ (۱) (میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد یہ دعا سنی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اسے دعا سے اور ہر چیز کے رب کا اس طرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا کہ

"اَعِزَّ مَعَاذَ اللَّهِ لَا حَدَّثَ فَلَا قَدَحَ فِي صَلَاتِهِ اِنْ نَقُولَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ عَلَيَّ ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَ

وَأَيُّ السَّالِفِينَ ائِمَّةٌ حُرِّبَتْ عَنْهَا خِدْبَةُ هَذَا حَدِيثُ غُرَيْبٍ. (ص ۸۸، ص ۹)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج رات آپ ﷺ کی دعا سنی چنانچہ جو میں نے مکا وہ یہ ہے ”اَللّٰهُمَّ“۔ (یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے معنا معاف فرما، میرے گھر میں کثافتی پیدا فرما اور جو کچھ مجھے یاد ہے اس میں برکت پیدا فرما۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس میں دیکھ کر کوئی چیز چھوٹ گئی۔ وہ ابوالسلسل کا نام ضرب بن ظمیر ہے انہیں انصاری بھی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔“

تفسیر

وَوُتِّعَ لِيْ فِيْ ذَايَ: (ص ۸۸، ص ۲) داربستی گھر۔ اس سے مراد یا تو دنیا کا گھر ہے یا قبر مراد ہے کہ حقیقی گھر برائیکہ کا قبر ہی ہے۔

وَوَكَرْتُ لِيْ فِيْهَا رَزَقَتْنِيْ: (ص ۸۸، ص ۲) کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا اور اس پر اللہ تعالیٰ برکت کی دولت بھی عطا فرمادے۔

لَمْ تَكُنْ شَيْئًا: (ص ۸۸، ص ۲) دنیا و آخرت سب کچھ اس میں آگیا اس لیے آپ ﷺ فرمادے ہیں کہ وہ دعا میں کیا کوئی چیز چھوٹ گئی ہے؟

تصحیح حدیث:

۳۶۳۷ - يَرْوَاهُ الْإِسْرَافِيُّ عَنْ طَرِيقِ أَبِي السَّيِّدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: (ص ۸۸، ص ۲) من أحد أصحاب الكتب الستة من طريق أبي السَّيِّدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

بَابُ

بَابُ (ص ۸۸، ص ۲)

۳۶۳۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعْبَةَ أَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ نَا أَخْبَرَنَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ أَنَّ ابْنَ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْنَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَذْهَبُوا بِهِ لِأَهْلِ الْكَلْبِ لَا ضَحَايِهِ اللَّهُمَّ أَفِيءْنَا مِنْ خَطِيئَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَايِصِكَ وَبِزْنِ طَاعَتِكَ مَا نُلَاقُ بِه جَنَّتْكَ وَبِزْنِ الْيَقِينِ مَا نَهْوِي بِهِ عَنِ مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَنَمْنَعُ بِإِسْمَاعِلَ وَأَنْصَارِنَا وَقُرُونَنَا مَا أَحْيَيْنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ نَارَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا وَانصُرْنَا عَلَى مَنْ عَافَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَوِّنَا وَلَا تَبْلُغْ عَلَيْنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

